

نواب عزیز جنگ بہادر مولف



ریویو بر کاشت انگور از محکمہ زراعت برٹش انڈیا واقع کانپور

نواب عزیز جنگ بہادر کی کتاب فلاحۃ النخل کارپو یومفید المزارعین کے پرچہ میں نکل چکا ہے اور ناظرین اخبار ہذا موصوف سے واقف ہیں۔ حال میں نواب صاحب بہادر نے کاشت انگور پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں درخت انگور کے جغرافی حالات خصوصیات اقسام۔ طریقہ کاشت۔ امراض۔ اور ادون کے علاجات۔ اوسے شرح و بسط کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں جیسا کہ درخت خرما کی بابت کتاب فلاحۃ النخل میں لکھے گئے ہیں۔ انگور ایک ایسی چیز ہے کہ شہروں اور اوس کے قرب و جوار میں لگی کاشت کرنے سے بھلا چنگا نفع ہو سکتا ہے۔ زبان اردو میں اس قسم کی کتاب اب تک کوئی نہیں تصنیف کی گئی۔ اور شایقین باغبانی۔ اور انگور کی کاشت کرنے والوں کے لئے نہایت ہی کارآمد ہے۔ پبلک کو اس کی قدر کرنا چاہیئے

ریو پور کاشت انگور از جناب مولوی محبوب عالم مالک و اڈیٹر پیشہ اخبار لاہور۔ در اخبارہ می سنہ ۱۳۹۶ء

نواب عزیز خجک بہادر۔ وظیفہ یاب حسن خدمت اول تعلقہ داری سرکار نظام جس
خوبی سے اپنے وظیفہ خواری کا زمانہ بسر کر رہے ہیں اور اس کی تعریف کرنا محال ہے
نواب صاحب کثیر التعداد کتابوں کے مصنف اور مؤلف ہیں۔ اور زیادہ مدت
نہیں گزرتی کہ وہ ایک اور نہایت مفید کتاب علوم و فنون کی کسی نہ کسی شاخ
میں تصنیف کر کے شائع کر دیئے ہیں اور ان کی معرکہ الاراکتاب تاریخ النوائط
گو ایک قوم کی تاریخ ہے۔ لیکن اردو زبان میں اس قسم کی تاریخ نویسی کی
ایک نہایت عمدہ دلغ بیل ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ نواب صاحب
نے فلاحہ النخل کاشت خرم کے متعلق بہت مفید کتاب لکھی تھی۔ اور اس کے
بعد آپ نے کاشت انگور اور اس سے بھی زیادہ تحقیقات اور محنت سے لکھی
ہے اور اس خاص شاخ کی کتاب میں جامعیت پیدا کر دی ہے۔
آپ کی تصنیفات میں ایک نہایت عمدہ بات یہ ہوتی ہے کہ انساکیلوپڈیا
کی طرح اس مضمون میں جامع ہوتی ہیں کہ جس کے متعلق لکھی جاتی ہیں
اردو زبان میں یہ مفید اضافہ قابل شکر گزاری ہے۔ امید ہے کہ جو
لوگ کاشت انگور کی طرف متوجہ ہوں گے انہیں اس کتاب سے بڑا
فائدہ پہونچے گا۔

ریویو برکاشت انگور از مولوی سراج الدین احمد خان اڈیسر منیڈا لاہور۔ پرچہ نمبر ۶-۱۶ فروری ۱۹۰۶ء

ہمارے ناظرین نواب عزیز خجگ بہادر پشتر تعلقدار سرکار نظام دکن کے نام نامی سے اکثر واقف ہوں گے۔ ایسے بزرگوں کی ایک فہرست تیار کیجئے جو ہندوستان کی اعلیٰ درجہ کی خدمت کرتے ہیں تو نواب صاحب کا نام نامی زرین حروف میں زیب عنوان کیئے جانے کے قابل ہوگا۔ یہ تو مسلمہ کہ ہے کہ ہمارے ہندوستانی بزرگواروں سے بہت کم ایسے اصحاب ہیں جنہیں اپنے ملکی ضروریات کا خیال ہو۔ اگر اردو یا ہندی زبان میں ان تصانیف کی تعداد لی جائے جو فن زراعت و فلاح پر لکھی گئی ہوں تو شاید دو انگلیں گنتے کے لئے بھی پوری نہ نکلیں گی۔ ہندوستانیوں میں بابو تیاگو پال مکرجی اور سید محمد ہادی نے علم زراعت پر انگریزی میں کتابیں لکھی ہیں جن کا عدم وجود اردو خوان پبلک کے لئے یکسان ہے اور جن کا فائدہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ افسران انگریزی یا چند انگریزی خوان ان صاحبوں کی قابلیت کے قائل ہوں لیکن ہمارے نواب صاحب نے ملک پر احسان کیا ہے کہ عربی مصری۔ فارسی۔ اور انگریزی کتابوں کے مضامین کو اردو کا لباس پہنا کر اس قسم کے معلومات کو نہایت سہل الحصول کر دیا ہے۔

نواب صاحب کی کتاب فلاحۃ النخل پرچہ پہلے ریویو کر چکے ہیں آج ہم آپ کی کتاب کاشت انگور پر ریویو کرنے کو قلم اٹھاتے ہیں مگر ملک کی قدر نشنا

کی وجہ سے کچھ لکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ افسوس ہمارے ملک کا مذاق استفہ
بگڑ گیا ہے کہ اگر کوئی ناول لکھا جائے تو ہاتھ باندھ کر دھبہ جائے لیکن اس
قسم کی کتابوں کی قیمت میں یہ لکھا ہے کہ مصنف یا مترجم صاحبان اپنی الماریوں
میں دیکھ دیکھ کر خوش ہو لیا کریں۔ اپنی دماغی محنتوں کی آپ ہی
داد دیں۔ اور اپنے مصارف کو آپ ہی برداشت کریں۔

نواب صاحب کی کتاب فلاحۃ النخل کی تو گورنمنٹ ہند نے باتک
نہ پوچھی۔ غنیمت ہے کہ سرکار نظام نے صرف دو سو روپیہ کا انعام ہی دیا۔
ایسی مایوسی ہو گئی تھی کہ نواب صاحب اس قسم کی تصانیف کا خیال تک دلیں
نہ لائیں گے۔ مگر آفرین ہے ان کے حوصلہ کو کہ ابھی فلاحۃ النخل تو شاید الماریوں
ہی میں پڑی ہے کہ کاشت انگور بصرہ زر کثیر تیار کر دی ہے۔ ہم صرف اس
امید پر کہ اس قابل مصنف کی قابل قدر محنتیں کسی دن بارور ہوں گی ملک کو
اطلاع دینا فرض سمجھتے ہیں کہ اردو زبان میں فن فلاحہ پر یہ کتاب اپنی مثال
آپ ہی ہے۔ ساڑھے چار صفحوں کی بسیط کتاب ہے جس میں صرف انگور کی
حقیقت، خصوصیت، اور ابتدائی تاریخ سے اس کی پختگی بلکہ سرکہ بنائے جانے تک
کی مفصل اور مشروح۔ اور اس کی کاشت اور نگہداشت کے متعلق مکمل ہدایات
دج ہیں۔ کاغذ عمدہ۔ لکھائی خوش خط۔ چھاپائی صاف۔ جلد خوبصورت اور
باوصف ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف تین روپیہ۔

ریو یو برکاشت انگور از جناب مولوی خلیل الرحمن اڈیر رسالہ زمیں دار و کاشتکار کجور۔ بابہ پانچ سالہ نمبر ۳

جناب نواب عزیز جنگ بہادر پرنسز اول تعلقدار گورنمنٹ نظام کے اسم گرامی سے اکثر ناظرین واقف ہوں گے جن کے وسیع معلومات اور اعلیٰ قابلیت نے دکن اور دیگر قطاع ہندوستان میں کافی شہرت حاصل کی ہے۔ علاوہ دیگر علوم و فنون کے فن فلاحیت سے آپ کی دل چسپی اور مسلسل شغل تصنیف و تالیف اروزبان سکھ مخزن کو نہایت مفید اور بیش بہا جواہرات سے مالا مال کر رہی ہے۔ چلک آپ کی جس قدر ست گزار ہو کم ہے۔ اس سے قبل غلاقہ الخمل (کاشت کجور) جیسی نامہ کتاب کو ہم ناظرین کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ اور آج سارے چار سو صفحہ کا ایک ضخیم مجلد نہایت واضح و خوش خط چھپا ہوا رسالہ موسوم بہ (کاشت انگور) ہمارے سامنے ہے جس میں نواب صاحب مدوح نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ انگور و کاشت کے تمام مالہ و ماعلیہ پر عرب و عجم۔ ہند و انگلند کی تحقیقات و تجارب علمی و عملی سر مکمل اور تفصیل و ارجح کر کے اپنی وسعت نظر اور قابلیت انتخاب و تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور ہندوستان کی حالت کو مقابلہ و موازنہ نظر رکھ کر کاشت انگور کے شایقین و ضرورت مندوں کو مستغنی کر دیا ہے۔ انگور کی تالیخ۔ اوس کے خواص جرث سے لیکر شیرہ تک۔ اقسام۔ ہدایات کاشت۔ و پرداخت باصول عامہ و خاصہ۔ امراض۔ علاج۔ بار آوری۔ صنایع کاشت۔ ترقیات۔ تغیرات۔ پیوند۔ طلسمات۔ و دیگر مصنوعات وغیرہ سب کا بیان بابہ اول

فرمایا ہے جس سے آپ کی محنت و اسلوب تالیف کی بے انتہا داد اور اس
کامیابی پر مبارکباد دی جاتی ہے۔

ریویو از مرزا مہدی خان گوکب اسے آر۔ یس۔ یم۔ یم۔ آر۔
اسے۔ یس۔ ئی۔ ناظم مردم شماری وزیریندار سرکار نظام۔

نواب عزیز جنگ بہادر نے ایک کتاب کاشت انگور کے نام سے تالیف کی ہے جو میرے
روبرو ہے میں اُن کی ذات کو ہندوستان کے اُردو لٹریچر کے حق میں بہت مفید اور غنیمت
خیال کرتا ہوں۔ جسکے موجودہ شغل سے مختلف فنون کے سرمایہ میں اضافہ ہوا ہے۔ قنالیج
میں اوکی تالیف تاریخ النواظ۔ اور فن سیاق میں سیاق دکن۔ ہند کے لائق افراد کی
نگاہوں میں نہایت ذمی وقعت ثابت ہوئی ہے۔

بہت خوشی کی بات ہے کہ ایسے باکمال شخص کو فن فلاحیت سے خاص دلچسپی ہے۔
جسکی ہند کے اُردو لٹریچر میں بہت بڑی کمی و نقصان ہے۔ اس فن میں اُنکے تصانیف متعدد
کے منجملہ فلاحۃ النخل یعنی کھجور کی کاشت کا رسالہ ابھی ابھی گزشتہ سال پبلک کی نگاہ
سے گزر چکا ہے جسکی نسبت ممالک متحدہ اگر وہ اوودہ کے حکمہ زراعت نے بھی بے بہار اسے
ظاہر کی ہے۔

اب جو کتاب بغرض ریویو ہمارے روبرو رکھی ہے وہ اُنکے تصانیف سے بائیسویں
کتاب ہے لیکن خاصکر فن فلاحیت میں یہ اوکی تیسری تالیف ہے۔ ایسے افراد نہایت قدر
کے قابل ہیں جسکی طبیعت کا زور اور قلم کی روانی کا ثمرہ ہے کہ ہر سیوہ کیلئے ایک خاص
اور مکمل کتاب اُردو زبان میں پبلک کیلئے مہیا ہو جاتی ہے۔

یہ کتاب جو صرف انگور کے متعلق لکھی گئی ہے چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جس میں
انگور کے منافع کاشت کا طریقہ۔ زمینوں کی مناسبت۔ بیماریاں اور اُنکے علاج کے طریقے۔
مضر کیتے اور اُنکے دفعیہ کے تدابیر۔ خاصکر بار آوری کے نتائج کو لائق مولف نے بڑی شرح
و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے جسکے پڑھنے سے ہر کسی چیز کی محتاجی کسی فلاح کو باقی نہیں رہتی۔

انگریزی زبان میں انگور پر بہت سی کتابیں چھپی ہیں جن سے اکثر کتاہیں ہماری نگاہ سے بھی گزری ہیں لیکن ہماری رائے میں کاشت انگور کی جامعیت اپنی آپ ہی مثال ہے۔ یہ خوبی اس کتاب میں زیادہ تر اس لئے پائی جاتی ہے کہ اسکا بڑا حصہ محققین و فلاحان عرب و مصر کی تحقیق اور آراء پر مبنی ہے۔ جن کے ممالک میں انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھ ہوتی ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ مملکت فارس جو وطن اصلی اس بے بہا اثر کا ہے۔ وہاں کے تجربات لائق مولا کے کامل طور پر نمل سکے جہاں تک ہم کو معلوم ہے ایران کا طریقہ کاشت عرب اور مصر کے طریقہ کاشت سے بسبب تفاوت آب و ہوا کے متفاوت ہے۔

بہر حال ہم لائق مولا کے طرز بیان اور تحقیقات کو اس لئے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ جہاں کہیں اپنے ممالک عرب و مصر یا یورپ کے تجربوں اور تحقیق کو ترجمہ کے ذریعہ سے ہی نقل کیا ہے وہاں اپنی ذاتی تحقیق اور ہند کے مناسبات کے لحاظ سے اس خوبصورتی کے ساتھ پیوند دیا ہے کہ وہ بیان بہت مجموعی بنفسہ ایک ایسی تالیف کی حیثیت پیدا کرتا ہے جس سے کوئی بات تشنہ نہیں رہتی۔

شیرہ انگور اور اجزائے درخت کے منافع پر حکیمانہ اصول پر جو حصہ اس کتاب کا مرتب ہوا ہے وہ بھی نہایت قابل قدر ہے۔

اور اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس میں جو کچھ نقص رہ گیا ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ انگور سے شراب کی تیاری کے طریقے اس میں ترک کئے گئے ہیں جن سے مولا نے دیدہ و دستہ اپنے دامن کو پاک رکھا ہے اور اسکے حصہ آخر میں صرف اسی بیان پر قناعت کی ہے کہ درخت انگور کے بعض اجزاء سے شراب نوشی کی لذت ترک کرانے کا ایک نسخہ دیا ہے۔ جس کا طرز بیان ہر ذہن کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً خالی از دہی نہیں۔

ہماری قطعی رائے ہے کہ اگر زمینداران ہند اس گران بہا میسوسے کی کاشت سے متمتع ہونا چاہیں تو ان کے لئے یہ مکمل ذخیرہ بیشک بہت کام آئیگا۔

اور سچ تو یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے یہ کتاب محبوبی خوبیوں کے ساتھ پہلی کتاب ہے جو ہماری نظر سے گزری ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اپنے کرم سے لائق موفقت کے دست و قلم کی طاقت میں ترقی دے اور ان کے ہاتھوں سے ہندوستان کو ایسی ہی مفید کتابوں سے نفع پہنچا دے۔ اور غرض کرتے ہیں کہ اگر کبھی کسی یزد بائرا کے باغبان سے اتفاقاً ملاقات ہو جائے تو اُس سے ایران کے طریقہ کاشت انگور کے متعلق ضرور کچھ تجربات حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ طبع ثانی میں اونکو بھی شریک کر سکیں۔

ہم نواب عزیز جنگ بہادر کو اس کتاب کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور بلحاظ اوس فارسی درد آمیز نظم کے جو دیباچہ کے آخرین آئینوں نے لکھی ہے اونکو تسکین دلاتے ہیں۔ کہ آپکی ان محنتوں اور جانکامیوں کا صلہ ہندوستان کی اُردو دان پبلک کی قبولیت آئین لکھائوں سے بہت کچھ مل رہا ہے اور ملیگا اور یہی ایک چیز مسرت اصلی کے قابل ہے۔ ابھی ہندوستان کی قوت اعظم اس حد تک نہیں پہنچی ہے جو مقامی اور ملکی زبانوں کے بیش بہا ذخیروں سے جو انگریزی زبان میں نہیں ہیں کامل طور پر واقف ہو سکے۔

مرزا مہدی خان کوکب

کاشت انگور

جسین دخت انگور کے جغرافی حالات خصوصیات - اقسام - طریقہ کاشت -

امراض اور اُن کے علاج کے طریقے مفصل طور پر بیان ہوئے ہیں

مؤلف

نواب عزیز خجک سہا وظیفیاب حسن خدمت عہدہ اول تعلقہ داری سرکار نظام

۱۳۲۳ھ

اس کتاب کی رجسٹری بذریعہ دفتر مقدمہ عدالت سرکار عالی ہو چکی ہے

مؤلف کے تمام حقوق محفوظ ہیں کسی اور کو ترجمہ یا طبع کا حق نہیں ہے

عزیز المطالع حیدر آباد دکن

شکریہ

مین سہ کار نظام کے مستند مالگزاری - اے۔ جے ڈنلاب اسکوپر
سی۔ آئی۔ بی۔ کاشت گر گزار ہوں۔ جنھوں نے مہربانی سے بذریعہ
مراسلہ ذیل مجھ کو اسکی اجازت عطا فرمائی کہ میں اس کتاب کو
اُنکے نام نامی سے معنون کروں۔

عزیز جنگ مولف

۴۔ نومبر۔ ۱۹۰۵ء

ڈیر نواب عزیز جنگ

کاشت انگور کو میرے نام معنون کرنے کی نسبت میں
خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اس کتاب میں آپکو
کامیابی حاصل ہوگی۔

آپکا وفادار

ڈنلاب

فہرست مضامین کتاب کاشت انگور

نشان سلسلہ ابواب	ابواب	نشان صفحہ
۱	۲	۳
دیباجہ		
۱	غزل در حمد و ثنا۔	۲
۲	غزل در نعت	۴
۳	مشکریہ و فی نعمت۔	۳۳
۴	سبب تالیف۔	۴
فصل اول متعلق بہ مراتب ابتدائی		
اصل اول متعلق بہ حالات جفرانی		
۱	انگور کی حقیقت اور خصوصیات	۷
۲	درخت انگور کی پیدائش اور ابتدائی تاریخ اور پہلاؤ۔	۱۱
اصل دوم انگور کے منافع اور مضار کے بیان میں		
۱	انگور کے فوائد خاص	۱۵
۲	اجزاء انگور کے طبی منافع (۱) عام بیان۔	۲۶
۳	(۲) فوائد بلجائنا مزاج و خواص انگور۔	۲۷
۴	(۳) انگور کا ضرر اور اسکا مصلح۔	۳۸

۳۱	اجزاء انگور کے طبی منافع اور مضار (الف) انگور کے چیلکے۔	۲
"	(ب) درخت انگور کی لکڑی۔	"
۳۲	(ج) دمعہ الکرم یعنی گوند۔	"
"	(د) درخت انگور کی شاخیں۔	"
۳۳	(ه) درخت انگور کی بیلیوں کے رشتے	"
"	(و) درخت انگور کی کوپل اور پتے۔	"
۳۴	(ز) درخت انگور کا پھول۔	"
"	(ح) درخت انگور کی جڑیں۔	"
۳۵	(ط) انگور کے تنعم۔	"
اصل سوم درخت انگور میں ستاروں کا اثر		
۳۵	صغریٰ کا قول۔	۱
"	صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول۔	۲
۳۶	آدم فلاح کا قول۔	۳
"	مولف کی رائے۔	۴
اصل چہارم انگور کے اقسام کے متعلق		
۳۷	اقسام کا عام بیان۔	۱
۳۸	عربوں کی تحقیق۔	۲
۴۰	عرب و محجم کے چند خاص اقسام۔	۳
۴۹	بعض اہل ہند کی تحقیق اور انگلستان کے اقسام کا بیان۔	۴

فصل دوم متعلق بکاشت درخت انگور

اصل اول متعلق بہ اصول عامہ

۶۲	عام ہدایات جو کاشت انگور پر موثر ہیں۔ (۱) باغبانی کے اصول عام۔	۱
۶۳	(۲) انگور کی نسل بربانی کے اصول۔	۱
۶۴	آب و ہوا کا عام بیان۔	۲
۷۳	اُن زمینات کا عام بیان جو انگور کے لئے موافق یا مخالف ہیں۔	۳
۸۷	موقع کاشت کا بیان عام۔	۴
۸۸	کاشت انگور کے عام طریقے۔	۵
۹۰	زمین کی درستی اور گڑبوں کی تیارچی کا عام بیان۔	۶
۹۳	درخت انگور کی کاشت کو آغاز کرنے کی عام ترکیب۔	۷
۱۰۰	انگور کی کاشت کا عام موسم اور وقت۔	۸
۹۸	درختان انگور کے باہمی فاصلہ کا عام بیان۔	۹
۱۰۱	درخت انگور کے پہلے دو کے عام طریقے۔ (۱) بیان عام۔	۱۰
۱۰۵	(۲) منڈوے کا بیان۔	۱۰
۱۰۸	(۳) بیلون کو کسی اور درخت پر چڑھانے کا بیان۔	۱۰
۱۱۱	(۴) درخت انگور کی شکل میں انگور کی کاشت۔	۱۱
۱۱۲	(۵) تہونیوں کے ذریعہ پہلے دو۔	۱۱
۱۱۷	نقل مقام کے عام قواعد۔ (۱) قواعد عام۔	۱۱
۱۱۸	(۲) نقل مقام کی عمر۔	۱۱

۱۱۴	(۳) نقل مقام کا موسم -	"	"
۱۱۵	(۴) نقل مقام کا وقت -	"	"
"	(۵) نقل مقام کے لئے گرہ ہے -	"	"
"	(۶) نقل مقام کے بعد آبرسانی -	"	"
اصل دوم متعلق بہ اصول خاص			
۱۱۵	نبر یعنی کاشت بذریعہ تخم کا بیان خاص (۱) مراتب ابتدائی -	"	۱
۱۱۶	(۲) زمین کی تیاری -	"	"
۱۱۷	(۳) کاشت کا وقت -	"	"
۱۱۸	(۴) تخم کا انتخاب اور کاشت کا طریقہ -	"	"
۱۲۰	(۵) آب پاشی کا بیان -	"	"
"	عقل یعنی کاشت بذریعہ قلم کا بیان خاص (۱) مراتب ابتدائی -	"	۲
"	(۲) کس عمر کے درخت سے قلم لینا چاہئے -	"	"
۱۲۲	(۳) درخت کی کونسی شاخیں قلم لینے	"	"
"	کے قابل ہیں -	"	"
۱۲۵	(۴) قلم لینے اور لگانے کا وقت -	"	"
۱۲۶	(۵) قلموں کا قد -	"	"
۱۲۸	(۶) قاطع کے صفات -	"	"
۱۳۰	(۷) قلم جدا کرنے کا طریقہ -	"	"
۱۳۱	(۸) قلم قطع کرنے کے بعد کس	"	"
"	عرصہ تک کام آسکتا ہے -	"	"
۱۳۵	(۹) قلم کے ذریعے سے کاشت کرنا مقام -	"	"

۱۳۷	(۱۰) قلم لگانے کے لئے گڑبے۔	"	"
۱۳۸	(۱۱) قلم کو زمین میں لگانے کا طریقہ۔	"	"
۱۳۹	(۱۲) تیار شدہ پودوں کا انتقال مقامی۔	"	"
۱۴۰	(۱۳) منصوبہ قلموں کی آبپاشی۔	"	"
"	(۱۴) قلموں کی کاشت خندقوں میں۔	"	"
۱۴۱	ترقید یعنی شاخوں کے دلیہ سے کاشت کا بیان (۱) مراتب ابتدائی۔	"	۳
۱۴۲	(۲) ترقید کے اقسام۔	"	"
"	(۳) ترقید کا زمانہ اور وقت۔	"	"
"	(۴) ترقید کے لئے زمین کا بیان۔	"	"
۱۴۳	(۵) زمانہ ترقید کی آبپاشی کا بیان۔	"	"
"	(۶) ترقید بسط کا بیان اور اقسام۔	"	"
۱۴۴	(۷) ترقید مضاعف کا بیان اور طریقہ۔	"	"
۱۴۵	(۸) ترقیدات کے متعلق ضروری ہدایا۔	"	"
۱۴۶	تطیم یعنی پیوند کا بیان خاص۔ (۱) مراتب ابتدائی۔	"	۴
۱۴۷	(۲) تطیم کے شروط۔	"	"
۱۴۸	(۳) تطیم کن کن درختوں میں ممکن ہے۔	"	"
"	(۴) تطیم کے منافع۔	"	"
۱۴۹	(۵) تطیم کا موسم اور وقت۔	"	"
۱۵۰	(۶) تطیم کے اقسام (الف) تطیم بالتقریب۔	"	"
۱۵۱	(ب) تطیم بالفروع۔	"	"
۱۵۲	(ج) تطیم بالحق۔	"	"
۱۵۳	(د) تطیم بالمجدور۔	"	"

۱۷۲	(۵) تطہیم حلقی۔	"	"
۱۷۴	بچوں کے ذریعہ سے کاشت کرنے کا بیان خاص۔	۵	
	اصل سوم متعلق بہ لواحق کاشت		
۱۷۵	انگور کے پودوں کی حفاظت اور نگہداشت کا بیان۔	۱	
۱۷۶	درخت انگور میں شادابی بڑھانے کے تدابیر۔	۲	
۱۷۷	انگور کے پُرانے درختوں کی حفاظت اور ان کے طاقت پہنچا سیکھنا طریقہ۔	۳	
۱۷۸	درخت انگور کی تجدید اور حفاظت کا بیان۔	۴	
۱۸۰	درخت انگور کے تہالے کبول دینے کا بیان۔	۵	
"	درخت انگور میں ٹانگی لگانے کا بیان۔	۶	
۱۸۱	درخت انگور کی کاٹ چھانٹ۔ (۱) مراتب ابتدائی۔	۷	
۱۸۴	(۲) کاٹ چھانٹ کر نیوالے کے احکام۔	"	
"	(۳) کاٹ چھانٹ کی عمر۔	"	
۱۸۵	(۴) کاٹ چھانٹ کا وقت۔	"	
۱۸۸	(۵) کاٹ چھانٹ کا آلہ۔	"	
۱۸۹	(۶) کاٹ چھانٹ کا طریقہ۔	"	
۱۹۳	(۷) کاٹ چھانٹ کا ایک خاص طریقہ۔	"	
۱۹۴	(۸) جڑوں کی کاٹ چھانٹ۔	"	
۱۹۵	درخت انگور کی کہا د کا بیان۔ (۱) مراتب ابتدائی۔	۸	
۱۹۸	(۲) کہا د دینے کا وقت۔	"	
۱۹۹	(۳) کہا د دینے میں عمر کا لحاظ۔	"	

۲۰۰	(۴) استعمال کھاد میں لائق لگانا اور۔	"	"
۲۰۱	(۵) اعتدال کی ضرورت۔	"	"
۲۰۲	(۶) کھاد کا لیب۔	"	"
"	(۷) چکنی کھاد۔	"	"
۲۰۳	(۸) تیز اور گرم کھاد۔	"	"
"	(۹) بہور کی کھاد۔	"	"
۲۰۴	(۱۰) لگ کی گرمی بھی کھاد کا حکم کہتی ہے۔	"	"
۲۰۵	(۱۱) رقیق کھاد ۲۰ پٹر کاؤ۔	"	"
۲۰۶	(۱۲) دغانی کھاد۔	"	"
۲۰۷	(۱۳) راکھ کی کھاد۔	"	"
۲۰۸	(۱۴) انسان کے پیشاب کی کھاد۔	"	"
"	(۱۵) چونے کی کھاد۔	"	"
"	(۱۶) پتھر زن کی کھاد۔	"	"
۲۰۹	(۱۷) سنگ کی کھاد۔	"	"
"	(۱۸) ہڈی کی کھاد۔	"	"
۲۱۰	(۱۹) سبز کھاد۔	"	"
۲۱۱	(۲۰) انگور کے لئے مرکب کھاد۔	"	"
۲۱۵	(۲۱) درخت کو پیلا بننے والی کھاد۔	"	"
"	درخت انگور کی آب رسانی کا بیان۔ (۱) پانی کے مدارج۔	"	۹
۲۱۶	(۲) آبپاشی کا زمانہ۔	"	"
۲۱۷	(۳) آبپاشی کا وقت۔	"	"

۲۱۸	(۴) آبپاشی کی مقدار۔	"	"
"	(۵) میٹھے پانی کی آبپاشی۔	"	"
"	(۶) ملنے یا کھارے، پانی کی آبپاشی۔	"	"
"	(۷) آب شور کی آبپاشی۔	"	"
"	(۸) تبدیل آبپاشی کا بیان۔	"	"
۲۱۹	(۹) آبپاشی کے متعلق ہدایات خاص۔	"	"
"	درخت انگور کے آفات اور عوارض کا بیان (۱) مراتب ابتدائی۔	"	۱۰
۲۲۲	(۱) آکلہ یا تا کلہ کا مرض۔	"	"
۲۲۳	(۲) مرض العنبر۔	"	"
۲۲۵	(۳) مرض الحمرة یعنی سرخ بادہ۔	"	"
۲۲۷	(۴) سقم الکرم کا مرض۔	"	"
۲۳۰	(۵) مرض العارضہ۔	"	"
۲۳۳	(۶) مرض یرقان۔	"	"
۲۳۷	(۷) استرخا کا مرض۔	"	"
۲۳۹	(۸) مرض الساعی۔	"	"
۲۴۰	(۹) مرض الجمل۔	"	"
"	(۱۰) مرض الاصل۔	"	"
۲۴۱	(۱۱) مرض النقع۔	"	"
۲۴۲	(۱۲) مرض الارض۔	"	"
۲۴۳	(۱۳) مرض الکسل۔	"	"
"	(۱۴) مرض العصر۔	"	"

۲۴۴	(۱۵) مرض العین۔	"	"
"	(۱۶) مرض الشمرخ۔	"	"
۲۴۶	(۱۷) مرض ایدیون یعنی سفید غبار۔	"	"
۲۴۹	(۱۸) فنکس کا مرض۔	"	"
۲۵۱	(۱۹) انتہراک نوز کا مرض۔	"	"
۲۵۲	(۲۰) ہلاک رات کا مرض۔	"	"
۲۵۳	(۲۱) متفرق اقسام پیپونڈی کے۔	"	"
"	(۲۲) ٹانگیان اور زخمون کا علاج۔	"	"
	<u>(الف) درخت انگور کے کیڑے</u>	درخت انگور کے دشمنوں کا بیان	"
	(۱) عربوں کی تحقیق	"	"
۲۵۴	(۱) بیان عام۔	"	"
۲۵۹	(۲) ہڑمی کہیوں کا دفیہ۔	"	"
"	(۳) مگڑیوں کا دفیہ۔	"	"
۲۶۰	(۴) ایک خاص قسم کے کیڑے کا دفیہ۔	"	"
"	(۵) جہینگر کا دفیہ۔	"	"
۲۶۱	(۶) چیونٹیوں کا دفیہ۔	"	"
۲۶۳	(۷) فساخس کا دفیہ۔	"	"
۲۶۴	(۸) چہرون کا دفیہ۔	"	"
۲۶۵	(۹) ذرارچ کا دفیہ۔	"	"
۲۶۶	(۱۰) ڈانس کا دفیہ۔	"	"
"	(۱۱) پیرغوث کا دفیہ۔	"	"

۲۶۹	(۱۲) ٹریوں کا دفیغہ۔	"	"
۲-۱	(۱۳) پھوون کا دفیغہ۔	"	"
۲۷۳	(۱۴) سانپوں کا دفیغہ۔	"	"
۲۷۴	(۱۵) حلزوں کا دفیغہ۔	"	"
"	(۱۶) قومز کا دفیغہ۔	"	"
	<u>(۲) محققین یورپ کی تحقیق</u>	"	"
۲۷۵	(۱) اناٹا دئیس کا بیان۔	"	"
۲۷۶	(۲) لپی ڈاپٹر کا بیان۔	"	"
"	(۳) ٹار ٹرپلے رینا کا بیان۔	"	"
"	(۴) لبترس سینف لوٹس کا بیان۔	"	"
۲۷۷	(۵) رپنجی ٹس بی ٹیوٹی کا بیان۔	"	"
"	(۶) کاپنجی ٹس ایبھی کوپلا کا بیان۔	"	"
"	(۷) گرائیوٹی تہا بارٹا نا کا بیان۔	"	"
"	(۸) کوکس وئیس کا بیان۔	"	"
"	(۹) فلاکرا وئسٹارکس کا بیان۔	"	"
	<u>(ب) چرند اور پرند و شمنوں کا بیان</u>	"	"
۲۸۲	(۱) چھوہندر کا دفیغہ۔	"	"
۲۸۳	(۲) چوہوں کا دفیغہ۔	"	"
۲۸۵	(۳) لومڑیوں یا دوسرے چارپائیوں کا دفیغہ۔	"	"
۲۸۶	(۴) چڑیوں کا دفیغہ۔	"	"
۲۸۷	(۵) چمگا در کا دفیغہ۔	"	"

	(۵) آکافی اور بوائے کاشت	
۲۸۸	(۱) سخت سردی کی آفت۔	
"	(۲) اولون کی آفت۔	
۲۹۲	(۳) پار کی آفت۔	
"	(۴) کھجے کی آفت۔	
۲۹۳	(۵) سردیوں کی آفت۔	
"	(۶) سیلاب کی آفت۔	
"	(۷) برف کی آفت۔	
۲۹۴	(۸) ٹو کی آفت۔	
۲۹۵	بنائی دوست اور دشمن کا احوال (۱) بیان عام۔	۱۲
"	(۲) انگور کے دشمن انگور۔	"
۲۹۷	(۳) وہ نباتات جو انگور کے دوست اور دشمن ہیں۔	"
	اصل چہارم متعلق بہ نتیجہ کاشت	
	(الف) انگور کی بار آوری کا بیان	
۳۰۲	عام بیان۔	۱
"	بار آوری کی عمر کا اندازہ۔	۲
۳۰۳	بار آوری کی مقدار کا اندازہ۔	۳
۳۰۴	پختگی سے پہلے شرہ کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ۔	۴
۳۰۵	بار آوری کے زمانہ کی آبپاشی۔	۵

Checked
1987

۳۰۵	زمانہ بار آوری میں بعض پتوں کا دور کرنا۔	۶
۳۰۶	نثرہ انگور کی پختگی کے علامات اور اس کا وقت۔	۷
۳۰۸	نثرہ توڑنے کا طریقہ اور وقت۔	۸
۳۱۰	نثرہ انگور سے شیرے کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ۔	۹
"	خوشن کی حفاظت کے طریقے۔	۱۰
	(ب) بار آوری کے لواحق کا بیان	
۳۱۶	وقت سے پہلے نثرہ حاصل کرنے کا طریقہ۔	۱
۳۱۸	بار آوری بڑھانے کا طریقہ۔	۲
۳۱۹	نثرہ انگور میں شیرہ بڑھانے کا طریقہ۔	۳
"	شیرہ کو درخت ہی پر زیادہ میٹھا کرنے کا طریقہ۔	۴
۳۲۰	نثرہ ہی سے سرکہ حاصل کرنے کا طریقہ۔	۵

فصل چہارم متعلق بہ صنایع کاشت

	اصل اول انگور کے اُن درختوں کے بیان میں جنکے نثرہ او شیرہ میں خاص قسم کے تاثیرات پیدا کئے جاتے ہیں	
	(۱) کرستم الدریاق	
۳۲۲	بیان عام۔	۱
۳۲۳	تخم کا انتخاب۔	۲
۳۲۴	زمین کی درستی۔	۳
"	گز ہون کا بیان۔	۴
"	کاشت کا طریقہ۔	۵

۳۲۵	کاشت کا وقت -	۶
"	تخم سے پودوں کا نکلنا اور کہا دسے انکی پرداخت -	۷
۳۲۶	سردی کے موسم میں حفاظت -	۸
"	۳ سال کی عمر میں کیا کرنا چاہئے -	۹
"	نشو و نما بڑھانے کی تدبیر -	۱۰
۳۲۷	آب پاشی -	۱۱
۳۲۸	انگ کی گرمی پہلے سال -	۱۲
"	منع کی قربانی دوسرے سال -	۱۳
۳۲۹	شراب پاشی تیسرے سال -	۱۴
"	کبابی عمل چوتھے سال -	۱۵
"	سراج القطرب کی کاشت -	۱۶
"	بیماری اور علاج -	۱۷
۳۳۰	نسل لینا -	۱۸
۳۳۱	نتیجہ کاشت -	۱۹
۳۳۲	خاتمہ بیان -	۲۰
(۲) کرتہ اہل سہال کا بیان		
۳۳۵	انگور کا وہ درخت جبکا ثمرہ اور شیرہ اور پتوں کے کہانیے دست آئین	۱
اصل و مبیوہ انگور میں تغیر پیدا کرنے کے متعلق		
"	درخت انگور میں مختلف اقسام کے خوشے پیدا کرنے کا طریقہ -	۱
۳۳۷	ثمرہ انگور کے اصلی رنگ کی تبدیل کا طریقہ -	۲

۳۲۰	میوہ انگور کی شکل کی تبدیل کا طریقہ۔	۳
۳۲۱	ایک خوشہ میں مختلف رنگ اور قسم کے دانے پیدا کر نیکا طریقہ۔	۴
۳۲۱	دانہ ہائے انگور میں صندل کی بو پیدا کرنے کا طریقہ۔	۵
	بے گٹھلی کے انگور پیدا کرنے کا طریقہ۔	۶
۳۲۲	میوہ انگور میں مختلف چیزوں کی بو اور ذائقہ پیدا کرنے کا طریقہ۔	۷
اصل سوم درخت انگور کا پیوند غیر انگور کیساتھ قائم کر نیکے مطلق		
۳۲۳	مراتب ابتدائی۔	۱
۳۲۴	انگور کے پیوند کا طریقہ عام غیر انگور کے ساتھ۔	۲
۳۲۵	درخت انگور سے درخت گلاب کے پیوند کا طریقہ۔	۳
"	درخت انگور کا پیوند کلاسیہ کے درخت کے ساتھ۔	۴
۳۲۶	درخت انگور کا پیوند درخت سیب کے ساتھ۔	۵
اصل چہارم متفرقات اُن طلسمات کے بیان میں جو درخت انگور پر مؤثر ہیں		
۳۲۷	بیان عام۔	۱
"	درخت انگور کو مختلف آفات سے محفوظ رکھنے کا طلسم۔	۲
"	کیڑوں کے تمام اقسام کو دفع کرنے کا طلسم۔	۳
۳۲۸	مڈیوں کے دفع کرنے کا طلسم۔	۴
"	سائپوں کے دفعیہ کا طلسم۔	۵
"	برف اور پانی کو روکنے کا طلسم۔	۶
"	اُکھا دکان کا ایک طلسم۔	۷

۳۴۶	شیرہ انگور کی حفاظت کا طلسم -	۸
"	سب سے درخت انگور کو زندہ کرنے کا طلسم -	۹
خاتمہ کتاب متعلق نتیجہ بار آوری		
الف - شیرہ انگور کا بیان		
۳۵۰	شیرے کے اوصاف اور منافع -	۱
۳۵۱	شیرہ کی تیساریں کامکان -	۲
۳۵۳	شیرہ کے ظروف کی اصلاح اور مرمت کا بیان -	۳
۳۵۴	شیرہ نکالنے والوں کے فرائض -	۴
"	شیرہ کو مشکون میں بہرنے کا بیان -	۵
۳۵۵	جارے اور گرمی کے موسم کے لئے شیرہ انگور کیلئے خاص ہدایات -	۶
"	شیرہ کے جوش کو کم کرنے کی تدبیر -	۷
"	شیرہ بچوڑ کر اسی دن استعمال کرنے کی تدبیر -	۸
"	زمانہ دراز تک شیرہ کی حفاظت کا طریقہ -	۹
۳۵۶	شیرہ کی حفاظت اور شیرینی بڑھانے کا طریقہ -	۱۰
"	انگور کے اس شیرہ کی حفاظت کا طریقہ جسکے ثمرہ پر بارش برسی ہو -	۱۱
۳۵۷	شیرے کی نگرانی کا بیان -	۱۲
۳۵۸	شیرے کو ایک طرف سے دوسرے طرف میں منتقل کرنے کا بیان -	۱۳
۳۵۹	شیرے سے دُردی جدا کرنے کی تاکید -	۱۴
	شیرے کو بگڑنے سے محفوظ رکھنے کا طریقہ -	۱۵

۳۶۲	عقدہ اور خراب شیرے کی علامتیں۔	۱۶
۳۶۵	بد مزہ شیرے کی اصلاح کا طریقہ۔	۱۷
"	ترش شیرے کا علاج۔	۱۸
۳۶۶	شیرے کی بدبو دفع کرنے کی تدبیر۔	۱۹
۳۶۷	شیرے کی کدورت دفع کرنے کا طریقہ۔	۲۰
"	شیرے کے مزہ اور خوشبو کو بڑھانے کی تدبیر۔	۲۱
۳۶۸	نئے شیرے کو پُرانا بنانے کی تدبیر۔	۲۲
۳۶۹	اُن علامتوں کا بیان جن سے معلوم ہو جاسکے کہ شیرے میں پانی ملا ہوا ہے۔	۲۳
۳۷۰	پانی کو انگور کے شیرے سے جدا کرنے کے تدابیر۔	۲۴
"	شیرے کا رنگ بدلنے کا طریقہ۔	۲۵
۳۷۱	تھوڑا سا شیرہ برہمی جماعت کے لئے کافی ہونے کا طریقہ۔	۲۶
"	زہرے شیرے کی اصلاح کا طریقہ۔	۲۷
۳۷۲	شیرے کی بو چھپانے کا طریقہ۔	۲۸
"	شیرے کی حفاظت کا بیان جو دریائی سفر میں ساتھ رہے۔	۲۹
۳۷۳	شیرے کے بگاڑ دینے کا طریقہ۔	۳۰
"	حفظ ماتقدم کے لئے ایک دھوکہ بازی کا بیان۔	۳۱
"	بھڑا انگور کے فضلے سے کیا کام لیا جاسکتا ہے جو شیرہ نکال لینے کے بعد رہ جائے۔	۳۲
۳۷۴	اُن امراض کا بیان جن کا علاج شیرہ انگور کی شرکت سے ہوتا ہے۔	۳۳
ب۔ انگوری شکر کا بیان		

۳۷۹	انگور سے شکر بنانے کا طریقہ۔	۱
	ج۔ انگوری سرکہ کا بیان	
۳۸۰	سرکہ بنانے کا طریقہ۔	۱
"	اُس سرکہ کا بیان جو مصلح معدہ ہے۔	۲
۳۸۱	تیز سرکہ کو شیریں اور عمدہ بنانے کی ترکیب۔	۳
۳۸۲	خراب سرکہ کو تیز بنانے کا طریقہ۔	۴
۳۸۳	پانی ملے ہوئے سرکہ کی علامت۔	۵
"	سرکہ کی مقدار کو دوئی کر دینے کی ترکیب۔	۶
"	سرکہ کے کیترون کو دغ کرنے کی تدبیر۔	۷
	د۔ انگور سے کشمش بنانے کا بیان	
۳۸۴	کشمش کی تیاری کا طریقہ۔	۱
	۵۔ شراب انگور کا بیان	
۳۸۸	شراب کو زیادہ میٹھی بنانے کی ترکیب اور وہ تدبیر جس سے شراب کی عادت ترک ہو جائے۔	۱
	تمام شد فہرست کتاب کاشت انگور	

کاشت انگور

حسن میں درخت انگور کے جغرافی حالات خصوصیات۔ اقسام طریقہ کاشت۔
امراض اور ان کے علاج کے طریقے مفصل طور پر بیان ہوئے ہیں :



نواب عزیز خٹک بہادر وظیفہ یاب حسن خدمتہ عہدہ اول تعلقداری سرکار نظام

۱۳۲۳ھ

اس کتاب کی رجسٹری بذریعہ دفتر مستند عدالت سرکار عالی ہو چکی ہے
مولف کے تمام حقوق محفوظ ہیں کسی اور کو ترجمہ یا طبع کا حق نہیں ہے۔

عزیز المطالع حیدر آباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>گلشنِ تخلیقِ رنگ باغبانِ قدرت است از نسیمِ لطیفِ اویسنی ہوائے درچمن طائرِ جانِ میشود دستانِ سدا در باغِ تن دانہ را از خاکسارِی شد نشین در زمین تا کہ بروئے زمین مانند دریا مے دود و خیرِ رز جانِ بمن از خونِ مادر یافتہ</p>	<p>شاخِ گل در گلبنِ مستی نشانِ قدرت است حسنِ تاثیرش بہارِ بوستانِ قدرت است نغمہٗ دل سوزا وہم از زبانِ قدرت است نوبہالِش را مہرے بر آسمانِ قدرت است سیلِ آبِ اندر گشت آبِ دانِ قدرت است حرمتِ وحلتِ ہمہ رخصتِ نہانِ قدرت است</p>
<p>حمد خالق را مگر نوکِ رہبانِ مے و لا در بہارستانِ چوسون تر جانِ قدرت است</p>	
<p>تا فصلِ زبانِ غنچہ داشت بلبلِ نہواے گلِ قدمِ زد پے برو بہنزلِ حقیقت نامِ آور شد ہر آنکہ نامش محبوبِ خدائی و دو عالم جانِ را بہ نگار خانہٗ دل معتشوقِ چنینِ ندیدہ ام کو</p>	<p>پیمبرِ بوسے گلِ صبا شد تا بویِ ششِ مہم ہوا شد آن را کہ محبتِ از رہنما شد مراحِ پیمبرِ خدا شد قربانِ رختِ بیک ادا شد مرآۃٗ زخشنِ خدا نما شد عاشقِ را غالبِ رضا شد</p>

<p>دارم بہ مجتہدین خالص زین وجہ تخلص و لاش</p>	
<p>صلوا علیہ و علیٰ آلہ الکرام و اصحابہ علیہم التحیۃ والسلام۔ اما بعد بندہ ناچیز احمد عبدالغیر زولائیکلص الخطاب بہ خان بہادر عزیز جنگ و طیفہ یاب حسن خدمت سرکار نظام اپنے آقائے نعمت و والی دولت۔ قدر قدرت۔ اعظمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی بذلک العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک نواب میر محبوب علی خان بہادر شیخ جنگ۔ جی۔ سی۔ بی۔ ای۔ جی۔ سی۔ بی۔ ای۔ ادا م اللہ اقبال ہم فرما کر واسے سلطنت آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن صانہ المد عن الشر و الفتن کا شکر گزار ہے جسکے خزانہ شاہی کا مولف و طیفہ خوار ہے۔ اور اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت فکر معاش سے فارغ ابدال او شغل تالیف و تصنیف میں خوشحال ہے۔</p>	
<p>پروین ز آسمان بشکت آفتاب کرد ماہ من از حیا چو رخس را نقاب کرد کو انتظام ملک بصد آب و تاب کرد مدحت گرے کہ مدح جلالت تاب کرد از رد و قبح راے رزین لاجواب کرد ہر فنہ را رخسار نگاہش بخواب کرد با دشمنان بروے مدار خطاب کرد ہر کار را کہ کرد بر اے صواب کرد ادواق را بصورت حسنہ و کتاب کرد تا نصف تو خانہ ظالم غراب کرد</p>	<p>پیرنمان از خوشم ز را شہاب کرد مہر فلک ز پردہ مشرق بر آمدہ ۴ خورشید آسمان دکن آصف زمن مزد عمل ز بارگہ کرد گار یافت ۴ دانستہ کہ معتمد خورده گیر را بیداریش بچہ غفلت بر نیت آب بادوستان براہ تلفظ کرم نمود ۴ کار آگہان بکارش صد آفرین کنند شیرازہ بند مکنستی کہ ذات تو ۴ ہر خطہ ملک تو آبادے گرفت</p>
<p>از الف ت و د ن شانہ و لا بدل صد آفرین کہ ہجو زمین انتخاب کرد</p>	

سبب تالیف

مالک یورپ نے کاشت انگور کے متعلق آجکل جس قدر ترقی کی ہے اُس کا اندازہ اُن تصانیف سے کیا جاسکتا ہے جو پچاس سے زیادہ کتابوں کی حیثیت سے انگریزی زبان میں شائع ہیں جنکا تمام تر تعلق کاشت انگور اور نئے نئے تجربوں سے ہے۔ ہندوستان ہی اسکے مذاق سے خالی نہیں ہے۔ کجور کے مقابلہ میں انگور کی کاشت ہند کے اکثر مقامات پر کامیابی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اورنگ آباد دکن کو اس باب میں خصوصیت حاصل ہے جہاں سپید انگور کے نسبت سیاہ انگور شاداب نظر آتے ہیں۔ مدراس پریسڈنسی کے بعض مقامات بھی سپید انگور کے بعض اقسام میں کامیاب سمجھے جاتے ہیں۔ مولف کے مستقر یعنی حیدر آباد دکن میں بھی صد ہا مکانات اور باغات میں انگور بوئے گئے ہیں لیکن باستثنای چند خاص باغات اور مکانات کے اکثر جگہوں سے ناکامی کی شکایت سنی جاتی ہے۔ مولف کہتا ہے کہ جب آب و ہوا اور عرض البلد اور سطح سمندر سے بلندی کے لحاظ سے ہندوستان کا اکثر حصہ کاشت انگور کے لئے موافق ہے تو پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کے کاشتکار اور زمیندار اس سے بہرہ مند نہیں ہیں۔ اور کیوں انگور اپنی کامیابی پر بھر وسانہ نہیں ہے۔ جہاں تک مولف کا خیال ہے صرف ایک ہی وجہ ہے جو انکی ناکامی کا سبب ہے یعنی کاشت اور نگہداشت کے قواعد سے انکو کما حقہ آگاہی نہیں ہے اور نہ زبان اردو میں اسکا کافی ذخیرہ جمع ہے جس سے اُن کو مدد مل سکے۔ باغبانی کے متعلق زبان اردو کی جس قدر کتابیں ہماری نظر سے گزری ہیں اُن میں سے ایک کتاب بھی ایسی نہیں ملی جس سے انگور کی کاشت کے متعلق ضروری ہدایات کا کامل ذخیرہ ہاتھ آسکے۔ افسوس ہے کہ ہندوستان کے لایق مولفین سے آج تک کسی بزرگ نے بھی اسکا ارادہ نہیں فرمایا کہ انگریزی ذخیرہ سے ہندوستان کی ضرورت اور احتیاج کو ترجمہ کے قالب میں پورا کریں۔ جن اخبارات اور رسائل کو فنِ فلاحت کے ساتھ خاص دلچسپی ہے۔ جیسے مفید المزارعین کانپور۔ اور زمیندار لاہور۔ زمیندار و کاشتکار بجنور۔ ان کا ہم پراحسان ہے کہ یہ گاہ گاہ انگور کے متعلق انگریزی اخباروں کے بعض آرٹیکلز کا ترجمہ جہاں دیتے ہیں اور اسی قسم کی مدد کبھی کبھی اودہ اخبار لکھنؤ اور پیہ اخبار لاہور سے بھی مل جاتی ہے اُن مصنفین سے ہکو بہت بڑی حیرت ہے جنہوں نے فنِ فلاحت کی مستقل کتابیں زبان اردو میں لکھی ہیں۔ جیسے دولت باغبانی۔

کتاب الاشارة گنجینہ زراعت - میوہ جات - جوہر زراعت - اصول زراعت ہند - کیمیائے زراعت وغیرہ لکین کسی نے انگور کی جانب اپنی خاص توجہ مبذول نہیں کی۔ جن بزرگواروں نے انہیں کتابوں میں انگور کے متعلق خال خال کچھ لکھا ہے وہ اس قدر مجمل اور ناکافی ہے کہ اسکا عدم اور وجود کیسا ہے۔ ہمارے خیال میں محض ہندوستان کی بد قسمتی ہے کہ ایسے بے بہا ذخائر زبان انگریزی میں موجود رہتے ہوئے آج تک ان میں سے ایک کتاب کے ترجمہ کی ذمت نہیں آئی۔ جس طرح جھکو لائق بزرگان ہند کی کم التفاتی کا گلہ ہے اسی طرح اپنی نالیامیاتی پرائفسس ہے کہ میں اس کام کو انگریزی تصانیف کے ترجمہ کے ذریعہ سے سرانجام دینے سے معذوریٰ بالخصوص اسوجہ سے کہ انگریزی زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔

زمینداران اور کاشتکاران ہند کے پاس انکی مادری زبان میں جب کوئی امدادی سامان جیسا نہ تھا تو پھر انکا انگور کی کاشت میں ناکام رہنا کچھ زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے۔ گزشتہ سال جب میری ایک تالیف کاشت خرم کے متعلق فلاحیہ النخل کے نام سے شائع ہوئی تو اہل ہند نے اسکو قبولیت کی نگاہ سے دیکھا اور ہاتھوں ہاتھ لیا اور اکثر شہروں میں اسکے چرچے ہوئے اور بہت سے زمینداروں نے کاشت خرم کی جانب توجہ کی۔ سرکار نظام ادا م القدا قبلہم نے اسکی قدر فرمائی مولف کو دو سو روپیہ کے انعام سے سرفراز کیا اور برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت کانپور نے نہایت قیمتی الفاظ میں اسکا ریویو کیا جن تمام قدر دانوں کے ہم شکر گزار ہیں۔ اور اُس سرد مہری سے قطع نظر کرتے ہیں جو صوبہ پنجاب سے ظاہر ہوئی۔

پس اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان ایسی کتابوں کا ضرورتاً مشتاق ہے۔ اوالغرض فرماؤ ایمان ریاست مولفین کی قدر و منزلت بھی فرماتے ہیں۔ اگرچہ میں نے ان نتائج حسد کے دیکھنے کے بعد گزشتہ سال ہی سے اس کا ارادہ کر لیا تھا کہ کاشت انگور کے متعلق بھی ایک مستقل کتاب لکھوں اور اہل ملک کی خدمت کروں لیکن میری کم لیاقتی نے میرے قدم کو آگے نہ بڑھنے دیا اور میرا انگریزی زبان سے ناواقف ہونا ایک بہت بڑا حراجم تھا۔ ہر چند میں نے اس بات کی کوشش کی کہ آٹکے تراجم کا کوئی نہ کوئی بندوبست کر کے اپنے ارادہ کو پورا کروں لیکن بعض مقامی مشکلات میرے اس خیال کے سنگ راہ بنے رہے ناگزیر میں نے عربوں کے تصانیف سے مدد لینے کا ارادہ کر لیا جس قدر مطبوعہ رسائل ممالک مصر وغیرہ سے مل سکے وہ میرے مقصد کو پورا کرنے کیلئے

بالکل ناکافی تھے جس اتفاق کی بات ہے کہ ابن حوشبہ کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف ہاتھ آئی جو اس وقت میں لکھی گئی ہے لائق مصنف نے کمدانی زبان سے ایک نایاب تصنیف کا نہ صرف ترجمہ کیا ہے بلکہ اپنے ذاتی تجربوں اور قدما و فلاہین کی رائے سے ہی اس ترجمہ کو تالیف کے پیرایہ میں زینت بخشی ہے۔ اس نادر کتاب کے چند اجزائے مجھ کو میرے ارادہ کی تکمیل پر آمادہ کر دیا۔ اسی کے ساتھ علامہ نابلسی کی کتاب علم الملاحۃ فی علم الفلاحتہ اور احمد بک ندی کی تالیف حسن الصنائع اور قسطنطین ابن لوقا رومی کی الفلاحتہ الیونانیہ سے کافی مدد ملی۔

میں ہندوستان کے اُن بزرگوں کا بھی شکر گزار ہوں جنکے مختصر تصانیف کے اجمالی بیانات اور اخبارات کے بعض آرٹیکلز بھی قطرہ قطرہ سیلے کا مصداق بنے اور دکن کے اُن زمینداروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی محنت نے اکثر مسائل کے حل کرنے میں میری مدد کی خصوصاً میرے عزیز مولوی عبدالقدح حسین جنکے عملی تجربہ نے جس طرح خلاصۃ الفحل کی تالیف کے وقت اکثر مسائل میں میری مدد فرمائی تھی اُسی طرح اس کتاب کی تکمیل میں بھی میری مدد کی۔ حیدر آباد دکن میں آپ ہی ایک شخص ہیں جنکو کھجور اور انگور کی کاشت میں خاص سلیقہ حاصل ہے۔ انکے معلومات کا ذخیرہ اس درجہ میں ہے کہ آپ کو زندہ تالیف کے نام سے موسوم کرنا بیجا نہیں ہے۔ بعض مسائل خاص میں انگریزی مضمین کی رائے سے جستہ در مدد مجھ کو ملی ہے وہ آپ ہی کی قابلیت کا نتیجہ ہے۔

اس تمام سامان کے مقابلہ میں میرے بے حقیقت ذاتی تجربے کس شمار میں ہیں جنکو میں نے ندامتہ کے ساتھ اس کتاب میں کہیں کہیں عرض کیا ہے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اہمیت کی محنت شاقہ میں یہ کتاب مکمل طور پر تیار ہوئی جس کو میں نے کاشت انگور سے موسوم کیا ہے۔ اگر میرا طرز بیان مغرر ناظرین کے پسند خاطر اور سچ الفہم ثابت ہو تو میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھوں گا اور اس بات کی توقع کر سکوں گا کہ میری اس ناچیز محنت یعنی ٹیمپوین تالیف سے اہل ہند کو کچھ مدد مل سکے جس کا منبر فنِ فلاح میں تیسرا ہے۔

یہ کتاب چار فصول پر مشتمل ہے اور ہر ایک فصل چار اصول پر تقسیم۔ فہرست کتاب سے اسکی تفصیلی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔

مغرر ناظرین سے امیدوار ہوں کہ میری غلطیوں پر نکستہ چینی نہ فرما دیں اسلئے کہ مجھ کو اپنی سچائی معلوم ہو سکتی ہے۔

<p>ہوا جو یان زلف یار را خاک کے بسراوے بامید غم غفل محبت کاشت م درد زا غماض تو رنجیدم بچ خشم ترا دیدم اگر بے دردیت اینگونه بے پروا کند از من حر لیغان بادہ در کامند و مارا کس نمی پسد زا جمال سخن پیشینیان را بود نفرینے سرو برگے ترا از اصل مقصودم نے باشد بروے من کش تیغ نگاہ حرف گیری را بصد افتادگی پائے کشم دستم بگیر اینجا اگر از خد ما صفا دہ ما کدر کارے نمی گیری</p>	<p>ز آب سرد مہر ان آتشے اندر جگر او لے چو بار خاطر ت آورد آبش از تبر او لے مالی کارا اگر این است آہم بے اثر او لے سرت گردم خیالم را نجات از در پیر او لے اگر انصاف چنین باشد مرا خون جگر او لے کہ پر گوئی بہر مقصد ز طرز مختصر او لے اگر خد مے من تلخت غلم بے ثمر او لے پے مقصود جو یان در سخن قطع نظر او لے کہ از استادگی در چو منزل در گزار او لے ز حرف دلخراش تو خموشی بیشتر او لے</p>
--	--

چو گوش استمع را نعمتہ من لذتے ندید

ولا زین بانگ بے ہنگام تو شغل گر او لے

فصل اول متعلق میراتب تبدائی

اصل اول متعلق بحالات جغرافی

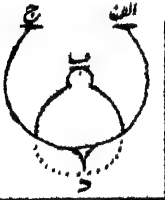
(۱) انگور کی حقیقت و خصوصیات۔ درخت انگور نباتات کی ایک قسم ہے جسکو عربی زبان میں کرم کہتے ہیں۔

اور یونانی میں انباس سریانی میں کیشیا حملہ۔ رومی میں ویدروں اسایا۔ فارسی میں تاک اور رزہ ہندی میں انگور کا پیر۔ واکھ کا جھاڑ۔ انگریزی میں گریپ وین۔

یہ ایک بیل دار درخت ہے جو اپنی قریب شے پر پٹ جاتا ہے۔ اسکا تنہ قوی ہوتا ہے اور شاخیں باریک اور نازک اور دراز۔ اس درخت کے پتے کسی قدر چوڑے لکڑی کے پتوں کے مشابہ بعض اقسام کے

ہوتوں پر روئیں ہوتے ہیں اور بعض پر نہیں۔ اس کے پتے پکھنے اور خوش مزہ ہوتے ہیں خاص کر اسکی کوٹھیں خوشبودار اور باذائقہ ہیں۔ اس کے پھول میں باریک باریک خوشبودار ریزے نظر آتے ہیں جن کا رنگ زرد اور مائل بسیدی ہوتا ہے۔

بعض محققین علم نباتات نے لکھا ہے کہ انگور کی جڑوں میں قوت جاذبہ بہ نسبت اور میوہ دار درختوں کے زیادہ ہوتی ہے اور تہہ اگرچہ کسدار نہیں ہوتا مگر نہایت مضبوط اور سدا رہتا ہے جس کا نام عربی زبان میں ساق الکرم ہے اسکی شاخیں نہایت شفاف جنہیں بعض اوقات رس کا دورہ مثل آب روان کے نظر آتا ہے۔ شاخوں پر جا بجا نازک گرہیں ہوتی ہیں جنکو انگور کی آئینہ کہا جاتا ہے۔ انہیں انگوروں میں سے نازک شاخیں نکلتی ہیں عربوں نے انکو عیون الکرم کہا ہے۔



درخت انگور کے پھول کی شکل حاشیہ پر دکھلائی گئی ہے جس میں د کا حصہ جو نقطوں سے قائم ہوا ہے پھول سے متعلق نہیں ہے۔ الف اور ج کے مقام میں قدرت نے

ایک نازک سافوت پیدا کیا ہے جو بلوغ کے زمانہ میں اُسپر آتا ہے اور ہوا کی جنبش یا کھپوں کے اُسپر بیٹھے اُسے حرکت کر کے ب میں داخل ہوتا ہے۔

قریب قریب اسی زمانہ میں ب کے بلوغ کا وقت بھی شروع ہو جاتا ہے اور ایک قسم کی قوت جاذبہ آئیں پیدا ہوتی ہے۔ الف اور ج کے سفوت کو ہوا یا کھپوں کی تحریک سے ب اپنی طرف کھینچ لیتا ہے جسکے بعد حل قرار پا جاتا ہے جب اُسپر تھوڑا زمانہ گزرتا ہے تو اُسی مقام پر دانہ انگور بڑھنے لگتا ہے اور آخر میں اسکی مدور شکل د پر ختم ہوتی ہے۔

حل قرار پا جانے کے بعد الف اور ج سوکھ کر جڑ جاتے ہیں کبھی کبھی اختلاف موسم اور اختلاف ہوا کی وجہ سے الف اور ج کے بلوغ کا زمانہ ب سے قبل آ جاتا ہے اور اُسوقت تک ب میں قوت جاذبہ نہیں پیدا ہوتی اس حالت میں الف اور ج اپنے وقت مقررہ پر خشک ہو جاتے ہیں اور ب بے بار رہ جاتا ہے۔ پھر جب ب کے بلوغ کا زمانہ آتا ہے اور الف اور ج سے اسکو کچھ امداد نہیں ملتی تو دوسرے درختوں کے پھولوں سے جسکے الف اور ج بالفاق اُسوقت بالغ ہوں ہوا کی مدد سے کوئی حصہ سفوت کا

ج کو مل جاتا ہے اور کبھی نہیں ملتا۔ صورت اول میں خیف سا بار آ جاتا ہے اور صورت ثانی کا نتیجہ بے باری ہے۔

جسطح کجور میں ز اور مادہ کے درخت جدا جدا ہوتے ہیں وہ کیفیت انگور کی نہیں ہے بلکہ ایک ہی درخت کے ایک ہی پھول میں قدرت نے ز و مادہ کے سامان پیدا کر دیے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔

اس درخت کا ثمر ایک خوشہ کی شکل میں ہوتا ہے جسکا نام عربوں نے عنبقو رکھا ہے۔ ایک ہی خوشہ میں متعدد انگور نازک نازک ڈنڈیوں پر لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ زبان عرب میں ثمرہ انگور کا نام عنب ہے۔ ہر دانہ انگور میں چند چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں جنکو عربوں نے عجم و عجام کہا ہے اور زبان فارسی میں انکا نام خستہ ہے انہیں بیجوں سے کاشت کیجاتی ہے اور درخت کی شاخوں اور قلموں اور بچوں سے بھی نسل بڑھائی جاسکتی ہے۔ بعض انگوروں میں صرف ایک تخم ہوتا ہے اور بعض میں متعدد بعض اقسام کے تخم کی شکل بعض اقسام سے مخالف ہوتی ہے۔

دانہ انگور یا تو گول ہوتا ہے یا دراز یا بیضاوی اور باقتبار رنگ سفید یا سیاہ یا سرخ یا سبز ان چاروں رنگوں میں باعتبار کمی و زیادتی رنگ مختلف مداخل ہیں اور انہیں اعتبارات سے اقسام کی تقسیم ہے۔ طبعی طور پر انگور کا درخت سال میں ایک بار موسم بہار میں بار آور ہوتا ہے جسکا ثمرہ گرمیوں میں تیار ہو جاتا ہے۔ اختلاف آب و ہوا کی وجہ سے کبھی اس میں اختلاف بھی پایا گیا ہے۔ بعض اقسام کے درخت سال میں دو بار بھی پھل دیتے ہیں لیکن یہ غیر معمولی عادت خوبی میں داخل نہیں سمجھی جاتی۔

صاحب فلاحۃ النبیطیہ فرماتے ہیں کہ درخت انگور میں چند خصوصیات ایسے ہیں جو اور اقسام نباتات میں نہیں پائے جاتے۔ صاحبان تحقیق اور ماہران علم نباتات نے درخت انگور کو ایک لطیف درخت کہا ہے اسکی لطافت اور نزاکت اسکے ہر شعبہ سے ظاہر ہے مثلاً اسکا پوست استقر نازک اور شفاف ہے کہ اسکی اندرونی اکثر باتیں پوست کی لطافت سے ظاہر ہوتی ہیں جیسے شاخوں میں رس کا دورہ جو کسی اور درخت کی جلد پر سے نہیں دکھلائی دیتا جیسا کہ درخت انگور میں نظر آتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اسکے پتوں کی نزاکت۔ شاخوں کی لطافت تمام نباتات پر فائز ہے۔

عربوں نے درخت انگور کو نباتات کا پرندہ اسلئے کہا ہے کہ وہ باعتبارطبیعت بہت سبک ہے اور اسکی تیز رفتاری نمو کے ذریعہ سے تمام اقسام نباتات پر فائق ہے۔ بلندی پر چڑھنا۔ زمین پر اتنا زمین پر پہلنا۔ یہی سب چیزیں ہیں جنکے لحاظ سے اسکو پرندہ کہا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہلکومتادہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی سیلون کی رفتار بہت سبک ہے۔

بعض فاضلوں نے درخت انگور کو اسکی لطافت اور مناسبت کے لحاظ سے ہوا کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ اسمیں ہوا کی طرح ہلکا پن اور پھیلاؤ اور سرعت نشوونما موجود ہے۔ اور حرارت و رطوبت کی وجہ سے پہیلاؤ اسی شے میں ہوتا ہے جسکی طبیعت میں اجڑائے ہوا یہ غالب اور اکثر ہوں۔ اس کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ انگور سے شیرہ نکلتا ہے اور شیرہ انگور یعنی شراب کا مزاج ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ حرارت اور رطوبت رکھتی ہے اسمیں تیزی اور عطریات غالب ہیں اور وہ نشہ لاتی ہے۔ نشہ لاسنے کیوجہ سے اسکا بخار معدہ سے دماغ کی طرف پھرتا ہے۔ پس اسکا بخار بلاشبہ حار و رطب ہے۔ شراب انگوری کا ہوائی ہونا اس طرف راجع ہے کہ اسکی اصل جس سے اسکا وجود ہوا اور جس سے وہ نکالی گئی ہوئی مزاج رکھتی ہے۔

صاحب فلاحۃ البنیۃ کا قول ہے کہ انگور کا درخت ۷ سال کے اندر بچہ کہلاتا ہے اور ۷ سال کے بعد بالغ سمجھا جاتا ہے اور بیس سال کی عمر کے بعد ادسپر کلان سالی کا حکم جاری کیا جاتا ہے۔ کہی شاذ و نادر کسی مقام پر بیس سال تک بھی جوانی قائم رہتی ہے۔

طا مشرعی کنسانی کا قول ہے کہ درخت انگور کی عمر کے متعدد دورے ہوتے ہیں اور ہر ایک دورہ ۷ سال کا۔ ۷ دوروں یعنی انچاس برس کی عمر تک برابر قوت بڑھتی رہتی ہے جسکے بعد درخت کی پوری جوانی کا زمانہ رہتا ہے جسے کہ اور ۷ دورے اسی حالت میں گزرتے ہیں جسکے بعد درخت کی عمر ۸۰ سال کی ہوتی ہے اور اب انحطاط کا زمانہ آجاتا ہے اور قوت کی تولید باقی نہیں رہتی اس حالت میں بھی اور ۷ دورے ۷۴ سال میں ختم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ۸۴ برس کا ہو جاتا ہے اور پیر فانی کہلاتا ہے اسکے بعد بار آوری کی امید بہت کم رہتی ہے اور بار آوری ہوتی بھی ہے تو بہت کم۔ اور سال

بسال بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔

آپ ہی لے فرمایا ہے کہ دوسرے یعنی ستر سال کی عمر کے بعد اسکے میجان کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ یعنی وہ خوب پہلوتا اور چھلتا ہے یہ حالت صرف ایک دو برس تک رہتی ہے یعنی جب ۷۷ سال کی عمر ہو جاتی ہے تو پھر بار آوری کی قوت کسی قدر گھٹ جاتی ہے اور یہ اس خطا بہت کم نمایاں ہوتا ہے۔ یعنی ہر سال قوت کا ایک جزو کم ہوتا رہتا ہے۔ ایک سو سینتالیس سال کے بعد تو پتے بھی کم ہونے لگتے ہیں اور نئی شاخیں شاذ و نادر ہی نکلتی ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پہلا وہی روز بروز گھٹنا جاتا ہے۔ کلان سالی یعنی ۱۴۷ سال کے بعد بھی اور ۷ برس تک اسکا سن وقوف رہتا ہے۔ جب ۱۵۴ سال کی عمر ہو جاتی ہے تو پھر روز بروز سوکھنے لگتا ہے پھر اصلی رطوبتیں زائل ہونے لگتی ہیں جیسا کہ انتہائی حالت میں حیوانات کی شکل ہوتی ہے جب پتے خشک ہو جاتے ہیں تو شاخیں خشک ہو جاتی ہیں جب شاخیں سوکھ جاتی ہیں تو انکے ٹکڑے گرتے ہیں تا آنکہ ہوسہ ہو کر درخت فنا ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی ضمیمی میں فلاح کو نہایت نزاکت کے ساتھ اسکی نگرانی کرنا چاہئے یعنی جس شاخ کی قوت مردہ پائی جائے اسکو حفاظت سے تراش دینا چاہئے تاکہ رہی سہی قوت زندہ شاخوں کو مل سکے۔

بعض شاخوں کا ایک حصہ مردہ ہو جاتا ہے اور دوسرے حصہ میں جان رہتی ہے حفاظت اور نزاکت کے ساتھ اس مردہ حصہ کو قطع کر دیتے سے باقی ماندہ زندہ حصہ کو نفع پہونچتا ہے۔

آدم فلاح کہتا ہے کہ ایسے سن رسیدہ اور بڑھے درخت کی زندہ شاخوں سے تم بہت سے نئے اور جوان پودے قائم کر سکتے ہو اور ان سے نفع حاصل کر سکتے ہو۔

علامہ نابلسی نے درخت انگور کی عمر ویرہ سو سال کی بیان کی ہے اور بعض محققین یورپ نے بھی اسی کے قریب قریب اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔

(۲) درخت انگور کی پیدائش اور ابتدائی تاریخ اور پہلاؤ۔ محققین عرب سے صاحب فلاح حمہ البیطیہ کا قول ہے کہ تمام میوہ دار درخت زمین فارس کے پہلے جنہیں انگور بھی شامل ہے۔ ایک محقق عرب کہتا ہے کہ آدم فلاح

پہلا شخص ہے جس نے نباتات کی حقیقت سے اہل دنیا کو مطلع کیا وہی اس فن کا بادی ہے جس نے نباتات کی نگہداشت اور بیماریاں اور انکے علاج و کھلا سے اور غمرہ کے منافع سے آگاہ کیا۔ علامہ نابلسی نے اپنی تالیف علم الملاحہ فی علم الفلاحہ میں ذکر کیا ہے کہ قدما کا قول ہے کہ درخت انگور کی ابتدا پیغمبر اولین آدم علیہ السلام کے وقت سے پائی جاتی ہے آپ کی عادت تھی۔ اور آپ کے بعد نوح علیہ السلام نے بھی اُسی پر عمل کیا ہے کہ ماہ اذار (سریانی مہینہ کا نام ہے جو ربیعون کے یہاں راجح ہین بقول صاحب برہان موسم بہار کا پہلا مہینہ ہے) کے پہلے پندرہ دن میں انگور کے تنم کو ہر ایک شہر میں بویا کرتے تھے اور اُن پودوں کے درمیان کہیریا اور گلکڑی کی کاشت چھوڑی خیال کرتے تھے۔

مصنف فلاحتہ الذبیطہ - نے ایک مقام پر اسکی صراحت کی ہے کہ آدم فلاح جسکو قدما ر فلاحین نے اس فن کا پیغمبر مانا ہے۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ کے بعد گزرا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ اُس نے یہ نام اسی وجہ سے پایا ہو کہ اس فن کی ابتدائی اشاعت بقول قدما ر عرب اسی سے ہوئی۔ ایک برہمن شاستری (راگہوا آچاری) اپنی تالیف میں جو کنڑی زبان میں لکھی گئی ہے فرماتے ہیں کہ انگور کی اصل سرانڈپ کے پہاڑوں سے ملی وہ لکھتے ہیں کہ سنسکرت کی اکثر کتابوں سے اسکا پتا ملتا ہے کہ بیرگیوں اور ٹیپیوں کے لئے بہترین غذا انگور کے چند دانے تھے جو انکو دیگر اغذیہ اور پانی سے مستغنی رکھتے تھے جس دم کے ریاضت کشوں نے دنیوی میوون سے صرف انگور ہی کو پسند کیا ہے جسکی لطافت سے روحانی قوت بہت کچھ ترقی کر سکتی ہے۔

احمد بابک ندی پروفیسر زراعت مصر نے اپنی بے بہا تالیف حسن الصناعہ فی علم الزراعة میں فرمایا ہے کہ نباتی زبان میں درخت انگور کا نام ویتیس وے فی فیلا ہے اسکی اصل آسیا کی سرزمین سے ملی ہے ہینٹیقوین نے اسکو جزائر خلیل و یونان و ایتالیا و سرسیلیا اور مصر کے شہروں میں پہلایا اور جون جون اسکو کم حرارت رکھنے والے پہاڑوں اور شہروں سے قرب حاصل ہوتا گیا۔ اسکی پیداوار میں خوبی بڑھتی گئی۔ جو ملک گرمی اور سردی میں اعتدالی حالت رکھتے ہیں انکو اس درخت کے ساتھ

خاص موافقت اور الفت رہی۔ غاسپارین معلم کا بیان ہے کہ درخت انگور کی کاشت بہ نسبت اُن چیزوں کے جو اس درخت کے ثمرہ سے بنائی جاتی ہیں زیادہ مشقت اور مشغولی کی خواہاں نہیں ہے۔

محققین یورپ کی تحقیق میں یورپین اقسام کے انگور کا وطن وہ ممالک سمجھے جاتے ہیں جو دریائے کیاسپین کے جنوب میں واقع ہیں اس مرکز مفروضہ سے اسکا پہلاؤ شرقاً وسطاً ایشیا تک اور غرباً دریائے مدٹرین کے دونوں پہلو تک اور پھر وسطی یورپ اور طحیم تک پہنچتا ہے۔

ایک ہندی مصنف نے جزائر ویسٹ انڈیز کو ساحلی انگور (جسکو دریائی انگور بھی کہتے ہیں) کا اصلی وطن میان کیا ہے۔

ریگل نامے ایک یورپین محقق اپنا خیال یوں ظاہر کرتا ہے کہ یورپین اقسام و لپسینا اور لیا برسکا کی قسموں کے میل سے پیدا ہوئے جنکا وطن شمالی امریکہ ہے مگر اس محقق نے اپنے دعوے کی تائید میں ایسے ثبوت مہیا نہیں کئے جو ماہران فن نباتات کی نظر میں بالعموم قبولیت حاصل کرتے۔

عقین عرب کے نزدیک جنگلی انگور جو سپید رنگ باریک اور گول دانوں کا ہوتا موجودہ تمام اقسام کی اصل ہے بعض محققین نے اسکو تمام انگور دن کا باپ اور بادشاہ اور آفتاب کہا ہے۔ کسڈلی محققین نے اسکے صفات میں لکھا ہے کہ یہ اندھیری رات میں مثل ستاروں کے چمکتا ہے اور درخت کے دامن میں اسکی جلا اور چمک سے روشنی نظر آتی ہے۔

بقول انسائیکلو پیڈیا یہ واقعہ لطف سے غالی نہیں ہے کہ مصر کے تین ہزار برس پہلے کی دفن کی ہوئی نعشوں کے ساتھ انگور کے تخم بھی برآمد ہوئے۔ انگلییان نامے ایک محقق کا بیان ہے کہ یہ تخم یورپین اقسام کے تخم سے بہت ہی مشابہ ہیں اور زمانہ حالیہ کے تخم سے بعض اعتباراً میں مختلف۔

ہومر نامے ایک مشہور شاعر کے کلام سے ثابت ہے کہ اسکے زمانہ میں یونان میں شراب کا عام رواج تھا اور اٹلی میں بھی انگور کی کاشت بہت ابتدائی زمانہ سے رواج پذیر تھی۔

ورجل کے زمانہ میں بھی انگور کے بہت سے اقسام کا زیر کاشت ہونا پایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں انگور کی کاشت اور نگہداشت کا جو طریقہ اٹلی میں مروج ہے وہ بہت کچھ اُن قدیم طریقوں سے ملتا جلتا

نظر آتا ہے جنکا تذکرہ کالیوٹا اور نیز بعض پُرانے مصنفین نے کیا ہے۔

انگور کے تخم سوئزر لینڈ اور اٹلی کے اُن منہدم حصوں میں بھی پائے گئے ہیں جو اُس زمانہ میں زیر زمین ہوئے تھے جبکہ انسان اپنے اوزار و آلات کیلئے کاسہ کو سب سے بہتر درہات سمجھتا تھا۔

مانٹیلیا کے قریب دجوار میں کوہ آتش فشان سے نکلے ہوئے مادہ کے نیچے ہی انگور کے تخم دبے ہوئے پائے گئے جو غالباً ابتدائے تاریخ انسانی کے قریب کے ہونگے۔

گزشتہ زمانہ میں انگور کی کاشت ہالینڈ اور بلجیم میں زیادہ اور انگلینڈ میں کم ہوتی تھی نسبت ان مقامات کے کارڈیف کے قریب جنوبی ویلز میں اسکی پیداوار کافی مقدار میں تھی۔

لیکن آجکل انگلینڈ کے شمال میں ان درختوں کی پرداخت بہ نسبت اُن حصوں کے جو اسکے لئے زیادہ مناسب ہیں نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ کیجاتی ہے۔

کیپ آف گڈ ہوپ اور اسٹریلیا کی شراب کا گہنا ہوا درجہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یا تو اُن مقامات کی آب و ہوا درخت انگور کے لئے اعلیٰ درجہ میں موافق نہیں ہے یا تاجروں کی بھری اس کا سبب ہے۔

انگور کے اقسام سے سوڈان کی حیرت انگیز شاداب اور رنگ دار ایک قسم ہے جو افریقہ کے اُن حصوں میں پائی جاتی ہے جو خط استوا کے دونوں جانب واقع ہیں ہندوستان و کوچین اور

چینا کے مختلف اقسام بھی رنگ لاسکتے ہیں بشرطیکہ موسمی و مقامی کیفیتیں اُن کے مناسب ہوں۔

ممالک عرب اور خلیج فارس اور مصر میں بھی انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھ ہوتی ہے۔ افغانیستان کے انگور ان کل مقامات پر فائق سمجھے جاتے ہیں ہندوستان کے اکثر حصوں میں انگور کی کاشت جاری ہے اور چند خاص اقسام میں کامیابی بھی ہوئی ہے جیسے مدراس پریسیدنسی کے بعض مقامات

میں سپید انگور اور وکن کے خلد آباد اور رنگ آباد کے سیاہ انگور نہایت شیریں اور شیرہ دار ہوتے ہیں۔ لاہور۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ سہارنپور۔ کانپور۔ راجپوتانہ۔ کشمیر وغیرہ میں بھی بعض مقامات پر انگور

کی کاشت اچھی حالت میں ہے۔ بنگال میں البتہ کسی قدر ناکامی کی شکایت ہے۔ مجموعی حیثیت سے ہندوستان

میں انگور کی کاشت اس وقت تک قابل اطمینان حالت میں نہیں خیال کی جاتی۔ بعض خاص خاص مقامات کی کامیابی پر اہل ہند بھروسہ نہیں کرتے اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ وہ طریقہ کاشت کے حقائق سے بہت کم واقف ہیں۔

اصل دوم انگور کے منافع اور مضار بیان میں

(۱) انگور کے فوائد خاص۔

مصنف فلاحۃ النبیطیہ نے شیرہ انگور کے فوائد کے نسبت کا ماس نہری اور دیگر ذی علم فلاحان سلف کے حوالہ سے اور نیز اپنی ذاتی تحقیقات کی بنیاد پر ایک دلچسپ بحث کی ہے اگرچہ وہ کسی قدر طویل ہے اور ممکن ہے کہ بعض اختصار پسندوں کی رائے میں اُسکا لکھا جانا اس کتاب کے آغاز میں پسندیدہ نہ ٹھہرے لیکن مولف نے اس خیال سے اُسکو بیان کرنا مناسب خیال کیا کہ ایک ایسی جامع کتاب میں جو مستقل طور پر انگور ہی کے لئے لکھی گئی ہے اُس عالمانہ بحث اور رائے کا چھوڑ دیا جانا جسکو تجربہ کار اور ذی علم فلاحان نے ظاہر کیا ہے جسکو ابن حشیدہ کسدانی کے سے تجربہ کار اور محتاط شخص نے اپنی قیمتی تصنیف میں جگہ دی ہے۔ قابل افسوس تھا۔ اول الذکر حضرات کو اگر یہ بیان دلچسپ نظر نہ آوے تو وہ اُسکو چھوڑ کر آگے بڑھ سکتے ہیں، اور جن حضرات کیلئے پسند خاطر ہو وہ اس سے متنع ہو سکتے ہیں۔

زمانہ حال میں شراب خواری کی کثرت اور اُس سے جس قدر نقصان شراب خواروں کو پہنچ چکا ہے اور پہنچ رہا ہے وہ ہم سے مخفی نہیں ہے۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ آتش پرست وغیرہ کل اقوام کو اس بات کا اعتراف ہے اور اسکے متعدد لیڈر اسکے انبیدار پر ہم تن متوجہ اور آمادہ ہیں۔ اور اچھی طرح پر واقف ہیں کہ اس خانہ خراب کی بدولت کس قدر تباہی کے سامان پہنچے ہوئے ہیں۔ مذہب مختلف سے کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جسے اسکے نقصانات اور مضار کو تسلیم نہ کیا ہو۔ اور اسکے استعمال کی ممانعت نہ کی ہو۔ خاص کر مذہب اسلام میں تو اسکی حرمت قطعی ہے۔ نقص قرآنی اور احادیث مطہرہ میں اسکے منافع کے مقابلہ میں نقصانات شدیدہ کا بیان نہایت شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے، اور

علمائے کرام نے تفاسیر میں بہت اچھی طرح پر اس بات کو دکھلایا ہے کہ پروردگار عالم نے ایسی نفع بخش چیز کو کن کن مصالح سے قطعی حرمت کے درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ اور اسکے مضار کا درجہ بمقابلہ منافع کس قدر بڑا ہوا ہے۔ مغز ناظرین غالباً یہ خیال فرماتے ہونگے کہ کاشت انگور کی کتاب اور منافع انگور کے آغاز میں اس مضمون کی کون ایسی ضرورت تھی جسکو میں لکھ رہا ہوں اور دخل و معقولات کر رہا ہوں حقیقت یہ ہے کہ جس بیان کو میں اسی باب میں ابھی چند سطروں کے بعد سے آغاز کرنا چاہتا ہوں وہ میرے خیال میں بہت ہی دلچسپ اور سرلیج الاثر بیان ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ جن لوگوں کی آنکھوں پر بد قسمتی سے پردہ پڑ چکا ہے جو شراب کے دلدادہ ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ انکی جودت طبع محقق کسدانی کے بیان کو شیرہ انگور کی قریف سے چند قدم آگے بڑھا دے اور انکا جوش و خروش اور ولولہ خاطر دو آتشہ ہو جائے۔ مذاہب نے انگور کو حلت کا اعزاز بخشا ہے اور اُسی سے پیدا شدہ ایک قہجہ کے مکے میں حرمت کا طوق پہنایا ہے۔ ذرا سے غور کے ساتھ یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر ہکو اُن منافع سے متمتع ہونا مقصود ہے جنکا بیان آ رہا ہے تو آسانی کے ساتھ یہ بات ممکن ہے کہ فرمان خداوندی کو پیش نظر رکھ کر میوہ انگور کے استعمال سے خوشیاں منائیں اور اسکی حد سے قدم آگے نہ بڑھائیں۔ اگرچہ جھکو اس رام کہانی کے مقابلہ میں اس بیان کا ترک کر دینا بہت آسان تھا لیکن میری خالص نیت یہ ہے کہ صرف نا عاقبت انہ لیشوں کے ڈر سے سمجھ داروں کو جنکی بصیرت کی آنکھیں روشن ہوں ایسے بے بہا فوائد سے محروم نہ رہوں جن کا بیان مصنف فلاحۃ النبطیہ نے کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ انگور کے منافع بنی نوع انسان کے لئے بیشمار ہیں۔ صرف انگور کو دیکھنے سے نفس کو مسرت حاصل اور اسکا شیرہ پینے سے قلب کو فرحت نصیب ہوتی ہے۔ تمام انکار کا فور ہو جاتا ہیں۔ مکرور آدمی زور آور۔ بزدل دلاور ہو جاتا ہے۔ انگور کا تر و خشک پہل کہانے سے بدن کو غذا ملتی ہے معدہ کو نفع پہنچتا ہے یعنی اسکے استعمال سے سُدہ اور قبض دور ہو کر معدہ ملین ہو جاتا ہے۔ انگور کے ہر ایک جزو میں انبات بشر کے لئے خالق نے منفعتیں پیدا کی ہیں۔ ریفے۔ جڑیں۔ لکڑی۔ چھال۔ پتے۔ ڈنڈیاں اور پھولی۔ جس جزو کو دیکھئے وہ انسان کے لئے فائدہ رساں ہے۔ پھر جب آسکا

پہلی پختہ ہوتا ہے تو تروتازہ عمدہ میوہ ہے۔ خشک ہوتا ہے تو ذائقہ دار اور منفعت بخش کٹمٹش ہے۔ کٹمٹش سے شکر بنتی ہے۔ تروتازہ پہلوں سے اسے درجہ کا شربت بنتا ہے جو بدن انسانی کیلئے بید نافع ہے۔

فلاحین عرب کا قول ہے کہ جس چیز کی توفیق بیان کرنے سے ہماری زبانیں کند اور اوہام قاصر ہیں۔ اُس سے سکوت اُٹتا ہے اسلئے کہ خاموشی حد بیان ہے کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ ریح۔ خاموشی از ثنناے تو حد ثنناے ثمت۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم میوہ انگور یا شیرہ انگور کے تمام صفات سے تو عاجز ہیں اور کہہ چکے ہیں کہ ہماری خاموشی اسوجہ سے ہے کہ ہم سے اسکی تکمیل ناممکن ہے۔ پس ہم صرف انگور کی ایک صفت کے بیان پر قناعت کرینگے جسکا اثر انسان کی زندگی پر پڑتا ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ وہ ہمارے بدن کی اصلاح کرتا ہے۔ غذا میں شرکت رکھتا ہے اسلئے کہ انگور تر اور انگور خشک دونوں بدن انسانی کے لئے ایسی غذا پہنچاتے ہیں جو سرد رمتق اور جرد بدن ہو جاتی ہے یعنی بقیہ جان کو سہارا اور قوت بخشتی ہے۔ خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ غایت ضعف کی وجہ سے اور کوئی غذا کار آمد اور مفید اور موافق نہیں ہوتی۔ پس یہ میوہ باعتبار غذائیت تو اور غذاؤں کے ساتھ شریک ہے اور اپنی خاص خوبی کے لحاظ سے اور غذاؤں سے ممتاز اور متفرد۔ اور یہ امتیاز درحقیقت اسکی ایک خاص ترجیح کو ثابت کرتا ہے۔ یہاں تک جو کہہ رہے ہیں بیان کیا وہ کاماس نہر می کا قول ہے جس سے دیگر تمام حکما متفق ہیں مگر بعض انہیں سے صرف فضیلت عامہ کے قائل ہیں۔ اور بعض فضیلت خاصہ کے۔

آدم فلاح کہتا ہے کہ شیرہ انگور کے پینے سے جو تغیر نفس میں پیدا ہوتا ہے آیا یہ تغیر خاص ہے یا عام اگر عام ہے تو پھر اسکی خصوصیت لازم نہیں آتی۔ اسی کا قول ہے کہ یہ تغیر ایک خاص قسم کا تغیر ہے جو انگور کے جوہر ذاتی کا کمال ہے جو کہ آفتاب کی تاثیر سے اُسکو خالق نے عطا کیا ہے۔ اگرچہ تمام تاثیرات آفتاب ہی سے ہوتے ہیں لیکن یہ ایک خاص تاثیر ہے جو انگور میں آفتاب نے پیدا کی ہے جمین اور چیزیں شریک نہیں ہیں۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ زہرہ کو ہی ایک خصوصیت انگور کے ساتھ حاصل ہے لیکن یہ خصوصیت آفتاب ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔ یعنی آفتاب کے اثر کو جدا رکھ کر دیکھا جائے تو زہرہ

کی خصوصیت کا کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔ پس جس شخص نے متوسط مقدار میں انگور کا شیرہ پی لیا ہو اس کے نفس میں سرور و طرب کے آثار پائے جائیں گے۔ لیکن شجاعت و جرأت کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔ برخلاف اسکے جس شخص نے شیرہ انگور کو کم مقدار میں استعمال کیا ہے اس کی قوت فکر یہ بہت تیز پائی جائیگی۔ وہ اپنے آپ کو شجیع خیال کرنے لگے گا اور ظاہر ہے کہ یہ فائدہ سرور و طرب کے علاوہ ہے۔ جو قلت استعمال سے مختص ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسکے استعمال قلیل میں دو قسم کا تغیر نفس کے لئے سرور و طرب سے بڑھ کر پیدا ہوا اور جبکہ ایسا ہے تو شیرہ انگور کی تاثیر نفس انسانی میں نئی طرح کی ہے جو اسکے غیر کی تاثیر سے مبائن ہے۔ پس طرب اور سرور کے لحاظ سے تو شیرہ انگور اپنے غیر کے فوائد میں شرکت رکھتا ہے اور دوسرے فوائد کے لحاظ سے اپنے غیر سے متفرد اور ممتاز ہے۔ اور یہ آفتاب کی اُس تاثیر کا نتیجہ ہے جس کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔

پس فوائد خاصہ کا منشا یہی ہے کہ آفتاب نے انگور پر وہ تاثیر پہنچائی جو غیر انگور میں نہیں پہنچائی پھر اسکے بعد ہم کہتے ہیں کہ تمام اوصاف جو کہ انگور کی وجہ سے نفس میں پیدا ہوتے ہیں وہ سب تغیرات نفسانی بدن کے تعلق کی وجہ سے ہیں اور انکا مال بدنی اصلاح کی طرف راجع ہے اور صرف نفس کے لئے اگر کوئی فائدہ ہے تو وہ محض سرور و طرب ہے جسکے قبول کرنے میں نفس بواسطہ تعلق بدن متفرد ہوا۔ اور اس طرح کے سرور و مسرت کا فائدہ انگور کے سوا اور کسی چیز میں نہیں پایا گیا۔ پس اس ایک خاصیت میں بھی انگور کے مثل کوئی اور شے نہیں پائی گئی۔ لہذا اس صفت میں شیرہ انگور اپنے غیر سے ممتاز ہے۔

اس بحث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ طرب اور سرور کی خاصیت ایک نفسانی حالت ہے جسکو نفس بالافراد قبول کرتا ہے اور اسکے ذاتی جوہر سے اسکو یہ تمتع حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس وصف میں جوہر بدن کی کچھ شرکت نہیں ہے۔ جب یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ نفوس جزئیہ میں آفتاب کا جوہر ہے۔ جو کہ باقی اور سردی اور بلند مرتبہ ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ جو چیز نفس کو جوہر شمس کے مجانس صفت کا فائدہ کرے وہ بھی جوہر شمس سے خالی نہیں ہے۔ پس انگور جسے نفس میں جوہر شمس کی مجانس صفت

کا افاکہ کیا ہے جو ہر نفس کے مائل ثابت ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نفس کے ساتھ حجابت اور یک رنگی رکھتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طرب اور مسرت نفس کے لئے ایک ایسی صفت ہے جس کا اکتساب عالم علوی سے ہوتا ہے اور جس کے ذریعے سے یہ صفت نفس کو حاصل ہوئی وہ انگور ہے پس انگور اپنے جوہر ذاتی میں جو ہر نفس کا ہم جنس قرار پایا اور جو ہر نفس آفتاب کا (جو نفس کلی ہے) ہم جنس ٹھہرا۔ پس اس تقدیر پر جب قدر انگور کے تاثیرات کو ہم نفس میں مشاہدہ کرتے ہیں درحقیقت یہ تمام آفتاب کی تاثیرات ہیں جنکو آفتاب نے ہمہ تن انگور میں بھر دیا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آفتاب کی خاص توجہ بہ نسبت دوسرے درختوں کے درخت انگور پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آفتاب نے انگور کے شیرہ میں اپنے ذاتی جوہر کے مناسب ایک حالت خاص و ولایت کہی ہے اور یہ انگور کو اشرف النباتات کہنے کے لئے بہت کافی ہے۔

صغریٰ نے اس مقام پر کہا ہے کہ ہماری اس بحث کو دیکھنے والا کہیں یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے انگور کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور یہ نہ خیال کرے کہ ہم نے جوہر انگور کو جو ہر شمس کا مائل اور انگور کے طرب و سرور کو نفس کلی کا مادہ قرار دیا ہے جو تمام نفوس جزئیہ عالم کا اصل اصول ہے۔ ہمارا منشا ہرگز یہ نہیں ہے۔ نفس کلی تو کچا ہم نے انگور کو نفس جزئی کا بھی مائل نہیں قرار دیا۔ بلکہ ہمارا منشا یہ ہے کہ انگور اپنی خاصیت طرب و سرور کی وجہ سے نفس جزئی کا خادم ہے۔ اور یہ خدمت بجز انگور کے اور کسی سے ادا نہیں ہو سکتی پس اس خدمت کے اعتبار سے انگور کو اور چیزوں پر بے شک شرف اور افتخار حاصل ہے۔ جو کچھ ہم نے کہا ہے اسکے موجد خود ہم نہیں ہیں بلکہ اس بارہ میں ہم نے حکماء کسانین اور کفائین و سورائین وغیرہم کی پیروی کی ہے جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔ اگرچہ ان لوگوں نے نفس جزئیہ اور اسکے اصل اور اسکے معدن تولد و مخرج میں اختلاف کیا ہے لیکن اس امر میں سب متفق ہیں کہ تمام نفوس جزئیہ کی اصل آفتاب ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھکو اس موقع پر نفوس جزئیہ کے متعلق بھی کچھ بیان کرنا چاہئے۔ واضح ہو کہ حکماء قدیم کو اس میں اختلاف ہے کہ نفس کلی یعنی آفتاب کے تاثیرات میں اور کسی کو بھی مداخلت ہی نہیں ہے

بہت کم اُن میں سے شرکت تاثیر کے قائل ہیں۔ لیکن ان سبہوں نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ نفس جزئی اپنے کل سے جدا ہونے کے بعد تجزی اور تفرق کو قبول کرتا ہے اور کل کا نام اُنہوں نے عالم نفس رکھا ہے۔ لیکن ہم تجزی نفس کے متعلق بھی بعض دلائل بیان کرنا چاہتے ہیں اور اسی خاص غرض کے لئے پہلے ہم نفس تجزی کی بابت حکماء قدیم کے چند اقوال کو نقل کریں گے کہ آیا نفس تجزی۔ نفس جزئی کے لئے ذاتی ہے یا عرضی۔ عرضی ہونے کی صورت میں عرض لازم ہے۔ یا عرض مفارق۔

حکیم ضرور ایا نے تجزی نفس کے مسئلہ پر یہ حجت پیش کی ہے کہ نفس کے اعراض مفارقہ سے پہلا عرض مفارق۔ یہی تجزی اور انقسام نفس ہے اور یہ ایسی صفت ہے جو بطور عرض زائل۔ غیر ثابت کے نفس میں پائی جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نفس فی حد ذاتہ تجزی کو قبول نہیں کرتا بلکہ اسکو تجزی کا عروض۔ عرض مفارق کے طور پر خارجی طور پر ہوتا ہے۔ اسکے بعد یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم نفس کے لئے تجزی کا ثبوت فی حد ذاتہ پاتے ہیں اور نفس کا انقسام۔ نفس شہوانیہ و نفس غضبیہ و نفس فکریہ عقلیہ کی جانب ہوتا ہے تو ہم اسکے جواب میں یہ کہیں گے کہ بیشک یہ انقسام صحیح ہے۔ مگر اس سے نفس جزئی کی ذات کا انقسام لازم نہیں آتا بلکہ یہ قوت نفس کا انقسام ہے جو کہ بدن میں نفس کے ساتھ شرکت رکھتی ہے اور شہوت و غضب۔ فکر و تدبیر اس قوت ہی کے افعال ہیں جو اعضاء معینہ بدن کے ذریعہ سے اُس سے صادر ہوتے ہیں۔ پس جو قسم اقسام مذکورہ میں سے عضو عالی میں ہے اُسکا فعل اُسی عضو عالی کے ذریعہ سے فکر و تدبیر ہے اور جو قسم اُن میں سے عضو متوسط میں ہے۔ اُسکا فعل عضو متوسط کے ذریعہ سے حمت و غضب ہے۔ اسی طرح جو قسم عضو اسفل میں ہے اُسکا فعل عضو اسفل کے ذریعہ سے۔ شہوت و توقان اور طلب غذا ہے جو بالیدگی اور نمو کا سبب ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہ تینوں اقسام نفس کی ۳ قوتیں ہیں نہ اقسام اور جب کہ یہ امر ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ نفس اپنی ذات اور حقیقت کے اعتبار سے تجزی نہیں ہے بلکہ یہ تجزی اور انقسام اُسکے عوارض سے ہے۔ اور یہ قواسم ثلاثہ نفس میں اُسوقت ظاہر اور عارض ہوتے

ہیں جبکہ نفس بدن سے اتصالی تعلق رکھتا ہے۔ جب کہ وہ بدن سے جدا ہوتا ہے تو یہ قویٰ بھی اُس سے سلب ہو جاتے ہیں اور نفس اپنی حالت اصلی پر اُسی طرح متفرد اور سادہ رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ تعلق بدن سے قبل تھا۔ آدم اور کاماس نہری دونوں کو اس سے اتفاق ہے مگر یہ سب اس متفقہ رائے کے ساتھ یہ بھی حکم کرتے ہیں کہ نفس جزئی اپنے قوائے ثلاثہ کے افعال میں بدن کے معینہ مواضع کا محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے قائم اور اپنے قیام ذاتی کی وجہ سے جگہ اور مکان سے مستغنی ہے۔ آدم اور انوفا کی رائے میں بدن نفس جزئی کا محل اور مکان ہے۔ انکے سوا دوسرے حکما کہتے ہیں کہ نفس لامکانی ہے اور یہ اعضا جیسے ہننے نفس کے قویٰ کو منسوب کیا ہے اُن قویٰ کے مظاہر ہیں۔ جن میں اُنکا فعل صادر اور ظاہر ہونے کی صلاحیت ہے جیسا کہ حواس خمسہ کے لئے ایک ایک عضو اُنکا مظہر اور اُن سے مخصوص ہے اور ظاہر ہے کہ ایک کا مظہر دوسرے کے لئے کام نہیں دے سکتا یہی حال نفس کے قوائے ثلاثہ کا ہے کہ اُنکا فعل بھی اپنے مخصوص عضو کے سوا دوسرے عضو سے صادر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر فعل کی قوت اُسکے مخصوص عضو ہی میں ظاہر ہوتی ہے۔ اب حکماء متقدمین کے اقوال کو بیان کرنے کے بعد دیکھنا ہے کہ آیا طرب و سرور نفس کے قوائے ثلاثہ کے مشابہ ہیں یا نہیں۔ اگر اُن میں مشابہت ہے تب تو یہ دونوں بھی بمنزلہ قوائے ثلاثہ ہوں گے اور قوائے نفسانیہ میں داخل سمجھے جائیں گے اور اگر اُن میں مشابہت جنسی یا فعلی نہیں ہے یا اور کسی وجہ سے اون قوائے سے کچھ علاقہ بھی نہیں رکھتے ہیں تو ہم یقین کر لیں گے کہ یہ دونوں (طرب و سرور) نفس کا اُن قوتوں میں جسکو بدن سے علاقہ ہے شریک اور داخل نہیں ہیں۔ بلکہ نفس کی ذات اور جوہر سے علاقہ رکھتے ہیں اور نفس ہی سے ظاہر ہوتے ہیں اور نفس کی تمام قوتوں سے اشرف و اجل ہیں۔ اور اس عالم میں نفس کے ہم رتبہ ہیں۔ اسی کے ساتھ ہم کہیں گے کہ ان دونوں (طرب و سرور) کا علاقہ نفس کے ساتھ بطور علت و معلول نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ نفس علت ہو اور طرب و سرور اُسکے معلول۔ بلکہ سرور یعنی نفس ہے اور نفس یعنی سرور۔ کیونکہ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ دونوں کی ذات ایک ہے اور اسی امر کو بیان کرنا ہمارا مقصد تھا۔

اب رہی یہ بحث کہ سر و نفس کی نسبت نہ حواس خمسہ کے درجہ میں ہے اور نہ تینوں قوت ہائے مذکورہ کے درجہ میں۔ یہ امر ہمارے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ سرور و طرب نفس ہی کی ذات کا نام ہے اور اسی کے جوہر حقیقت سے عبارت ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو اور صراحت کے ساتھ بیان کریں۔ واضح ہو کہ دماغ عضو عالی ہے جو فکر و تخیل اور قوت میمنہ عاقلہ کے ظہور کا محل ہے۔ اور قلب عضو متوسط ہے جو تیزی، غضب، نرمی اور لذت کے ظہور کا محل ہے اور جگر عضو سفلی ہے جو کہ قوت شہوت کا مظہر ہے اور آنکھیں قوت باصرہ کی محل ہیں جواشیاء کے رنگ اور صورتوں کو نفس کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اسی قوت کے ذریعہ سے نفس کو ان چیزوں کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی طرح دونوں کا قوت سمع کے مقام میں جو نغمہ اور آواز کو نفس کے آگے پیش کرتی ہے۔ اور دونوں نینبے قوت شامہ کے محل ہیں جو خوشبو اور بدبو کے دریافت کا ذریعہ ہے۔ اور منہ اور زبان قوت ذوق کے محل ہیں جو غذائے نفسانی کے پہنچنے اور غذا کی خوبی اور خرابی معلوم کرنے کا وسیلہ ہے۔ اور بدن قوت لمس کا محل ہے جو تمام چھونے والی چیزوں سے نفس کو آگاہ کرتی ہے۔ پس نفس کو تمام امور مذکورہ کا ادراک تو اسے مذکورہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن طرب اور سرور کے ادراک کے لئے ہم تمام بدن میں کوئی مقام نہیں پاتے۔ پہر اگر کوئی یہ کہے کہ غم و رنج کے ظاہر ہونے کی جگہ قلب ہے اور یہ دونوں طرب و سرور کے ضد اور دل ہی سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میرا دل خوش ہو گیا یا میرا دل غموم ہے اور ظاہر ہے کہ اس بیان سے یہ دعوے باطل ہو گیا کہ سرور و طرب دونوں کا تعلق بلا شرکت جسم نفس کی ذات اور حقیقت سے وابستہ ہے۔ تو ہم انکے جواب میں یہ کہیں گے کہ تنہ ہمارے دعوے کے ابطال میں ہکو لوگوں کے اطلاقات عرفیہ سے الزام دیا ہے جنکی بنا محض اوہام پر ہے نہ ان کے لئے کوئی برہان ہے اور نہ کوئی فلسفی دلیل۔ اور یہ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ عوام الناس بسا اوقات ایسے امور پر اعتقاد جالیے ہیں جنکی نفس الامر میں کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ عوام الناس کے اعتقادی امور اکثر خیالی ہوتے ہیں۔ تم کو چاہئے کہ ہمارے دعوے کے ابطال پر فلسفی دلیل اور طبی دلیل پیش کرو۔ اس لئے کہ ہم عوام کا لاف نام کے کلام اور اعتقاد تمہینی اور ظنی کو نہیں مانتے۔ کیا ہم

غولی بیا بانی کے نسبت عام کے اس خیال کو تسلیم کر سکتے ہیں کہ اُسکا اوپر کا بدن عورت کا ہے اور نیچے کا جسم کدبے کی شکل پر جسکے دو سم بھی ہیں۔ یا مان سکتے ہیں کہ سمندر میں ایک جانور ہے جس کا نام عقدا ہے جسکا آدھا جسم پرندے کے مثالی ہے اور آدھا جسم آدمی کی طرح۔ اور یہ جانور مشرق سے مغرب تک ایک دن میں سیر کرتا ہے۔ یا قبول کر سکتے ہیں کہ سمندر میں ایک قسم کا سانپ ہے جو ہندی زبان میں بات چیت کرتا ہے۔ یا چین کے شہروں میں ایک درخت ہے جو رات کے وقت اُسکی باتیں سُنی جاتی ہیں۔ اسی قسم کے بہت سے عقاید از قبیل محالات ہیں جو خلاف واقع ہیں جسکے محال ہونے پر عقل شہادت دیتی ہے اور اُنکے وقوع کو جائز نہیں رکھتی در حالیکہ روزمرہ کی باتوں میں انہیں محالات اور اکاذیب کا استعمال ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ مطالبہ دلیل کے وقت معتلف قسمیں کہانی جاتی ہیں کہ ہمارا بیان کیا ہوا واقعہ صحیح ہے۔ بعض موقع پر ہنکر کی تکفیر کی نوبت پہنچتی ہے اور شک کرنے والے کے قتل پر اُمادگی ظاہر ہوتی ہے گویا اُسکا خون حلال ہے۔ یہی کیفیت قائل کے اس قول کی ہے کہ خوشی اور غمی کا تعلق دل سے ہے اسلئے کہ میرا دل خوش بھی ہوتا ہے اور غم بھی۔ انکے یہ اقوال بے دلیل ہیں۔ پس جب وہ ثابت نہ کر سکے کہ قلب سرور و طرب کا محل ہے تو ظاہر ہوا کہ سرور و طرب کا صدور یا عروض نفس کے لئے بدن کی شرکت سے نہ ہوا اور جب یہی بات ہے تو طرب و سرور کو نفس کی ذات سے وابستہ ہونے میں کچھ شک نہ رہا۔ پہر اگر کوئی کہے کہ نفس ان دونوں کا اظہار کس جگہ سے کرتا ہے تو ہم کہیں گے کہ اُنکے اظہار کے لئے بدن میں کوئی مقام متعین نہیں ہے بلکہ یہ نفس سے بلا واسطہ جزو بدن صادر اور ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ان کا ظہور کسی عضو میں سے نہ ہوا تو لامحالہ ذات نفس اور جوہر نفس ہی انکا منشا مقہرا۔ کیونکہ جسقدر اعمال و افعال نفسانی ایسے ہیں کہ جسکے خاص کسی عضو سے صادر ہونے پر دلیل قائم ہے تو البتہ اُنکی نسبت کہا جائیگا کہ انکا تعلق نفس اور بدن دونوں سے وابستہ ہے اور جو نفسانی فعل ایسا ہے کہ جسکے لئے کسی عضو میں سے صادر ہونے کی دلیل نہیں ہے تو اُسکو کہا جائیگا کہ یہ نفس کی ذات اور حقیقت سے متعلق ہے پس طرب و سرور اسی قسم آخر میں داخل ہیں اور اس تصفیہ سے یہ امر واضح ہوا کہ شیرہ انگور جبکہ نفس میں فرحت اور سرور پیدا کرتا ہے تو ضرور اُسکی

طبیعت اور اُسکے جوہر حقیقت میں ایک ایسی طاقت ہے جو جوہر بسیط کی لطافت سے مشابہ ہے اور نفس بھی ایک جوہر لطیف ہے جسم نہیں ہے یہاں تک کہ انتہائے لطافت کی وجہ سے تمام لطیف اشیا کی نسبت نفس کو الطف یعنی بہت زیادہ لطیف کہا جاتا ہے اور جبکہ ایسا ہے تو ضرور شیرہ انگور میں بھی ایسی ہی اعلیٰ درجہ کی لطافت ہے جو نفس کی لطافت سے مناسبت رکھتی ہے اور وہ اسی لطافت کی وجہ سے نفس میں فرحت و انبساط پیدا کرتا ہے اور وہ وہ افعال اور قیوت اور تاثیرات ظاہر کرتا ہے جو اُسکے سوا دوسری چیز سے نفس میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے۔ پس ان تاثیرات کا ظہور صرف اسی مناسبت کی وجہ سے ہوتا ہے جو شیرہ انگور اور نفس انسانی کی اصل حقیقت میں رکھی گئی ہے اور یہی مضمون ہم کو اول کلام سے اس مقام تک بیان کرنا مقصود تھا۔ پھر اگر مقرر یہ کہے کہ کیا سر ملی آواز اور نغمہ کی وجہ سے نفس میں طرب اور سرور پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیا ان چیزوں کی تاثیر بھی نفس میں اُسی مناسبت اور لطافت سے نہیں ہے جو نفس انسانی اور ان چیزوں میں ودیعت کی گئی ہے کیونکہ یہ بھی اُسی قسم کی لطافت رکھتے ہیں جس قسم کی لطافت شیرہ انگور میں ہے۔ اسی وجہ سے حکماء سابقین نے حکم کیا ہے کہ خوشی کے مواقع میں نغمہ اور راگ سے کام لیا جائے تاکہ غم دور ہو اور مسرت بڑھے۔ عمر میں ترقی ہو۔ ہم اسکے جواب میں یہ کہیں گے کہ نفس میں تاثیر پیدا کرنے کے لحاظ سے تو نے ایسی دو چیزوں میں مشابہت بیان کی ہے جن میں مشابہت نہیں ہے اور ایسے دو مثنیٰ کو مساوی قرار دیا ہے جو کہ مساوی نہیں ہیں اسلئے کہ شیرہ انگور سے فرحت اور خوشی حاصل ہونے کا طریق اور اُسکا نفس کے لئے تفریح بخشنا اور طرح پر ہے اور آلات طرب اور راگ کا طرب اور سرور اور ڈہنگ کا ہے اسلئے کہ نغمات اور اصوات کے سُنے سے نفس کو جو طرب و سرور ہوتا ہے وہ قوت سامع کے ذریعہ سے تعلق رکھتا ہے جو دونوں کانوں میں ودیعت رکھی گئی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آنکھوں کے ذریعہ سے مرغوب چیزوں کو دیکھ کر نفس کو طرب اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ یا کہی مرغوب چیزوں کو سونگھنے سے تنہوں کے ذریعہ انبساط و سرور نفس میں پیدا ہوتا ہے۔ پس ان اعضا جزیر کے ذریعہ سے نفس میں جو طرب اور سرور پیدا ہوتا ہے اس میں بدن کو بھی مداخلت ہے برخلاف اُسکے

شیرہ انگور کا سرور و طرب نفس کو بلا مداخلت کسی عضو بدن کے حاصل ہوتا ہے جب کوئی شخص اسکا استعمال کرتا ہے تو وہ معدہ میں پہنچتا ہے اور اندرونی رطوبات سے مخلوط ہو کر اس کا اثر اُن مواقع میں پہنچتا ہے جنہیں تجارات تصاعد ہو جاتے ہیں یا اسکے سوا اسکی اور کوئی صورت ہے جسکو ہم نہیں جانتے کیونکہ حکماء سلف نے اسکے متعلق اسی قدر بیان کیا ہے۔ ہمارے اسقدر جواب سے آلات و اصوات و شیرہ انگور کے طرب و سرور کا فرق ظاہر ہو چکا۔ پہر اگر معترض کہے کہ انگور بھی بذریعہ جوف معدہ اور جس ذوق کے جو منہ اور حلق میں ہے اثر کرتا ہے تو ہم اسکا جواب یہ دے سکتے ہیں کہ انگور کا طرب پیدا کرنا منہ اور حلق میں ہے مداخلت سے نہیں ہے بلکہ جوف میں پہنچنے اور دیر تک قرار پکڑنے کے بعد جب نفس سے اسکو خامرت ہوتی ہے تو اُسوقت طرب کے آثار پیدا ہوتے ہیں اور جب کہ ایسی حالت ہے تو انگور سے نفس کا یہ عمل اور قسم کا ہے اور دوسری چیزوں سے دوسری قسم کا کیونکہ غیر انگور سے جو اثر نفسانی پیدا ہوتا ہے اسپر اس باب میں کہ اُس میں بدن کی بھی شرکت ہے دلیل قائم ہے برخلاف اسکے انگور کے اثر نفسانی میں بدن کی مداخلت پر کوئی دلیل نہیں ملتی۔ پس ہر طرح واضح اور ثابت ہو گیا کہ انگور کی طبیعت میں ایسی لطافت ہے کہ نفس سے اُسکی خامرت ہوتے ہی غیر معمولی تاثیرات نفس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ انگور سے سرور اور طرب حاصل ہونے کا حال بعینہ ایسا ہے کہ جس طرح انسان کو دنیاوی سامان اور ضروریات کے فراہم ہو جانے سے ایک طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے۔ جو دیر پا اور ثابت اور نفس سے علی الاتصال صفات ذاتی کی طرح خالط رہتا ہے۔ نعمات و اصوات کا سرور زائل اور فانی ہے جو کہ آلات و نعمات کے بند ہوتے ہی فنا ہو جاتا ہے پس اُسکا حال مثل عوارض مفارقہ کے ہے جو بہت دیر تک موصوف میں قائم نہیں رہتے۔ پس معلوم ہو چکا کہ دونوں ایک طرح کے نہیں ہیں اور نہ دونوں میں کچھ مشابہت ہے اور یہی اس امر کی دلیل ہے کہ جو سرور نفس کو انگور سے حاصل ہوتا ہے وہ نعمہ اور اصوات سے مفارقہ ہے اور جبکہ دونوں سرور باہم مفارقہ ہوں تو اُن دونوں کی اصلیں یہی باہم مماثل نہ سمجھیں۔ واضح ہو کہ ہم نے اس بیان سے شیرہ انگور اور نفس جزئی کے مساوات کو ثابت کرنے کا قصد کبھی نہیں کیا۔ بلکہ اکثر چیزوں سے انگور کی فضیلت اور فوقیت ثابت

کرنا ہیکو مقصود ہے۔ پس اگر نباتات کا ایک دوسرے پر تفاضل باعتبار کثرت و عموم منافع کے مسلم ہے تو انگور کی ان سب پر فضیلت قابل تسلیم ہے اسلئے کہ انگور کے تاثیرات نفس انسانی میں جقدر ہیں۔ غیر انگور کے تاثیرات ویسے نہیں ہیں۔ باوجود اسکے معارضہ کرنے والے جو کہ بعض نباتات کو انگور سے فائق یا اسکے برابر قرار دیتے ہیں اس مقام میں ہم سے معارضہ کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ جن نباتات کے منافع عام اور اکثر میں انگور پر فوقیت حاصل ہے اور تاثیرات کاشفہ ان کے مقابلہ میں کمتر ہے۔ ہم ان کے جواب کے لئے تیار ہیں اور کہتے ہیں کہ جنے انگور کی فضیلت اس ایک خاصیت کے ذریعہ سے اسلئے ثابت کی ہے کہ یہ خاصیت بہت اشرف اور عالی مرتبہ ہے ورنہ اسکے سوا انگور میں اور بھی بہت سے منافع ہیں جنکو اس خاصیت عظمیٰ کے ساتھ ملانے سے اور زیادہ فضیلت کا استحقاق انگور کے لئے ثابت ہوتا ہے پہر اگر معارضہ کرنے والے یہ کہیں کہ دو ایند اور بعض نباتات ویسے ہیں جو زہر کی ہلاکت سے بچاتے ہیں تو ہم یہ جواب دیں گے کہ انگور کے اقسام سے کرمۃ الدریاق میں صفت بھی موجود ہے جسکا شیرہ پینے سے افی جو بہت سخت زہر بلا سانپ ہے اسکے زہر سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس انگور سے شیرہ خچور لینے کے بعد بھی اسکا فضلہ ذہر کی خاصیت رکھتا ہے۔ یعنی وہ تریاق یا تریاق کے قریب ہو جاتا ہے اور اسکا ثبوت اطباء کی رائے سے مل سکتا ہے۔ اور خود ہم نے بھی اسکا تجربہ کیا ہے اور قریب قریب حق کے پایا ہے اسکے سوا چنے انگور کی کاشت سے اور بھی ویسے اعمال دریافت کئے ہیں جنکو عمل میں لانے سے زہر وغیرہ عوارض مہلکے سے نجات ہوتی ہے۔ اور ہم اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ انگور کے عام منافع ہیکو اسقدر معلوم ہیں کہ اگر ہم ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں تو اسکے مقابلہ میں کوئی دوسرا میوہ باعتبار منافع عام انگور کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ لیکن اس کام کے لئے اگر ضرورت ہو تو ہم ایک مستقل کتاب لکھ سکیں گے۔ موجودہ باب میں اسی حد تک ختم کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں اسلئے کہ اصل مقصود رہا جاتا ہے یعنی کاشت اور نگہداشت کے مطالب بیان کر رہے ہیں۔

(۲) اجزاء انگور کے طبی منافع اور مضار۔

(۱) عام بیان۔ مولانا حکیم محمد عظیم خان الحافظ بہ ناظم جہان مصنف مجھو اعظم کا قول ہے کہ بقول

شیخ بوعلی سینا سفید سیاہ انگور جب کہ دو لون اور صاف پختگی۔ رقت۔ حلاوت وغیرہ میں مساوی ہوں تو سفید کو سیاہ پر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ وہ جلد تحلیل ہو جاتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ وہ انگور جسکو درخت سے توڑے ہوئے دو تین دن گزر چکے ہوں پر نہایت تازہ انگور کے جو اُسی وقت توڑے ہوئے ہوں بہتر ہوتے ہیں۔

شرح شفا کا قول ہے کہ جس انگور کا چھلکا باریک اور عرق زیادہ ہوتا ہے اُسکے دانے وہی بہتر ہیں جو تازہ توڑے ہوئے ہیں کیونکہ زیادہ مدت گزرنے کے بعد جلد خراب ہو جاتے ہیں اور اُن کا مزہ بدل جاتا ہے۔ جن انگوروں کا چھلکا موٹا ہوتا ہے اور جرم سخت اُن میں توڑنے کے بعد کچھ مدت گزرنے پر خوبی پیدا ہوتی ہے۔ ایسے انگور کا تازگی میں استعمال ریح اور نفخ پیدا کرتا ہے۔ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب تک وہ بگڑنے کے درجہ میں نہ آویں ہوا میں لٹکے رہیں۔ تاکہ ہوا اُن کو ہر طرف سے تحلیل کرتی رہے۔ لٹکائے ہوئے انگوروں کا چھلکا نرم اور ڈھیللا اور پرمردہ ہو جاتا ہے ایسے انگوروں سے خون صالح پیدا ہوتا ہے جو اقسام قابض ہوتے ہیں اُن میں بھی لٹکائے رکھنے سے شیرینی اور حلاوت پیدا ہونے کی امید ہے۔ ترش انگوروں سے یہ امید نکرنا چاہیے۔

(۲) فوائد بھاشا فرائج و خواص انگور | بقول صاحب محیط اعظم پختہ انگور مزاجاً درجہ اول میں گرم و تر ہے۔ بعض کا قول ہے کہ جو انگور بہت شیرین ہوتے ہیں دوسرے درجہ تک گرم و تر ہوتے ہیں۔ اور کچا انگور یعنی ناپختہ اور عوزہ یعنی نیم پختہ اور سیلا انگور مزاجاً سرد اور کثیف ہے۔

انگور تمام میوؤں سے زیادہ غذائیت رکھتا ہے اور خون صالح پیدا کرتا ہے اور غلیظ خون کو مقلد بناتا ہے اور صاف کرنے میں تمام میوؤں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور سوداوی اور احتراقی مواد کو بالکل دفع کر کے جلا اور صفائی بخشتا ہے اور خام مادہ کو پکا دیتا ہے اور جلد مضہم ہو جاتا ہے سینہ اور پیٹ میں کھال کا مصلح اور موافق ہے۔ بدن کو فروغ بہ کرتا ہے۔ گردہ کی چربی کو بڑھاتا ہے۔

شیرین انگور اپنی خاصیت سے قوت باہ میں جو ش بخشتا ہے۔ اور مدبول ہے۔ شیخ کا قول ہے کہ اُسکی غذا کثرت غذائیت اور کی فضلہ میں انجمیر کے مشابہ ہے اگرچہ اُسکی غذائیت انجمیر کی غذائیت سے

کم درجہ رکھتی ہے۔ سالم انگور کی غذائیت پھوٹے ہوئے شیرے سے زیادہ مانی گئی ہے۔ مگر پھوڑا ہوا عرق زود ہضم ہے۔

این ماسویہ کا قول ہے کہ انگور پسندیدہ میوہ ہے اور تمام میوؤں سے بڑھکر معتدل اور افضل ہے اور بہتر انگور وہ ہے کہ اسکی پختگی درخت ہی پر ہو چکی ہو۔ اُسکے بعد اجڑے غلیظہ کی تحلیل کے لئے چند روز تک ہوا میں لٹکایا گیا ہو۔ اور اُسکا چہلکا مضعف اور نر مردہ ہو گیا ہو۔ اس حالت میں کثیر غذا اور مقوی بدن ہو جاتا ہے۔

کازرونی کا قول ہے کہ انگور کی غذا عمدہ روٹی کے ساتھ زیادہ مفید ہوتی ہے اور نفع کم کرتی ہے اسلئے کہ روٹی سے انگور کی رطوبت خشک ہو جاتی ہے۔

رازمی نے کتاب دفع مضار اغذیہ میں ذکر کیا ہے کہ انگور معتدل ہے اور اُسکی جو قسم شیرین ہے زیادہ گرمی رکھتی ہے اور اُس میں سے جو چاشنی دار ہوتی ہے بدن میں گرمی پیدا نہیں کرتی۔ انگور کی غذا سے جو خون بدن میں پیدا ہوتا ہے وہ خرمے ترکے غذائی خون سے عمدہ ہوتا ہے۔ انگور شیرین کو اعتدال کے ساتھ استعمال کرنے سے کسی مصلح دوا کے استعمال کی ضرورت نہیں واقع ہوتی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کہانے سے پیٹ نرم اور ملین ہو جاتا ہے۔ انگور بدن کو بہت جلد نرم کر دیتا ہے۔ آلت تناسل میں خاص قوت بڑھاتا ہے۔ معدہ کے لئے مفید ہے۔ دوسرے میوؤں کی طرح معدہ میں جانے کے بعد فساد نہیں پیدا کرتا۔

نیاذوق کی رائے ہے کہ جسکو کثرت سے پسینا آنے کا عارضہ ہو تو اُسکے لئے انگور نہایت نافع ہے۔ اس طرح پر کہ انگور کا عرق پھونچیں اور اُسی قدر ٹھنڈا پانی اُس میں ملا دیں پہر مارو جسکو ہندی میں ماجو پھل کہتے ہیں گھسکر اُس پانی میں ملا دیں اور تمام بدن پر اس مجموعہ کی مالش کریں تو امید ہے کہ عارضہ بہت جلد دفع ہو جائے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس انگور کا پوست کسی قدر کھلا جاتا ہے اُسکی غذائیت اخیر سے زیادہ ہوتی ہے اور اُسکے استعمال سے فحش نہیں ہوتا معدہ کے لئے نافع ہے اور اشتہا کا محرک۔ بدن کا مقوی۔ اور

مرتب۔ عمدہ خون کو بڑھانے والا۔ مادہ کو پکانے والا۔ طبیعت کو نرم کرنے والا ہے۔
جو لوگ امراض کی وجہ سے نفیض ہو گئے ہیں یا تب کہ نہ محرقہ میں مبتلا ہیں اُنکے حق میں انگور بہت
نافع ہے۔ انگور کا عرق معدہ میں بہت جلد نفوذ کرتا ہے اور جلد تحلیل ہو جاتا ہے اور سینہ اور پیپس
کی بیماریوں کو نفع بخشتا ہے۔ اگر معدہ کے درد اور آنتوں اور گردہ اور مثانہ کو فائدہ پہنچانا مقصود
ہو تو انگور کو دو روز تک رکھ کر مع گٹھلی کے کھانا چاہئے۔

شیرہ انگور کو پکا کر جم جانے کے بعد اُس سے متعدد امراض کے علاج میں کام لیا جاسکتا ہے مثلاً
حلق کے دونوں جانب کے عضلات اور تالو اور کوتے اور اُن سوزہوں کو جو کہ رطوبت گرنے سے
لنگ جاتے ہیں اور اُس کان کو جس سے پیپ بہتی رہتی ہے اسکا استعمال فائدہ دیتا ہے یعنی اُس
شیرہ کے کھانے سے یہ امراض دفع ہو جاتے ہیں اور اسکی سلائی آنکھ میں پھیرنے سے آنکھ کی کچلی
اور رطوبت غلیظہ دفع ہو جاتی ہے۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ انگور کا تیل جو کہ انگور کے عرق اور فضلہ کو دو مرتبہ روغن زیتون کے ساتھ جوش
دیکر صاف کرنے یا دھوپ میں رکھنے سے تیار ہوتا ہے۔ جلد ہی امراض کو فائدہ بخش ہے جس سے
مسامات کھل جاتے ہیں اور جلد میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

انگور صحرائی کا پھل مقوی معدہ اور متلی کا دارغ۔ بدھنی اور سہال اور پیشاب کے عارضہ کو نافع ہے
اسکا لیپ زخموں کے دم کو روک دیتا ہے۔

صاحب فلاحۃ النبیطہ فرماتے ہیں کہ کرمتہ البرمین (دیکھو انعام کا باب) انسانوں کے لئے چند
مخصوص فوائد ہیں۔ اس درخت کی زیب کی گٹھلیاں اور پختہ انگوروں کو دس گیارہ دم کے وزن میں سے
کر لے کر ہر روغن زیتون میں انگور خلط کر کے معدہ پر لیپ کرو تو ہر قسم کا درد معدہ دفع ہو جاتا ہے اور اگر
اور تلی اس لیپ کے اثر سے قوی اور اُنکے سگے دفع ہو جاتے ہیں اور اسکا کھانے کے بیمار کو اور نیز اس
شخص کو جسکے اشتہار میں خلل ہو اسکا لیپ نافع ہے اگر اسکا شیرہ پانچ دم کے وزن میں سے
کلاب کے ساتھ ملا کر دے تو اساد مرض کو دفع کرتا ہے۔ غمر غلیظہ کا دارغ ہے اور کھانے کے

پیاس اور بدن میں گرمی محسوس ہوتی ہے جسکی اصلاح کے لئے انار ترش کا عرق یا سکبجین شکر می یا غذا سے ترش کا استعمال ضروری ہے۔

جس شخص کے پیٹ میں انگور کے استعمال سے نفخ یا قراقرق کی ذہبت آئے تو اسکو چاہئے کہ انگور خام سے پرہیز رکھے یا میوہ انگور پوست کے ساتھ نہ کھائے اور انگور کے استعمال کے بعد اسپرٹ ٹھنڈا پانی نہ پیئے اس احتیاط پر بھی نفخ کا ضرر محسوس ہو تو زیرہ کے عرق کا شربت پی لے۔
تولنج ریجی کے مریضوں کو انگور کی کثرت سے پرہیز اوسلے ہے۔

نیا ذوق کا قول ہے کہ انگور کھانے کے بعد اسپرٹ سرد پانی ہرگز نہ پینا چاہئے جس سے بہت برفا دلت طبیعت میں پیدا ہو جاتے ہیں یعنی ہضم میں دیر ہوتی ہے۔ تشنگی بڑھ جاتی ہے۔ عفوئت دار بن جا پید ہوتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کا استعمال کثرت کے ساتھ دماغ کو سخت مضرب جس سے درد سر پیدا ہو جاتا ہے۔

اب ہم ذیل میں اجزاء درخت انگور کے منافع اور مضار کا ذکر کرتے ہیں جو حکماء قدیم کے اقوال سے مستنبط ہیں۔

(الف) انگور کے چھلکے | بقول صاحب محیط اعظم انگور کا چھلکا اول درجہ میں سرد و خشک ہے اور مدہ اور آنتوں کے لئے مضر اور دیر ہضم۔ ریاح کا پیدا کرنے والا۔ اسکی راکھ جسم پر چڑھنے سے بدن میں جلا پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں اور دوسرے اعضا کے زخموں کی رطوبتیں اس سے خشک ہو جاتی ہیں۔

اسکا پوست شہید کے ساتھ کٹنے سے مسوڑ ہون کے خون کو بند کر دیتا ہے جس سے مسوڑ ہونے سے مصبوط ہو جاتے ہیں اور اسکا جبا نا مسوڑ ہون کے لئے مقوی ہے اور شہید کے ساتھ حل کر کے اسکی مالش کرنے سے سوجن دفع ہوتی ہے اور اٹھکا منجھ مسوڑ ہون کے خون کو روک دیتا ہے۔

(ب) درخت انگور کی لکڑی | بقول صاحب محیط اعظم درخت انگور کی لکڑی کا پانی جو اسکے جلائے سے نکلتا ہے جسم پر لٹنے سے جلد کے تمام امراض جیسے سسے۔ تپکھ۔ کلف۔ نمش۔ قوبار۔ خارش وغیرہ دفع ہو جاتے ہیں اور بدن کے بال بھی گر جاتے ہیں۔

اسکی لکڑی کی راکھ داغ دینے والی دواؤں میں ڈالی جاتی ہے اور سرکہ میں حل کر کے اسکالیپ کرنے سے بواسیر کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔ روغن گل۔ سرکہ۔ سداب کے ساتھ طحال کے ورم کو دفع کرتی ہے اور پرانی چربی اور روغن زیتون اور شہد کے ساتھ عضلات کے سگاف اور جوڑوں کی سستی اور پٹھوں کی اینٹھن کا علاج ہے اور بورڈارمنی کے ساتھ زخموں کا حرام گوشت دفع کرتی ہے اور سرکہ کے ساتھ اسکالیپ کرنے سے پٹھوں کا مڑ جانا اور مودی اور زہریلے جانوروں خصوصاً سانپ اور دیوانہ کتے کا زہر دفع ہو جاتا ہے اور نیز غدوہی اور ام اس سے تحلیل ہو جاتے ہیں اور اسکی پوٹلی گرم کر کے باندھنے سے بواسیر کو بہت نفع ہوتا ہے اور آدھے درم کے وزن میں کہانے سے زخم کو اور پتھر کے صدمہ سے ٹوٹے ہوئے عضو کو آرام ہو جاتا ہے اور اسکو پانی میں ملا کر پینے سے استقامت حاصل کر دیتا ہے۔

(ج) دمنہ الکرم یعنی گوند۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ ہر درخت انگور کے جیسے ہوئے پانی کو زبان عرب میں دمنہ الکرم کہتے ہیں اور یہ درحقیقت درخت انگور کا گوند ہے جو اکثر درخت کے تنہ اور شاخوں پر پایا جاتا ہے اس کالیپ چھوٹے چھوٹے مسوں کو جو کہ چینیوں کی طرح جمتے ہو جاتے ہیں جنکو عربی میں ثانیل علیہ کہتے ہیں دفع کر دیتا ہے۔ یہ خشک حالت میں شراب کے ساتھ پیئے سے عارضہ طحال کو دفع کرتا ہے اور مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے اور اسکالیپ عارضہ قوبا اور خارش خشک وتر کو نافع ہے۔ اگر اسکو روغن زیتون کے ساتھ مالش میں شریک کریں تو بال کر جاتے ہیں۔

(د) انگور کی شاخیں۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ بقول گیلانی درخت انگور کی نرم شاخیں جنکو زبان عرب میں علیج الکرم اور لغایف الکرم کہتے ہیں۔ ابتداً یعنی جب وہ پہوٹا اُٹھیں اول درجہ کی سرد و خشک ہیں۔ اور جب انسان کی طبیعت بگڑتی ہے اور اُس میں قیہ ہوتا ہے تو اسوقت اُنکے کہانے سے شکیں اور اضمناط حاصل ہوتی ہے اور متلی جاتی رہتی ہے۔

گیلانی کا قول ہے کہ جب درخت انگور کی شاخیں کاٹ کر اُن کا عرق پھوٹا جاوے اور پادیسری مقدار میں پی لیا جاوے تو جسم کے سفید داغوں کے عارضہ کو شفا بخشتا ہے لیکن ضرور ہے کہ ہر روز خشک مادی رکھا جاوے۔ کہیں اس مدت سے پہلے ہی شفا ہو جاتی ہے۔

بقول صاحب محیط اعظم درخت انگور کے کل اجزاء سے اسکی نازک شاخیں بہترین۔ انکا عرق پینے سے پانچ ماہ میں بخیر نہیں ہونے پاتی۔ اور اسکے پتوں اور نشون کا لیپ فاسکر جو کے آٹے کے ساتھ درد سر اور آنکھوں کی کینک اور سوزش اور گرم درمون کو دفع کرتا ہے اور جب کہ سرکہ اور روغن گل میں ملا کر سر پر بڑھا کریں تو درد سر اور مواد فاسدہ کے دفع کے لئے نافع ہے اور اسکا لیپ جو کے آٹے اور رامک کے ساتھ کرنے سے معدہ کی سوزش اور گرم گرم کی ابتدا کو خواہ کسی عضو میں ہو تسکین بخشتا ہے۔

(۵) درخت انگور کی بیلون کے رشتے | صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ خیوطا گرم یعنی بیلون کے رشتوں کو پانی میں بھگو کر پینے سے خون کے دستوں اور معدہ حار کے درد اور حاملہ عورتوں کو نفع ہوتا ہے۔ خیوطا گرم کو قند میں توام دیکر شربت بنانے سے اسکا استعمال خفقان صفراوی کو فائدہ بخشتا ہے اور اشتہا کو تحریک ہوتی ہے اور خمار اور صفرا کی حدت اور متلی کو تسکین ہوتی ہے اور مواد صفراویہ کے اسہال کو نافع ہے۔ کپاہنی کے عارضہ کو مضر ہے اور اسکا مصلع شہد اور کیترا اور گوند تجویز ہوا ہے۔

(۶) درخت انگور کی کوہل اور پتے۔ | بقول صاحب محیط اعظم اسکی کوہل اور پتے معدہ کو قوت بخشتے ہیں اور پتے کو بند اور متلی کو دفع کرتے ہیں۔ اسکے پتوں کا شیرہ گرم معدہ کو مقوی اور خوشی قے کا قاطع اور خمار اور متلی کا دافع ہے اور آنکھوں کے زخم اور صفراوی اور خوشی دستوں کو مفید ہے خواہ اسکو پٹین خواہ اس سے حقہ کریں۔ مدبول اور جین کا محافظ ہے اور اسقاما کو روکتا ہے۔

جب درخت انگور کی کوہل کو کوٹ کر انکا عرق روزانہ دو مثقال کے وزن میں صبح و شام بہار مذہب میں تو عورتوں کے لئے نفث الدم یعنی جریان خون کے عارضہ میں اس سے نہایت نفع حاصل ہوتا ہے۔ کوہل کو دو اون میں ملا کر خون بند کرنے کے لئے شاخوں میں استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ انکو مچھوڑوں میں ملا کر جریان خون کے روکنے کے لئے جی کے ذریعہ سے رحم میں رکھتے ہیں تو خون فوراً بند ہو جاتا ہے۔ اس درخت کے پتوں کو رامک میں ملا کر لیپ کرنے سے دستوں کا عارضہ جاتا رہتا ہے۔

اس درخت کے پتوں کا عرق جو کے آٹے میں ملا کر لیپ کرنے سے اور ام کی سختی تحلیل ہو جاتی ہے۔ درخت انگور مٹھائی کی کوہل تمام اجزاء سے درخت سے زیادہ بہتر ہے اور زیادہ قابض۔ اسکی کوہل

دو مثقال کے وزن میں پینے سے ہریاں خون بند ہو جاتا ہے اور معدہ کے لئے مقوی ہے۔ معدہ میں غذا کو خوش ہونے سے روکتی ہے۔ دستوں کی نافع پیشاب کی مدد ہے اور اسکے جوشاندہ کا عرق بھدر ۳۵ مثقال کسی قدر شکر کے ساتھ پینے سے رطوبتوں اور پیپ کا اخراج ہو جاتا ہے۔ اور اسکو پیس کر لیپ کرنے سے آنکھ کا ورم دفع ہو جاتا ہے اور جملہ اقسام اور ام کے لئے نافع ہے۔ مُنہ کے آبے اور مواد فاسد اس سے زائل ہو جاتا ہے۔ معدہ کی سورش کو تسکین دیتی ہے۔ ردی زخم الیام پاتے ہیں۔ اسکی بتی رکھنے سے خون حیض بند ہو جاتا ہے۔ جب اسکو ہٹکری میں جلائیں اور مسیکر بطور مسرہ آنکھوں میں لگائیں تو در چشم جاتا رہتا ہے اور شہد کے ساتھ آنکھوں میں ڈالنے سے ناخنہ کا مرض دفع ہو جاتا ہے۔

صحرائی درخت انگور جو سیاہ پہل والا ہوا و سکی کو پلون کا روغن خاصیت میں روغن گل کے مثل ہے
قبض اور روکنے کی قوت کی وجہ سے منہ کے آبون اور پسینے کے جریان اور پھیلنے والے زخموں کے لئے
نافع ہے۔ اس روغن کی تیاری ایک خاص طریقہ سے ہونی چاہئے۔ یعنی کو پلون کو لیکر روغن زیتون میں
دھالیں اور دھوپ میں رکھ دیں اور سر میں دن میں کو پلون کو بدلتے رہیں۔

(۲) درخت انگور کا پہول۔ جب درخت انگور کے پہول کھیلنے کے وقت ٹیکر پاکیزہ اور صاف کپڑے میں لپیٹ کر سایہ میں منکھلاے جائیں اور مٹی کے طرف میں انگور کھچوڑ میں تو مزاجاً سرد اور خاصیت میں قابض اور اسکا استعمال معدہ کے لئے مفید ہے اور دو مثقال کے وزن میں اسکا کھانا دستوں کو روکتا ہے اور اسکا چھانا تھے کو بند کرتا ہے۔

اس درخت کے پھولوں کا لپ پتہ تمام اعضا کے ادھام کا داغ اور نافی ہے۔

(ج) درخت انگور کی جڑیں۔ بقول صاحب محیط اعظم درخت انگور کی جڑوں کو دریا بے شور کے پانی میں

عش و کبریت سے بغم اور طوہت فاسدہ کا مہل پہن جاتا ہے اور نکتے این کہ انکی جہن کو جب باقی

صحرائی درخت انگور جبکہ پہل سیاہ ہو اسکی جڑیں بہت ہی جلائش میں انکا جو شاذہ تنہا یا مناسب روغنوں کے ساتھ ٹپکانے سے کان کامیل اور بہرہ وین دفع ہو جاتا ہے اور اسکی چانی یا شراب کے ساتھ پینے سے تشنگی اور پیپ اور دستوں کے عوارض کو شفا ہوتی ہے۔

(۵) انگور کے تخم۔ بقول صاحب محیط اعظم انگور کے تخم کا مزاج دوسرے درجہ میں سرد و خشک ہے اور ویرہن ہضم ہوتا ہے اور پیٹ میں ریاہ اور جس پیدا کرتا ہے۔ پیشاب و منی کو روکتا ہے خاصکر جو بیج سرکہ کے شکر سے نکالا جائے اور ہون لیا جائے اس میں قبض کی صفت زیادہ ہوتی ہے اور وہ گردہ اور شانہ کو مضر ہے۔ اسکی راکھ اکثر زخموں کو نافع ہے۔

اصل سوم درخت انگور میں ستاروں کا اثر

صغریٰ کا قول ہے کہ انگور میں دو ستاروں کی تاثیر ہوتی ہے اور دونوں سعدین۔ ایک مشتری ہے اور دوسرا زہرہ۔ تمام کسائیں اس پر متفق ہیں کہ کل تاثیرات میں آفتاب کو دخل ہے اور تمام ستاروں کے اثر میں آفتاب کی شرکت ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اجسام مرکبہ خارجیہ کے بعض اشخاص میں جبکہ وہ عدم سے وجود میں آچکے ہوں اور کچھ صورتیں بدل چکی ہوں تو باوجود آفتاب کی شرکت عامہ کے مشتری اور زہرہ کی تاثیر خاص غالب ہوتی ہے اور پھر زہرہ ہی کی تاثیراتی رہ جاتی ہے۔

صاحب فلاحۃ العنبطیہ کا قول ہے کہ تمام نباتات کا اصل میری قمر ہے۔ پس جبکہ نباتات پر مشتری اور زہرہ اپنی تاثیر سے غلبہ کریں تو ان دونوں میں سے جسکی تاثیر اس نبات میں زیادہ ہو گی وہی ستارہ اس کے حق میں غلبہ کرے گا۔ پھر جبکہ تمام ستاروں میں زہرہ کی تاثیر قمر سے مشابہہ مشتری کی تاثیر کا درجہ ان کے لئے زہرہ سے کم ہے اور زہرہ کے اثر کو غلبہ حاصل ہوتا ہے میں تاثیرات کے اثرات ایک خصوصیت ہے اگرچہ بعض تاثیرات میں مشتری کا اثر بھی ہے۔

منجھن کے پاس ثابت ہے تو تاثیرات کی رو سے کاشت انگور میں برکت اور اسکی قدر و منزلت اور فائدہ کی توقع مانی جاسکتی ہے۔ کاماس مہتری نے اپنی رائے میں انگور کو اسی اعتبار سے خرما پر ترجیح دی ہے۔ اُسکے قول کا لب لباب یہ ہے کہ درخت انگور کے بونے والوں کو اُنکے تمام معاملات میں برکت نصیب ہوگی۔

آدم ^{علیہ السلام} فلاح نے اس فضیلت پر بہت زور دیکر بیان کیا ہے کہ انگور کی بیل کو درخت خرما پر چرانا ایسا ہے جیسا کہ مشتری اور چاند کا قرآن برج سرطان میں۔

وہ کہتا ہے کہ پخشندہ کا دن اور شب جمعہ میں جب کہ آفتاب برج حمل کے راس پر ہونے کا اتفاق ہو تو ایک ایسی زمین میں جسکی مٹی سُرخ رنگ کی ہو یا سفید یا مائل جبین میٹھے پانی کی نہریں بھی جاری ہوں اور جسکے قرب میں کچھ بیر کے درخت بھی ہوں اُس میں ایک خرما کے درخت پر انگور کی بیل کا چڑھا ہونا۔ آفتاب کی خوشنودی۔ قمر کے تقرب۔ مشتری اور زہرہ کی توجہ کا ذریعہ ہوگا اور ایسی کاشت کو حیات دائمی کا سرچشمہ خیال کرنا چاہئے۔ ایسے مقام پر اعلیٰ درجہ کے برکات ظاہر ہوں گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب ایسی زمین میں اُسی وقت معینہ پر گرہا کہو دا جائے اور اُس میں آفتاب سے مشابہ خطوط بنائے جائیں اور اُس میں انگور کی کاشت کی جائے تو بہت بڑی برکت ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے طبائع میں یہ بات ہے کہ جب وہ اپنی غیر مالوت اور غیر مستاد کوئی شے دیکھتے ہیں اور کوئی نادر بات سنتے ہیں تو وہ خواہ مخواہ سہم جاتے ہیں اور اپنے خیالات اور محدود علم کے لحاظ سے اُنکے نفوس اُس سے نفرت کرنے لگتے ہیں لیکن انگور ایسا نہ کرنا چاہئے علمی طور پر یہ بات قابل تسلیم ہے کہ ستاروں کا دنیوی ہر ایک چیز میں اثر اور دخل ہے۔

مولف کہتا ہے کہ جب ہم ایک کام کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو چاہئے کہ ہم اللہ کے ساتھ اُسکو شروع کریں اور اُن تمام خوبیوں کی پابندی کریں جنکو اہل علم نے بطور کلیوں کے قائم کر دیا ہے۔ اور اُن فکر و تلاش میں نہ پڑیں کہ ایسا کرنے سے کیا حاصل ہوگا۔ فرض کرو کہ نباتات کے ایک ایسے

ایک طریقہ بتلایا تو دوسرے حکیم فلاح کو اس کے تجربہ کا توحق ہے لیکن جاہل فلاح کو جب کو تجربہ کرنے کا حوصلہ ہی نہیں اُس عمل میں پس و پیش کرنے کا حق نہیں ہے۔ تاثیرات کے علوم عالموں سے مخصوص ہیں۔ ان عالموں کے ہدایات پر عمل کرنے سے ہمارے ایمان اور اعتقاد میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ اس لئے کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خداوند کریم ہمارے اس عمل کے برخلاف نتیجہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ ہر گاہ یہ تمام تاثیرات اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہی ان سب کا مبدو ہے تو پھر ان کے برکات سے ہمارا محروم رہنا ہماری جہالت کا نتیجہ ہے۔ ہنوز وہ وقت نہیں آیا ہے جہاں سائنس کی تحقیقات ان مطالب کو حل کرے اور ان مشکل مسائل کے نتیجہ کو ہمارے سامنے رکھ دے۔ پس اگر ہم نے ذی علم محققین کی راے پر عمل کیا تو ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے اگر نہیں عمل کیا تو ممکن ہے کہ ہم گہاڑی میں ہیں آدم فلاح کا قول ہے کہ ہم انگور کی کاشت کریں تو ہمیشہ اسکی سرسبزی پر اپنی آنکھیں جمائیں جسکی تاثیر خاص ہے اور اُس سے وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے جو کہ نفس کلی کے فیضان سے ہمارے نفوسِ خبریہ کو حاصل ہوتا ہے۔

اصل چہارم متعلق بہ اقسام انگور

(۱) عام بیان۔ مولانا حکیم محمد اعظم خان المتخاطب بہ ناظم جہان نے محققانہ طور پر اقسام انگور کے

متعلق اپنی تصنیف محیط اعظم میں بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انگور کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) بری

یعنی خشکی پر ہونے والا۔ (۲) جیکی یعنی پہاڑوں پر ہونے والا۔ (۳) بستانی یعنی باغوں میں ہونی والا۔

اور ان میں سے ہر ایک دو قسم پر پایا گیا ہے۔ (۱) تابستانی یعنی گرمیوں کا انگور۔ (۲) زمستانی یعنی

جاڑے کا انگور۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ تقسیم موسمِ بارِ آوری کے لحاظ سے ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں

کہ ان اقسام سے بھی بہت سی قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض انہیں سے گول ہیں اور بعض لاجبی۔ اور

بعض بڑی اور بعض چوٹی۔ اور یا اعتبارِ رنگ ہر ایک قسم سے بعض سفید ہیں۔ بعض سرخ۔ بعض سیاہ۔

اور بعض ملائی یعنی پانی کے رنگ کی۔ اور ان میں بعض قسم کے انگور سخت ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے ذرت

زمینی اجزاء زیادہ جذب کرتے ہیں جبکہ پہل میں زیادہ غذائیت ہوتی ہے اور بعض کا چھلکا باریک اور بعض کا موٹا۔ اور ان تمام اقسام میں بہتر اور فائق وہ انگور ہیں جو گرمی کے موسم میں پختہ ہوں۔ جنکا رنگ سفید۔ مرہ شیریں۔ چھلکا باریک۔ تخم چھوٹے۔ مقدار میں متوسط یا بڑے ہوں۔ اس کے بعد آپ نے چند اقسام خاص کی صراحت اُنکے مخصوص ناموں کے ساتھ فرمائی ہے جنکو مولف نے اس ردیف و از فہرست میں بیان کیا ہے جو اقسام عرب و عجم کے نام سے اسی باب میں لکھی گئی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ انگور کے اقسام جنگلی۔ پہاڑی۔ بُستانی سے۔ اول الذکر دونوں قسم کے درخت بہت دراز۔ سطح زمین یا دوسرے قسم کے درختوں پر پھیلتے ہیں۔ انکا پھول روئیں دار اور پہل بہت چوڑا اور شیرہ بہت کم۔ اور پھلون کا پوست بہت موٹا ہوتا ہے۔ ویسقوریہ وس نے اپنی کتاب کے چوتھے مقالہ میں اسکا تو موصوفہ دیا ہے کہ اس سالس اغریا رکھا ہے۔ نمبر ۲ کے نسبت لکھا ہے کہ وہ ایک درخت ہے جس سے شراب نکالی جاتی ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسپر صرف پھول آتا ہے اور پہل نہیں لگتے اسکو رومی اور زبان تنگابن میں دیوازا کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم وہ ہے جسکا پہل چوڑا اور سیاہ ہوتا ہے جس میں کسی قدر سیلا پن اور شیرینی ہوتی ہے اسکے ریشے اور پھول زیادہ قوی اور کٹے تمام اجزاء میں قبض اور سیلا پن ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ پہاڑی انگور سے جنگلی انگور بہتر ہے اور اس سے بہتر بُستانی جو آبادی اور باغات میں بویا جاتا ہے۔

(۲) عربوں کا تعلق | حضرت کا قول ہے کہ سیاہ انگور کی ایک مشہور قسم ہے جو ہندوستان میں (کدواں)

میں کثرت سے ہوتی ہے۔ اسکی قسمیں بہت مشہور ہیں (۱) سولایا۔ (۲) سیلائی۔ (۳) صلیبیا۔ (۴) مولیٰ۔ ان تینوں کا تفصیلی بیان فہرست ردیف و از میں کیا ہے جو اسی باب کے زمین میں لکھی گئی ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ سیاہ سے کم درجہ میں خلیف سیاہی سے ایک قسم ہے جسکا رنگ باریک و نرم ہوا کرتا ہے۔ یعنی سرخی کے ساتھ سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ اسکی قسمیں بہت مشہور ہیں۔ (۱) سیلائی۔ (۲) صلیبیا۔ (۳) مولیٰ۔ (۴) سولایا۔ (۵) سولایا۔ (۶) سولایا۔ (۷) سولایا۔ (۸) سولایا۔ (۹) سولایا۔ (۱۰) سولایا۔

ابوبکر احمد بن حوشبہ کی رائے میں یہ قسم سُرخ انگور میں داخل ہے۔

اسکے بعد صبح انگور کا درجہ ہے جبکہ دانوین نمایاں سرخی کے ساتھ خفیف سی سیاہی بھی شامل ہوتی ہے۔ تھوڑے سے فرق کے ساتھ اسکی دو جدا قسمیں ہیں۔

اسکے بعد سفید گول انگور کا درجہ ہے جسکے رنگ میں سبزی کا میلان ہو۔ اور چھلکا پتلا۔ انکی بھی ۳ قسمیں ہوتی ہیں اور یہ اقسام محض پوست کے لحاظ سے قائم ہونے ہیں۔ انکی اعلیٰ قسم تو وہی ہے جسکا پوست بالکل نازک اور باریک ہو۔ اور دوسری قسم وہ ہے جسکا پوست بہ نسبت قسم اول کسی قدر موٹا ہو۔ اور تیسری قسم کا پوست بالکل موٹا ہوتا ہے۔ اور قد بہ نسبت اول و دوم کے بہت چھوٹا۔ اس آخری قسم کے انگور باوجود پوست کی سختی کے زیادہ نرم ہوتے ہیں۔ اور اسی نرمی کی وجہ سے اس قسم کو اول و دوم پر فوقیت حاصل ہے۔ اسکا شیرہ مقدار میں کم اور باوجود کم ہونے کے اس میں ایک طرح کا گھٹرا پن اور سختی ہوتی ہے برخلاف قسم اول و دوم کے جس میں کثیر المقدار شیرہ نکلتا ہے۔ اور بہت قوی اور زیادہ تیز اور دیر پا ہوتا ہے۔ اور نفس الثانی میں حلاوت اور طربہ شتاب ہے۔ شہد کی کہانیاں ان پر بکثرت جمع ہوتی ہیں اور انکے پہلون سے لذت حاصل کرتی ہیں۔ انکے خوشون میں پہلی بکثرت آتے ہیں۔ اور پہلون کی ڈنڈیاں سخت اور مضبوط پائی گئی ہیں۔

صاحب فلاحۃ القبطیہ فرماتے ہیں کہ انگور دن کے اقسام کا مدار رنگ پر ہے۔ اور رنگ ہی اہم
ہے۔ باقی اصناف اس کے فرع ہیں۔ مثلاً بعض انگور اول درجہ میں سفید ہیں اور بعض بالکل سیاہ
اور چند اقسام کے درمیانی ہیں جیسے اشتر بھی سفید و سرخ۔ اور احمد بھی سرخ و رنگ نے پورے
اور ٹھوڑے کھلائی سفید رنگ ہیں۔ ۱۱۵ء ہے جسکی سفیدی سبزی آمیز ہوتی ہے۔ اس سے
سبزی آمیز کے ہی چند اقسام ہیں جو سبزی کی کچی اور زیادتی کے اعتبار سے منقسم ہیں (۱۱۶ء) وہ
جسکی سفیدی میں سرخ کی ہوتی ہے۔ اس کے بھی اقسام ہیں۔ اسی طرح سیاہ اور اشتر اور

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ ذائقہ کے لحاظ سے بھی اقسام کا انحصار کیا گیا ہے جیسے انگور شیرین۔ انگور ترش۔ انگور تلخ۔ پیکے انگور۔ پہر طبیعت کے اعتبار سے بھی تقسیم کی گئی ہے جیسے قابض انگور۔ کم قابض۔ بہت قابض۔ لقیل انگور۔ (دیر ہضم)۔ جلد بگڑنے والے دیر سے بگڑنے والے انگور۔ اور وزن کے اعتبار سے ہلکے انگور۔ بہاری انگور۔

آپ فرماتے ہیں کہ اقسام کی تفریق صرف اعتبارات پر ہے اور اسمین اسقدر وسعت ہوئی ہے کہ بہت سے انگور وں کے نام صرف ایک خاص ملک یا خاص شخص کی پسند پر بھی رکھ دئے گئے ہیں۔ لیکن وہ اقسام جو موثر طبیعت ہیں وہ صرف رنگ کے اعتبار سے ہیں۔ آپکی رائے میں انگور کے کل اقسام سے عمدگی اور خوبییوں میں پہلا درجہ سفید انگور کا ہے اور پہر کالے انگور کا۔ تیسرے درجہ میں باقی تمام اقسام ہیں۔

آپ کی رائے سے کہ ایک ہوشیار فلاح کو صرف اسکا خیال کافی ہے کہ حتی الامکان اعلیٰ درجہ کے انگور وں کی کاشت کرے جس سے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ حاصل ہو۔ اسکو اقسام انگور کی تحقیق اور انحصار کی فکر میں اوقات کو ضائع نہ کرنا چاہئے۔

(۳) عرب عجم کے چند خاص اقسام کے نام | ممالک عرب و عجم میں جو اقسام خاص ناموں سے مشہور ہیں۔ جنکا اچالی تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ انکی ایک فہرست ذیل میں لکھی جاتی ہے جس میں ہر ایک قسم کی وجہ اور خاص خاص علامات جو قدر معلوم ہو سکے بیان ہو گئے ہیں۔

(۱) آبلی۔ بقول مصنف برہان قاطع ایک قسم ہے انگور کی۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ سفید انگور کی ایک قسم ہے جسکا شیرہ رقیق مثل پانی کے ہوتا ہے۔ مولف نے سفید قسم میں بعض دانے لیس دیے ہیں جنکا پوست نہایت باریک اور پوست پر سے سفید شیرہ نظر آتا ہے جب اسکا چھلکا جدا کرتے ہیں تو شیرہ ٹپک پڑتا ہے۔ یہ قسم اکثر کابلی انگور وں میں پائی جاتی ہے۔ باوجودیکہ وہ دیون میں بند کر کے آتے ہیں لیکن بعض بعض دانوں سے یہ کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔

اصالح غذاوی انگور کی ایک قسم ہے جسکو فارسیوں نے زیتونی کہا ہے اسکی طبیعت

گرم و تر اور رنگ سیاہ مشابہ بریتوں ہوتا ہے۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ یہ قسم۔ قسم رازی سے پیدا ہوئی ہے جسکے پہلے دراز ہوتے ہیں۔ زبان عرب میں انگلیوں کو اصابع کہتے ہیں اور غذا کے معنی ٹکڑوں کے ہیں۔ بدینوجہ کہ اس قسم کے دانے دراز ہوتے ہیں اور نازک۔ عربوں نے اس کا یہ نام رکھ دیا۔

(۳) جبلی۔ بقول صاحب محیط اعظم قسم زمستانی کے سرخ رنگ انگور کا نام اہل بغداد نے جبلی رکھا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ اکثر پہاڑوں پر ہوتی ہے۔ عربی زبان میں پہاڑ کو جبل کہتے ہیں۔ اس قسم میں شیرینی کم۔ کیلا پن زیادہ اور چمکا موٹا ہوتا ہے اور معدہ میں جا کر دیر میں تحلیل ہوتی ہے اور نفخ پیدا کرتی ہے۔ مگر کیلے پن کی وجہ سے معدہ کے لئے مقوی بھی ہے جس سے معدہ کو ضعف یا کیسٹح کا ضرر نہیں ہوتا۔ اسی قسم جبلی کے سیفد انگور جلد تحلیل ہو جاتے ہیں اور بہ نسبت سرخ قسم کے کسی قدر لطیف ہوتے ہیں۔

بقول صاحب فلاحتہ البنیطیہ یہ وہ انگور ہیں جو پہاڑوں اور ٹیلوں اور پتھریلی زمینوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ پتھریلی زمین بھی پہاڑی زمینوں کی طبیعت رکھتی ہے۔ ان مقامات میں انگور کے جو درخت پیدا ہوتے ہیں انکا پھیلاؤ اور انسا ط بہت کم ہوتا ہے۔ انکی شاخیں چھوٹی چھوٹی۔ شرقی ملکوں میں انکا وجود زیادہ ہے۔ انکے پہلے گول اور بہت چھوٹے لیکن نہایت شیریں اور قابض ہوتے ہیں۔ انکے شیرہ میں بید گرمی اور خشکی کی خاصیت ہے۔ انکی شراب بہت جلد نشہ لاتی ہے۔ انکا سرکہ نہایت ترش ہوتا ہے جس سے دماغ اور پتھون کو ضرر پہونچتا ہے۔

(۴) حبشی ایک قسم ہے سیاہ انگور کی جسکو عربوں نے سونایا سے ہی موسوم کیا ہے۔ لیکن ممالک فارس میں اس کو حبشی ہی کہتے ہیں۔ صاحب فلاحتہ البنیطیہ نے سونایا کے ساتھ اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ (دیکھو سونایا)

(۵) حرام۔ صاحب فلاحتہ البنیطیہ فرماتے ہیں کہ یہ قسم شہر موصل کے بعض دیہات سے چلی ہے شہر حصین کے رہنے والوں نے اسکی چند شاخیں حاصل کیں۔ جب انہوں نے نشوونما پایا تو دراز ہونے لگا۔

کے انگور اُنسے پیدا ہوئے جنکا رنگ سبز اور سپیدی مائل ہوتا۔ اور چھلکا نہایت موٹا۔ اور ہر کھیتہ دانے کے اندر صرف ایک بیج اور اکثر دانے بے بیج ہتے۔ اسکے کہانے والوں نے بڑا دُہوکا کہا یا۔ جس کسی نے ایک دانہ کہا لیا اسکا منہ بند ہو کر رہ گیا اور سوڑھے ہوئے اور اُنسے اسقدر خون جاری ہوا کہ مشکل سے بند ہوا جس نے اسکی شراب پی لی دیوانہ بن گیا۔ یا کم سے کم مضبوط الحواس ہو گیا۔ بادشاہ وقت نے اسکی اصلاح کے لئے اُس زمانہ کے کاہنوں سے مدد چاہی۔ اور انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق چاند سے مدد مانگی لیکن چاند نے عالم رویا میں انکی حرمت کا فتویٰ دیا۔ پہر ہر شخص اس قسم کے درختوں کے استیصال کی فکر میں پڑ گیا۔ الغرض اسی فتوے حرمت کی وجہ سے اسکا نام حرام رکھا گیا۔

(۶) خالیہ۔ یہ ایک قسم سفید انگور کی ہے جس کے درخت کی شاخیں بہت نازک ہوتی ہیں۔ زبان عرب میں درخت کی نازک شاخوں کو خالیہ کہتے ہیں۔ بدینو جب کہ سفید انگور دن میں مصریوں نے باعتبار خوبی اس قسم کو مقب کیا جسکے درخت کی شاخیں بہت نازک اور کم پھیلاؤ رکھنے والی تھیں۔ اسکا نام خالیہ رکھ دیا۔ بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ انگور کے اقسام میں جو قسمیں بہت پُرانی ہیں اُنکو خالیہ کہتے ہیں یہ کسی ایک خاص قسم کا نام نہیں ہے وائتدا علم۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اس قسم کا جملہ ذکر کیا ہے۔

(۷) خایہ غلامان ایک قسم ہے کالے انگور کی جو عجم میں زیادہ ہوتی ہے جسکے دانے بیضاوی اور نہایت سیاہ اور سخت ہوتے ہیں اور بہ نسبت اور اقسام کے اس کا دانہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ صاحب بحر عجم نے اسکا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔

(۸) رازقی۔ بقول صاحب محیط اعظم ایک کثیف رنگ کا انگور ہے جو نہایت شیریں اور لطیف ہوتا ہے۔ شہوت کا خیال ہے کہ غالباً اسکا شجرہ وافر اور ہمین غذا نیست زیادہ ہوتی ہو۔ اسی وجہ سے عربوں نے اسکا نام رازقی رکھ دیا زبان عرب میں رازق کے معنی زرق دینے والے کے ہیں۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ سکو عربوں نے اسکا صانع زبیب بھی کہا ہے۔

ریش یا یا۔ انگور کی ایک قسم ہے جسکا رنگ سفید ہوتا ہے اور دانے بہت نازک لیکن اسکا خوش

کل اقسام سے زیادہ دراز ہوتا ہے جس میں متعدد ڈنڈیاں ہوتی ہیں اور ہر ایک دراز ڈنڈی پر دانہ انگور لگے رہتے ہیں۔ اسکا خوشہ سند ولوں کے خوشہ سے مشابہ ہوتا ہے اسی وجہ سے فارسیوں نے اسکو ریش بابا سے موسوم کیا۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ مولانا جامی علیہ الرحمہ کسی عجمی کے گھر مدعو تھے۔ کہانے سے فراغت حاصل ہوئی اور میوہ انگور کی فزیت آئی تو داعی نے استہزاء آپ سے کہا کہ خایہ غلامان شمالدے تے ندارد۔ (مولانا جامی کے مسکن پر خایہ غلامان کی کاشت زیادہ ہوتی تھی) آپ نے فوراً اُس کا یہ جواب دیا کہ خایہ غلامان ما از ریش باباے شمالدے تراست (جس موقع میں یہ واقعہ ہوا اُس میں ریش بابا کی کاشت کثرت سے تھی) لہذا آپ نے جواب ترکی بہ ترکی کو پسند کیا۔

(۱۰) زعرہ۔ یہ ایک قسم انگور کی ہے جس کا شیرہ نہایت قابض اور ناصاف دیر میں کھنے والا۔ مقدار میں کم ہوتا ہے۔ اس سے شراب بہت کم بنائی جاتی ہے اسی کو مینوشاد نے صلفۃ سے موسوم کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی شراب کے استعمال سے آنکھوں کو بہت نقصان پہونچتا ہے۔ زبان عرب میں زعارة کے معنی تندی اور سختی کے ہیں اور زعر بمعنی کچی و پراگندگی۔ پس عربوں نے لمحاظ ان علامات کے جو اوپر بیان ہوئے اس قسم کا نام زعرہ رکھ دیا۔ صاحب خلاصۃ البظیۃ نے صرف اس قسم کا ذکر کیا ہے۔ مینوشاد نے اسکا نام صلفۃ اسلئے رکھا ہے کہ زبان عرب میں صلف کے معنی بے برکتی اور بے فرگی کے ہیں۔

(۱۱) زمستانی۔ صاحب محیط اعظم کا قول ہے کہ انگور کی جو قسم زمستانی کہلاتی ہے وہ موسم سرما میں پختہ ہوتی ہے۔ آفتاب کی دھوپ ضعیف ہونے کی وجہ سے عمدہ طور پر پختہ اور شیرین نہیں ہونے پاتی۔ اسکی دو قسم ہیں ایک سفید اور دوسری سرخ۔ سرخ قسم کو اہل بغداد خلیجی کہتے ہیں جبکہ بیان ہو چکا ہے۔

(۱۲) زمینی۔ یہ ایک قسم ہے انگور سیاہ کی۔ جبکہ اہل زمستان کہتے ہیں۔

(۱۳) سبز بال۔ ایک قسم انگور کی ہے جسکا فارسیوں نے سبز بال نام رکھا ہے۔ صاحب کجرحم نے اسکا ذکر کیا ہے۔ زبان فارسی میں مونڈ ہے سے سرنخن تک بال کہلاتا ہے اور عربی میں بال کے معنی دل کے ہیں اور ترکی میں بال شہد کو کہتے ہیں۔ سبز بال انگور کی وہ قسم ہے جس کا رنگ سبز اور دانہ کل اقسام سے دراز۔ اور شیرہ نہایت شیرین ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ نام ترکیوں کا رکھا ہوا ہے جو زبان فارسی میں رواج پا گیا۔

(۱۴) سر اسیا۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ وہی قسم ہے جسکو ہمیں ردیف م میں طعوبہ کے نام سے لکھا ہے۔ اسکے تمام علامات اور تقریفات اُسی مقام پر بیان ہوئے ہیں۔ یہ انگور کی ایک خراب قسم ہے۔ یہ نام زبان عرب کا نہیں ہے۔

(۱۵) سلیقانی۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ سیاہ انگور کی دوسری قسم ہے۔ اسکے دانے کسی قدر لائبے اور سیاہ ہوتے ہیں جو قسم اول یعنی سونایا سے باعتبار رنگ کم ہوتے ہیں فارس میں اسی کو خایہ فلان کہتے ہیں۔ پختگی کی حالت میں اسکے پہلے خوشہ سے جڑنے لگتے ہیں۔ زبان عرب میں سلیق عام طور پر اُس چیز کو کہتے ہیں جو درخت سے ٹپکے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آخرالذکر صفت کی وجہ سے عربوں نے اسکا نام سلیقانی رکھا۔

(۱۶) سونایا۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ سیاہ رنگ کے انگور کی ایک قسم ہے جسکے دانے کسی قدر بڑے ہوتے ہیں اور اسکے خوشون میں کسی قدر تفرق ہوتا ہے۔ فارس میں اسی کا نام حبشی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسکی طبیعت نہایت درجہ میں گرم و خشک ہے۔ قیم ابتدا موضع سونایا میں پائی گئی اور اسی کے نام سے موسوم ہوئی۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ اب اس موضع کا وجود نہیں ہے۔ اسلئے کہ شہر بغداد کی آبادی میں داخل ہو چکا ہے۔

(۱۷) سومطانی۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ ایک قسم ہے انگور کی جسکا پہل بالکل آخر موسم میں پکتا ہے اور اسکے شیرہ کا مزہ طبعۃ تلخ رہتا ہے یہ انگور ایک خوشہ میں مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ یہ نام غالباً کسادی زبان کا ہے۔ لیکن بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ عرب میں یہ قسم

سوطانی سے مشہور ہے صرف املامین کسی قدر فرق ہے۔ زبان عرب میں سوط کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز میں ملائے کے ہیں۔ ایک خوشہ کے مختلف رنگوں کی وجہ سے شاید یہ نام رکھا گیا ہو۔ (۱۸) صعلبانیہ۔ بقول صاحب فلاحتہ البزطیہ یہ بھی سیاہ انگور کی ایک قسم ہے۔ اسکے دانے گول اور چھوٹے چھوٹے نہایت سخت اور کثرت سے ایک دوسرے کے ساتھ متصل واقع ہوتے ہیں بعض

فلاحان عرب کہتے ہیں کہ اسکا مشہور نام صلیبان ہے جسکے معنی زبان عرب میں سخت کے ہیں۔

(۱۶) صلفیتہ۔ یہ ایک قسم انگور کی ہے۔ اسی کا نام زعرہ ہے لیکن بقول صاحب فلاحۃ النبیطیہ اس میں اور زعرہ میں خفیف سا فرق ہے۔ صلفیتہ کی وجہ تسمیہ زعرہ کے ذیل میں بیان ہوئی ہے۔

(۲۰) فر فورانیا۔ بقول صاحب فلاحت النبیلۃ یہ قسم باعتبار طبیعت سفید رنگ کے اور اقسام سے ممتاز ہے اور یہی قسم جملہ اقسام سفید کی اصل مانی گئی ہے۔ اسکے پھل پختگی میں اپنی جلا کی وجہ سے چمکتے رہتے ہیں اور کسی قدر چمٹے ہوتے ہیں۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ فر فورانوی زبان میں صدق کو کہتے ہیں۔ پس معلوم ایسا ہوتا ہے کہ انہیں خاص صفات کے لحاظ سے جنگا بیان گزرا۔ رومیون نے اس قسم کا نام فر فورانیا رکھ دیا۔

(۲۱) قرورسی۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ ملک سوراما اور طبرایانا دو کے اطراف ہے

ایک قسم انگور کی پیدا ہوئی جو سپید اقسام انگور کے مثل تھی۔ اسکا شیرہ وافر اور بہت ہلکا پایا گیا۔

اسکی شراب نہایت لذیذ تیار ہوئی۔ لیکن اس شراب کے استعمال کرنے والے بہت جلد ہلاک ہوئے۔

یہ قسم کثیر النوم ہے اسکی شراب کے ہمیشہ استعمال کرنے والے بطنی الحركات ہو جائے ہیں۔ اور اکثر

حقیقت کا عارضہ انکو لاحق ہوتا ہے۔ حکیموں نے اسکا بدل انار کا عرق قرار دیا۔ یہ یونانی زبان

کتابنامہ

(۲۲) کرتا ہے۔ صاحب فلاحیہ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ذوالثانی نے اپنی ایک تصنیف میں لکھا

تصویر دی ہے۔ کرکٹ بالر کے اصلی معنی پیدائی درخت لکڑی کے کھینچ پڑا اور پھیلا دہرکنے والا خشک

اگر آپ جسکی خاطر کریں تو میں اپنی موتی موتی میں سے اپنے آپ کو داریے داریے داریے داریے

ہر ایک دائرہ میں چوراسی خوشے دراز اور سفید دانوں کے ہوتے ہیں۔ ذوانا یا کا قول ہے کہ موزی اور مخالف جانوروں سے ۴۹ قسم کے جانور اس درخت کی تلاش میں رہتے ہیں۔

یہ خود رو درخت ہے۔ قد اسے بعضوں نے اسکا نام بعلث رکھا ہے اور بعض نے خار و اع ان دونوں الفاظ کے معنی کسانوں کی زبان میں خود بخود نشوونما پانے کے ہیں۔

قوشامی کا قول ہے کہ میدانی درخت کے پہلے پختگی کے زمانہ میں ستاروں کا کام دیتے ہیں۔ اندھیری راتوں میں درخت کے اطراف اسکی روشنی پڑتی ہے۔ اسکی شراب اور سرکہ کا پھڑکاؤ پانی کے ساتھ تمام اقسام انگور کی بیماریوں کو زائل کر دیتا ہے۔ نیز بیمار درخت انگور کی جڑوں میں اس کا سرکہ پانی میں ملا کر ڈالنے سے وہ تندرست اور نہایت شاداب ہو جاتا ہے۔ اسکی شاخوں کو آگہیڑ کر بیمار درختوں پر باندھنے سے ہر قسم کا عارضہ دفع ہوتا ہے۔ فاسد ہواؤں کا اثر مطلق باقی نہیں رہتا۔ (۲۳) کرمتہ الدریاق۔ بقول صاحب فلاحۃ البیطیہ یہ ایک قسم ہے ان انگوروں کی جن کے پہلے سرنج اور شاخیں پتلی اور پتے کم ہوتے ہیں۔ ضعیف اقسام میں اسکا شمار ہے۔ قد اسے فلاحین نے اسکی بہت برائی مرح و ثنا کی ہے اور جملہ اقسام پر اسکو ترجیح دی ہے اسکی شراب اعلیٰ درجہ میں تیار ہوتی ہے اسکی فضیلت صرف منفعت ہی کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ لذت کے لحاظ سے بھی اور فضیلت شرب کی ہی ان منافع میں جو ہر درختوں سے شفا بخشنے کے متعلق ہیں۔ اسکی متعلق اس کتاب کی فصل چہارم میں ایک خاص بیان ہے۔

(۲۴) للہی۔ ذوانا یا کا قول ہے کہ ایک درخت انگور کا شہروں اور جنگلوں میں اس مقام پر پیدا ہوتا ہے جہاں پانی جمع رہتا ہے۔ بغیر کسی پرداخت کے خود بخود خوب پھلنا اور پہلنا ہے۔ عربوں نے اسکا نام للہی رکھا ہے۔ قد اسے فلاحین نے اس درخت کو اور نیز کرمتہ البر کو تمام اقسام انگور کا حاکم کہا ہے۔ اسکا نام ذوانا یا نے رومی زبان میں شریحاً و س رکھا۔ کہتے ہیں کہ یہ آگے کے زمانہ سے دس سال تک پہلے نہیں لاتا۔ اگر آبادی کے قریب آگتا ہے تو آٹھویں برس بار آور ہوتا ہے۔ اسپر مختلف رنگ کے پھل ہوتے ہیں۔ اکثر سفید اور کبھی کالے اور کبھی مائل بسرخ کبھی

چھوٹے، کبھی بڑے لیکن گولائی لئے ہوئے۔ حکماء کدایتین نے اسکے پھل میں ۸ منافع اور ۸ مضار کا ذکر کیا ہے۔ ذوانایا نے کہا ہے کہ اسکی شراب اگر ایک طرف سے دوسرے طرف میں ڈالی جاتی ہے تو ایک قسم کی چمک دمک نظر آتی ہے۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ اسکی شراب کا استعمال نصف رطل سے زیادہ حکماء کے نزدیک ممنوع ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو خدا اُسکی دونوں آنکھوں کی بصارت لے لے اور دل ضعیف کر دے۔ دماغ ٹھنڈا ہو کر نکل پڑے تمام اعضا میں رعشہ پیدا ہو۔ تشنج میں مبتلا ہو۔ چہرہ سیاہ ہو جاوے۔ انگلیاں سیدھی نہوں۔ دانت پیتا ہوا دینا سے رخصت ہو۔ صاحب فلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ کوستا نہیں ہے بلکہ یہ اُسکا طرز بیان ہے کہ مضار کو اس شکل میں بیان کرتا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ مغز ناظرین غور فرمائیں کہ شراب جن انگوروں سے تیار ہوتی ہے اُن میں بعض ایسے انگور بھی ہیں جنکا ہلکا اثر اس حد تک ہے جیسا کہ ذوانایا نے بیان کیا ہے اور اقسام کا امتیاز کس قدر مشکل ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی توفیر سے ظاہر ہے اور سچ یہ ہے کہ علامات مزہ سے نامکن ہے کہ کوئی شخص ہر ایک قسم پر اطمینان حاصل کر سکے اب رہا اعتدال استعمال جسکا تعین حکماء نے کیا ہے۔ وہ انسان اُسی وقت کر سکتا ہے جبکہ اُسکی عقل ٹھکانے رہے اور شراب خواروں سے اسکی امید کرنا خیال محال ہے پس ہمارے شارع علیہ السلام کا حکم جن مصالح پر مبنی ہے اُنکے سمجھنے کے لئے یہی ایک نکتہ کافی ہے۔ دیباچہ کتاب کا ایک شعر اسی موقع کا مصداق ہے

دختر ز جان بہ تن از خون مادر یافت حرمت و حلت ہمہ رمز نہان قدرت است

(۲۵) مار و طیشا۔ یہ ایک قسم ہے انگور کی۔ یہ نام بابی زبان کا ہے اسکے خوشون کے دانے کسی قدر چھوٹے اور گول بلکہ گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔ صاحب فلاح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسکا ذکر کیا ہے

(۲۶) ملاحی۔ ایک قسم انگور کی ہے جسکے پہلے نہایت سفید رنگ اور خوبصورت چمکتے ہوئے ہوتے ہیں۔ صاحب بہار رحم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ نام فارسیوں کا رکھا ہوا ہے۔ جو غالباً لفظ ملاحظ سے بنایا گیا ہے۔

(۲۷) ملعونہ۔ بقول ابن وحشیہ ایک قسم انگور کی ہے جسکو فلاحان عرب نے ملعونہ کا لقب دیا ہے

اسکی شاخیں پتلی اور پتے چھوٹے چھوٹے اور پیل کی مقدار کم۔ خوشے بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ انگور کارنگ مائل بسرخی اور پک جانے کے بعد سرخی میں کسی قدر تیرگی۔ تجربہ کار فلاخون نے کہا ہے کہ یہ نہایت تیز اور ترش اور بے خیر اور اسم باسچی ہے۔ اسکے کھانے سے اسہال کا عارضہ اور اسکی شراب کے استعمال سے نہایت سخت اور دیر پا دروسر۔ آنتوں میں قوی سدی پیدا ہوتے ہیں۔ اسیکا نام اہل سیقوجی نے سراہیا رکھا ہے۔ اسکے پختہ یا خشک دانہ کو سفید کپڑے پر مل دینے سے اسکا دہتا کپڑے کی عمر تک رفاقت کرتا ہے۔ لعنتہ اللہ علیہا۔

(۲۸) مُسک۔ اساک کے معنی ربان عرب میں روکنے کے ہیں اور مسک سے بخیل مراد ہے۔ فواج مصر میں انگور کی ایک قسم ہے جسکو مسک کہتے ہیں۔ الفاف یہ ہے کہ یہ اس قسم کے درخت کا نام ہونا چاہئے تھا۔ اگر سین مغوہ کے ساتھ مُسک کہا جائے تو البتہ اسکے ثمرہ کو اس نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ احمد بک ندی مولف جن الصنائع فرماتے ہیں کہ اس درخت کا بار بہت دیر میں آتا ہے اسلئے عربوں نے اس کا نام مسک رکھا۔

(۲۹) فو لینا۔ یہ ایک قسم ہے سفید انگور کی۔ صاحب فلاحتہ البیطیہ فرماتے ہیں کہ ملک حلوان اور باجرما کے درمیانی شہروں سے یہ قسم پیدا ہوئی۔ اسکے انگور سال کے آغاز میں تیار ہو جاتے ہیں۔ اور انکے خوشے بہت لمبے یعنی ایک ایک خوشہ ڈیڑھ فوٹ کا دراز ہوتا ہے۔ اسکے دانے سفید اور شفاف۔ پستے اور گول۔ اسکا مزاج مائل برودت۔ اسکی بیلین جلد اقسام سے دداز ہوتی ہیں۔ ماسی سورانی۔ نے اسکا نام سوداء ذات العیون رکھا ہے۔ مطلب اسکا یہ ہے کہ اسکی ہر ایک آنکھ سے ایک یا دو خوشے نکلتے ہیں۔ جکانے اس قسم کے انگور کے شیرے کو مضر بتلایا ہے اور شاخون کو بھی مضر بخش قرار دیا ہے۔ اسکے پختہ یا خشک دانوں کے کھانے کی اجازت دی ہے۔ اسکا درخت کلان سالی سے ضعیف نہیں ہوتا اور نہ روی ہواؤں کے مغزات سے اسکو ضرر پہنچتا ہے۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ اس قسم کے درخت کو ہمیشہ کئی بار چھانٹا کرو۔ تاکہ اسکی قوت گہنی رہے اور میوے میں افراط و تفریط سے تغلات پیدا ہونے نہ پائے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ وہی قسم ہے جسکو فلاسیون نے برش پایا کہا ہے۔

جو بقول جاتی علیہ الرحمہ خایہ غلامان سے یہی کم رتبہ ہے۔

(۴) بعض اہل ہند کی تحقیق | ہندوستان کے بعض اہل تصنیف نے انگور کے اقسام باعتبار رنگ ۳۔ اور بلحاظ قد و بیان کئے ہیں۔ مولوی شیخ شمشاد علی نے اپنی تصنیف دولت باغبانی میں فرمایا ہے کہ سفید۔ سرخ۔ سیاہ۔ یہی تین رنگ کے انگور ہندوستان میں پائے گئے۔ ان رنگوں میں ایک قسم کا دانہ گول ہوتا ہے اور دوسری قسم کا دراز۔

مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیہ اخبار لاہور نے اپنی تصنیف میوہ جات میں انہیں اقسام کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا۔ ہے کہ یورپ میں انگوروں کے مختلف نام مقام کے اعتبار سے ہیں مثلاً بلیک سٹ بلیک پرنس۔ بک لنڈ۔ ویٹ وارڈ۔ گوڈن شامپین۔ رائل اسکاٹ وغیرہ۔

مولوی سید امداد امام کی کتاب الاثمار میں اسکا بیان البتہ کسی قدر وسیع بیان پر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بقول سٹر فرمنجر انگور کی قسمیں ہندوستان میں بے شمار ہیں۔ اور بعض اُن میں سے ایسے عمدہ پھل دیتے ہیں کہ وہ مقدار اور ذائقہ میں دنیا کے کسی ملک کے انگور سے زہدار کم نہیں ہیں۔ صرف فیروز پور کے باغ میں پانچ چہ قسم کے انگور ہیں اور بقول سٹراپل ہرکلی لاہور میں چند عمدہ اقسام کے انگور ہیں جو غیر ملکوں سے لائے گئے ہیں۔ پنجاب میں انگور کی ایک اور قسم بھی موجود ہے جو کشش کی مانند بے دانہ ثمر پیدا کرتی ہے۔ اور رنگ آباد میں بھی انگور کی ایک سیاہ قسم دیکھی جاتی ہے جسکی کاشت دولت آباد میں بکثرت ہوتی ہے۔ بنگلور میں بھی انگور کی ایک مشہور قسم ہے اس بیان کے آخر پر لائق مولف نے ایک فہرست ناموں کی دی ہے جس میں ۴۴ قسم کے انگور بیان ہوئے ہیں اور وہ سب اقسام اُس فہرست میں شریک ہیں جو انگلش اقسام کے متعلق مولف نے ذیل میں لکھی ہے۔

لائق مولف فرماتے ہیں کہ انگلش اقسام اگرچہ انگریزی انگور کے نام سے مشہور ہیں لیکن انہیں سے اکثر کا وطن ایشیا ہے۔

مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیہ اخبار نے اپنی تالیف میوہ جات میں ذکر فرمایا ہے کہ دیانی انگور

یہی ایک قسم ہے جسکو ساحلی کہتے ہیں اسکا درخت چھوٹا سا ہوتا ہے مگر ہندوستان میں کم یاب بلکہ نایاب ہے۔ گلہ کے سرکاری باغ میں اس کے دو تین درخت پائے جاتے ہیں مگر اچھی حالت میں نہیں ہیں۔ اسکا پھل انگوروں کے دانوں کے مشابہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

مولف نے ذیل میں ایک فہرست لکھی ہے جس سے انگلش اُن اقسام کے نام اور تعریفات معلوم ہو سکتے ہیں جو سہارنپور۔ میسور۔ لکھنؤ اور لاہور کے سرکاری باغات میں بوائے گئے ہیں۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ انگلستان کے کل اقسام کا رٹر کمپنی لندن کے ذریعہ سے منگوائے جاسکتے ہیں۔ مولف خیال کرتا ہے کہ میسور۔ سہارنپور اور لکھنؤ کے سرکاری باغ سے بھی اکثر اقسام کے پودے مل سکتے ہیں۔

(۱) آسٹریٹ۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ قسم آسٹریا ہنگاری سے لائی گئی ہے۔ اسلئے اسکا نام آسٹریٹ ہوا۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔ (۲) آرلی ہمبرگ۔ مولف کا خیال کرتا ہے کہ غالباً یہ قسم ہمبرگ سے لائی گئی اور لفظ آرلی سے یہ بات پیدا ہے کہ اسکی بار آمدی وقت سے پہلے ہوتی ہے۔ ایک انگلش فلاح کا خیال ہے کہ یہ قسم سے پہلے انگلینڈ میں لائی گئی۔

(۳) اورنگ آباد۔ یہ قسم کالے انگور کی ہے جسکا نشو و نما خلد آباد اور اورنگ آباد دکن میں کامیابی کے ساتھ مشہور ہے۔ میسور میں بھی اسکی کاشت ہوتی ہے اور یہ قسم اُس مقام پر اورنگ آباد سے مشہور ہے۔ مولف نے اسکے پہلے دیکھے ہیں۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ قریب قریب خایہ فلامان کی قسم ہے جو گرفتہ فہرست کے نمبر ۷ پر بیان ہوئی ہے۔

(۴) باربروسا۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ بربری انگور ہے۔ یعنی بربر سے انگلستان لایا گیا۔ بقول صاحب کتاب الاثمار ہندوستان میں یہی آجکا ہے

(۵) بکلیٹ سوٹ وائر۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ قسم مقام بکلیٹ سے ملی۔ جیمین ماریٹ اور شیرجی زیادہ بہتہ اسی وجہ سے اسکے نام میں سوٹ وائر یعنی آب خیر میں کیے الفاظ ہیں۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ ایک قسم صرف سویٹ واٹر کے نام سے سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔ جب نہیں کہ وہ یہی قسم ہو۔ مولف نے سہارنپور کی فہرست سے اسکی تحقیق کی جس میں بکلیڈ سویٹ واٹر کی قسم موجود ہے۔ صاحب فہرست کہتے ہیں کہ اسکا پہل زردی مال سبز ہوتا ہے۔ جب اچھی طرح پر پختہ ہوتا ہے تو بالکل سفید ہو جاتا ہے۔ اسکا دانہ گول، بڑا اور خوش ذائقہ ہے اسکا درخت کثرت سے پھل دیتا ہے۔

(۶) بلیک الیکٹرانٹ۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکو بلیک الیکٹری کہا ہے۔ سہارنپور میں اس کا درخت موجود ہے۔ اسکے پھل کارنگ کالا۔ بقول مہتمم باغ سہارنپور ایک تاریک رنگت کا انگور ہے۔ مولف خیال کرتے ہیں کہ الیکٹرانٹ نامی کوئی شخص گزرا ہے جسے اس قسم کو پایا یا پسند کیا اور اسی کے نام سے یہ قسم موسوم ہوئی۔

(۷) بلیک برگنڈی۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے لیکن فہرست سہارنپور میں نہیں پائی جاتی۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ کالی قسم مقام برگنڈی کے لائی گئی اور اسی سے موسوم ہوئی۔

(۸) بلیک پریس۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ یہ عمدہ قسم کاسیہ انگور ہے جو سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔ فہرست سہارنپور سے ظاہر ہے کہ اسکا پہل گہرا سیاہ ہوتا ہے جس میں خفیف سا نیلا پن بھی رہتا ہے۔ مقدار میں متوسط اور اسکے خوشے بہت لاسنے ہوتے ہیں اور ان میں ٹھیلان پن۔ موسم کے ابتدائ میں کثرت سے پھلتا ہے۔ میسر میں بھی اسکی کاشت موجود ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً اسکو کسی شہزادہ نے پایا یا پسند کیا یا اقسام انگور میں بلانا عجمی اسکو شہزادہ کہا گیا۔

(۹) بلیک ٹرنٹین۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ بھی ایک عمدہ کالی قسم ہے۔ سہارنپور کی فہرست میں اسکو ٹرنٹین بلانا عجمی کہا ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً ٹرنٹین نامی ایک شخص نے اس کالی قسم کو پایا اور اسکی نام سے مشہور ہوئی۔ سہارنپور میں اسکی کاشت بھی ہے۔

پہل ہنایت کالا۔ اور بڑا پُر ذائقہ۔ میٹھا۔ خوش گوار اور خوشے دراز پہل کی شکل مائل بہ مخروطی یعنی اسکی گولائی ابتدا میں کم عرض اور آخر میں زیادہ پہیلی ہوئی۔

(۱۰) بلیک مسکٹ۔ بقول صاحب کتاب الاثمار شاید یہ قسم بھی مستر برکلی کے باغ واقع لاہور میں ہو۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ یہ مسقط کی کالی قسم ہے۔

(۱۱) بلیک ہمبرک۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ مستر برکلی نے اسکی کاشت لاہور میں کی اور کامیابی حاصل ہوئی۔ لکھنؤ کے سرکاری باغ میں بھی موجود ہے۔ مولف نے سہارنپور کی فہرست میں بھی اسکو پایا ہے۔ میسور میں بھی اسکی کاشت ہوتی ہے۔ ہامبرگ جرمن کا ایک مقام ہے۔ غالباً یہ کالی قسم وہیں سے لائی گئی۔ مہتمم باغ سہارنپور فرماتے ہیں کہ اسکے پہل میں گہری سیاہی کے ساتھ نیلگوئی بھی ہوتی ہے۔ اسکا دانہ بڑا ہوتا ہے جسکی شکل مائل شیکل مخروطی مثلاً نمبر ۱۰ والوں پر گہرا عیار نظر آتا ہے۔ خوشے متوسط ہوتے ہیں اور پہل ہنایت خوش مزہ۔

(۱۲) بھٹی روڈ۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ ایک سرخ انگور کی قسم ہے جو بمبئی میں بوئی جاتی ہے اور اسی نام سے مشہور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ہندی انگور لکھنؤ کے سرکاری باغ میں موجود ہے اعلیٰ قسم کے انگور دن میں شمار نہیں کیا جاتا۔

(۱۳) بووڈ مسکٹ۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ غالباً یہ قسم ہندوستان میں نہیں آئی۔ مولف خیال کرتا ہے کہ بووڈ نامی کسی شخص نے غالباً اسکو پایا اور مسقط سے انگھستان لایا جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اور میسور کی فہرست سے ظاہر ہے کہ وہاں اسکے درخت موجود ہیں۔

(۱۴) میدانہ۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ یہ بھی انگور ہے۔ اسکے درخت سہارنپور میں موجود ہیں پہل چھوٹے۔ سفید رنگ۔ گول جنمیں تنخم نہیں ہوتا۔ مہتمم باغ سہارنپور فرماتے ہیں کہ یہ قسم پنجاب میں بہت شاداب ہے۔

(۱۵) پشوری۔ نام سے ظاہر ہے کہ یہ ملک پشاور کی قسم ہے۔ سیاہ اور سپید دونوں رنگ میں ہوتی ہے۔ بقول صاحب کتاب الاثمار لاہور کے سرکاری باغ میں اسکے درخت موجود ہیں۔

(۱۶) جنرل ڈیلا مارمورا۔ یہ ایک سیاہ رنگ کا انگور ہے جسکو جنرل ڈیلا مارمورانے پایا۔ اسکی کاشت سہارنپور کے سرکاری باغ میں ہوتی ہے۔

(۱۷) جپان۔ اس قسم کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ جپان سے لائی گئی۔ لیکن ہتھم باغ سہارنپور کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہیں بھلی۔

(۱۸) حسینی۔ یہ قسم کابل کے اقسام سے ہے جسکے پہلے سبز رنگ ہوتے ہیں ہتھم باغ سہارنپور ہکتے ہیں کہ اسکی کیفیت قسم نمبر (۱۱) کے قریب قریب ہے۔ مولوی امداد امام نے کتاب الاثمار میں اسکی بہت تعریف کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سفید رنگ کا دراز اور نہایت لطیف اور شیرین انگور ہے۔ غالباً یہ وہی قسم ہے جسکا نمبر پٹاریون میں کابل سے آتہا و کشمیر میں بھی بویا گیا ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ میں بھی موجود ہے۔ سہارنپور کی فہرست سے بھی اسکا پتا چلتا ہے۔ لیکن مولف کو اختلاف رنگ کی حیرت ہے۔ غالباً سبزی مائل سفید ہوگا۔ جسکو ایک صاحب نے سفید کہا ہے اور دوسرے کی تحقیق میں سبز ثابت ہوا ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ تبرک نام غالباً اسکے رنگ کے لحاظ سے رکھا گیا ہوگا۔

(۱۹) ٹیج سوٹ واٹر۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً اس قسم کا وطن ہالند ہوگا۔ یا ٹیج نامی کسی شخص نے اسکو پایا ہوگا۔ سہارنپور میں اسکی کاشت ہوتی ہے۔ اسکا پہل بہت صاف اور شفاف زردی مائل سفید رنگت کا متوسط القامتہ۔ گول۔ شیر و دار ہے۔ سوٹ واٹر یعنی میٹھے پانی سے موسوم کرنے کی غالباً یہی وجہ ہے۔

(۲۰) ڈیمیکس۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ قسم دمشق سے لائی گئی۔ بقول مولوی امداد امام مولف کتاب الاثمار یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔

(۲۱) ڈیوک آف بکنج۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً مقام بکنج کے کسی ڈیوک نے اس قسم کو پایا ہے جسکے نام سے یہ قسم مشہور ہوئی۔ یا یہ کہ اسکا وطن بکنج ہے اسکی خرید و بیع کی وجہ سے اسکو ڈیوک کے نام سے پکارا گیا۔ غرض جو کچھ ہو یہ عمدہ قسم کا انگور ہے۔ سہارنپور میں اسکی

کاشت جاری ہے اسکا دانہ دہانی رنگ کا جسمین زردی کی بھی جھلک ہے۔ قد بہت بڑا اور گول خوشہ متوسط۔

(۲۲) رائل اسکاٹ۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً اسکاٹ نامی کسی شخص نے اسکو پیدا کیا اور بلجائنا اسکے اعلیٰ قسم ہونے کے رائل سے موسوم کیا گیا۔ لیکن مولف کے ایک کومفرما انگلش جنٹلمین کا خیال ہے کہ رائل اسکاٹ سے بدرتہ شاہی مراد ہے یعنی یہ قسم عمدہ اور بیش قیمت ہے جو بادشاہوں کے ساتھ رہنے کے قابل ہے بہر حال صاحب کتاب لاشعاً فرماتے ہیں کہ یہ اعلیٰ قسم لکھنؤ اور سہارنپور کے باغات میں موجود ہے۔

(۲۳) رائل مسکڈین۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً یہ اعلیٰ قسم مقام مسقط کی ہے جسکی کاشت سہارنپور اور میسور میں بافراط ہوتی ہے۔ مہتمم باغ سہارنپور لکھتے ہیں کہ یہ ان انگورون سے ہے جنکی کاشت میں زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲۴) رائل وینارڈ۔ اس نام کا لفظی ترجمہ شاہی پاکستان ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ غالباً یہ اعلیٰ اور عمدہ قسم کے انگور ہون گے۔ صاحب کتاب الاشار نے اسکے متعلق صرف اسی قدر لکھا ہے کہ لکھنؤ اور لاہور کے سرکاری باغات میں اسکی کاشت موجود ہے۔

(۲۵) ریش بابا۔ یہ فارس کا انگور ہے جسکا رنگ تمام سفید اقسام سے زیادہ سفید اور چمک دار دانے بہت باریک اور گول۔ خوشہ نہایت لانا۔ ایک خوشہ میں متعدد دراز ڈنڈیاں ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک ڈنڈی پر دور دور متعدد دانے۔ دانے اس قدر چھوٹے اور سفید ہوتے ہیں کہ دور سے نظر نہیں آتے بلکہ سفید ریشم کا ایک بنڈل نظر آتا ہے۔ مولف نے اس کو گزشتہ فہرست کے نمبر (۹) پر بیان کیا ہے اور ایک دلچسپ قصہ بھی اسکے ساتھ ہے۔

الغرض یہ قسم آجکل انگلستان کے انگورون میں داخل ہے۔ اور بقول صاحب کتاب الاشار نہایت لطیف اور شیرین انگور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسکی کاشت ہندوستان میں نہیں ہے۔ مولف کی تحقیق میں یہ دانے درجہ کی قسم ہے اور وکن کے بعض اضلاع مرثوری میں بھی کاشت ہے۔

(۲۶) سویٹ واٹر۔ اسکا لفظی ترجمہ آب شیرین ہے۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ سہارنپور کے سرکاری باغ میں اسکی کاشت موجود ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ اسکا پہل غالباً سفید اور زیادہ شیرہ دار اور زیادہ میٹھا ہوگا۔

(۲۷) شربتی۔ یہ ایک معمولی قسم کا انگور ہے جسکی کاشت عام طور پر ہوتی ہے۔ سہارنپور میں اسکے درخت موجود ہیں۔ مولف کا خیال ہے کہ غالباً اسکا وطن ممالک عجم ہے اور اسی کا نام انگلستان میں سویٹ واٹر رکھ لیا گیا ہے جسکا بیان نمبر (۲۶) پر ہے۔

(۲۸) صاحبی۔ نام سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اسکا وطن عرب یا عجم ہے۔ بعض ایرانیوں کا قول ہے کہ یہ قسم معمولی سفید اقسام سے ہے اور کم شیرہ رکھتی ہے جسکے پہل دیر پا ہیں۔ اور مسافرت میں اسکے خوشے دیر تک کام دیتے ہیں۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکو نہایت لطیف اور شیرین انگور کہا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ اسکا وطن ایران اور کابل ہے۔

(۲۹) عسکری۔ بقول صاحب کتاب الاثمار عراق کی ایک اعلیٰ قسم ہے جو انگلستان میں بولی جاتی ہے اسکے نام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت زور دار قسم ہے جسکا پہل بھی زبردست ہوتا ہوگا۔ اور بلیں بھی دراز ہوتی ہونگی۔ شیرہ بھی اس سے وافر نکلتا ہوگا۔ لائق مولف صرف اسقدر لکھتے ہیں کہ نہایت شیرین اور لطیف انگور ہے۔ مولف کے ایک سیاح دوست نے کہا کہ عسکری انگور موٹے پوست کا عام انگور ہے جس میں مغز تو زیادہ ہوتا ہے مگر شیرہ بہت کم۔ دانے اور خوشے البتہ زبردست ہوتے ہیں۔ سفید اقسام سے ایک قسم ہے جو ندراس پریسڈنسی کے مقام راس دیلور پر شاداب حالت میں ہے جسکو گرانی یا کہاؤ کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

(۳۰) فاسٹریڈ لنگ۔ یہ ایک قسم انگور کی ہے جسکو فاسٹریڈ نامی ایک شخص نے تخم بکر پیدا کیا۔ سیورلڈ سہارنپور میں اسکے درخت موجود ہیں۔ پہلی سبزی مائی ندو رنگ۔ شفاف اور متوسط سبزی۔ اسکے خوشے زیادہ دراز ہوتے ہیں اور تیز ہوتے۔

(۳۱) فراینکین پتل - یہ کسی شخص کا نام معلوم ہوتا ہے جس نے اس قسم کو پایا ہو۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳۲) فردی نیانڈ ڈلی پیس - ایضاً

(۳۳) قند ہاری - اس قسم کے نام سے ظاہر ہے کہ اسکا وطن قند ہار ہے جسکی کاشت سہارنپور میں ہوتی ہے۔ یہ ایک سیاہ رنگ کا دیسی انگور ہے جو زیادہ قابل تعریف نہیں سمجھا جاتا۔

(۳۴) کابل - بقول صاحب کتاب الاثمار یہ ایک عمدہ قسم ہے جسکا وطن کابل ہے۔ لاہور کے سرکاری باغ میں اس کے درخت موجود ہیں۔ مولف نے اس کے دانوں کا ذائقہ چکھا ہے۔ جو سپید اور سیاہ دونوں رنگوں میں چیر کے ڈبوں میں بند ہو کر کابل سے آتے ہیں۔

(۳۵) کٹوبا - یہ ایک قسم ہے جسکا وطن امریکا ہے۔ امریکن تالیفات میں اسکا نام کٹوبا لکھا ہے۔ سہارنپور کے سرکاری باغ میں اس کے درخت موجود ہیں۔ بعض امریکن محققین نے لکھا ہے کہ اسکا خوشہ بڑا۔ پہلے متوسط اور بڑے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ جسکا پوست پتلا۔ رنگ گہرا سرخ دانوں پر ہلکا سا عیار۔ مغز نرم۔ رس دار۔ نہایت خوش ذائقہ انگور ہے۔ اسکی کاشت امریکا میں ۵۰ سال سے ہوتی ہے۔ جسکا پہلے موسم کے آخر پر دیر میں پختہ ہوتا ہے اور دیر پا ہے۔ اسی وجہ سے غیر موسم میں بھی دسترخوانوں پر پایا جاتا ہے۔

(۳۶) کشمش یا کشمش - بقول صاحب کتاب الاثمار یہ جدا جدا دو قسمیں ہیں اور تحقیق مولف ایک ہی قسم ہے جسکے پہلوں میں دانہ نہیں ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ نہایت لطیف اور شیرہ دار انگور ہے جسکی کاشت لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔ صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں کہ اسکا وطن فارس ہے۔ اس کے دانے بہت چھوٹے اور مدور مائل بطول۔ نہایت شیرین شربت رنگ کے ہوتے ہیں۔

(۳۷) کنٹری ویٹ - صاحب کتاب الاثمار نے اسکا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ قسم اکثر عظیم آباد پٹنہ میں دیکھی جاتی ہے۔ سہارنپور کی فہرست سے بھی اسکا پتا چلتا ہے جسکو ویٹ کنٹری اور کنٹری

کہا گیا ہے یعنی ویسی سفید قسم۔

(۳۸) کنکار ڈا امریکا۔ کنکار ڈا لفظی ترجمہ یک جہتی اور اتفاق و محبت ہے۔ ایک امریکن محقق کا قول ہے کہ اسکے خوشہ میں دانے گتے ہوئے ہوتے ہیں۔ مولف کہتا ہے کہ یہ یک جہتی اور اتفاق و محبت کی دلیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس قسم کے خوشے گاؤم ہوتے ہیں اور زبردست جانبین اسکے دونوں پہلو زبردست اور پہل بڑے۔ گول۔ کالے۔ کسی قدر نیلگوئی کے ساتھ۔ خوبصورت۔ جیسے غبار سا بہرا ہوا۔ دانوں کا پوست بہت پتلا۔ مفر معمولی طور سے رس دار۔ میٹھا۔ مسکہ سے مشابہ۔ نہایت نرم اور خستہ۔ پکنے پر بعض وقت دانوں کا وسطی حصہ کھٹا ہوتا ہے۔ جسکے استعمال سے زبان پر ایک قسم کی رگڑ پیدا ہوتی ہے۔ اسکی بیل بہت زور دار اور مصائب کو برداشت کرنے والی۔ اور پتے نہایت موٹے اور متھل جن پر گہرا سبز رنگ ہوتا ہے جسکے نیچے کا حصہ بھورے رنگ کا۔ اس قسم کا بار ۱۰ سے ۲۰ ستمبر تک امریکا میں پختہ ہوتا ہے۔

مولف کہتا ہے کہ کتاب الاثمار کے لائق مولف کو کلکتہ کی آب و ہوا کے لئے جس بڑے قسم کی تلاش ہے وہ شاید یہی قسم ہے۔ جو کاشتکار کی غفلت میں یہی بار آور رہے۔ نہ معلوم کس مصلحت سے آپ نے اس قسم کو اپنی تالیف میں جگہ نہیں دی۔ اسکے درخت سہار پور کے سرکاری باغ میں موجود ہیں۔

(۳۹) گراس کامز۔ اسی قسم کو صاحب کتاب الاثمار نے گراس کامز سے موسوم فرمایا ہے بعض محققین نے اسکا صحیح نام گراس کامو کہا ہے۔ جسکے معنی معمولی گھانس کے ہیں۔ یعنی یہ ایک معمولی قسم ہے۔ جو بقول صاحب کتاب الاثمار ہندوستان میں نہیں آئی اور بہ تحقیق مولف سہار پور اور میسور میں موجود ہے۔ اسکا پھل سیاہ جیسے مبار بھی ہوتا ہے مقدار میں بڑا اور گول۔ اسکا خوشہ متوسط۔ نہایت خوبصورت۔

(۴۰) گزلی فرائنک۔ زبان انگریزی میں گزلی ریچہ کہتے ہیں جسکا رنگ جیسے

ممکن ہے کہ یہ قسم غبرری رنگ کی ہے جسکو فرانٹک نیاک نام سے ایک شخص نے پایا ہو بقول صاحب کتاب الاثمار یہ لاہور کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔

(۴۱) گروانڈ سوپٹ واٹر۔ مولف خیال کرتا ہے کہ یہ غالباً وہی قسم ہے جسکو اسی فہرست کے نمبر (۲۶) پر بیان کیا گیا ہے جو مقام گروانڈ سے لائی گئی ہے۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ قسم ہندوستان میں نہیں آئی۔

(۴۲) گولڈن شیمپین۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ یہ قسم غالباً سٹربکلی کے باغ لاہور میں حسب مراد بار آور ہوئی ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ قسم مقام شیمپین سے لائی گئی ہے اور غالباً اسکا رنگ مائل بہ زردی یعنی سنہرا ہو گا۔ جس لحاظ سے گولڈن کہا گیا۔ یعنی سنہری۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ صرف اس کے عمدہ اور قیمتی ہونے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہو۔

(۴۳) گولڈن کوئن۔ جسکا لفظی ترجمہ سنہری شہزادی ہے۔ یہ قسم سہارنپور کے سرکاری باغ میں موجود ہے جسکے پہلے سنہری مائل زرد رنگ یعنی سنہری رنگت کے ہیں اور شکل حسب نمبر ۱۱۔

(۴۴) لیڈی ڈون سیڈ لنگ۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا نام لیڈی ڈون سیڈ لنگ کہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ عمدہ انگور ہندوستان میں اب تک نہیں آیا۔ مہتمم باغ سہارنپور نے لکھا ہے کہ یہ قسم سہارنپور میں موجود ہے۔ جسکا پہلے کالا اور بڑا اور گول ہے خوشے متوسطا قامت اور بعض لائبے۔ گاودم۔ جسکے پہلے گتے ہوئے ہیں۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً لیڈی ڈون نے اس قسم کو تخم سے جو کر پیدا کیا ہے نہ قلم یا شاخ سے۔

(۴۵) مسٹر پرنسپلک مسکٹ۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ مسقط کی ایک کالی قسم ہے جو کلکتہ کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ پرنس نامے کسی شخص یا کسی شہزادہ کی بی بی نے اسکو پایا ہے۔ مسور میں بھی یہ قسم پائی جاتی ہے۔

(۴۶) مسکٹ آف انگرا انڈیا۔ بقول صاحب کتاب الاثمار یہ اسکندریہ کی قسم ہے جو ہندوستان میں نہیں آئی۔ مولف کہتا ہے کہ غالباً یہ قسم مسقط سے اسکندریہ میں آئی۔ اور اب سہارنپور کے

سرکاری باغ میں موجود ہے اور ریاست میسور میں بھی۔ اسکا پھل سبز مائل بزر دی۔ جب پورا پک جاتا ہے تو سنہرے رنگ کا بڑا۔ لانا فکل نمبر (۱۱) سے مشابہ ہو جاتا ہے اس کے خوشے بڑے ہوتے ہیں۔ نہایت اعلیٰ قسم کا انگور ہے۔

(۴۷) مسکٹ روز۔ روز غالباً کسی شخص کا نام ہے جو کہ اس قسم کو مسقط سے انگلستان میں لایا۔ یا یہ کہ اس کا پھل گلابی ہوتا ہے۔ بہر حال یہ قسم معمولی ہے جسکی کاشت میں کوئی تکلف نہیں کیا جاتا۔ سہارنپور کے سرکاری باغ میں اس کے درخت موجود ہیں۔

(۴۸) مسکٹ ہمبرگ۔ بقول صاحب کتاب الاثمار عمدہ قسم کا انگور ہے جو سہارنپور کے باغ میں موجود ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ غالباً یہ قسم مسقط سے مقام ہمبرگ میں لائی گئی ہے۔ یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۴۹) مسکہ۔ بقول صاحب کتاب الاثمار اسکا وطن کشمیر ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ اس کے پہلے غالباً بہت لطیف اور سفید اور اُسکا مغز نہایت نرم مثل مسکہ کے ہو گا۔ اسی وجہ سے اسکا یہ نام رکھا گیا۔ جیسا کہ آم کی ایک قسم کا نام حیدرآباد میں ملائی ہے۔

(۵۰) موزر ارلی۔ موزر ایک شخص کا نام ہے جس نے اس قسم کو پایا۔ ارلی کے لفظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسکا ثمرہ موسم سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ سہارنپور کے سرکاری باغ میں اس کے درخت ہیں اور معمولی قسم کا انگور سمجھا جاتا ہے جسکی کاشت عام طور پر کی جاتی ہے۔

(۵۱) میڈس فیلڈ کورٹ۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ یہ اعلیٰ قسم کا انگور ہے۔ جو کہ کبھٹو کے سرکاری باغ میں موجود ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ میڈس فیلڈ کسی شخص کا نام ہے جس نے اس قسم کو پسند کیا۔ سہارنپور کے سرکاری باغ میں اسکی کاشت ہوتی ہے۔ پہلے کالانیگنوں مائل، جس پر پھوٹے رنگ کا عنبہ۔ قد میں بڑا۔ نمبر (۱۱) کے ہم شکل خوشے ہوتے ہیں۔ میسور میں بھی اس کے درخت ہیں۔

(۵۲) دست سنت۔ یہ قسم غالباً ایک روسی قسم ہے۔ جو سنت پیٹرز برگ کے مغربی

سے لائی گئی ہے اسکے نام سے اس کا وطن معلوم ہوتا ہے۔ صاحب کتاب الاثمار صرف اسی قدر فرماتے ہیں کہ عمدہ قسم ہے اور لکھنؤ کے سرکاری باغ میں ہے۔

(۵۳) ویٹ شامپین۔ غالباً یہ مقام شامپین کی سفید قسم ہے۔ صاحب کتاب الاثمار نے اسکا تذکرہ صرف اسی قدر کیا ہے کہ عمدہ قسم ہے اور لکھنؤ میں موجود ہے۔

(۵۴) ویٹ فرانٹک نیاک۔ اسی کا نام سہارنپور میں ویٹ فرانٹک من ہے۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ یہ قسم بہت عمدہ ہے اور لاہور اور سہارنپور میں موجود ہے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ قسم ایک ایسے شخص کی پیدا کی ہوئی ہے جسکا نام غالباً فرانٹک نیاک۔ یا فرانٹک من تھا۔ میسور اور سہارنپور کی فہرستوں سے اس کا پتا چلتا ہے۔ اسکے پہلے سفید رنگ بنری مائل چھوٹے۔ گول۔ پر ذائقہ۔ اور خوشے لائے اور متوسط چمکنی کی شکل کے یعنی نیچے سے اوپر تک ایک وضع کے گتے ہوئے۔

(۵۵) ویٹ سسٹ۔ یہ مسقط کی ایک سفید قسم ہے جو سہارنپور میں موجود ہے جسکی کاشت عام طور سے پہیلی ہوئی ہے۔ معمولی قسم کا انگور ہے۔

(۵۶) ویٹ ٹیس۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ یہ سفید عمدہ قسم ہے۔ صاحب کتاب الاثمار بھی اسکی خوبی کا تذکرہ فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قسم غالباً ابھی تک ہندوستان میں نہیں لائی گئی۔

(۵۷) وین النوک سیڈ لنگ۔ اسکے نام سے ظاہر ہے کہ النوک نامے کسی شخص سے اسکی بیل کو تحفہ سے جو کر حاصل کیا۔ سہارنپور میں موجود ہے۔ جسکا پہلے سیاہ۔ بیضاوی۔ بڑا۔ پوست پر عبار رکھتے والا۔ ذائقہ میں تیز۔ میٹھا۔ ہتھم باغ سہارنپور اسکے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ خوب پھیننے والی قسم ہے اور اسکا پہلے نہایت پر ذائقہ۔

(۵۸) وینارڈو۔ اسکا لفظی ترجمہ پاکستان ہے اور یہ ایک خاص قسم کا نام ہے۔ ہتھم باغ سہارنپور اسکے متعلق صرف اسقدر لکھا ہے کہ عام طور پر کاشت کرنے کیلئے یہ اچھی قسم ہے۔

موکف کی رائے میں کاشتکاران اور زمینداران ہند کو صرف اسی قدر معلوم کر لینا کافی ہے کہ چار رنگوں کے انگور یعنی سپید و سیاہ و سرخ و سبز سے ہر ایک قسم گول دانوں کی بھی ہوتی ہے اور دراز دانوں کی بھی۔ عالمان علم نباتات نے بالاتفاق دراز دانوں کو گول پر ترجیح دی ہے اور سپید کو رنگ دار پر۔ رنگین میں سیاہ رنگ کو باقی دو رنگوں سے بہتر خیال کیا ہے۔ سرخ اور سبز میں کسکو ترجیح ہے اس سے سکوت ہوا ہے۔ پس شایقین زراعت انگور کو اگر اعلیٰ قسم کی کاشت مقصود ہو تو انہیں مدارج ترجیح کا لحاظ رکھ سکتے ہیں تاکہ انکی محنت اعلیٰ قسم پر صرف ہو۔ اور اعلیٰ درجہ کا نتیجہ اُس سے حاصل ہو۔ ممالک مختلفہ میں خاص خاص اعتبارات سے اقسام انگور کے جو نام قرار پائے ہیں۔ اُن سے البتہ اس قدر فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کہ کم درجہ اور مضر اقسام سے احتراز کیا جائے۔ اور عمدہ اقسام سے کام لیا جائے بشرطیکہ اُن ممالک کے باشندوں سے امتیاز نوعیت میں مدد مل سکے اسلئے کہ ہر ایک قسم کی نسبت جن علامات اور تقریفات پر لائق مصنفین نے قناعت کی ہے وہ بالکل نا کافی ہیں۔ ہم یہ امید نہیں کر سکتے کہ صرف ان تقریفات کی بنیاد پر ہم اُن اقسام کا انتخاب کر سکیں۔

اگر ہندوستان کی خوش قسمتی سے وہ وقت آجائے جس میں انگور کی کاشت ہر حصہ ہند میں نظر آئے لگے اور رعایا ہند کو اس بے بہا میوہ کی کاشت سے دل چسپی پیدا ہو جائے تو اس وقت اسکے صد ہائے نام مختلف اعتبارات سے اسی طرح ہندوستان میں شہرت پذیر ہو جائیں گے جس طرح آرمون کے صد ہا نام مٹنے جاتے ہیں۔ ہکو اپنے ملک کے اس کامیاب میوہ کی نسبت جیسا کہ صرف وجہ تشبیہ سے ہر ایک قسم کی شناخت میں ماہر الاشیانہ علامت کا قاعہ کرنا مشکل ہے غالباً ویسی ہی مشکل موقعین بلاد مصر و عرب و عجم و انگلستان کو بھی پیش ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انکے بیان کے ہوئے تقریفات چاروں طرف کافی طور پر شکین بخش نہیں ہیں۔

فصل دوم متعلق بکاشت و تجارت انگور

اصل اول متعلق باصول عامہ

(۱) عامہ آیات جو کاشت انگور پر موثر ہیں

(۱) باغبانی کے عام اصول۔ علامہ نابلسی نے اپنی تصنیف علم الملاحۃ فی علم الفلاحۃ میں ایک عام مضمون باغ لگانے کے متعلق لکھا ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ باغ لگانے کے لئے ایک ایسا قطعہ زمین کا منتخب کرو جسکا مزاج اعلیٰ درجہ کا۔ اور جسکا پانی شیرین۔ اور وہ قطعہ ہموار بھی ہو۔ اگر ہموار نہ ہو تو درخت لگانے سے پہلے اُسکو ہموار کر لیا جائے کیونکہ نامہوار زمین میں درخت لگائے سے بعض درختوں کی جڑیں کہل جاتی اور اوپر نکل آتی ہیں جسکی وجہ سے درختوں کو ضرر پہونچتا ہے۔

آپ کی رائے ہے کہ جہاں تک ہو سکے باغوں کا رخ مشرق کی طرف رکھنا چاہئے اور درختوں کو خط استقیم پر سیدھی صفوں میں لگانا چاہئے اور بڑے قد والے اور چھوٹے قد کے درختوں کو ایک صف میں ملا کر نہ لگایا جائے۔ اور اسی طرح کم پتے والے درختوں کو زیادہ پتے والوں سے نہ ملایا جائے کیونکہ اس امر کی رعایت میں خوبی اور خوشنمائی کے سوا منافع بھی ہیں۔

ہر قسم کے درختوں کو جدا جدا قطعات میں قائم کرنا چاہئے۔ خصوصاً اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جن درختوں کا پہلے ایک زمانہ میں پختہ ہوتا ہے وہ ایک قطعہ میں رہیں۔

جن درختوں میں باہمی عداوت ہے اُن کو ایک قطعہ میں کیہی نہ جمع کرنا چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ اُنکو فاصلہ بعید پر رکھنا چاہئے۔ جن درختوں میں باہمی محبت اور موافقت ہے اُنکا قرب مفید مانا گیا ہے۔ مگر لحاظ رہے کہ قسم وار کاشت جدا جدا قطعات میں کی جائے۔

بیل دار درختوں کے درمیان صرف انہیں درختوں کو بوتا چاہئے جنہر بیلین چڑھائی جاسکیں یا جھکا۔ وجود خاص منافع اور امراض کے ازالہ کے لئے ضروری سمجھا گیا ہو۔

قد آور اور سایہ دار درختوں کو جنکے سایہ سے چھوٹے قد کے درخت دھوپ کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ قطعات کاشت سے جدا اور باغ کے اطراف میں فاصلہ سے لگانا چاہئے۔

(۷) انگور کی نسل بڑھانیکے عام اصول۔ | صغریٰ اور مینوشاد کا قول ہے کہ انگور کی نسل دو طرح

پر بڑھائی جاسکتی ہے (۱) تخم کے ذریعہ سے اور (۲) شاخوں کے ذریعہ سے۔ عام طور پر اس کلیہ کو سمجھ رکھنا چاہئے کہ اعلیٰ قسم کی کاشت بذریعہ تخم ہے اور دوسرے درجہ میں شاخوں وغیرہ کے ذریعہ سے۔ پہر آپ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ اور ادنیٰ سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ شاخوں کے ذریعہ سے کاشت کرنے کے مقابل۔ تخم کی کاشت کو باعتبار قوت اور اعلیٰ خوبیوں کے ترجیح ہے بلکہ ہمارا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ اول قسم کی کاشت میں بشرطیکہ تخم کی خوبی پر بہرہ رسد ہو۔ کثرت سے پودے تیار ہو سکتے ہیں اور دوسری قسم میں یہ خوبی ہے کہ قسم انگور کی تشخیص آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے اسلئے کہ سرسبز اور باردار درخت ہمارے روبرو ہے۔ اسکی شاخوں سے قائم کئے ہوئے درخت۔ بہ نسبت تخمی درختوں کے جلد بار آور ہوتے ہیں۔ پس یہ بات فلاح کی راہ پر منحصر ہے کہ وہ دونوں اقسام کاشت کے فوائد سے ماہر ہو کر اپنی سوا بید کے مطابق جس طریقہ میں اپنے لئے آسانی سمجھے اسکو اختیار کرے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ انگور کی نسل بڑھانے کے درحقیقت چار طریقے ہیں (۱) بزر یعنی تخم کے ذریعہ سے۔ (۲) عقل یعنی قلم کے ذریعہ سے جو بڑے درخت سے کاٹا گیا ہو۔

(۳) ترقید۔ یعنی اُن شاخوں کے ذریعہ سے جنکو بغیر قطع کرنے کے زمین میں داب دیتے ہیں اور جڑوں کے نکل آنے کے بعد قطع کر کے دوسرے مقام پر قائم کر دیتے ہیں۔ (۴) تطعیم یعنی پیوند کے ذریعہ سے۔

مولف کہتا ہے کہ ایک اور بھی طریقہ ہے یعنی اُن بچوں کے ذریعہ سے بھی نسل بڑھ سکتی ہے جو درخت انگور کی جڑوں سے پیدا ہوں جنہیں جڑیں موجود ہوتی ہیں جنکو صاحب حسن الصناعہ نے نہیں بیان کیا ہے۔ پس انہیں پانچوں طریقوں سے انگور کی نسل بڑھائی جاسکتی ہے۔

جنکا تفصیلی بیان آئندہ بابوں میں کیا جاویگا۔ صاحب کتاب الاشمار کی رائے ہے کہ طریقہ اول کی کاشت بہ نسبت اور طریقوں کے کمزور سمجھی جاتی ہے۔ اور فلاحان عرب کی رائے اسکے برعکس ہے۔ عالمان علم نباتات کے نزدیک کلیتہً وہ درخت زیادہ مضبوط اور قوی ہوتے ہیں جن کی کاشت بذریعہ تخم کی جائے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ اگر تیار پودے آسانی کے ساتھ مل سکیں اور قابل اطمینان ہوں تو مناسب ہے کہ قلم پر انگور ترجیح دیا جائے۔ اسلئے کہ وہ جڑوں کے ساتھ تیار ہیں۔ اور قلموں اور شاخوں کو جڑ پیدا کرنے کے لئے عرصہ درکار ہوگا۔

لیکن اگر اُن نئے پودوں کے نسبت کی زمین بہ نسبت اُس زمین کے جس میں تم کاشت کرنا چاہتے ہو زیادہ قوی اور عمدہ ہو تو وہ پودے تمہاری زمین میں مشکل سے سرسبز ہوں گے اور آسانی کے ساتھ نہ جمیں گے۔ بیاریوں اور کمزوری میں مبتلا ہوں گے۔ برخلاف قلموں یا شاخوں کے جنکا قیام ابتدا ہی سے تمہاری موجودہ زمین میں ہوگا۔

اگر تمہاری زمین خشک ہے جمین شاخوں کے جڑ پیدا کرنے اور نشوونما حاصل کرنے کی کم امید تو بہ عبوری پودوں ہی کو اختیار کرنا چاہئے اسلئے کہ اُن میں جڑ موجود ہے وہ بہ نسبت شاخوں کے مصیبت کو زیادہ جھیل سکتے ہیں۔

مولف کی رائے میں وہ بچے جو درخت انگور کی جڑوں کے پاس پیدا ہوتے ہیں۔ پودوں سے زیادہ بہتر ہیں اسلئے کہ وہ اُسی زمین میں پیدا شدہ ہیں۔ جمین اُنکی کاشت ہوتی ہے۔ اُن میں جڑیں ہی موجود ہیں۔ نئے پودوں کے لئے احتمالات زمین کا بخواندیشہ اوپر بیان ہوا ہے۔ وہ ان بچوں کے لئے نہیں ہوتا۔

(د) آب و ہوا کا عام بیان

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ فاسپارین مسلم کہتا ہے کہ درخت انگور کی کاشت ہر قسم کی زمین اور آب و ہوا میں ہو سکتی ہے۔ انگور کا درخت ہر ایسے شہر میں قوت اور خوبی کے ساتھ پیدا

ہو سکتا ہے۔ جہاں کی زمینوں میں اعتدال کے ساتھ حرارت پائی جائے لیکن اُسکے پہلے کا مغز ہر ایک زمین سے وہ خوبی جسکی وجہ سے اُسکا شیرہ عمدہ نکلتا ہے نہیں حاصل کر سکتا۔ اور شکر اور شیرینی کا جزو جو کہ انگور ہی شراب کا اصلی مادہ ہے کافی مقدار میں اُسی وقت پیدا ہوگا جبکہ سخت دھوپ کی تاثیر اُس درخت میں پہونچنے اور دھوپ کی حرارت کا درجہ ارتفاع میں متوسط ہو۔ پس اگر عرض شمالی کے پچاس درجوں سے دھوپ کی حرارت تجاوز کریگی تو درخت انگور کو ضروری حرارت کا درجہ حاصل نہوگا۔ اور اُسکے ثمرہ کے شیرہ سے بجز ترش سرکہ وغیرہ کے عمدہ شراب نہ بنے گی۔ اور جسطرح غیر کافی حرارت سے انگور کے ثمرہ کی پیداوار کی خوبی میں نقصان آتا ہے۔ اُسی طرح انوارا حرارت سے بھی اُسکو ضرر پہونچتا ہے اور اسوقت اسکے پہلے سے شکر اور شیرینی کا مادہ ضرورت سے زیادہ حاصل ہوتا ہے جس سے زیادہ تر وہی چیزیں بنتی ہیں جنکا قوام غلیظ ہوتا ہے جیسے شیرہ وغیرہ جنکا درجہ خوبی کے لحاظ سے متوسط ہے اور یہ بات انگور کے اُن درختوں میں پیدا ہوتی ہے جسکی کاشت عرض شمالی کے ۳۵ درجوں سے نیچے کیجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جبکہ ہم نے خط استوا کے زیادہ قریب آکر دیکھا تو انگور کی کاشت میں ایک اور عیب ہیکو معلوم ہوا۔ وہ یہ کہ انگور کے درخت ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں اور ایک ہی درخت پر پھول اور خام پھل اور پختہ پہلے سے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کیفیت سے اُنکے ثمرہ سے عمدہ شیرہ ہرگز نہیں بن سکتا۔

پس آپکی رائے میں انگور کی کاشت عمدہ طور پر اُسی مقام پر ہو سکتی ہے جہاں عرض شمالی ۳۵ اور پچاس درجوں کے درمیان ہو۔ جن مقامات پر انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھ ہوتی ہے۔ جہاں انگور سے عمدہ شیرہ تیار ہوتا ہے جیسے پرتگال۔ اطالیہ۔ شام۔ خاکسکر فرانس کے ملک۔ یہ مقامات سدرجہ بالا درجوں کے وسط میں ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی کاشت میں کامیابی صرف عرض البلد ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ زمین کے سبب سے بھی کامیابی کا اثر ہے۔ زمین دھل رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر کاشت کی کامیابی کے لیے زمین کی دھل کا اثر بھی ہوتا ہے۔

سے اونکی بلندی کا اندازہ انگور کے مخالف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن میں انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھ نہیں ہوتی۔ آپکی رائے میں سطح سمندر کے مساوی بلکہ اس سے بلند مقام کاشت انگور کے لئے زیادہ موافق ہیں بلندی سے بہت زیادہ بلندی مقصود نہیں ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اسی طرح زمین کے عرض اور طبعی دوروں سے ملک کا احوال مختلف ہوتا ہے۔ بدینوجہ کہ جنوبی عرض البلد میں شمالی عرض البلد کی نسبت حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ انگور کی کاشت بھی بہ نسبت شمالی حصہ کے جنوبی حصہ میں زیادہ نظر آتی ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جن مقامات کو ہم باعتبار عرض البلد انگور کے لئے ناموافق تجویز کرتے ہیں بسا اوقات اُن مقامات میں بھی انگور کی کاشت کامیابی کی حالت میں دیکھی گئی ہے۔ اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ اُن مقامات کی ہوا میں بعض معدنی اور دوائی اجزاء کی تاثیر ہے یا اسوجہ سے کہ اُن کا نشیب اور اطراف کی بلندی سرد ہواؤں کی مانع ہوتی ہے۔

بقول انسائیکلو پیڈیا ایک روسی محقق کی رائے کے مطابق مقام اروں (جورجی ارمینیا میں واقع ہے) کا ادا نے درجہ حرارت کا (۱۱ سینگریڈ) (یہ ایک قسم کا تھرمامیٹر ہے) اور اسے درجہ برودت کا ماہ جنوری میں منفی تیس ڈگری ہے اور بخارا کی حرارت کا ادا نے درجہ چار ڈگری سینگریڈ۔ اور برودت کا اسے درجہ منفی ۲۲ ہے جہاں پر انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھ ہوتی کوہ الپس کے ۸۰۰۰ فٹ اور پیڈمانٹ کے ۳۱۸۰ فٹ کی بلندی تک انگور کی کاشت شاداب حالت میں نظر آتی ہے۔ زمانہ حال میں یورپ کے اُن مقامات کی حد جہاں انگور کی کاشت میں کامیابی حاصل ہے۔ برٹنی سے (جبکہ عرض البلد ۴۴ ڈگری ۳۰ حصہ ہے) ریٹن کے اُس پار تک پہنچتی ہے اور لیج اور تورنگیا سے گزر کر سلیمیا تک قائم ہے جبکہ عرض البلد ۴۰ ڈگری ہے۔ صاحب فلاحۃ النبیطیہ کا قول ہے کہ گرم ہوا میں جو سمندر پر سے گزر کر آتی ہیں۔

انگور کے درختوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ اسکی گرمی میں ایک قسم کی رطوبت ہوتی ہے۔ جو درخت میں خشکی پیدا ہونے نہیں دیتی بلکہ رطوبت پہنچاتی ہے۔ اس ہوا سے انگور کے درختوں

کو غذائے کثیر حاصل ہوتی ہے اور اُن کا مغز پہولتا اور تروتازہ ہوتا ہے اور اُنکی قوت بڑھتی رہتی ہے۔ جن مقامات میں فاسد پانی جمع رہتا ہے اور اُس میں سڑا ہند پیدا ہو جاتی ہے۔ اُن پر سے جو ہوا گزر کر آتی ہے وہ انگور کے لئے زہر قاتل ہے۔ اسی طرح جس ملک میں جھاڑیاں کثرت سے ہیں۔ خصوصاً بانس کی جھاڑیاں وہاں کی ہوا انگور کے لئے غیر مفید ہے۔ اکثر ایسے مقامات میں انگور کے کھیتوں کو ہوا کی خرابی سے کثیر لگ جاتا ہے اور بہت جلد سرایت کرتا ہے۔ اور انگور کے کھیتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ ایسی غلیظ ہواؤں سے اس کیڑے کو غذا ملتی رہتی ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ جس درخت انگور کے نشوونما میں خلل معلوم ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ ان کھیتوں کے متصل ایسے غلیظ اور ناموافق مقامات ہیں جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے تو سمجھ لو کہ اسکا علاج صرف یہی ہے کہ اُن مقامات کی صفائی کی جائے اور اُنکی ہوا کی اصلاح کے سامان مہیا کئے جائیں۔ جب تک اُن مقامات کی ہوا درست نہ ہوگی خارجی تدابیر سے ہم انگور کے کھیتوں کی پرداخت نہ کر سکیں گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب زہریلی ہوا کی اصلاح ہمارے امکان سے خارج ہے تو سچو ایسے مقام پر انگور کی بیلین موٹے تنے والے بلند بالا درخت پر چڑھا دینا چاہئے جس میں قبض کی طاقت ہو شاید اس تدبیر سے انگور کی جان بچ جائے اس لئے کہ ہوا کی خرابی کا مقابلہ اللہ تعالیٰ وہ بڑے درخت کر سکتے ہیں۔ اور انگور کی نازک بیلین اُن کی آڑ میں کسی قدر محفوظ رہ سکتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ جن مقامات میں کثیر ازادہ برستا ہے اُن مقامات کی آب و ہوا انگوروں کے لئے قطعاً ناموافق ہے۔ جب ایسے کسی مقام پر ناگزیر کاشت کا اتفاق ہو تو صرف ایک تدبیر ہے جس سے آب و ہوا کی خرابی کا اثر ایک حد تک دفع ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار رات میں متعدد دفعہ جلتی ہوئی مشعلوں کے ساتھ انگور کے کھیتوں میں پہرین اور منڈوؤں کو موٹے موٹے دھتورن پر بلند کر کے ساتھ قائم کریں۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جن مقامات میں رات دن سخت اور گرم ہوا کے جھوکے چلتے رہتے ہیں

وہاں ہی انگور شاداب نہوگا۔ ایسے مقامات پر انگور کی بیلون کو زمینوں پر پھیلا نا قطعاً مضرب ہے۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے لئے گرم اور تیز ہوا ہی ایک آفت ہے جو طرقتہ العین میں درخت کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ جس مقام پر ایسی ہوا چلنے لگے تو درختان انگور کے بچانے کی اسلئے تدبیر یہ ہے کہ عمیق گڑبے تین تین چار چار فیٹ کے انکے ہتھالوں میں کھود کر ان گڑبوں کی تہ پر انگور کے درخت قائم کر دیے ہیں۔ جب یہ ہوا بند ہو جائے تو انکو بلندی پر لانا کچھ مشکل نہیں ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ تیز ہوا انگور کے لئے بہت خطرناک ہے اسکی وجہ سے درخت انگور بعض وقت سیاہ ہو جاتا ہے اور کبھی سرخ۔ اور کبھی زرد۔ کبھی اس ہوا سے درخت میں نفع پیدا ہو جاتا ہے کبھی تمام پھل جھڑ جاتے ہیں۔ کبھی کھلا کر ٹھٹھڑ جاتے ہیں۔ پس جب کہ تیز ہوا چلنے لگے تو اسکو تیزاگ سے بدتر سمجھنا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو ہوا مغرب کی جانب سے تیز چلتی ہے وہ مضرب ہوا ہے۔ جسکو زبان عرب میں دبور کہتے ہیں اور ہندی میں پچھوا۔ دبور کے معنی پیٹھ پھیرنے والے کے ہیں۔ بدینو جب کہ ایک فلاح مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے اور درختوں کو بچائے ہوئے اس ہوا کو اپنی پیٹھ پر لیتا ہے یا یہ کہ وہ خود قبلہ سے پیٹھ پھیر کر آتی ہے اسلئے عربوں نے اسکو دبور کہا۔ آپ ہی نے فرمایا کہ اس ہوا میں زیادہ ضرر رسان وہ ہوا ہے جو مغرب اور شمال کے درمیان سے چلتی ہے۔ سردی کی وجہ سے اسکا زیادہ ضرر ہے۔ خالص مغربی ہوا اگرچہ کیفیت ردیہ میں اس سے فائق ہے لیکن اس میں سردی کم ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمام درختوں کو عموماً اور درخت انگور کو خصوصاً سرد ہوا زیادہ مضرب ثابت ہوئی ہے۔ قوی درخت تو کسی قدر تحمل بھی ہوتے ہیں لیکن نا تو ان پورے بالکل اسکا تحمل نہیں کر سکتے گرم موسم میں جو گرم ہوا زیادہ مضرب رسان ہے وہ بھی شمال اور غرب کی درمیان ہوا ہے لیکن گرم ہوا کا ضرر سرد ہوا کے مقابلہ میں کم ہے۔ مینو شاد نے مغربہ خالص یعنی خالص مغربی ہوا کو بھی درخت انگور کے لئے گزدرسان حیاں کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس ہوا سے درخت انگور کے جسم میں بہت سے تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور وہ مولد امراض ہیں۔

صاحب فلاحتہ البزطیہ نے ذکر کیا ہے کہ جینا فا۔ بادشاہ کے عہد میں سب باط کے مہینہ میں ایک دفعہ یہ ہوا چلتی تھی جس سے نہ صرف انگور بلکہ تمام کھیتیاں خاک میں مل گئی تھیں۔ اور بہت سخت قحط واقع ہوا تھا۔ فلاحان عرب جب اس ہوا کے آثار پاتے ہیں تو انگور کے درختوں کو خرما کی ٹٹیوں اور پردوں سے بچاتے ہیں۔ یہ حالات اُسی وقت تک کام دیتے ہیں جب تک ہوا خفیف ہو۔ جب اس ہوا کی شدت ہوتی ہے تو ان تدابیر سے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب آفتاب کا دورہ برج حمل و ثور و سنبلہ میں واقع ہو تو اُس زمانہ میں جو مغربی ہوا چلتی ہے اُس سے چندان ضرر نہیں ہوتا مگر جبکہ آفتاب برج حمل اور برج ثور کے نصف میں آجاتا ہے تو اُس وقت البتہ اس ہوا کے چلنے سے انگور اور خرما کو نقصان پہنچتا ہے۔ جب آفتاب کا دورہ برج میزان کے شروع سے برج حوت کے آخر تک رہتا ہے تو اس زمانہ کی مغربی ہوا زیادہ مضر و نخبش ہوتی ہے۔

قوس ثامی کا قول ہے کہ یہ ردی ہوا جس روز سے چلنا شروع ہوتی ہے دماغوں میں اسکی بدبو سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہ جب بدن پر لگتی ہے تو روئیں کھڑے ہونے لگتے ہیں۔ اسی زمانہ میں دودھ پینے والے بچے سست اور دکھیا نظر آتے ہیں۔ اس ہوا کا گزر ہر ایک چیز میں انتہا درجہ کی خشکی پیدا کرتا ہے اور ہر ایک چیز کی جلد پر سیاہی کے آثار نمود ہوتے ہیں۔ اس موقع پر آپ نے ایک عجیب بات بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہر ایک ایسے مقام پر جہاں انگور کے کھیت ہوں ایک چھوٹے سے رقبہ میں پودینہ بھی بویا جائے جس لحظہ پودینہ خود بخود سرد ہو اسے خشک اور سیاہ ہونے لگے تو انگور کے درختوں پر آڑ قائم کرنے میں غفلت نہ کرنا چاہئے۔

ماسی سورانی نے اپنے ایک قصیدہ میں کہا ہے کہ اگر تجھ کو معلوم ہو جائے کہ دن کو چڑیاں شور مچاتی ہیں اور رات کو طائر قطا شور کرتا ہے تو سمجھ لے کہ یہ مودی ہوا چلنے لگی۔

آپ فرماتے ہیں کہ کہی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشرقی ہوا مغربی ہوا کے ساتھ ملکر نباتات کے لئے اُس ضرر کو دفع کر دیتی ہے جو مغربی ہوا میں پایا جاتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے درمیان مہند سین نے ایک خط قائم

کیا ہے اس خط کے لحاظ سے جو مقامات غرب کی طرف واقع ہیں وہ اس ہوا سے زیادہ متاثر ہوتے رہتے ہیں اور جو مقامات شرق کی جانب ہیں اُن پر اس ہوا کا صدمہ کم ہوتا ہے۔ پس یہی معیار ہے اس بات کے دریافت کرنے کی کہ کس کس ملک میں انگور شادابی کے ساتھ ہوتا ہے۔

فلا حان عرب کا قول ہے کہ سرد ملکوں کے مقابلہ میں گرم ملک درخت انگور کے لئے زیادہ مفید ہیں اور سطح سمندر سے زیادہ بلند مقامات کے مقابلہ میں وہ مقامات زیادہ مرچ ہیں جنکی سطح بہت زیادہ اونچی نہ ہو۔

بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ جن مقامات کی بارش کا اوسط سوا انچہ سے زیادہ ہے اُن مقامات پر بھی انگور کی کاشت شاداب نظر آئی۔ اور جن مقامات کا اوسط کم سے کم پانچ انچہ ہے وہاں بھی انگور اچھی حالت میں پائے گئے۔ ایک محقق یورپ کا قول ہے کہ جس مقام پر پانی کی گہرائی ۷۰ فٹ سے زیادہ ہے وہاں اگر خارجی ذرائع آبپاشی کے وسیع نہیں ہیں تو انگور کی کاشت شادابی کے ساتھ نہو سکے گی۔ اس لئے کہ انگور کی جڑیں زمینی رطوبت کو بہت زیادہ دوست رکھتی ہیں اور اُنکی روانی زمین کے اندر مثل کجور کے عمق پسند نہیں ہے۔

ہندوستان کے ایک مؤلف نے اپنی تالیف میں لکھا ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے اُن کو پنجاب اور خاص کر لاہور کی آب و ہوا مفید نظر آئی۔ انگور کے متعدد اقسام کی کاشت لاہور میں کامیابی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ پنجاب میں خاص کر ایک قسم جسکے پہلوں میں تخم نہیں ہوتا اچھی حالت میں دیکھی گئی۔

ایک بزرگ نے اپنی قیمتی تالیف میں اسکا ذکر کیا ہے کہ دولت آباد دکن میں انگور کی سیاہ قسم بہت اچھی حالت میں ہے جسکو آپ نے زمانہ سیاحت میں بچھم خود دیکھا ہے اور اُسکے ثمرے سے ذائقہ بھی حاصل کیا ہے جو نہایت لذیذ تھا۔

ایک محقق ہند کا قول ہے کہ ریاست ریوان اور کالجھ میں نہایت نفیس انگور پیدا ہوتے ہیں۔ کنوار میں بھی ایک نہایت عمدہ قسم شاداب پائی گئی ہے جسکا وطن غالباً کشمیر یا وسط

ایشیا ہے۔

ایک مستند کتاب میں اسکا ذکر ہے کہ بنگلور میں انگور کی ایک خاص قسم ہے جسکے پہلے اکتوبر یا نومبر میں پختہ ہوتے ہیں اور افراد کے ساتھ ہاتھ آتے ہیں۔

مولف کتاب الاثمار نواح کلکتہ کی آب و ہوا کو انگور کے لئے مخالف خیال فرماتے ہیں۔ اور

اپنے تجربہ پر فرمنجر صاحب کی شہادت پیش کرتے ہیں جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ہم یورپ کے عمدہ اقسام اوٹاکنڈ سے چنورا لائے مگر کوئی قسم بھی بالیدہ نہیں ہوئی جیسی آئی ویسی ہی رہی۔

مولف موصوف کا خیال ہے کہ فرمنجر صاحب کے لائے ہوئے انگور نازک قسم کے ہوں گے اسکے اطراف کلکتہ کی ناموافقت آب و ہوا سے ضائع ہو گئے اگر قوی اور مضبوط اقسام کے انگور کلکتہ اور اسکے اطراف میں بوئے جائیں تو پیداوار کی امید ہو سکتی ہے۔ مولف حقیر کی رائے میں یہ محبت غور کے قابل ہے۔ قوی اور مضبوط اقسام سے نہ معلوم حضرت کا کیا منشا ہے۔ ایسا قوی اور مضبوط میوہ شاید ہے کہ مشکل ہی سے ہاتھ آئے۔ جو نا واقف اور غیر محتاط فلاحتوں کے ہاتھ میں صرف اپنی مضبوطی کی وجہ سے شاداب ہو کر آب و ہوا سے مقامی کو کامیابی کا تمغہ عطا کرے۔ میری رائے میں درحقیقت بونے والے کے خیالات نازک اور معلومات قوی ہونے چاہئیں ورنہ سخت سے سخت جان درخت یہی نا اہل کے ہاتھوں میں پتہ نہ سکے گا۔ انہیں بزرگوار نے ایک اور موقع پر بیان فرمایا ہے کہ حوالی کلکتہ میں گوہری کے مقام پر ڈبلیو اسٹارٹ صاحب نے انگور کی کاشت کی تھی جو خوب بالیدہ ہوئی۔ جناب کے خیال میں یہ قسم تنومند اور قوی اور قابل تعریف تھی۔ خاکسار کہتا ہے کہ یہ بہت بڑی نا ایضافی ہے کہ ڈبلیو اسٹارٹ صاحب کا تمغہ انگور کو پہنایا جاتا ہے۔ قدمائے عرب اور عالمان علم نباتات نے تمام میووں میں بلا شک میوہ انگور کو نازک اور لطیف میوہ کہا ہے۔ لیکن اسکے اقسام میں کسی ایسے سخت جان انگور کا کہیں تذکرہ نہیں فرمایا جو نگہداشت نہ ہونے پر بھی شاداب رہ کر اعلیٰ درجہ کے ثمرہ سے فلاح کا منہ میٹھا کرے ہم نے

اپنی اس کتاب کے دیباچہ میں مولفین ہند کا جقدر گلہ رویا ہے اُسکی یہ بھی ایک مثال ہے۔ کتا لالہ نثار کے اور عنوان اور خصوصاً اُسکی فہرست کی وسعت سے ہکو بہت کچھ امید بندھی کہ غالباً اس کتاب سے کاشت انگور کے متعلق بہت کچھ مفید باتیں معلوم ہو سکیں گی۔ لیکن جب فہرست کی مدد سے کتاب کے صفحات ۲۹۶ لغایت ۳۲۰ کی سیر ہمنے کی تو اُسکے بہت بڑے حصہ سے ہکو یا یوسی کا ثمرہ ہاتھ آیا۔ جا بجا اہل ہند کے سر یہ الزام ہو پا گیا ہے کہ اُنکی بے توجہی ناکامی کا سبب ہے اور کلکتہ کی آجے ہوا کو یہ سر بیج عطا ہوا ہے کہ نازک اقسام انگور کو شاداب کرنے کی صلاحیت اس میں نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ممالک بنگال میں اقسام زمین۔ اوسط بارش۔ لیول۔ پانی کی کیفیت اور ہوا کے اعتبار سے ایک چیز بھی انگور کے مخالف نہیں معلوم ہوتی۔ ناکامی کا اصلی سبب زمینداروں اور کاشتکاروں کی نادانیت اور قواعد کاشت و نگہداشت کے سرمایہ کی قلت کے سوا کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آتی انگریزی تصانیف کثیرہ کی جقدر کیفیت ہکو دریافت ہوئی اُس سے یہ نتیجہ ہم نے پیدا کیا ہے کہ ہندوستان کے لئے اُن سے بہت کم مدد مل سکتی ہے۔

مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی تالیف میوہ جات میں فرمایا ہے کہ کلو اور شملہ کے نواح میں امریکہ کے انگوروں کی چند قسمیں بوئی گئیں اور بار آور ہوئیں جنکے آگے کابل کے انگور بھی بعض اوقات شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً سیاہ انگور نہایت خوش ذائقہ ثابت ہوئے۔ آپ کی رائے ہے کہ انگور کے اعلیٰ اقسام کی کاشت ہندوستان کے ہر حصہ میں کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اُن کی کاشت میں باقاعدہ طریقہ اور قواعد نگہداشت کی پابندی کی جاوے۔ لکھنؤ اور سہارنپور کے سرکاری باغات میں انگور کے بعض اقسام اچھی حالت میں ہیں۔ مدراس پریسڈنسی کے بعض مقامات پر جیسے کرپہ۔ رائے ویلور انگور کے بعض درخت عمدہ ثمرہ دیتے ہیں۔ حیدرآباد دکن (جہاں مولف کا مستقر ہے) کے بعض مکانات اور باغات میں انگور کے درخت شاداب ہیں اور وافر ثمرہ اُن سے حاصل ہوتا ہے۔ ان تمام مثالوں سے مولف کہہ سکتا ہے کہ انگور کی کاشت کیلئے ہندوستان کی آجے ہوا ہرگز مخالف نہیں ہے۔ قواعد کاشت و نگہداشت کی جانب زمینداروں کو التعمہ

توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۳) اُن زمینات کا عام بیان جو انگور کیلئے موانع یا مخالفین

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ نباتات کی ہر ایک قسم خواہ چھوٹے قد کی ہو یا بڑے قد کی جب اُسکی پرورش زمین سے متعلق ہے۔ تو اُس کو مناسب اور موزوں زمین سے بہت بڑا تعلق ہے کیونکہ زمین ہی سے اُسکو غذا ملتی ہے۔ زمین کی طبیعت کا اثر اوسمیں ہوتا ہے اور نیز زمین ہی سے اُسکو پانی ملتا ہے۔ پس اگر زمین ناقص یا مخالف ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ پودوں میں عوارض پیدا ہوں گے۔ اگر زمین کامل اور موافق ہے تو پودے اچھی حالت میں رہیں گے۔

قسطوس نے اپنی تالیف فلاحۃ رومیہ میں لکھا ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے ایسی ہی زمین اختیار کیجئے جو عمدہ اور شیریں اور صاف ہو۔ کیونکہ جس قدر زمین عمدہ ہوگی اسی قدر ثمرہ انگور سے عمدہ شیرہ حاصل ہوگا۔ بدرجہ مجبوری اوسط درجہ کی زمین بھی اس کام کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ لیکن ادنیٰ درجہ کی زمین میں کبھی اپنی محنت کو ضائع نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ درخت کبھی شاداب نہ ہونگے ثمرہ قلیل حاصل ہوگا۔ جس سے ناقص قسم کا شیرہ ہاتھ آئیگا جو دیر پا نہ ہوگا۔ اور اُسکی بوجہی اچھی نہ ہوگی۔ ذائقہ خراب ہوگا یہاں تک کہ اُسکے پینے والے کو فائدہ کے عوض ضرر پہنچے گا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس زمین پر بارش ہو کر ابر کے کھل جانے کے بعد پانی اوسمیں جذب ہو جائے اور جا بجا ڈرائین پیدا نہ ہوں وہ زمین عمدہ اور انگور کی کاشت کے قابل ہے۔ یا جس زمین میں خود نباتات کثرت سے نظر آئیں تو سمجھ لو کہ انگور کے لئے مفید ہے یا جس زمین کے درخت گہنے اور موٹے تنہ کے ہوں اُسکو بھی اعلیٰ درجہ کی زمین اور انگور کی کاشت کیلئے مفید سمجھو۔

آپ فرماتے ہیں کہ جس زمین کے نباتات کمزور ہوں یا اُنکے تنے زبردست نہ ہوں اُسکو دوسرے درجہ میں اختیار کر سکتے ہو۔ لیکن جس زمین میں روئیدگی کم ہو۔ اور جو درخت اوسمیں موجود ہوں وہ ٹھہرے ہوئے پائے جائیں اوسمیں انگور کے پودوں کو ضائع مت کرو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ عمدہ زمین کو اُسکی مٹی کی بو اور چاشنی سے معلوم کر سکتے ہو۔ اُسکا طریقہ یہ ہے

کہ کسی مقام میں دو تین ہاتھ کا عمیق گڑ یا کھودو۔ اور اُسکی مٹی لیکر شیشہ کے ظرف میں بیٹھے پانی میں گھول کر رکھ دو۔ جب پانی صاف ہو کر نہر جائے تب اُس پانی کو چکھو اور سونگھو اگر ذائقہ شیرین ہے تو اول درجہ کی زمین اور انگور کے لئے نہایت موافق ہے اگر مزہ نکلیں ہو تو ہم کبھی صلاح ندین گے کہ انگور کی کاشت اوسمیں کیجئے۔ تلخ ذائقہ کی زمین تو سب سے خراب درجہ کی ہے خصوصاً اس زمین سے احتراز کرو جسکے پانی کی بو متعفن ہو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جس زمین میں تم انگور کی کاشت کرنا چاہتے ہو۔ اس میں ایک مختصر سا گڑ یا کھودو۔ پھر اُسکی نکلی ہوئی مٹی اوسی میں داب کر بھر دو۔ اگر کچھ حصہ مٹی کا بچ رہے تو سمجھ لو کہ اسے قسم کی زمین ہے اگر کوئی حصہ نہ بچا اور گڑ یا بھر گیا تو اُس زمین کو اوسط درجہ کی خیال کرو۔ اگر اُس گڑ یا کے بھرنے کے لئے وہ مٹی کافی نہ ہوئی تو جان لو کہ اوس زمین میں نفع ہے اور خراب قسم کی زمین ہے جسکا درست کرنا بہت مشکل ہے۔

صاحب فلاحۃ البطیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے پودے لگانے کے لئے زیادہ موافق وہ زمین ہے جو چکنی ہو۔ اور اوسکا رنگ اکثر مائل بسیاہی رہے۔ پھر اگر اوسکے ساتھ چپ دار بھی ہو جو کہ دشاہی سے ریزہ ریزہ ہو سکے تو بچ نہیں ہے اور چکنی میں متوسط درجے کی زمین انگور کے لئے بہت مفید اور مناسب ہے اور اس زمین کی طبعی خاصیت یہ ہے کہ اگر بیٹھے پانی سے سیراب کیجائے تو وہ اوسکو پی جاتی ہے اور کسی قدر پانی اُسکی تہ میں اتر کر بٹھ جاتا ہے پھر کچھ زمانے کے بعد معدوم ہو جاتا ہے۔ آپ ہی کی رائے ہے کہ جو زمین پن چور اور چپ دار مائل بسختی ہے یا گچ کا خالصہ رکھتی ہے جو پانی کو اوپر کی جانب روک رکھتی ہے یعنی نہ تو اوسکو کثرت کے ساتھ پیتی ہے اور نہ اپنے نیچے کی جانب جذب کرتی ہے۔ اس قسم کی زمین البتہ انگور کے لئے غیر صالح ہے اس قسم کو ترکاریوں سے زیادہ مناسب ہو۔

آپ نے لکھا ہے کہ بعض زمینوں کی خاصیت یہ ہے کہ سیراب کرنے پر کل پانی کو پی جاتی ہیں اور اپنے تہ میں اُتار لیتی ہیں اور اوسکے اوپر کا حصہ خشک رہ جاتا ہے۔ اس قسم کی زمینیں بھی انگور کے لئے موزون نہیں سمجھی جاتیں۔

جوزمین چکنی اور متوسط درجہ کی چپ دار اور مغلجھل ہیں اور سیرابی میں متوسط درجہ رکھتی ہیں۔ جو نہ تو بالکل پانی کو روک رکھتی ہیں (جبکی یہ علامت ہے کہ ہتالہ میں یکپڑ ہو جاتی ہے) اور نہ بالکل اپنی تہ میں جذب کر لیتی ہیں وہ بقول احمد بن وحشیہ انگور کے لئے نہایت مفید مانی گئی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ زمینات کی صورت اور رنگ سے ہمارے بیان کئے ہوئے علامات کو دریافت کر لینا کچھ مشکل کام نہیں ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض زمینیں ایسی ہوتی ہیں کہ اونکی ظاہری صورت اور رنگ دونوں انکی عمدگی کو ظاہر کرتے ہیں لیکن جب اندر کی جانب ایک یا دو گز تک کہودی جائیں تو دوسرا رنگ اور دوسری قسم پائی جاتی ہے جو انگور کے لئے ہمارے بیان کئے ہوئے علامات کے لحاظ سے غیر مفید ہوتی ہے۔ مختلط فلاحوں کا فرض ہے کہ وہ جس رقبہ میں انگور کا باغ لگانا چاہیں اُس کے متفرق مقامات میں ۳ گز کے عمیق گڑھے کھودیں۔ اور دیکھیں کہ آیا اندر کا حصہ ظاہری حصہ سے متاثر تو نہیں ہے اگر خفیف سا تفاوت نظر آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زمین اچھی ہے اور انگور کے لئے مناسب اور بڑا ہوتا ہے اگر بہت بڑا تفاوت نظر آئے تو اُس سے احتراز ہی اولے ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا مقصد احتراز سے یہ ہے کہ اگر بہتر قسم کی دوسری زمین موجود ہو تو اسکو ترجیح دیجائے ورنہ اُسی موجودہ زمین کی اصلاح خارجی تدابیر سے کیجائے مثلاً اوسمیں ایک عمیق گڑھا کھود کر جو عمق میں ۱۶ فٹ سے کم نہ ہو جو عرضاً اور طولاً نو فٹ رہے اُس سے نخلی ہوی مٹی کو اعلیٰ قسم کی کالی مٹی سے مخلوط کر کے بھر دینا ہماری ضرورت کے لئے بالکل کافی ہے۔

طامشری کنفائی کی رائے ہے کہ انگور کے لئے زیادہ مناسب تمام اقسام زمین سے وہ مٹی ہے جو نہروں سے جمع کی گئی ہو۔ اور اوسپر مکدر پانیوں کا گزر ہو چکا ہو اور کئی طعینا نیان اوسپر اچکی ہوں۔ پہرہ چمن چہنا کر خالص مٹی رہ گئی ہو۔ پس اگر ایسی مٹی کا جمع ہو سکتا ممکن ہو تو اسکو جمع کر کے اُس قطعہ زمین پر جس میں انگور کی کاشت مقصود ہے پھیلا دیا جائے۔ یعنی جو عمیق گڑھے اسکے لئے تیار کئے گئے ہوں ان میں صرف یہی مٹی یا اگر زیادہ نہ مل سکے تو گڑھوں سے نخلی ہوی مٹی کے ساتھ اسکو مخلوط

کر کے پاٹ دیا جائے۔ اگر کوئی قطعہ خود اسی قسم کی زمین کا ہاتھ آئے تو وہ انگور کی کاشت کے لئے اسے صلاحیت رکھے گا۔ ہندوستان کے بعض تجربہ کار فلاحون نے اسکے قائم مقام اُس زمین کو قرار دیا ہے جو دریا برآمد ہو جو اکثر ندیوں یا جھیلوں یا تالابوں کے کناروں پر ملتی ہے۔ جس پر طعنائی کے زمانہ میں پانی پہنچتا ہے۔

طامشری کفانی نے کہا ہے کہ جوزمین مادی طور پر کچھ تری اور نمی رکھتی ہو۔ اور بالکل خشک نہ ہوتی ہو۔ جیسا کہ تالابوں کے قریب کے قطعات ہوتے ہیں یا ندیوں سے متصل بھی پکاتے ہیں اگرچہ وہ دریا برد و دریا برآمد نہ ہوں تاہم انگور کی کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ ایسے زمینات سے صرف مٹی لیکر تیار شدہ گڑبوں کو اُس سے بھر دینا بھی کافی ہے اور ہمیشہ اُن گڑبوں کو کم سے کم سال میں ایک بار ایسی مٹی سے بدلتے رہنا چاہئے۔ اس طرح پر کہ جڑوں کو ہرج نہ پہنچنے پائے اور اطراف سے یہ کام کیا جائے۔ یا کم سے کم پانی میں ایسی مٹی کو ملا کر اُس سے آبپاشی کرنا چاہئے اس طریقہ عمل سے بھی پودوں کو بہت فائدہ پہنچتا رہے گا اور مقامی زمین کی ناقابلیت کا بدل ہو جائے گا۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کی رائے ہے کہ یہ سب تدابیر مجموعی کی حالت کے لئے ہیں۔ اولے یہ ہے کہ کاشت کیلئے مناسب اور موزوں قطعہ ہی تجویز کیا جائے۔

طامشری کفانی کا قول ہے کہ انگور کے درخت بلند مقام پر لگانے سے احتراز کرو۔ اسلئے کہ بارش کے زمانہ میں اونکی جڑوں کو بہت نقصان پہنچے گا جڑوں کی مٹی کا بڑا حصہ بہ جائیگا۔ اور کہا نہ جم سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بلند مقامات پر لگائے ہوئے انگور ہمیشہ حالت ضعف میں پائے گئے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے اسکا لحاظ رکھو کہ وہ مقامات ہموار میدانوں میں واقع نہ ہوں بلکہ ایسی جگہ میں ہوں۔ جہاں کچھ نشیب و فراز ہو یعنی چھوٹے چھوٹے ٹیلے زمین واقع ہوں تاکہ انگور کے درخت اُن ٹیلوں سے سہارا پکڑیں کیونکہ وہ ایسے ٹیلوں کو بالطبع پسند کرتے ہیں اور موضع کاشت بھی ایسی نشیبی جگہ میں ہونا چاہئے جہاں بلندی سے سیل آنے کا اندیشہ نہ ہو تاکہ پانی کا بہاؤ جڑوں کو مٹی سے بالکل خالی نہ کر دے اور کہا د کو بہا نہ لیجائے۔

مناسبت زمین کے بیان کے آخر پر صاحب فلاحۃ البطنیہ نے فرمایا ہے کہ تم اس بات کو یاد رکھو کہ جو اجزا بارش سے بہہ کر پہاڑیوں، ٹیلوں سے انگور کے درختوں کی جڑوں میں پہنچتے ہیں۔ اُن سے صرف معمولی فوائد متصور نہیں ہیں بلکہ وہ بہت بڑے نفع رسان ہیں انہیں اجزائے ڈالیاں مٹی ہوتی ہیں اور پتے کثرت سے نکلتے ہیں اور خوشن کی ڈنڈیاں قوی ہوتی ہیں۔ درخت اپنی جگہ میں پھیلنے لگتا ہے۔ بار کثرت سے آتا ہے جس میں شیرہ وافر رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ زمینی صلاحیت کے بیان سے اسکو زیادہ تعلق نہیں ہے۔ لیکن اس قدر ضرور تعلق ہے کہ زمین کی صلاحیت ان اجزائے ترقی پذیر ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا کباد کے ذریعہ سے جڑوں کو ڈھانپنا اور نئے مقام کی مٹی لاکر جڑوں میں پہنچاتے رہنا یہ سب طریقے بہت کام آمد ہیں جس نے زمینی صلاحیت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔ پس جو زمین جس قسم انگور کے لئے منتخب کیجائے اُس میں ان مراتب کا ملحوظ ہر ایک فلاح کو رکھنا چاہئے۔

اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ تم اس کلیہ کو بھی یاد رکھو کہ جن زمینوں کی مٹی میں ریت کے اجزا ہوں وہ ہمیشہ درخت انگور کو رومی امراض سے محفوظ رکھیں گی۔ ایسی زمینیں عام اعتبار سے انگور کے تمام اقسام کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوی ہیں۔

صغیر پٹ جو ایک بڑا تجربہ کار اور انگور کا خاص فلاح تھا۔ اُس نے بھی طامثرمی کنفانی کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔

الو خان نام ایک فلاح گزرا ہے جس کا قیام سندھ مقام پر تھا۔ اُسکی یہ رائے ہے کہ ہر ایک زمین کو انگور کے لئے موافق خیال نہ کر لینا چاہئے جیسا کہ بعض کی رائے ہے اتفاقاً اگر ٹکڑا ایک خاص زمین۔ انگور کی ایک قسم کو موافق نظر آئے تو بہرہ رسامت کرو کہ وہ دوسرے اقسام انگور کو بھی موافق ہوگی۔ زمین کی موافقت سب پر فائز اور کاشت کی کامیابی کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ پس جو زمین متخلخل اور چکنا چٹ لگے ہوئے۔ مٹی پسینا ہی ہو وہ اُس انگور کے لئے موافق ہے جس کے دانے سفید اور دراز یا گول ہوں۔ مگر دراز کے لئے ایسی زمین کو بہت زیادہ مفید سمجھنا چاہئے۔ انگور کی وہ قسم جس کے دانے

گول اور رنگ میں سپیدی و سبزی شامل ہو۔ اُسکے لئے ایسی زمین موافق ہے جو نرمی یعنی پہلے پلاہٹ کے ساتھ طبعی طور پر نرمی اور رطوبت بھی رکھتی ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ خالص سپید رنگ کا انگور زیادہ غذا کا طالب رہتا ہے۔ اور پانی کے ساتھ بہت سے اجزاء زمینی کو کھینچنا چاہتا ہے۔ پس اسی وجہ سے جس زمین کے اجزاء رقیق اور ڈھیلے ہوں اور جو زمین بالطبع مرطوب ہے وہ اُسکے لئے مناسب نہیں ہے۔ آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ متخلخل اور ڈھیلے پن میں نازک فرق ہے۔ متخلخل زمین کے اجزاء ایک دوسرے سے ملجودہ ہوتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک جزو بظاہر خشک نظر آتا ہے اور اندر خفیف سی نرمی لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور ڈھیلی زمین کے اجزاء چپ دار معلوم ہوتے ہیں۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ جو زمین گرمی یا سردی کی شدت کی وجہ سے شق ہو جاتی ہے وہ بھی سپید رنگ انگور کے لئے موافق نہیں ہے۔

صاحب فلاحتہ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جس قسم انگور کی طبیعت میں نرمی اور ڈھیل پن ہے۔ اُسکی کاشت کے لئے سخت زمین تلاش کرو۔ اور اگر سخت انگور ہے تو اُسکے لئے نرم اور ڈھیلی زمین تجویز کرو۔ اسی طرح جس انگور کی طبیعت میں خشکی غالب ہے اُسکی کاشت کے لئے مرطوب زمین کو مناسب سمجھو اور جسکی طبیعت میں رطوبت کا غلبہ ہے اسکو خشک زمین میں لگاؤ۔ متوسط درجہ کی طبیعت رکھنے والے انگور کو متوسط درجہ کی مخالف زمین مناسب سمجھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان گلیوں پر عمل کرنے کے لئے انگور کی طبیعت کا دریا منت کرنا ایک ضروری کام ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس انگور کے دانے قد میں بڑے ہوں اُسکا درخت ہمیشہ غذائے کثیر کا طالب رہے گا۔ پس اُسکے لئے ایسی ہی زمین تجویز کرو۔ جو زیادہ قوت دار اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ جن انگوروں کے دانے آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اُسکے دھنوں کو چکنی اور دیرا فتادہ یعنی پڑاؤ زمین میں نہ بونا چاہئے کیونکہ ایسی زمین بہت قوی ہوتی ہے اور ایسے انگور بھی قوت دار ہوتے ہیں۔ جب ضرورت سے زیادہ اجزاء ارضی اس درخت میں

داخل ہو جائیں گے تو بد ہضمی ہوگی اور درخت کو نقصان پہونچے گا اور دانے جھڑ جائیں گے۔
 آپ ہی کا قول ہے کہ جو انگور متخلخل اور رطوبت والا۔ اور نہایت رقیق شیرہ کا ہو۔ اس کو
 ہمیشہ چکنی اور نشیبی زمین میں بونا چاہئے ایسی زمین اسکے درخت کو اچھی طرح پرورش کرے گی۔
 جس درخت کے پتے پتلے اور شاخیں باریک نظر آئیں تو اسکو کالی زمین میں منتقل کر دینا چاہئے
 ایسا درخت ضعف کی وجہ سے کامل غذا جذب کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ کالی زمین کامل غذا
 سہولت درخت کو دے سکتی ہے اگرچہ درخت میں قوت جاذبہ کم ہو۔

صغریٰ کا قول ہے کہ کالے انگور کے تینوں اقسام کو جھکا نام سونا یا۔ سلیقانی۔ صلبا یا ہے
 اور نیز مائل بشقۃ انگور کو جس سے سرخی مائل پھورے انگور مراد ہیں۔ اور سرخ انگور کو (ان سب
 کی صراحت ہم نے باب اقسام انگور میں کی ہے۔ مؤلف) ایسی زمین میں بونا مفید ثابت ہوا ہے
 جو نہایت یوسٹ رکھتی ہو۔ اور اس کے ظاہر ہی علامات سے خشکی کے آثار ظاہر ہوں۔ ایسی زمین
 کا رنگ اکثر مائل بسرخ ہوتا ہے اور کسی قدر سختی رکھتی ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ وہی زمین ہے
 جسکو دکن میں کٹرک کہتے ہیں۔

صاحب فلاحۃ البنطیہ فرماتے ہیں کہ قسم سونا یا کو سرخی مائل سخت زمین یا نہایت کالی زمین
 میں کامیابی حاصل ہونا تعجب خیز ہے۔ اور ہمارے گھٹیوں کے خلاف تجربہ ہوا ہے اسلئے کہ سونا یا
 طبیعت نہایت درجہ گرم اور خشک ہے اور یہ زمینیں بھی گرم و خشک ہوتی ہیں۔ مؤلف کہتا ہے
 کہ علامہ نابلسی نے اعلیٰ درجہ کے زینات کے بیان میں یہ فرمایا ہے کہ وہی زمین اول درجہ
 کی ہے جو گرم و تر ہو۔ پس اپنے کالی زمین کو اپنی تحقیقات میں گرم و تر مانا ہے اور لال زمین کو دوسرے درجہ میں گرم و تر
 قرار دیا ہے اور اس بات کی حراحت کی ہے کہ ان زمینوں میں ہلکی قدر مراتب پانی کو زیادہ جذب کر رکھنے کی صلاحیت ہے۔
 پس ان زمینوں کی طبیعت کے نسبت مصنف فلاحۃ البنطیہ کو علامہ نابلسی کے ساتھ خفیف سا
 اختلاف ہے۔ وہ انگور گرم و خشک کہتے ہیں اور یہ گرم و تر فرماتے ہیں۔ مؤلف حقیر کو بلحاظ
 اس صفت کے جسکو علامہ نابلسی نے بیان کیا ہے۔ انہیں کے ساتھ اتفاق ہے۔ اور اس حالت

مین صاحب فلاحۃ البیطیہ کا وہ تعجب بھی دفع ہو جاتا ہے جس کا بیان ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اور اس کلیہ میں بھی فرق نہیں آتا جس کو صاحب فلاحۃ البیطیہ بیان کر چکے ہیں یعنی گرم و خشک مزارع انگور کو ایسی زمین مفید مانی گئی ہے جہیں تری ہو۔ پس سونا یا کی شادابی سیاہ اور سرخ زمین میں اس لئے قابل تعجب نہیں ہے کہ اُس میں تری کی صفت موجود ہے۔

صغریٰ کا قول ہے کہ جو انگور کہ رنگ میں مائل بشقرہ ہوتے ہیں یعنی تیرگی مائل سرخ رنگ ان کو ایسی زمین سے خاص مناسبت ہے جس کی مٹی رقیق ہو۔ اس زمین میں نباتات کی پرورش کا مادہ زیادہ ہوا کرتا ہے اور ممالک عرب میں اس کو کھاد ملی ہوئی زمین کہتے ہیں۔ جس سے یہ مراد ہے کہ قوت دار زمین ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ کی رائے ہے کہ ہم نے اشقر انگور دن کو گرم و خشک زمینوں میں شاداب پایا جو تری سے دور تھیں۔ بدینو جب کہ اشقر انگور دن میں بہ نسبت اور اقسام کے رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اہل بارما۔ اور ترکیت کے باشندے ہمیشہ انکی کاشت بلند مقامات پر کرتے ہیں۔ تاکہ انکا مریع خشک اور پانی سے بہت دور رہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جن زمینات کو کالے انگور اور انکے ذیلی اقسام سے مخصوص کیا گیا ہے۔ ان زمینات میں سفید انگور کی کاشت کر کے شادابی اور کامیابی کی توقع ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ سمجھ رکھو کہ سفید انگور کا تخم ایسے زمینات میں جم ہی نہیں سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ سیاہ انگور بہ نسبت سفید کے غذائے کثیر کا طالب رہتا ہے اور کسی قدر دیر میں اسکو جذب کرتا ہے اور اسکی مناسب غذا اُس میں مل سکتی ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ سفید انگور دن کے اقسام سے فروریٹا۔ کو ایک ایسی زمین سے مناسبت ہے جو رقیق اور ریتلی ہو۔ اسی کو ہندوستان کے ممالک مغربی و شمالی میں بار اور تیل کہتے ہیں اور دکن میں اسکا نام لون ہے اسکی سیرالی کے لئے زیادہ پانی درکار ہوتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ وہ انگور جس کا نام خالیا ہے اُسی زمین میں شاداب رہتا ہے جو فروریٹا

سے مخصوص ہے اگرچہ خالیاسکے درخت ہر ایک زمین میں کما بیش شاداب نظر آتے ہیں لیکن اسکی رغبت اور مناسبت رقیق اور ریتلی زمین ہی میں پائی جاتی ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ وہ انگور جسکے رنگ میں سپیدی اور سنہری مخلوط ہو۔ (جسکو مؤلف نے باب الاقسام میں بیان کیا ہے) سخت زمین کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ پس ان گول دانے والی تینوں قسموں کو وہ سخت زمین زیادہ موافق ہے جس میں کسی قدر خشکی اور بھر بھرا پن ہو۔ اگر گرم زمین میں انکی کاشت کیجائے تو اور بھی بہتر ہے (علامہ نابلسی کی رائے میں گرم زمین سے کالی زمین مراد ہے جسکو دکن میں ریگڑ کہتے ہیں اور مالک مغربی و شمالی ہند میں ڈگر)۔ آپ فرماتے ہیں کہ ملک بابل کے مقامات املیہ۔ عبدسی۔ جبلا۔ قسین۔ عکا مانا۔ اور عدن۔ کے اطراف اور رحب اور طبر نایا میں اس قسم کے انگوروں کی کثرت اور شادابی کا بڑا سبب یہی ہے کہ وہاں کی زمین گرم ہے اور کالے رنگ کی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس قسم کے لئے وہ زمین بھی مناسب ہیں جن میں اکثر جنوبی اور گرم تر ہوا چلتی رہتی ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ سرخ دانے والے انگوروں کی کاشت ٹیلوں کے نیچے کرنا چاہئے اسلئے کہ ان انگوروں کا پہلاؤ زمین پر مفید نہیں ہے۔

آپ ہی فرمانے ہیں کہ کمزور انگور کو جسکے پھل چھوٹے اور مہین ہوتے ہیں جن میں شیرہ کم ہوتا ہے۔ رطوبت دار زمین میں لگانا چاہئے جو چکنی اور قوی ہو۔ اگر دریا کی زیت بھی اوان درختوں کے نیچے بچائی جائے تو اور مناسب ہے اگر اسکے برخلاف خشک زمین میں لگائے جائیں۔ وہ نقصان جو اس وقت ان میں ہے اور ترقی کریگا۔ اور رفتہ رفتہ ایسے درخت بے بار ہو جائیں گے قوت دار انگور اگر باتفاق کسی کم قوت زمین میں بوندے جائیں تو انکی طبعی قوت سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ زمینی نقصان کا مقابلہ کریں اور زمین کی سختی برداشت کر سکیں۔ پس اگر ایسا اتفاق ہو تو لازم ہے کہ مناسب کھاد کے ذریعہ سے پرداخت کیجائے۔ آبپاشی پر خاص توجہ رہے کھاد سے ہماری مراد کوئی خاص قسم کی کھاد نہیں ہے۔ جڑوں میں گائے کا گوبر اور بکریوں کی مینگنیوں سے

مدد پہنچانا بالکل کافی ہے اور نیز کہا دے کہ وہ اقسام بھی مفید ہوں گے۔ جنکا بیان کہا دے کہ باب میں آدے گا۔ غلطی سے غیر مناسب زمین میں انگور کے درخت لگا دینے کی حالت میں دوہی علاج ہیں۔ ایک یہ کہ بشرط امکان اُن کو عمدہ اور موزوں مقام پر منتقل کیا جائے یا اُسی زمین کی اصلاح کی فکر کیجاوے۔ ہماری رائے میں صورت ثانی آسان نظر آتی ہے اسلئے کہ ہر ایک مقام پر مناسب اور موزوں زمین کا نصیب ہونا آسان کام نہیں ہے۔

احمد بیک ندی پروفیسر زراعت مہر کا قول ہے کہ جن زمینوں میں کیچڑ رہتی ہے اُنکی مٹی کے مسامات ہمیشہ بند رہتے ہیں جنہیں سے پانی زمین کے اندر نفوذ نہیں کر سکتا۔ ایسی زمینیں درخت انگور کی کاشت کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ اسلئے کہ اُن میں رطوبت کی افراط سے درختوں کی جڑیں تسفن ہو جاتی ہیں۔ اور پودوں کی نال میں فساد اور مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہلکی اور تیلی زمینیں جن میں کثرت سے بالو اور ریت جمع ہوتا ہے کاشت انگور کے لئے صالح نہیں ہیں کیونکہ اُنہیں خشکی بافراط ہوتی ہے جس سے پودوں کے اُگنے میں نقصان پیدا ہوتا ہے اور ثمرہ کے منافع بہت کم حاصل ہوتے ہیں اور نیز وہ زمینیں جنہیں دلدل اور بالو اور ڈھیلپن اور نشیب ہوتا ہے کاشت انگور کے لئے موافق نہیں ہیں کیونکہ انگور کے پودے اُن میں ضرورت سے زیادہ نشوونما پاتے ہیں جسکی وجہ سے ثمرہ کی خوبی میں فرق آ جاتا ہے اور شیرینیت کا مادہ مقدار میں غیر کافی نکلتا ہے اور اُن کا شیرہ ضعیف اور خوشبو اور عطریات سے خالی ہوتا ہے۔

تجربہ سے یہ بات متحقق ہو چکی ہے کہ مختلف طبیعت رکھنے والی زمینوں میں انگور کی پرورش کی اسلئے صفت ہے۔ ایسی زمینوں میں جبکہ کنکریاں پتھریاں اور چکناپن پیدا ہو جائے تو کاشت انگور کے بہت زیادہ موافق ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ان چیزوں کی آمیزش سے زمین میں ہوا اور پانی کے نفوذ کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آفتاب کی گرمی سہولت پہنچنے کے لئے اعانت ہوتی ہے اسی وجہ سے اون زمینوں سے جو انگور کی کاشت کے لئے تیار کیجا تی ہیں چکناپن دور نہ کرنا چاہئے البتہ زمین کی سختی اور غلظت کو دفع کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ زراعت کے حق میں مضر ہے۔

رطوبت کی افزاجسکی تاثیر سے درخت انگور کے محاصل اور منافع کو نقصان پہونچتا ہے۔ ہمو زمین کی ایک اور قسم بتا رہی ہے جو کہ زمین کے نیچے کے حصہ میں ہے اور کاشت انگور سے موات رکھتی ہے لیکن رطوبت مفرطہ حامل ہو کر پانی کو اُس تک نافذ نہیں ہونی دیتی کیونکہ جب یہ رطوبت زمین کی سطح پر بکثرت جمع ہوتی ہے تو پودوں کی جڑوں کو سڑا دیتی ہے اور اُن سے موزی رطوبت درخت کے ٹمرہ اور اجزا میں پہونچکر منافع کے اتلاف اور نقصان کا سبب ہوتی ہے۔ اور جب ایسی زمین معتدل اور مرطوب پر فضا ملک میں واقع ہو تو اُس کا ضرر انگور کو بہ نسبت اُس سرزمین کے زیادہ ہوتا ہے جو کہ ہنایت گرم اور محرق ملک میں واقع ہو جسکی مرطوبت اور خشکی سے اکثر درخت انگور ضائع ہو جاتے ہیں۔

لایق موفک کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ سخت کیوال زمین انگور کے درخت کو بالیدہ کرنے کی پوری صلاحیت نہیں رکھتی۔ بالو آمیر کیوال یا بلندی یا دوسرے زمین یا کوئی ایسی زمین جو نرم اور بالو آمیر ہو۔ اس کام کے واسطے موزوں ہے اگر سخت کیوال زمین میں انگور لگانے کی مجبوری لاحق ہو تو اس حالت میں جہاں جہاں انگور کا درخت لگانا مقصود ہو وہاں پہلے قذآوم زمین کہو کر نرم کر لو اور بالو آمیر مٹی او سمین ترکیب کرو۔ اس ترکیب سے جب درخت انگور لگائے جائیں گے تو انہیں بالیدگی بہت جلد پیدا ہوگی۔ مولف حقیقہ کی رائے میں یہ اصول تو بہت صحیح ہے کہ سخت زمین میں انگور کی کاشت کے لئے جہاں تک ممکن ہو گہرا گڑھا کہو کر اُسکو مرکب اور نرم مٹی سے بھر دینا چاہئے لیکن ریتی زمین ہی کی تخصیص ہر ایک ملک میں ضروری نہیں ہے لائق مولف کتاب الاثمار کی رائے کے مطابق ممکن ہے کہ ممالک بنگال میں اسکی ضرورت ثابت ہو ہی ہو۔ لیکن صوبہ مدراس یا دکن میں بعض اون مقامات پر بھی انگور کی کاشت شاداب حالت میں پائی گئی ہے جہاں مطلق بالو کو دخل نہیں ہے۔

مولف میوہ جات فرماتے ہیں کہ جن زمینوں میں تمام میوہ دار درخت مثلاً آم۔ آڑو۔ انجیر۔ بونے جاتے ہیں وہی زمین انگور کے لئے بھی کام دے سکتی ہے۔ بہت سے نخرے اور فضول کار روئے ہیں

سے قطع نظر کر کے مطلب کی بات کو اگر دیکھا جائے تو یہ ہے کہ انگوروں کو بعد اختتام پیل چھانٹ کر اُنکے تھالوں کو کھول دینا چاہئے اور نئے باغیچہ کی مٹی میں کسی قدر بالو ملا کر ڈال دینا چاہئے۔ لائف مولف کے تجربہ سے تو اہل ہند بہت ہی سستے چھوٹے پہر کیا ہے ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں انگور ہی انگور نظر آئیں گے۔ عربوں کی ساری دروسری سے نجات ملیگی۔ بارک اللہ ہم فی ہذا الاختصار۔

فلا حان ہند کا اس پر اتفاق ہے کہ ہندوستان کی ہر ایک زمین میں انگور کی کاشت ہو سکتی ہے۔ دکن کے تلمگانہ ملک کی بہ نسبت مرہٹواری کی زمین بہایت مفید اور مناسب مانی گئی ہے جسکو بہوری ریگر کہتے ہیں۔ یعنی کالی زمین کے اقسام سے یہ درجہ دوم کی زمین ہے۔ جسمیں سیاہی کم ہو۔ نیز سرخی مائل زمین بھی انگور کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے ریتیلی اور کنکریلی زمین نواح دکن میں انگور کے لئے بہت مفید ثابت نہیں ہوئی۔

ایک محقق یورپ کی رائے ہے کہ انگور کی کاشت باستثناء زمین شور کل اقسام زمینات میں ہو سکتی ہے بشرطیکہ اُنکو درست کر لین اور اُنکے موجودہ نقصانات کو کہا د کے ذریعہ سے رفع کر بن مثلاً ٹمکی اجزا زیادہ ہوں تو اُس میں کوئی ایسی کہا دین۔ جسمیں ایڈ ہو۔ یا جسمیں کنکر زیادہ ہوں یا ریت کا حصہ غالب ہو تو اُسکو وٹڈ اور لال مٹی سے مخلوط کر لین۔ ایسی اصلاح ایک ایسے گڑبے میں جو ۱۲ فٹ مکعب ہو۔ ایک پودہ کے لئے بالکل کافی ہے۔ جب اس گڑبے میں وہ پودہ پنپ جائیگا تو اجزائے مضرہ کا تھل ہو جائیگا۔ اور دُور دُور سے اپنے مفید اجزا کو جذب کرنے کی طاقت اوسکی جڑوں میں پیدا ہو جائے گی۔

مولوی امداد امام بنگالی مصنف کتاب الانار کا قول ہے کہ اگر انگور کی کاشت میں طول فضول غلط کارروائیاں مروج نہ ہوتیں تو اسکی کاشت کی نسبت بہت کچھ تجربہ کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔ انگلستان میں انگور کی کاشت بلا وجہ دشوار اور بلا ضرورت بہت خرچ طلب ہو رہی ہے۔ وہاں کا دستور ہے کہ اول زمین کو چار یا پانچ فٹ عمیق کھود ڈالتے ہیں اور بعد ازاں اس کھودی ہوئی

زمین میں طرح طرح کی چیزیں بشل مرکب تقویت زمین کے لئے داخل کرتے ہیں۔ جہاں تاکستان قائم کرتے ہیں وہاں کی زمین بیشتر ایسی ہوتی ہے جو چاس برس سے گائے بھینسون کی چراگاہ رہا کی ہے اور ان جانوروں کے گوبر سے سال ہاے سال مرتب ہو رہی ہے۔ اسپر مزید تقویت کی نظر سے گوبر۔ مینگیان۔ لید۔ سور کامیلہ۔ گائے کا خون۔ جوش دادہ ہڈیاں۔ گہوڑے اور سیلون کے ناخن جو غلبندی کے وقت تراشے جاتے ہیں یہ سب کے سب داخل زمین کئے جاتے ہیں۔ جب اس عجیب التركیب زمین میں انگور کے درخت نصب کئے جاتے ہیں تو اوکافٹو دھما بے انداز شرمع ہوتا ہے اور جو جو برائیاں انگور کے لئے مضر ہیں اُن سب کا ظہور ہوتا ہے یعنی شاخوں کی پورین بہت لاجبی نکلتی ہیں۔ جردنیری زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ درخت کا جسم متغفل اور نرم ہو جاتا ہے جب درخت بار آور ہوتا ہے تو سچلون میں ایسی قلب ماہیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اعلیٰ قسم کا انگور اُٹنے قسم کا بن جاتا ہے الحاصل جتنے دولت مند انگلستان میں ہیں اُنکے تاکستان میں بہت سی غلط کارروائیاں مروج ہیں مگر تجارت پیشہ اشخاص ان طول اور فضول کارروائیوں کے پاس نہیں پہنچتے۔ یہ لوگ نہ بطریق بالا زمین کو اس قدر عمیق کھودتے ہیں اور نہ کہا دکی کثرت سے زمین کی اصلی صلاحیت میں کسی طرح کا غیر طبعی انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ نرم بالو امیر زمین تجویز کر کے انگور کے درخت لگادیتے ہیں۔ لگانے سے پہلے البتہ ہتھالوں میں نرم اور درست کی بوہی مٹی ڈال رکھتے ہیں۔ نرم زمین میں انگور کی جڑیں خود بخود ہر طرف پھیل جاتی ہیں اور حسب مراد بالیدہ ہو کر پھل دیتے ہیں۔ لیکن تجارت پیشہ گروہ درخت انگور کو موقع سے جہانٹنے میں بڑی کوشش صرف کرتا ہے۔ جسکی وجہ سے اوکو کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اس بیان کے بعد لائق مولف نے ایک محقق یورپ مسٹر کٹھل کی رائے کا اقتباس فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انگور کی کاشت بہت تر و خیر امر نہیں ہے۔ لائق مولف کو انگلی رائے کے ساتھ اتفاق ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں اُسی آسانی کے ساتھ عمدہ اقسام کے انگور پیدا کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ انگلستان میں تجارت پیشہ گروہ کا طرز عمل ہے۔ خاکسار کو اس آخر الذکر رائے کے ساتھ تو البتہ اتفاق ہے۔ اس لئے کہ زمانہ کی ترقی نے ایسی بہولتیں بہت کچھ پیدا کر دی

ہیں کہ میوہ کے عمدہ تخم یا اونکے پودے یا شاخیں انگریزی تاجربن کے حسن توسط سے آسانی کے ساتھ مل سکتی ہیں۔ لیکن کاشت انگور کے متعلق جو سہولت اور سادگی انگلستان کے بخار کے طرز عمل کے حوالہ سے ظاہر کی گئی ہے اور زمین کی درستی اور کھاد کی تیاری اور اہتمام خاص کو جس طرح بے کار گردانا گیا ہے اُس سے ہمہ تن اختلاف ہے۔ قدامے عرب نے اپنے قیمتی تصانیف میں اسکے متعلق بہت کچھ نوشتگانی فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ زمین کی خصوصیت اور مناسبت بہت بڑی چیز ہے۔ اعلیٰ قسم کی زمین کو میوہ کے تمام اقسام کے لئے یکساں مفید خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ خصوصاً انگور کے لئے زمین کے اقسام کو اقسام انگور سے خاص تعلق ہے کھاد کے مختلف اقسام سے مختلف ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ نگہداشت کے خاص طریقے ہیں آب رسانی میں مخصوص شرائط ہیں۔ کاٹ چھانٹ میں بڑی بڑی نزاکتیں ہیں۔ عوارض و خست انگور کی تشخیص بہت نازک کام ہے اُنکے علاج میں مختلف تدابیر سے کام لینا۔ بیماریوں کے عارض ہونے سے پہلے حفظ و اتمام کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر ان تمام باتوں کا سلیقہ کسی فلاح کو نہیں ہے تو اوسکا اثر عمرہ پر ظاہر ہوگا۔ فلاح کی کوشش کامیابی کے درجہ میں ہرگز نہ پہونچے گی۔ ماسی سورانہ نے بار بار کہا ہے کہ فن فلاح کو آسان خیال نہ کرو۔ اور ہر پودہ کی کاشت میں سہولت اور بے توجہی سے کام نہ لو۔ قواعد مقررہ۔ تجربہ کاروں کے ہدایات کو فضول اور بے کار مت سمجھو۔ اگر ان سب باتوں کا خیال نہ رکھو گے تو اپنی محنت کا پہل نہ پاؤ گے۔ مولف کہتا ہے کہ اگر انگلستان کے دولت مند امرا انگور کی کاشت میں اپنے سرمایہ کو بے کار کوششوں میں صرف کرتے ہیں تو وہ اُنکی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اگر تجارت پیشہ گروہ سادگی سے کام لیتا ہے تو وہ قابل تعریف نہیں ہے اسلئے کہ اس آخر الذکر گروہ کی سادگی۔ عصمت زن از بے چادری کا مصداق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود انگور اعلیٰ ہدایات اور نازک تجربوں سے خبر نہیں ہے۔ جو اس خاص کام کے لئے قدامت نے اپنی عمر میں صرف کر کے حاصل کئے ہیں۔ تجارت پیشہ گروہ کے جس طرز عمل کو نتیجہ خیز ظاہر کیا گیا ہے اُنکی

حقیقت اس وقت ظاہر ہو سکتی ہے جب کہ قواعد علمی کے عمل کرنے والے گروہ کا نتیجہ اسکے مقابلہ میں رکھا جائے۔ صرف ناواقف اور سرف مالداروں کا مقابلہ ان خوبیوں کے اعلیٰ نتائج سے بے پروا نہیں کر سکتا۔ جو علمی طریقہ پر کام کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ الحاصل مولف کی رائے میں اہل ہند کو یہ کبھی مناسب نہیں ہے کہ انگلستان کے تجارتی سادگی اور تمثیل کو اس خاص کام میں اپنا دستور العمل قرار دیں اور ان اجمالی ہدایات پر اکتفا کر کے جنگلوں بعض اختصار پسند موغین نے کافی خیال کیا ہے۔ نازک اور مفید اور ضروری باتوں سے قطع نظر کر بیٹھیں جنگلی ہدایت ذی علم تجربہ کار فلاحان عرب نے نہایت صراحت کے ساتھ فرمائی ہے۔

(۴۷) موقع کاشت کا عام بیان

پروفیسر زراعت ممالک مصر احمد بک ندی فرماتے ہیں کہ آب و ہوا اور زمینات موافق و مخالف درخت انگور کی کیفیت معلوم ہونے کے بعد فلاح کو موقع کاشت پر توجہ کرنا چاہئے یعنی شیشی میدان موافق ہے یا بلند زمین یا دامن کوہ۔ یہ تینوں مقامات منفعت میں یکساں نہیں ہوتے جو شیشی مقامات تنگ اور غیر وسیع ہیں وہ کاشت انگور کے لئے زیادہ مفید نہیں ہیں کیوں کہ ان میں فضائی رطوبت زیادہ جمع رہتی ہے جو کہ انگور کی پختگی کے لئے مانع ہے۔ اسی طرح بلند میدان اور بلند پہاڑوں کے دامن بھی اسکے لئے مفید نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسے مقامات میں سخت ہوائیں مختلف جہات سے چلتی رہتی ہیں جنگلی وجہ سے ٹمرہ انگور کے مغز میں خشکی بڑھ جاتی ہے۔ اور شیرینیت کا مادہ کم ہو جاتا ہے۔ پس ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جو میدان کھلے ہوئے اور کشادہ ہوتے ہیں ان میں انگور کی کاشت کامیابی کے ساتھ ہوتی ہے۔ پہلوں کا شیرہ وافر اور عمدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح پہاڑوں کے نشیب میں اسکی زراعت خوب ہوتی ہے اور نہروں کے قریب بھی اس میں کامیابی ہو جی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ قدمائے فلاحین اور زمانہ حال کے کاشتکار دو فون کو مقامی خصوصیات میں اختلاف رہا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ جنوبی مقام کاشت انگور کے حق میں زیادہ مفید ہے اور

بعض کی رائے ہے کہ شمالی جہت کو ترجیح ہے اور اکثر کے نزدیک اس باب میں کسی جہت کو کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اور اس آخر الذکر قول کی تائید مشاہدے اور تجربے سے ہوتی ہے یعنی مختلف جہات میں انگور کی کاشت کامیابی کی حالت میں پائی گئی ہے۔ پس قول فیصل یہ ہے کہ جہت کو اس بارہ میں زیادہ مداخلت اور خصوصیت نہ ہونا چاہئے بلکہ عرض البلد اور سطح سمندر کی بلندی ہی کو اس میں زیادہ دخل ہے اور یہی امور کاشت کی خوبی کا اصلی سبب ہیں۔ اسی طرح مرطوب و انقباض و خشک (جس کا بیان آب و ہوا میں ہو چکا ہے) پس وہ مقام انگور کی کاشت کے لئے بہت ہی نامناسب سمجھا جہاں ٹھنڈی ہوائیں جیسے شمالی یا شمالی غربی ہوائیں چلتی ہوں۔

تجربہ کار کاشتکاروں نے کہا ہے کہ جن مقامات پر بادام، شفتالو، انجیر کامیابی کے ساتھ پھلتے ہیں وہ مقامات انگور کے لئے قطعاً مفید ہیں۔

(۵) کاشت انگور کے عام طریقے

احمد بک ندی مؤلف حسن الصنائہ فرماتے ہیں کہ انگور کی کاشت کے عام طریقے ۳ ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ مثل کہیتی کے انگور کو زمین میں بودیا جائے۔ یہ طریقہ اگرچہ اور طریقوں سے بہتر مانا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس طریقہ کاشت سے جڑوں کو پھیلنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ اور کوئی مانع زمین میں باقی نہیں رہتا۔ مگر اس طریقہ کاشت میں تمام زمین درست کرنی پڑتی ہے اور مصارف کثیر سے یہ کام ہوتا ہے۔ جنوبی ممالک کے گرم مقامات اور پہاڑ کے دامنوں میں یہ طریقہ ناگزیر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ ان مقامات میں درخت انگور کی جڑوں کو زمین میں پھیلنے کا موقع اوسوقت ملتا ہے جب کہ وہ زمین کے عمق میں زیادہ دھنس جائیں جن زمینات میں چکنا پن ہو۔ یا جن میں سخت اجسام کی آمیزش ہو۔ ان میں بھی اسی طریقہ پر کاشت کرنا ناگزیر ہے۔ اس طریقہ کاشت میں ہمیشہ اس کا خیال رہنا چاہئے کہ سخت پتھر جو سطح زمین پر ہوں یا اندر سے نکلیں ان کو چن کر دور کر دیا جائے۔

آپ نے اس طریقہ میں مصارف کی زیادتی اس لئے بیان فرمائی ہے کہ ساری زمین کو مناسب

عمق میں کہو در دست کرنا پڑتا ہے یا متعدد بار ہل چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اگر اس طریقہ کو کام میں لائیں تو نرم زمینوں میں کم سے کم پانچ بار ہل چلانا ضرور ہوگا اور سخت زمینوں کو ۳ فٹ کے عمق تک کہو در تیار کرنا پڑیگا۔

دوسرا طریقہ کاشت انگور کا لائنوں یعنی صفوں کے ذریعہ سے ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ متوازی نالیاں بنائی جائیں جنکا عرض پچیس سے بیس سنتیمر (۸-۱۰-۱۲) انچہ سے ۱۴-۱۵ انچہ رہے اور جب پہلی صف تیار ہو جائے تو اوسمیں انگور کی کاشت کر دیجائے پہر دوسری صف تیار کیجائے اور جب قدر مٹی اس دوسری نالی سے نکلے اُس سے پہلی کاشت شدہ نالی کو پاٹ دین پہر دوسری صف میں کاشت کیجائے اور تیسری لین کی نکلی ہوئی مٹی سے دوسری لین پاٹ دیجائے اسی طرح تمام صفین کیے بعد دیگرے قائم ہو جائیں گی۔ اس طریقہ عمل میں پہلے طریقہ سے کم مصارف پڑیں گے۔ آپ کی رائے ہے کہ اس طریقہ پر عمل نرم اور متخلخل زمینوں میں اچھی طرح پر نہیں ہوتا۔ مولف کو اس مقام پر اسقدر صراحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ سب سے آخری صف کو پائنے کے لئے مٹی کی ضرورت ہوگی جسکو اُسی زمین کے آخری حصہ سے لے لینا چاہئے۔ لائق مولف کا یہ ارشاد کہ ایک صف کی مٹی سے دوسری صف کو پاٹ دو۔ اسمیں ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ آپکا مقصد یہ ہے کہ گڑھے کی تہ میں وہ مٹی داخل ہو جو سطح زمین کے اوپر رہتی ہے۔ آپ ہی نے اس قاعدہ کو اصول خاص اور قلم لگانے کے ضمن میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا، جو اسی فصل کی اصل دوم میں ہے۔

یہ طریقہ بلاشبک معتدل طریقہ ہے۔ لانی نالیاں کہو در نے سے مقصد یہ ہے کہ بموض ایک قتل گڑھا ہے کے ساری لین کہو در کیجائے۔ ان نالیوں کے عرض کی مقدار ہندوستان کے لئے کم سے کم ۳ فٹ رکھنا چاہئے۔ اور عمق ۴ فٹ سے کم نہ ہو۔ جن مقامات میں زمین بہت سخت ہے وہاں ۶ فٹ کا عمق ضروری ہوگا۔

تیسرا طریقہ گڑھوں کے ذریعہ سے کاشت کرنے کا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ زمین میں مربع متعدد

گڑھے بنائے جائیں جنکی وسعت سات سنتیمر - تقریباً ۳۰-۱۰ انچہ ہر طرف ایک سیدھے خط پر ہونی چاہئے۔ ان گڑھوں میں انگور کی کاشت عمدگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ طریقہ اگرچہ باعتبار مصارف گزشتہ دونوں طریقوں سے کم خرچ ہے لیکن باعتبار فوائد سب سے کم۔ اسلئے کہ درخت کی جڑیں جب اس گڑھے کو طے کرتی ہیں تو پھر سخت زمین سے اوکو مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکے اندر پانی اور ہوا کا نفوذ سختی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے بھر بہ کار فلاحون نے اس طریقہ کو تیسرے درجہ میں رکھا ہے۔

احمد بیک ندی نے جو مقدار گڑھوں کی بیان فرمائی ہے وہ صرف پودے کو زمین میں بٹھلا دینے کے لئے کافی ہے۔ اب یہی یہ بات کہ گڑھے۔ بغرض درستی و اصلاح زمین ہر ایک درخت کیلئے عرض و طول اور عمق میں کس قدر ہونے چاہیں اسکی صراحت اسکے متعلقہ باب میں آئندہ کیجائیگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اوپر بیان کئے ہوئے تینوں طریقوں میں اس بات کا لحاظ ایک ضروری چیز ہے کہ زمین کس قدر عمق میں کہو دی جائے۔ ہر ایک ملک اور اسکے زمینات کی حالت کا لحاظ کر کے اسکا تصفیہ کر لینا چاہئے۔ جنوبی شہروں میں ۶۰ سنتیمر (دو فٹ) کی گہرائی سے زمین کی اصلاح ضروری ہے اور شمالی شہروں میں چالیس سنتیمر (۱۶-۱۷) انچہ کافی ہے۔ جن جن مقامات میں زمین کی خشکی کم ہے اون میں اس مقدار کو کم کرنا جائز ہے۔

(۲) زمین کی درستی اور گڑھوں کی تیاری کا عام بیان

احمد بیک ندی مولف حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ جب کہ وہ زمین جس میں انگور کی کاشت مقصود ہو۔ زراعتی ہو۔ تو مناسب ہے کہ انگور کے درخت اوس میں لگانے سے پہلے برشیم سمولی یا برشیم جارنی۔ (دیکھو فرہنگ کتاب ہذا) کی کاشت ایک فوہ کر لیجئے کیونکہ اس قسم کے نباتات کی جڑیں دراز ہوتی ہیں اور خوب پھیلتی ہیں اور اس پہلاؤ سے زمین کے مسامات کھل جاتے ہیں اور زمینی اجزاء پیسلے اور نرم ہو جاتے ہیں اور اسکے بقیہ اجزاء سے جو کہ کاٹنے کے بعد زمین میں رہ جاتے ہیں زمین کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اس کاشت کی وجہ سے زمین میں درخت انگور کی پرورش کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض وقتوں میں برشیم کی کاشت لازمی ہے خصوصاً جبکہ سن رسیدہ درختان انگور کی

جگہ سے درخت قائم کرنا مقصود ہو۔ اگر برشیم کی کاشت نہ ہو سکے تو اُسکے عوض زیادہ مقدار میں کھاد کا استعمال ضروری ہے۔

زمین کی تیاری کے لئے مناسب ہے کہ اُسکے اجزا بقدر چہر یا آٹھ سینتھر (۲ یا ۳۔ انچ) برابر ہو جائیں صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے درختوں کو زمین میں مستقل طور سے قائم کرنے کے لئے بہت بڑا اہتمام گڑھوں کی تیاری میں کرنا چاہئے اسلئے کہ زمین کا طبعی اختلاف یا نقص اس اہتمام کے ذریعہ سے بہت کچھ دفع ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ گڑھے نہایت وسیع ہوں اور جہاں تک ممکن ہو۔ انکی وسعت میں کوشش کی جائے اور خیال رہے کہ گڑھے عموماً درہوں اور اقل عمق (گہرائی) ڈھائی فٹ رہے اور اقل قطر ۲ فٹ۔ وقت کاشت سے ایک مہینہ پہلے گڑھے کھودیں جائیں۔ اور جب انکی تہ میں کسی غیر معمولی فراحت کا اثر نہ ہو تو وہی گہرائی پر اکتفا کی جائے والا جب تک فراحت کا اندیشہ دفع نہ ہو گہرائی بڑھانا چاہئے۔ گڑھوں سے نکلی ہوئی مٹی کو اول سنگریزوں سے صاف کر لیا جائے اگر وہ اعلیٰ قسم کی مٹی نہیں ہے تو کم سے کم پانچواں حصہ یا بشرط امکان کل مٹی اعلیٰ قسم کی لی جائے پہراوسمین گو بر ملا یا جائے یا اگر عمدہ قسم کی کھاد موجود ہو تو اُسکو بھی اُس مٹی میں شریک کیا جائے۔ جب مٹی اس طرح پر تیار ہو جائے تو اول اُس گڑھے میں سیرابی کے ساتھ پانی پہنچایا جائے جب گڑھے کی سطح پانی کو خوب جذب کر لے تو پہر یہ تیار کی ہوئی مٹی اوسمیں بھر دی جائے اور مٹی دبائی جائے تاکہ اُسکے سوراخوں سے ہوا کا گزرا سمین ہوتا رہے۔ ماسی سوراخی نے اس حد تک اتفاق کیا ہے۔

قوت نامی اور ذوانایا کا قول ہے کہ جس رقبہ میں گڑھے بنانا چاہو۔ اول اُسکی تمام سطح کو کھود ڈالو یعنی ایک ماہ پیشتر سے دو تین بار اوسمیں ہل چلاؤ۔ پہر دو تین دن تک اُسکو ہوا کھانے دو۔ پہر گڑھوں کی تیاری حسب ہدایت بالاکرو۔ جب درخت لگانے کا وقت آئے تو پہر تمام رقبہ میں ہل چلاؤ۔ اور دو تین دن تک اُسکے حال پر چھوڑ دو۔ پہر اُن تیار مقامات میں درخت نصب کرو۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جس رقبہ میں انگور کے لئے گڑھے تیار کیے گئے ہوں اُسمیں

دوسری دفعہ ہل چلانے کے بعد کوئی ہلکی فصل تو دیجیے تو انگور کے پودوں کے لئے جو ان گڑھوں میں قائم ہونے والے ہیں بہت مفید ہوگی۔ اس عارضی فصل سے اجزائے ارضی کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور مٹی نرم ہو جاتی ہے۔

جب انگور کی کاشت ہو جائے تو اوسوقت اسکا خیال رکھو کہ اس رقبہ میں گڑھوں کی ہر جانب نشیب و فراز نہ رہے۔

قسطوس کی رائے ہے کہ میں نے اس بات کو کبھی پسند نہیں کیا کہ درخت انگور کے گڑھے کا گہرا دھت اور خشک زمین میں ۳ فٹ اور مرطوب اور نرم دار زمین میں ڈیڑھ فٹ سے کم رکھا جائے کیونکہ اگر اس مقدار عمق میں کمی کیجاوے گی تو اوسمیں لگایا ہوا درخت جلد بوڑھا ہو جائیگا اور کم پہل لائے گا۔ اور آفتاب کی گرمی اُسکی جڑوں میں جلد اثر کرے گی اور زمین کی قوت سے جڑیں محروم رہیں گی۔ واضح ہو کہ آفتاب کی گرمی کا ضرر خشک زمین کے پودوں میں بہ نسبت تر زمین کے زیادہ محسوس ہوتا ہے اسی وجہ سے مناسب ہے کہ خشک زمین کے گڑھوں کا عمق تر زمین کے گڑھوں سے دو نا رکھا جائے۔ مولف دولت باغبانی نے ہندوستان کے لئے اپنا تجربہ یہ بیان کیا ہے کہ دو فٹ کا گڑھا کھودو۔ پہراوسمیں تازہ گوبر اور ڈھائی سیر اسی کی پہلی کوٹی ہوئی اور بیگی ہوئی۔ اور ڈھائی سیر شیرہ پاگڑا اور سوا سیر چونا۔ ان سب کو اچھی طرح ملا کر ڈال دو۔ اور اس گڑھے کو چنڈے کھلا رہنے دو جب سڑکر بدبو کھنے لگے تو اوسپر ایک فٹ مٹی ڈالو۔ جس میں ایک تہائی ریت اور ایک تہائی گوبر کی بوسیدہ بانس چینی ہوئی ملی رہے۔ پہراپام بارش میں اوسمیں درخت انگور لگا دو۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ ماہ اساتذہ میں ۳ فٹ چوڑی اور ۳ فٹ گہری خندق کھودو۔ اور اوسمیں پُرانے مکانوں کی سرنخی اور پُرانا چونا۔ کنکر۔ ٹھیکریاں اور سیپی کا چوند۔ گہونگے کی گٹھی اور جانوروں کی تازی ہڈیوں کا سفوف ان سب کو ملا کر آدھ گز تک خندق کو بہر دو۔ اور اوپر سے آدھ گز مٹی جس میں ایک تہائی دریائی ریت اور ایک تہائی گوبر کی کھاد ملی ہو ڈال دو۔ اور سطح زمین کو ہموار کر دو۔ اگر مسلسل خندق تیار نہ ہو سکے تو یہی عمل جدا جدا گڑھوں میں کرنا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک صاحب بہادر نے شاہجہان پور کی کوہٹی کے باغچہ میں انگور کی کاشت کے لئے چار میت گہری خندق کہودی اور اوس میں مُردہ کُتے۔ بلیاں۔ گوس۔ چوہے۔ اور چوہٹی چھلی ڈلوادی اور اوپر سے گوبر کی پانس۔ پُرانا چونا۔ سرخی اور ریت برابر مقدار میں ملا کر خندق کو پاٹ دیا اور موسم بارش میں اوس پر انگور کے درخت لگائے تو درخت بہت زوردار ہوئے اور کثرت سے پھل دیئے۔

(۷) درخت انگور کی کاشت کو آغاز کرنے کی عام ترکیب

احمد بک ندی فرماتے ہیں کہ بعض فلاح انگور کے درختوں کو قریب قریب لگاتے ہیں اور اسکا نام زبان عرب میں متقارب ہے اور بعضوں نے جداگانہ خطوط میں قطار باند بکر دُور دُور لگانا پسند کیا ہے۔ یہی انتظام اس وقت بھی قائم رکھنا چاہئے۔ جب کہ نقل مقام کی ضرورت ہو۔ شمالی شہروں کے باشندوں نے طریقہ اول الذکر کو پسند کیا ہے۔ اس طریقہ میں اس قدر اصلاح بہت ضروری ہے کہ مناسب فاصلہ کو ہاتھ سے نہ دیا جائے جسکا بیان آئندہ ہوگا۔ فرانس اور مالک جنوبی میں بھی یہی طریقہ کہیں کہیں مروج ہے۔ اب رہا دوسرا طریقہ اسکو نرم اور سہوار میدانوں میں زیادہ مفید خیال کرنا چاہئے۔ صفین سید ہی ہوں اور ہر ایک قطار میں معین فاصلہ پر درخت لگائے جائیں اور پہرہ دوسری صف میں متوازی فاصلہ رہے۔ اور عرض اور طول دونوں میں درختوں کی صفیں سید ہی نظر آئیں۔ جو زمین درختوں کے درمیان بچ رہے اُس میں اُن ترکاریوں کی کاشت کیجائے جو انگور کے ساتھ موافقت رکھتی ہیں۔ انگور کا سایہ اُنکے لئے مفید ہے اور اُنکا قرب انگور کے لئے اعلیٰ درجہ کی کہاؤ کا حکم رکھتا ہے۔

(۸) انگور کی کاشت کا عام موسم اور وقت

قوشامی نے کہا ہے کہ اگلے فلاحوں نے جنگوں فلاح کے قطب اور امام کہنا چاہئے کاشت انگور کے وقت میں بہت اختلاف کیا ہے۔ مگر اس اختلاف کی مکمل بحث سے کچھ زیادہ فائدہ نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ہر ایک کا قول اس کے چہرہ اور محل پر مبنی ہے۔ اصول کاشت کی رو سے ہر ایک

پر نظر ڈالی جائے تو بہت کم اختلاف باقی رہ جاتا ہے۔ عام رائے یہ ہے کہ بارش کا موسم اسکے لئے اول درجہ میں ہے اور پھر چارے کے موسم کا درجہ دوسرا ہے۔ لیکن علامتہ شری اور سروایاے کفانی کی رائے ہے کہ تشرین اول (مطابق کاتک) کے نصف سے تشرین ثانی (مطابق اگہن) کے نصف تک کاشت کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

الو خا اور آدم کا قول ہے کہ جب تم انگور کی کاشت شروع کرنا چاہو تو ماہِ اِذار (موسم بہار کا پہلا مہینہ) کے نصف آخر سے آخرِ اِذار تک شروع کرو۔ یہ وقت فصلِ بہار کے آغاز کا ہے اور بہت مفید مانا گیا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ ان مہینوں کی تخصیص سے اہل ہند کو چندان سروکار نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ جن فلاحوں نے ان مہینوں کی تخصیص کی ہے اُنکے ملک میں فصلِ بہار کا آغاز انہیں مہینوں میں ہوتا ہوگا۔ جب اُنہوں نے فصلِ بہار کے آغاز کو کاشت انگور کے لئے مفید بتلایا ہے تو ہر ایک ملک کے لئے فصلِ بہار کی ابتدا سے کام لینا چاہئے۔ بعض تجربہ کار فلاحان ہند کا خیال ہے کہ جن افراد کو اس خاص کام سے دلچسپی ہے اُن کو چاہئے کہ چند درختوں کی کاشت انہیں خاص مہینوں میں کر دیکھیں۔ ممکن ہے کہ اُس سے کوئی خاص خوبی ظاہر ہو۔

الو خا کا قول ہے کہ اس وقت کی تخصیص کسی خاص شہر یا خاص جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ مشرق سے لیکر مغرب تک ہر مقام میں انگور کی کاشت فصلِ بہار کے آغاز میں ہونی چاہئے۔ آدم فلاح کا قول ہے کہ قدامین سے ایک تجربہ کار فلاح کی رائے ہے کہ انگور کی کاشت کے لئے مفید اور مناسب وقت ماہِ شباہ (مطابق پہاگن) کی پانچویں تاریخ سے ماہِ اِذار (موسم بہار کا پہلا مہینہ) کی پانچویں تاریخ تک ہے اور یہ وقت تمام ملکوں میں مفید ہے۔ اعم ازینکہ کسی موسم میں یہ چھینے واقع ہوں۔

آدم فلاح نے یہ بھی کہا ہے کہ انگوروں کے تمام اقسام کے لئے کاشت کا ایک ہی زمانہ مناسب نہیں ہوتا۔ لیکن ماسی سورانی نے اسکی تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تمام اقسام کی کاشت کا وقت ایک ہے۔ کل اقسام کا فٹو و نما وقت کاشت کے لحاظ سے یکساں ہوتا ہے۔ انکی رائے

ہے کہ تشرین ثانی (مطابق ماہ اگہن) کے آغاز سے اُسکے آخر تک بہترین وقت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب دن کی کوتاہی ختم ہو چکے اور موسم بارش کا آغاز ہو تو سمجھ لو کہ انگور کی کاشت کا وقت آچکا۔ اور جب اس موقع پر کاشت نہ ہو سکے تو فصل بہار کے آغاز میں کاشت کر دے۔

صغریٰ کہتے ہیں کہ انگور کی کاشت اور اُنکے درخت لگانے کا زمانہ ایک نہ ہونا چاہیے کیونکہ شہروں میں گرمی اور سردی اور اُنکی کم و بیشی کا زمانہ مختلف ہوتا ہے اور انگور کے انواع بھی مختلف طرح کے ہیں یعنی اُنکی پختگی اور بار آوری اور تیاری کا زمانہ یکساں نہیں ہے بلکہ ان سب امور میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ مختلف ملکوں کے زمینات میں بھی اتحاد نہیں ہوتا۔ بعض زمینیں زیادہ سرد ہوتی ہیں۔ بعض مرطوب۔ اسی طرح بعض زمینیں بالکل میدان ہوتی ہیں۔ اور بعض کے آس پاس باغات اور بعض مواضع طبعی اختلاف رکھتے ہیں اور بعض موافق۔ ان تمام اختلافات کی وجہ سے مناسب نہیں ہے کہ انگور کی کاشت اور درخت لگانے کا ایک ہی وقت تجویز کیا جائے۔ پس جو پودے کمزور ہوتے ہیں اور اُنکی شاخیں پتلی۔ اور دانے چھوٹے اور اُنکی کاشت یا اُنکی شاخ لگانے کے لئے تشرین اول (مطابق ماہ کاٹک) کے نصف اخیر سے کافون اول (مطابق ماہ پوس) کے آخر تک مناسب وقت ہے اور جو پودے اسکے برخلاف ہوں یعنی قوی ہوں۔ اُنکی کاشت یا شاخ لگانے کے لئے ماہ شباط (مطابق ماہ بہاگن) کی ساتویں تاریخ سے ماہ اذار (موسم بہار کا پہلا مہینہ) کی دسویں تاریخ تک بہتر زمانہ ہے۔ اسی زمانہ میں اُن انگوروں کے تخم یا شاخوں کی کاشت کرنا چاہئے جنکے دانے سفید یا سیاہ رنگ اور متوسط مقدار کے ہوتے ہیں اور جنکا پہل کثرت سے آتا ہے۔

صغریٰ اور بنیو شاد دونوں کا قول ہے کہ اوقات مذکورہ کے سوا ہکو جائز نہیں ہے کہ انگور کا تخم یا شاخ لگانے کے لئے کوئی اور وقت تجویز کریں۔ مگر اُن شہروں میں جنکی زمینیں ملک بابل اور اسکے اطراف کی زمینوں سے بھی زیادہ بار آور ہوں جیسے تینومی اور بارما اور مکریت وغیرہ جنہیں بروقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی زمینوں میں البتہ وہ وقت موزوں نہیں ہے بلکہ ابتداً ماہ آیار (مطابق ماہ جیٹھ) کی پہلی تاریخ سے ہو اور انتہا اس مہینہ کی بیسویں تاریخ پر

کیونکہ سردی کی وجہ سے ایسے زمینات میں ناگزیر گرمی پہنچانے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تاکہ جوشاخ یا جو تخم ان زمینوں میں لگایا گیا ہو۔ اُسکا مزاج اعتدال پر رہے اور اچھی طرح پر نشو و نما پاسکے۔

طیحمہ فلاح فن فلاحیت میں بہت بڑا شیخ اور امام گزرا ہے اُسکا قول ہے کہ کاشت انگور کا بہترین وقت فصل خریف ہے۔ پس جن اقسام انگور کی طبیعت میں رطوبت غالب ہے اور جو پہلے کثرت سے لاتے ہیں اور غذا کے کثیر کے طالب ہیں اُنکی کاشت آغاز موسم خریف میں کی جائے اور خشکی طبیعت اسکے برخلاف ہے اُنکی کاشت اخیر موسم خریف میں۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ہر ایک درخت اپنے بار سے فارغ ہو جاتا ہے تو اُسکے آرام لینے کا زمانہ آ جاتا ہے اور یہی وقت اسکے اطمینان کا ہے اور اسی زمانہ میں اوسکی سالم غذا اُسکا جرو بدن ہوتی ہے اور اُسکے اعضا ترقی کرتے ہیں۔ برخلاف اسکے بار آوری کے زمانہ میں اُسکی غذا کا ایک کافی حصہ پرورش بار کے نذر ہو جاتا ہے۔ پس جب کہ انگور کے خوشے تیار ہو کر اُتر چکے ہیں تو اُسوقت اُس سے قلم بغرض کاشت قطع کرنا چاہئے اور جب قلم کو قطع کرنے کے بعد زیادہ عرصہ تک بالائے زمین رکھنا مضرت بخش ہے تو قلموں کی کاشت کا وقت معلوم ہو گیا کہ وہی ہے۔ جب کہ وہ درخت سے کاٹی جائیں۔ اور تخم کی کاشت کا بھی یہی زمانہ ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر شہر کم پانی والا ہے تو اوس میں درخت لگانے کے لئے خریف کی فصل بہتر ہے تاکہ پودوں میں فصل خریف اور موسم سرما اور بہار کی بارش سے برابر پانی پہنچتا رہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ سرمای کی شدت گزر جانے کے بعد جب کہ شاخوں کا منہ کھلنے لگتا ہے۔ تو اُسوقت درخت لگانا مناسب ہے۔ اول الذکر وقت میں کاشت کرنے سے درخت کی جڑ قوی ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری رائے میں انگور کی کاشت بلند اور خشک مقامات پر پہلے توڑنے کے بعد کی جائے۔ جو مقامات مرطوب اور زیادہ بلند نہیں ہیں وہاں آخر بہار میں کاشت مناسب ہے۔ شہر مواتع میں بھی غمرہ حاصل ہو جانے کے بعد پودوں کی کاشت کرنا بہتر ہے مشرقی اور مغربی

شہروں میں اپنی رائے انگور کی کاشت کے نسبت یہ ہے کہ موسم بہار ہی میں کیجائے۔

قسطوس فرماتے ہیں کہ بعض فلاحون نے درخت انگور لگانے کا وقت ماہ شباہ میں پسند کیا ہے

اور بعض نے وہ وقت مناسب سمجھا ہے جس میں درخت انگور تروتازہ اور سرسبز ہو۔ اور بعض نے وہ

زمانہ اختیار کیا ہے جس میں انگور کا ثمرہ توڑا جائے۔ لیکن ہماری رائے میں افضل وقت تشرین ثانی کا

زمانہ ہے۔ خصوصاً ایسے شہروں کے لئے جہاں پانی کی قلت ہو۔ جو درخت انگور فصل خریف میں بوئے

جائے ہیں انکی شاخیں گراں بار نہیں ہوتیں اور مستحکم اور قوی بن جاتی ہیں۔ اور سردی کے صدمہ سے

اکثر محفوظ رہتی ہیں۔ پس کم پانی رکھنے والی زمینوں میں انگور کے درخت کو فصل خریف ہی میں لگانا

مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پہلا شخص ہوں جو تشرین ثانی وغیرہ اور فصل خریف میں

اس درخت کے لگانے کو پسند کرتا ہوں۔ بعض فلاحون نے ابتدا میں مجھ سے اختلاف کیا۔ پھر

جب اسکے انجام اور مال کو دیکھا تو شکر گزاری کے ساتھ مجھے اتفاق کیا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی کاشت خواہ فصل خریف میں کیجائے یا فصل ربیع میں۔ اسکا

مناسب وقت نصف اللیل اور نصف النہار کے بعد یعنی یا تو آدھی رات گزرنے کے بعد کرو۔ یا زوال

آفتاب کے بعد۔ اس حکم سے کبھی انحراف نہ کرو۔ جسکے فوائد ہم پر ثابت ہو چکے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ پہنے علاقے سلف سے معلوم کیا ہے کہ انگور قمری مہینہ کی پہلی چار راتیں

اس کام کے لئے زیادہ پسند نہیں۔ مگر اور لوگوں نے اس مسئلہ میں اُسے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ

بعض نے ماہ قمری کے آخری دو ہفتوں کو اس کام کے لئے مناسب تجویز کیا ہے۔ حالانکہ اس تجویز

میں وہ لوگ خطا پر ہیں کیونکہ جس اصول پر درخت کی کاٹ چھانٹ کے لئے نقصان قمر کا زمانہ مکاب

حیال کیا گیا ہے اُسی اصول پر درخت انگور کی کاشت زیادہ قمر کے زمانہ میں ہونا چاہئے۔

سودیون جو ایک بہت بڑا عالم اس فن کا گزرا ہے اسکا قول ہے کہ بہتر وقت درخت انگور کا

کے لئے قمری مہینہ کے اول کی دھرتین ہیں یا آخر کی۔

مصنف فلاحتہ روئے فرماتے ہیں کہ کاشت انگور کے لئے پسندیدہ وقت وہ ہے جب کہ

چاند افق کے نیچے ہو۔ اور ایسے دنوں میں ایک دن منتخب کیا جائے جبکہ چاند کا نور زائد اور قوت ظاہر ہونے لگے آپکی رائے میں یہ وقت قمری مہینہ کی چوتھی رات سے شروع ہوتا ہے اور چاند کے نفع ہو جانے تک رہتا ہے۔

صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی کاشت کا عام وقت تمام ملکوں میں یکساں نہیں ہے۔ ممالک محروسہ مصر یا اسکے قرب وجوار میں یہ کام فصل ربیع کے آغاز میں کیا جاتا ہے موسم سرما سے اس کام کو بالکل مناسبت نہیں ہے جمین نہ صرف پودوں کے جل جانے کا اندیشہ رہتا ہے بلکہ موسم میں لگائے ہوئے درختوں کے پھول بھی جھڑ جاتے ہیں اور جنوبی شہروں میں انگور کی کاشت موسم سرما سے پہلے کی جاتی ہے کیونکہ اگر وہاں فصل ربیع میں انگور کی کاشت کی جائے تو فضا کی سخت گرمی کی وجہ سے نئے پودوں کی جڑیں پہیلے سے پہلے جل جاتی ہیں۔ اور یہ امر غنی نہیں ہے کہ جنوبی شہروں میں درختوں کی روئیدگی موسم سرما میں پورے طور پر موقوف نہیں ہو جاتی بلکہ نئے پودے موسم سرما میں بھی بڑھتے رہتے ہیں اور فصل ربیع کی آمد کے وقت خشکی کے اثر کو برداشت کر سکتے ہیں۔

صاحب کتاب الاثمار نے ہندوستان کے لئے آخریام بارش کو کاشت انگور کے لئے مناسب خیال فرمایا ہے۔

مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی قیمتی تالیف میوہ جات میں فرمایا ہے کہ ایام برسات کا آخر انگور بونے کا بہتر وقت ہے۔ مولف دولت باغبانی کو اس سے اتفاق ہے۔

(۹) درختان انگور کے باہمی فاصلہ کا عام بیان

صاحب فلاحۃ البیطیہ کا قول ہے کہ انگور کا ہر ایک درخت دوسرے درخت انگور سے جو اوسکا ہمسایہ ہے فاصلہ مناسب پر رہنا چاہئے۔ تاکہ ایک کی جڑیں دوسرے سے نہ مل جائیں اور نشوونما میں خلل واقع نہ ہو۔

جو درخت صرف زمین پر پھیلائے جاتے ہیں اور اونکی میلین کسی دوسرے درخت یا منڈ سے پر

ہین چڑھائی جاتیں۔ انکی ہر ایک صف دوسری صف سے اتنا چھ فیٹ کے فاصلہ پر رہے اور یہی فاصلہ ایک درخت سے دوسرے درخت کا ہونا چاہئے۔

جن درختوں کی بیلین چڑھائی جاتی ہیں انکی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ جنکی بیلین درختوں پر چڑھاتے ہیں انکے صفوں میں ۲۰ فیٹ سے کم فاصلہ نہ رہنا چاہئے اور ایک درخت انگور سے دوسرے درخت انگور کا فاصلہ ۷ فیٹ ہونا چاہئے۔ جو بیلین منڈوون پر چڑھائی جاتی ہیں ان میں ایک درخت سے دوسرا درخت کم سے کم ۱۰ فیٹ پر رہنا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کے درختوں کی جڑیں زمین میں زیادہ پھیلتی ہیں اور بہ نسبت دوسرے درختوں کے اسکی جڑیں کمزور ہوتی ہیں۔ اس صورت میں فاصلہ میں سیر چشمی سے کام لینا چاہئے انگور کے درختوں کا خاتمہ ہے کہ جب قریب قریب ہوتے ہیں تو زمین کے اندر ایک کی جڑیں دوسرے کی جڑوں سے لپٹ جاتی ہیں۔ بنا علیہ فاصلہ جب قدر زیادہ رہے اوسی قدر بہتر اور مناسب ہے اور اقلًا اس قدر فاصلہ ہے جب قدر کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ جس انگور کی بیلون کو کسی اور قسم کے بڑے درخت پر چڑھانا چاہئے ہو۔ اسکے تنہ سے کم سے کم ۶ فیٹ کے فاصلہ پر انگور کا درخت قائم کرو اور کسی ایک سہارے سے اسکی بیلون کو اُس بڑے درخت تک پہنچا دو۔ اگر تم اُس بڑے درخت کے تنہ سے متصل انگور کی بیلین لگاؤ گے تو اسکی جڑیں اُس بڑے درخت کی جڑوں سے لپٹ جائیں گی۔ اور انگور کے نشوونما میں خلل واقع ہو گا۔

صاحب حسن الصناحہ فرماتے ہیں کہ جو درخت آپس میں فاصلہ پر بوئے جاتے ہیں۔ وہ نہایت قوت کے ساتھ ترقی کرتے ہیں۔ لیکن بسا اوقات نشوونما کی زیادہ قوت انکے ٹمرہ کو کم کر دیتی ہے لہذا ہر ایک ملک کے لحاظ سے مناسب فاصلہ کا تعین ایک نہایت ضروری چیز ہے۔

آپ کی رائے یہ ہے کہ شمالی ملکوں اور سرسبز زمینوں میں انکے باہم کم فاصلہ رکھنا مناسب ہے تاکہ نمو کی قوت اعتدال پر رہے اور بار آوری زیادہ ہو۔ اور ٹمرہ کی پختگی سہولت سے حاصل ہو۔

اسکے برعکس گرم ملکوں اور خشک زمینوں میں جنین سرسبز ہی کم ہوتی ہے۔ زیادہ فاصلہ تجویز کیا جائے۔ اگر ہم زیادہ اور کم فاصلہ کو معین کر کے بتلائیں تو ہمارا اندازہ کبھی درست نہ ہوگا۔ اسلئے کہ زمینوں کے اقسام اور قوتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک مقام کی آب و ہوا بھی جدا جدا اثر رکھتی ہے۔ پس صرف تشبہاً چند مقامات کا طرز عمل بیان کر دینا کافی ہے۔ مثلاً ملک فرانس کے وسط اور شمالی شہروں میں سرسبز زمینوں پر ایک درخت انگور کا فاصلہ دوسرے درخت کے ساتھ ۴۰ سیمٹر (تقریباً ڈیڑھ فٹ) اور خشک زمینوں پر ایک ستر (تقریباً ۳ ۱/۲ فٹ)۔ اور جنوبی حصہ ملک فرانس میں سرسبز زمینوں پر ایک ستر کا فاصلہ اور خشک زمینوں پر دو ستر کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

اور صف بستہ کاشت کے لئے دو صفوں کا باہمی فاصلہ وسط فرانس میں دو ستر اور جنوبی شہروں میں سات ستر کافی ہے اور ان صفوں میں ایک درخت کا فاصلہ دوسرے درخت سے ۳ فٹ سے کم نہ ہو۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درختوں کے باہمی فاصلہ میں سرچشی سے کام نہ لینا دو آفتوں کو دعوت دینا ہے۔ ایک یہ کہ شاخوں کا پہلیاؤ دھوپ کا حامل ہوگا۔ دوسرا نقصان جڑوں کی مزاحمت ہے جو ایک کی جڑ دوسرے کی جڑوں کو پہیلنے سے روکتی ہے۔ لہذا کسی حال میں انگور کے درختوں کو اقل ۱۵ فٹ سے کم فاصلہ پر نہ ہونا چاہئے۔ اور عمدہ رائے یہ ہے کہ ایک درخت انگور دوسرے درخت سے ۲۴ فٹ پر رہے۔ مولف کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ اگر انگور کے لئے ۷ فٹ عرض کا طولانی منڈوا قائم کر دیں تو ایک درخت کی بیل ۳۰ فٹ تک خوبی کے ساتھ پہیلیتی ہے۔ اور اسکے شاخ در شاخ پہلیاؤ سے منڈوے کا عرض بھر جاتا ہے۔ پس ایک درخت کا فصل دوسرے درخت سے اقل ۳۰ فٹ رہے۔ جن مقامات میں بیلوں کو زمین پر دوڑانا مقصود ہو وہاں کا فاصلہ بھی اسی اندازہ پر رہنا چاہئے۔ اگر پودوں کو کسی دوسرے شاخدار بڑے درخت پر چڑھانا مقصود ہے تو ۱۰-۱۲ فٹ کا فاصلہ بھی کم ہے اسلئے کہ انگور کا پودہ اُس درخت کے تنہ سے دوری پر بڑیا جائے گا۔ اور اس فاصلہ میں دونوں کی جڑیں پہیلیں گی۔ پس ایسی حالت میں ایک درخت انگور کا

فاصلہ دوسرے درخت انگور سے ۵ م فیٹ رہے۔ اگر انگور کی بیلیون میں ہر وقت کاٹ چھانٹ قائم رکھ کر اسکو سیدھے تنہ کے درخت کی شکل میں قائم کرنا چاہو تو البتہ علامتہ نابلسی کی رائے اس کے لئے معتدل ہے۔ ایک امریکن فلاح کی رائے بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انگور کے دو درختوں کا درمیانی فاصلہ جب قدر زیادہ رہے گا اُنسی قدر اُس کے تنہ کو زبردست پاؤں گے۔ جب ایک منڈوے پر متعدد تنوں کی بیلین پھیل جاتی ہیں اور وہ پہلیاؤ کے لئے کم جگہ پاتی ہیں۔ تو اس قدر بیج در بیج پہلیاؤ ہوتا ہے کہ فلاح کو اُسکی نگرانی اور خوشنوں کی حفاظت میں بڑی مشغول لاحق ہوتی ہے۔

اگر منڈو اور زیادہ عریض ہو۔ اور بیلیون کے پہلیاؤ کے لئے کافی وسعت ہو تو وہ فیٹ کا فاصلہ نامناسب نہیں ہے۔ لیکن مولف کو منڈوے کے زیادہ عرض سے اختلاف ہے جبکہ اس کے موقع پر عرض کیا ہے۔

صاحب کتاب الا شمار نے منڈوے کے بیان میں فرمایا ہے کہ منڈوے کے فیل پائے طول میں سات یا آٹھ فیٹ کے فاصلہ سے قائم کئے جائیں اور ہر دو پایہ طولانی کے وسط میں درخت انگور قائم کیا جائے۔ جبکہ یہ منی بین کہ دو درختوں میں ۷ یا ۸ فیٹ کا فاصلہ کافی ہے۔ مولف کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ منڈوے کے بیان میں مولف نے بیان کیا ہے کہ منڈوے کا عرض ۷ فیٹ سے زیادہ ہونا مناسب نہیں ہے۔ پس اس عرض کے لحاظ سے اُن درختوں کا فاصلہ جو اسکے نیچے بوئے جائیں اگر ۳۰ فیٹ سے کم رکھا جاوے گا تو بیلیون کے پہلیاؤ میں نقصان پیدا ہوگا۔ ایک درخت کی بیلین دوسرے سے مل جائیں گی اور اسکا اثر نشہ و نما کے لئے مفرت بخش ہوگا۔

(۱۰) درخت انگور کے پہلیاؤ کے عام طریقے

- (۱) بیان عام | فلما خان عرب نے انگور کے درختوں کی پرورش کو چار طریقوں پر منقسم کیا ہے۔
 (۱) یہ کہ انگور کی بیلین منڈوے پر پہلیائی جائیں۔ (۲) بیلیون کو کسی اور درخت پر چڑھاویں۔
 (۳) بیلیون کو زمین پر پہلیائیں۔ (۴) بیلیون کو قطع کریں اور درخت کو اسکے تنہ پر رہنے دیں۔

صاحب حسن الصناعه نے پہیلاؤں کی ایک پانچویں قسم بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تھونین پر بیون کے پہیلاؤں کا بھی رواج ہے۔ موٹ کی رائے میں درحقیقت یہ ایک قسم منڈو کی ہے۔ طامشہ کی گفانی کی رائے ہے کہ ان چاروں طریقوں سے منڈو کو ترجیح ہے اسلئے کہ زمینی نقصانات سے بیلین محفوظ رہتی ہیں۔ یہ ان کا گزراسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیڑوں اور بیماریوں کی فلاح کو بہت جلد خبر ملتی ہے۔ دوسرا درجہ بیل کو کسی درخت پر چڑھانے کا ہے جس میں اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ اُس بڑے درخت کے تنہ سے جس پر انگور کی بیل چڑھائی جاتی ہے۔ انگور کی جڑیں مناسب فاصلہ پر رہیں۔ تیسرے درجہ میں زمین پر بیون کا پہیلاؤ ہے۔ اور یہ اُس خاص مقام پر بہت مفید ثابت ہوا ہے جسکی زمین مرطوب نہ ہو۔ جیسے کسی دریا کا کنارہ یا شکم تالاب۔ چوتھے درجہ میں وہ درخت ہیں جنکی بیلین قطع کر کے شانخوں کی شکل پیدا کیجائے۔ یہ طریقہ صرف اُن مقامات پر پسند کیا گیا ہے جن پر ہر سہ اقسام اول الذکر کی گنجائش نہ ہو۔ تجربہ کار فلاخون نے بالاتفاق کہا ہے کہ طریقہ چہارم میں بہ نسبت طریقہ ہائے اول و دوم کے ثمرہ کم حاصل ہوگا۔

صاحب فلاحۃ البطنیہ کا قول ہے کہ بیل دار انگور جو منڈو یا درختوں پر پہلے ہوں زیادہ شیرہ دار ہوتے ہیں۔ اور اُنکے بیون میں ایک خاص قسم کی لطافت ہوتی ہے جو بیل کے انگوروں میں نہیں ہوتی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض فلاحین نے ثمرہ کے اعتبار سے قسم دوم کو اول پر ترجیح دی ہے اسلئے کہ ایک جاندار درخت ان بیون کو سنبھالے ہوئے رہتا ہے۔ بہت سی بیماریاں جو انگور کی بیون کو ہونے والی ہوتی ہیں۔ ایسے وہ خیر شریک ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسکے اُس درخت کے عارضوں سے انگور کی بیون کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے اس قول کو تم تعجب کی نگاہ سے دیکھو گے اگرچہ ہم اسکو علی طریقہ پر سمجھا سکتے ہیں جس سے تمہاری تسکین ہو سکتی ہے لیکن ہمکو طول کلام کا اندیشہ ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ درخت جو انگور کی بیون کا حامل ہے۔ اپنی قوت کا ایک حصہ

ان بیلون کو دیا کرتا ہے۔

آدم فلاح کا قول ہے کہ منڈوے کو درختوں پر بے شک ترجیح ہے اسلئے کہ وہ درخت جس پر انگور کی بیلین چڑھائی جائیں ان بیلون کے حق میں ایذا دہ ہے جس طرح ایک فلاح کو اپنے سطح منڈوے کی نگرانی میں جو قد آدم کے قریب قریب ہو آسانی ہوتی ہے اُس طرح ایک بلند بالا درخت کی پریشان شاخوں پر وہ نگرانی نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک شاخ پر اُسکی نگاہ اور اُسکا ہاتھ آسانی سے نہیں پہنچ سکتا۔ اب اُسکو لازم ہوا کہ اُس جہاڑ پر سوار ہو کر سیر کرے اور انگور کی بیلون کو لکد کو ب کرتا ہوا اور اپنے آپ کو سنبھالتا ہوا گزرے در حالیکہ یہ حالت منڈوے کی نگرانی سے بہت کم درجہ رکھتی ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ سیری راے میں جو بیلین کسی درخت پر چڑھائی جائیں وہ نسبت اُن بیلون کے جو کسی لکڑی یا بانس پر چڑھائی جائیں زیادہ عمدہ اور قوی ہونگی۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض قدما نے زمین پر پھیلنے والی بیلون کو زیادہ پسند کیا ہے اسلئے کہ درخت انگور کو زمین سے طبعی الفت ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جو بیلین منڈوے پر چڑھائی جاتی ہیں اُنکو سرد مقامات کی ہوا موانع نہیں ہوتی۔ مولف کا تجربہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے منڈوے کو باقی کل طریقوں پر ترجیح ہے بشرطیکہ منڈا واپست ہو یعنی ۳۴ فیٹ سے زیادہ بلند نہ ہو۔ منڈوے کے طریقے میں جو خوبیاں ملحوظ ہیں وہ اسی باب میں آئندہ بیان ہونگی۔

صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ محققین علم نباتات نے انگور کے درختوں کو تین اقسام پر تقسیم

کیا ہے۔ (۱) دراز۔ (۲) متوسط۔ (۳) چھوٹا۔

قسم اول یعنی دراز کی بیلین بہت زیادہ پھیلتی ہیں جنکو یا تو درخت موت و غیرہ کا سہارا دیتے ہیں یا کسی بلند تھونی یا منڈوے پر چڑھا دیتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک درخت کے لئے چار یا پانچ شاخوں سے زیادہ باقی نہیں رکھتے۔ یہ جلد بار آور ہوتا ہے اسکے خوشے بلند کیونکہ سے آسانی پختہ ہوتے ہیں اسلئے کہ آفتاب کی شعاعوں کا اثر اُن پر زیادہ پڑتا ہے۔ اس طریقہ کو گرم

ملک والوں نے زیادہ پسند کیا ہے لیکن اسکے ٹمر کا شیرہ خوبی میں متوسط درجہ کا رہتا ہے اس قسم کی پہچان یہ ہے کہ اُسکے اصلی تنہ کا قد چار پانچ ستر سے زیادہ نہیں ہوتا یعنی تقریباً ۱۰ یا ۱۵ فٹ۔ دوسری قسم متوسط ہے جسکی شاخوں کا پہیلاؤ بہ نسبت قسم اول کم ہوتا ہے اُسکی شاخوں کو چھوٹی ٹٹیوں یا تھونیوں پر لٹکا دیتے ہیں اور زمین پر بھی پہیلاتے ہیں اسکا ٹمر اور اسکی آمدنی بہ نسبت قسم اول کے زیادہ نفع خیر ثابت ہوئی ہے۔ اسکے پہلے قرب زمین کی وجہ سے دیر میں پختہ ہوتے ہیں اسکا تنہ درازی میں ایک ستر تک ہوتا ہے یعنی تقریباً ۳۰-۳۵ انچ۔

تیسری قسم چھوٹے قد کی بہت نازک ہوتی ہے جسکے تنہ کا قد درازی میں ۱۷ ستر یعنی تقریباً ۱۰-۱۲ فٹ ہوتا ہے۔ اس درخت کی بیلین بعض وقت زمین پر پھیلتی ہیں اور بعض مقامات میں چھوٹی چھوٹی تھونیوں پر۔ پہلی حالت میں اسکے خوشے زمین سے منقل ہونے کی وجہ سے اکثر خراب ہو جاتے ہیں۔ اسی ضرر کے تدارک کے لئے بعض تجربہ کار فلاحوں نے اسکے لئے ایک زمینی منڈ ڈالتویر کیا ہے جو زمین سے ۱۰-۱۲ انچ بلند ہوتا ہے۔ اس قسم کے جو درخت تھونیوں کے سہارے پر پھیلتے ہیں وہ اپنے پہیلاؤ میں قسم اول کا مقابلہ کرتے ہیں۔ انکی بیلوں کے انبار کو متعدد رسیوں سے باندھ کر تھونی کے اطراف میں جمادیتے ہیں۔

یہ بات بطور کلیہ کے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خوشوں کا قرب زمین سے جسقدر بہتر بشرطیکہ بالکل زمین سے زل جائیں اُسی قدر جلد پختہ ہون گے اسمین آفتاب کی شعاع اور زمین کی حرارت دونوں کو دخل ہے۔ دن میں زمین جسقدر گرم ہوتی ہے رات میں اُسکی حرارت اُس سے جدا ہو کر اُس سے قرب رہنے والے اجسام میں اثر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قسم سوم کا محاصل اول و دوم سے زائد و معول ہوتا ہے۔ گرم ٹیلوں اور پہاڑی ملک میں اسی قسم کی کاشت کا زیادہ رواج ہے۔ فرانس کے ہشتالی شہروں میں اسی قسم کی کاشت جاری ہے۔

مولف کہتا ہے کہ ان تینوں اقسام کے بیان میں جہاں گہین تنہ کا ذکر ہوا ہے اُس سے وہ ابتدائی حصہ مراد ہے جو سید بڑھتا چلا جاتا ہے جس مقام سے اُسمین شاخیں نکلنے لگتی ہیں اُسکو تنہ کا انتہائی مقام

خیال کرنا چاہئے۔

(۲) منڈوے کا بیان۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ کی رائے ہے کہ انگور کے اکثر اقسام ایسے ہیں جنکا پھیلاؤ

زمین پر نہیں ہوتا۔ انکے لئے منڈوا بہت مفید اور قوت بخش ہے۔ مثلاً سرخ انگور میں جو ہمیشہ منڈوے ہی سے شاداب ہوتے ہیں۔ انکی کاشت ٹیلوں کے قریب نشیبی جانب میں کر کے ان کا منڈوا ٹیلہ تک قائم کر دینا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ بات ممکن ہے کہ انگور کے تمام اقسام کی بیلین زمین پر پھیلائی جائیں۔ لیکن وہ زمین ایسی ہو کہ حسین انکی ملیوں کو پستی سے بلندی کی جانب پھیلنے اور چڑھنے کا موقع ملے۔ سپید انگور یا مائل بہ سپیدی یا سبز رنگ انگور کے لئے منڈوا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ منڈوے سے انکی پرورش اچھی اور انکی بیلین قوت دار ہوتی ہیں۔ ہر جانب سے تازہ ہوا انکو پہونچتی ہے آفتاب کی دھوپ کا صدمہ انکو محسوس نہیں ہوتا۔ ہمیشہ ہوا پہونچتی رہنے سے ایک قسم کی خشکی ان میں اثر کرتی ہے کیونکہ شدت گرمی کا بھل انگور کی جڑوں کو بہت کم ہوتا ہے۔ درخت کے تمام اجزا پر ہمیشہ ہوا کا پہونچتے رہنا پہلون کے لئے بھی مفید ہے۔

بہت بڑا فائدہ منڈوے سے یہ بھی ہے کہ تمام اجزا پر فلاح کی نظر کام کرتی ہے۔ بیماریوں کی تشخیص کیڑوں کی پیدائش سے وہ واقف ہو کر بروقت اونکا علاج کر سکتا ہے۔ طاعشری کنفا نے اپنے ایک قصیدہ میں ہوا کی تعریف کر کے انگور وں کو ہوا پہونچانے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی جو کاشت نرم زمین میں واقع ہوئی ہو۔ یعنی ایسی زمین میں جسکے اجزا نرم ہوں یا ایسی زمین میں واقع ہو جس میں تری اور رطوبت کثرت سے ہو۔ اور جہاں نرم اور دھیمی ہوائیں ہمیشہ کثرت سے چلتی رہتی ہوں۔ انکے لئے منڈوے کا قائم کرنا زیادہ مناسب ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ہماری رائے مندرجہ بالا کا مقصد یہ ہے کہ جو انگور مرطوب زمینات کے لئے غیر مناسب ہیں اور باتفاق انکی کاشت انہیں زمینات میں ہو جائے تو اس حالت میں اون کی بیلوں کو منڈوے پر چڑھا دینا زمین پر پھیلانے سے بہت زیادہ نفع بخش بلکہ ضروری ہے جن اقسام

انگور کو مرطوب اور نرم زمینات سے مناسبت ہے اُن پر منڈوے قائم نہ ہوں تو جذبان ہرج نہیں ہے صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ انگور کا درخت بیل دار ہونے کے باعث کسی ایسی مضبوط شے کی استعانت کے بغیر جس پر چڑھ کر وہ اپنی شاخیں پھیلا سکے بالیدہ نہیں ہو سکتا۔ مولف عرض کرتا ہے کہ اس خیال میں قطعیت ناقابل اتفاق ہے۔ زمین پر پھیلانے یا درختوں کی شکل میں بوٹے قائم کرنے کا طریقہ بھی بعض فلاحون نے پسند کیا ہے۔ اور اُنکے تجربہ میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات مانی گئی ہے کہ ان دونوں مابعد الذکر طریقوں سے بھی درخت انگور شاداب اور بالیدہ ہوا ہے اور وافر ثمرہ اُس سے حاصل ہوا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین اور متاخرین دونوں نے منڈوے کو اور طریقوں پر ترجیح دی ہے۔ بعض فلاحان عرب نے منڈوے سے زیادہ کسی اور درخت کے سہارے کو بہتر خیال کیا ہے جیسے انگور کی سیلین چڑھائی جائیں لیکن مولف کا ذاتی تجربہ منڈوے کو زمین اور درختوں سے زیادہ بہتر خیال کرتا ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کی یہ ہدایت منڈوے کی نسبت قابل قدر ہے کہ ایک ایسی زمین تجویز کر دو جنوباً و شمالاً طویل ہو۔ اور عرض میں دس یا بارہ فٹ سے کم نہ ہو۔ اس زمین کے دونوں جانب طولانی حصہ میں سات یا آٹھ فٹ کے فاصلہ پر پختہ فیل پائے جو ۱۵-۱۶ فٹ اور سات فٹ بلند ہوں تعمیر کرو۔ پہر اُن پر بانس کی جھڑیاں لگاؤ۔ اور عرض کے ہر دو پایہ پر ایک شہتیر رکھو۔ اور ہر شہتیر کے وسط میں دو یا تین فٹ کا بلند ٹکڑا جاسے اور اس ٹکڑے پر جھڑی چھڑا ڈالا جائے۔ جب اس تعمیر اور تیاری سے فرصت ہو چکے تب طول کے ہر دو پایہ کے وسط میں درست کر کے انگور کا ایک درخت لگایا جائے۔ یہ تاکستان برائے خود زیور باغ ہو جائے گا۔ اسکے سایہ میں جنوباً اور شمالاً نہ صرف ٹہلنے کا موقع ہاتھ آئیگا بلکہ صد ہا گلوں کے درختوں کو سایہ میں رکھنے کا موقع ملے گا۔ آپ فرمانے میں کہ ہندوستان میں تاکستان تیار کرنے کی یہی ترکیب ہے اور اس ملک کے واسطے یہی طریقہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اہل انگلستان اس وضع پر تاکستان نہیں تیار کرتے۔ بلکہ انگور کی بیلیوں کو اکثر دیواروں پر چڑھاتے ہیں۔

مُولف کہتا ہے کہ منڈوے کی تیاری ایک تو تکلف کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دوسری بے تکلفی سے۔ جن زمینداروں کو تکلف سے کام لینا مقصود ہو۔ ان کو مقامی سہولت سے کام لینا چاہئے۔ جن مقامات میں پتھر کے تہم ازران اور آسانی کے ساتھ مل سکتے ہیں۔ جیسا کہ دکن کے اکثر مقامات کا حال ہے۔ وہاں سب سے بہتر پتھر کے تہم ہیں جہاں اسکا موقع نہو۔ اینٹ اور چونہ کے مستقل اور پختہ فیل پائے ہی بنائے جاسکتے ہیں۔ جہاں ساگوانی جنگل قریب اور زمین زیادہ آسانی ہو۔ وہاں ساگوانی ستون بھی کام میں لائے جاسکتے ہیں اور جہاں صرف مٹی کی دیواروں پر منڈو اٹھ کر کھتا ہے وہاں مٹی کی دیواروں سے ہی کام لے سکتے ہیں۔ اور اگر تکلف کا موقع نہو یا فلاح کو اس قدر قدرت نہ ہو تو وہاں پر معمولی لکڑیوں کی تھونیوں پر منڈو آسانی قائم ہو سکتا ہے۔ عرض و طول میں دس یا بارہ فٹ سے ہموکھ اختلاف ہے اسلئے کہ دس بارہ فٹ کا شہتیرہ بالدار فلاحون کو تو البتہ مل سکتا ہے مگر عام فلاحون کو بہت دقت سے مل سکیگا۔ لہذا، فٹ کا عرض ایک معتدل پیمانہ ہے۔ عرض کے کم رہنے سے منڈو اعرصہ تک مضبوط رہے گا۔ بارش کے صدر سے شہتیرہ جلد خم نہو سکیں گے اور بار بار اُنکی تبدیل کی ضرورت لاحق نہوگی۔ اور کئی عرض کی وجہ سے تیاری کے وقت زیادہ موٹی لکڑیوں کی حاجت ہی نہوگی۔ فلاح کا ہاتھ دونوں طرف سے اُسکے عرض کو طے کر سکے گا۔ منڈوے کے طول کو جس قدر مناسب اور موقع ہو زیادہ بڑھا سکتے ہیں۔ منڈوے کی بلندی میں مُولف کا تجربہ یہ ہے کہ پانچ فٹ سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ اُسکے سایہ میں ٹھلنا مالک باغ کو کوئی زیادہ مفید اور راحت بخش نہیں ہے اور نہ ایسی سقف کے نیچے ٹھلنا جمیں ہر قسم کے زہریلے کیڑے اور خاص قسم کے بچھوؤں اور سانپوں کی پناہ گاہ ہے۔ جسکی تفصیلی کیفیت آئندہ اُسکے موقع پر بیان ہوگی مضافاً احتیاط ہے۔ منڈو اس قدر بلند رہے کہ اُسکے اوپر کی حالت کاشتکار کو بغیر کسی سیڑھی کے پیش نظر رہے۔ اور عرض اس قدر رہے کہ اُس پر دونوں جانب سے کاشتکار کے ہاتھ ہر قسم کا کام کر سکیں۔ ابدی منڈوے کے نیچے کی نگرانی۔ وہ کاشتکار منڈوے کے نیچے بیٹھ کر یا گھٹنوں کے بل بخوبی کر سکتا ہے۔ دس یا بارہ فٹ کے عرض اور ۷ فٹ کی بلندی پر کاشتکار کو سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھنا پڑے گا۔

اور پھر وسط عرض کی بعض ضرورتوں کے لئے منڈوے پر سوار ہونا ہو گا۔ اور ان ضرورتوں کے لحاظ سے لکڑیاں زبردست اور قیمتی درکار ہونگی۔ طول میں ہر دو پائیہ کے درمیان ایک ایک پودہ کا لگایا جانا بھی قابل غور ہے لیکن اس بحث کو ہم اس مقام پر مناسب نہیں سمجھتے اس لئے کہ اُنکے لئے ایک خاص باب گزر چکا ہے جس میں ہم نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

(۳) بیلون کو کسی اور درخت پر چڑھانے کا بیان۔ | آدم فلاح کا قول ہے کہ جو پودے اپنے منصب میں بیلین چڑھانے کیلئے تیار کئے جائیں اُنکو اُنکے منصب سے اس طرح پر اٹھایا جائے کہ اُنکے پینڈے کی مٹی اُنکے ساتھ رہے۔ اور اُنکے لئے جو گڑھے بنائے جائیں وہ کسی قدر زیادہ گہرے ہوں اور جس درخت پر اُنکی بیلین چڑھانا منظور ہو۔ اُنکے تنہ سے وینٹ کے فاصلہ پر تیار ہوئے ہوں۔ پہر اُن اٹھائے ہوئے پودوں کو صبح اُنکے پینڈوں کی مٹی کے اُن گڑھوں میں جمایا جائے اور اُنکی پرورش میں حور و پرداخت کیجائے۔ جب وہ جم جائیں اور نشو و نما پائیں اور اُنکا تنہ کسی قدر موٹا ہو جائے تو اُسوقت مناسب ہے کہ پہلے اُس درخت کے آس پاس اُنکو پہیلا دیا جائے۔ یہاں تک کہ اُس کی بیلین اُس درخت کے تنہ کو ہر جانب سے چمٹ جائیں۔ پہر اُن بیلون کے سرے اٹھا کر اُس درخت پر رکھے جائیں اور درخت کے قریب کی بیلون کی شاخوں میں جو آنکھیں ہوں اُنکو ناخن سے ایک ایک کر کے مٹا دیا جائے صرف شاخ کے سرے پر ایک آنکھ چھوڑ دیکجائے۔ اس عمل سے یہ فائدہ ہو گا کہ صرف اُسی باقی ماندہ آنکھ سے شاخ بڑھے گی اور درخت کے تنہ سے پھٹ جائیگی اور کامل نشو و نما کے ساتھ وہ درخت کو پکڑ کر چڑھ جائیگی۔ اگر ضرورت واقع ہو تو اُس شاخ کو درخت پر چڑھ جانے کے لئے کچھ مدد بھی دیجائے۔ درخت کے جس حصہ پر انگور کی بیلین پہنچتی جائیں اُسکو صاف کرتے رہنا چاہئے اور بیلون کے پہیلے میں نگرانی رکھنا چاہئے۔

پہر آپ ہی نے کہا ہے کہ بڑے درختوں کی صف کے مقابل مناسب فاصلہ سے ایک خندق کھودی جائے اور اوسیلین انگور کی شاخیں لگائی جائیں اور خندق سے نکلی ہوئی مٹی کو کٹہ کے طور پر اُس درمیان فی فاصلہ میں ڈھیر کر دیا جائے جو اُس خندق اور بڑے درخت کے درمیان ہے۔ فلاحان عرب

کی راے ہے کہ ایسی خندقوں میں لگائی ہوئی شاخیں زیادہ خوشحال اور عمدہ ہوتی ہیں۔ مٹی کی دبیانی میٹروں سے جو ایک قسم کی آڑ ہے۔ شاخوں کو بہت مدد ملتی ہے۔ خندق کا عمق دو فٹ سے کسی حالت میں زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ مولف کہتا ہے کہ جن مقامات پر بارش کثرت سے ہوتی ہے وہاں موسم بارش میں ایسی خندقوں کو سطح زمین تک پاٹ دینا مناسب ہے تاکہ برسات کا پانی اون میں بھر کر پودوں کو ضائع نہ کرے۔ خندق میں لگائی ہوئی شاخیں جب نشوونما پائیں گی اور ان کی شاخیں نکلیں گی تو خود بخود میٹروں پر سے ہوتے ہوئے درختوں کے تنوں تک پہنچ جائیں گی۔ خندق کا فاصلہ درختوں کی صف سے اٹلاہ فٹ اور بشرط گنجائش ۹ فٹ تک رہنا چاہئے۔

صاحب فلاحۃ البظیفہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ انگور کی بیلون کو چڑھانے کے لئے کسی درخت کی تخصیص ضروری نہیں ہے یعنی ہمہ اقسام کے درختوں پر انگور کی بیلین چڑھائی جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر انتظام ممکن ہو تو ہم ضرور کہیں گے کہ خاص قسم کے درختوں کو اس کام کے لئے مخصوص کرنا چاہئے اور اس تخصیص میں بھی دو درجہ ہیں تجربہ سے ثابت ہوا ہے۔ بعض درختوں کو اس کام سے خصوصیت خاص ہے اور بعض دوسرے درجہ میں ہیں۔ صغریٰ کا قول ہے کہ انگور کی بیلین چڑھانے کے لئے سب درختوں میں افضل وہ درخت ہے جس پر انگور کی بیلون کی قدرتی روک ہو۔ اور اوس سے زیادہ عمدہ چنار کا درخت ہے۔ اور پہر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ انگور کی بیلین چڑھانے کے لئے زیادہ مناسب وہ درخت ہیں جنکا تنہ ایک ہو۔ چنار اور صنوبر کے نزدیک درخت اس مطلب کیلئے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انگور کے درختوں کی بیلین ایسے درختوں پر بخوبی نہیں چڑھ سکتی ہیں کہ جکی شاخیں گہنی اور کثیر ہوں اور آپس میں گتھی ہوئی ہوں کیونکہ ایسے درخت خود انگور کی بیلون پر چہا جاتے ہیں اور انکو بڑھنے سے روک دیتے ہیں اور نیز ایسے درخت کہ جنکا قد ۶۰ فٹ سے اوچا ہوتا ہے۔ انگور کے چڑھانے کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ نیز دردار کا درخت جسکو ہندی میں بیولا کہتے ہیں اس مطلب کے لئے بہت مناسب ہے اور یہ درخت کثرت پیدا ہوتا ہے اور ملک بابل میں اسکا قد اُس مقدار سے کم ہوتا ہے جسکو ہم نے سابق میں ذکر

کیا ہے۔

کفان کے شہروں اور جبلایا کی زمینوں میں انگور کی بیلیوں کو ۵، ۶ فٹ کا قدر کہنے والے درختوں پر بھی چڑھاتے ہیں اور اسکو عمدہ سمجھتے ہیں اور کھانیاں ہے کہ زیادہ بلند درختوں پر بیلین چڑھانے سے پہلے عمدہ اور شفا ہوتا ہے اور آفات سے بچا ہوا رہتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ ہمو اس طریقہ سے اختلاف ہے اسلئے کہ بڑے قد کے درخت زمینی غذا کو کثرت سے جذب کر لیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی جگہ میں انگور کی بیلیوں کی پرورش میں خلل واقع ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن درختوں پر انگور کی بیلین چڑھائی جائیں ان کی جڑوں کی زمین ہمیشہ نرم کیا کرو۔ اور کہا دسے اونکو مدد دیا کرو اور انکی پرداخت کرو تاکہ انگور کی جڑوں کی قوت سے وہ اپنا حصہ نہ لیں اسی موقع پر اس بات کو بطور ایک کلیہ کے سمجھ کر کہو کہ بڑے درختوں کو کھاد بہت کم دینا چاہئے اور انکی جڑوں کی زمین کو کم نرم کرنا چاہئے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ کی رائے ہو کہ بعض پہلے دار درخت بھی انگور کی بیلین چڑھانے کے لئے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے انار۔ ناشپاتی اور سیب کا درخت۔ کلیہ یہ ہے کہ جن درختوں میں قبض اور بتگی کی خاصیت ہے ان کو انگور کی بیلیوں سے الفت ہوتی ہے اور ان کے قرب سے انگور کو نفع پہونچتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ زیتون کا درخت بھی اس خاص کام کے لئے نافع ہے لیکن زیتون کی جڑوں سے انگور کے وہ پودے جنکی بیلیوں کو اُس پر چڑھانا مقصود ہے کسی قدر ناصلہ پر لگائے جائیں اور یہ مسئلہ نادر خواص میں سے ہے جس پر طبرنایا د کے لوگوں نے خاص تجربہ حاصل کیا ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ زیتون کے درخت کا زیادہ قرب انگور کے لئے مفید نہیں ہے۔ لائق مہضفت فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ اسکے خلاف ہے۔ زیتون کا قرب ہمیشہ انگور کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اور اسکا مصلح ہے۔

پارما اور ٹکریت کے فلاحون کا قول ہے کہ انجیر کے درخت کا قرب انگور کے لئے عمدہ ہی اسلئے

کہ دونوں کی طبیعت میں اتحاد ہے پس مناسب ہے کہ انجیر کے درختوں پر انگور کی بیلین چڑھائی جائیں۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ کو اس تجربہ سے اختلاف ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انجیر کی بار آوری میں یہ عمل مضرت بخش ہوگا۔ اگرچہ انگور کو مفید ہو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ میں اس قدر تو ماننا ہوں کہ درخت انگور اور انجیر کا قرب ایک دوسرے کے نشو و نما میں تائید کرتا ہے لیکن اسکو انجیر کے حق میں اچھا نہیں سمجھتا کہ انگور کی بیلین انجیر کے درخت پر چڑھائی جائیں۔

ساہی جرمقانی عرب میں ایک بڑا نامی فلاح گزرا ہے اسکا قول ہے کہ اگر قراصیا یعنی آلو بالو کے درخت پر انگور کی بیلین چڑھائی جائیں تو البتہ میں اسکو منڈوے پر ترجیح دوں گا۔ اسکے کہ اس درخت کی بار آوری سے انگور کے بار میں افزائش ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ قراصیا کے برگ بار پر سے جو ہوا گزرتی ہے وہ انگور کے لئے نہایت مفید ہے۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ انگور کی بیل میں سے درخت پر چڑھانے سے انگور کا ثمر زیادہ حاصل ہوتا ہے اور بیماریاں کم عارض ہوتی ہیں۔ برخلاف اسکے انگور کی بیلین اخروٹ کے درخت پر چڑھانے سے ضعیف اور ناتوان ہو جاتی ہیں۔

مصنف فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جو انگور کے پودے کسی بڑے درخت پر چڑھائے جائیں انکی خاص تدبیر یہ ہے کہ ان پودوں کی شاخیں جو انکی جڑوں سے نکلی ہوں کسی قدر قطع کی جائیں اور بڑے درخت (جس پر وہ پودے چڑھائے جائیں) کی وہ جڑیں بھی کسی قدر قطع کی جائیں۔ جو ان پودوں کے لئے فراحت کرتی ہوں اور یہ تدبیر اُس وقت ضروری ہے جب کہ انگور کے پودے اُس درخت سے متصل قائم ہوں۔ اگر پودوں کا فاصلہ درخت کے ساتھ ۳۶ یا ۴۵ فٹ کا ہے تو پھر اس دردمیری کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

(۳) درخت کی شکل میں انگور کی کاشت | منشی وزیر علی شاہ جہان پوری اپنی تالیف دولت باغبانی میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں جب انگور کا درخت شاخ کے ذریعہ سے قائم ہو چکا ہو تو اسکی شاخوں سے صرف ایک زبردست کٹر کہہ چھوڑ دین اور باقی کو موصہ کہہ شاخ منصوبہ زمین کے بل کر

نیکلے ہوئے کٹہ کے کسی قدر اوپر سے کاٹ ڈالیں۔ اور اسی سال کے اگبن (نمبر) میں جو شاخ رہی گئی ہے اُس میں دو آنکھیں باقی رکھ کر باقی کا صفا یا کر دیا جائے۔ پھر جب وہ دونوں آنکھیں دو شاخیں نکالیں تو دوسرے سال کے اسارہ (ماہ جون) میں ان دونوں سے ایک زبردست شاخ کو قائم رکھ کر دوسری شاخ کاٹ دیجائے۔ اگبن (ماہ نومبر) میں اُس باقی ماندہ شاخ میں دو آنکھ چھڑ کر باقی حصہ اُسی شاخ کا قطع کر دیں۔ پھر تیسرے سال اسارہ میں اسی طرح عمل کریں یعنی اول نئی نکلی ہوئی دو شاخوں سے ایک زبردست شاخ باقی رکھ کر دوسری کو کاٹ دیا جائے اور نومبر میں اُس باقی ماندہ شاخ سے صرف ۳۔ آنکھ باقی رکھ کر باقی حصہ جہاںٹ دیں۔ چوتھے سال کے ماہ اسارہ میں اُن تینوں آنکھوں کی نکلی ہوئی ۳ شاخوں میں سے دو شاخیں دائیں بائیں چھڑ کر بیچ کی شاخ تراش دیں اور ماہ اگست (بہادون) میں ان دونوں شاخوں کے اگولوں کو ہٹوڑا سا کاٹ دیں۔ اب یہ درخت اس قابل ہو جائیگا کہ اس سے پہلے حاصل کیا جائے۔

(۵) تہونیوں کے ذریعہ سے پہلیاؤ۔ صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ انگور کی بیلوں کو تہونیوں پر پہلانا کا طریقہ یہ ہے کہ ہر درخت کے تنہ کے پاس ایک تہونی لگا دیجائے تاکہ انگور کی شاخوں اور بیلوں کا بار جون جون وہ ہڑتی جائیں وہ اپنے اوپر اٹھالیوے اور یہ عمل تمام بلند مقامات میں لازمی نہیں ہے بلکہ ایسے شہروں میں لازمی ہوتا ہے جسکی حرارت پست درجہ کی ہے کیونکہ یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ شرہ کی سچنگلی کے لئے ایک معتد بہ حرارت کی حاجت ہوتی ہے اور انگور کا درخت ایسی حرارت کو دن کے وقت آفتاب سے قبول کرتا ہے یا رات کے وقت زمین سے۔ پس تہونیوں کی وجہ سے وہ دن کی حرارت آفتاب سے اچھی طرح حاصل کر سکتا ہے اور شب میں زمینی حرارت سے محروم نہیں رہتا۔ خصوصاً وہ درخت جو بہت کم بلند ہوتا ہے جسکی بیلین بہت چھوٹی ہوتی ہیں اُس کے لئے یہ طریقہ یا درخت غیر سے تہو نیان بہتر ہیں۔ زمین پر اسکو پہلیا دینا کسی طرح مناسب نہیں ہے بلکہ اس لئے کہ آفتاب کی حرارت اور زمین بہت کم پہونچتی ہے۔ اور زمین کا اتصال خوشون پر بسا اوقات سڑا دیتا ہے۔ گرم ملکوں میں اگرچہ زمین پر پہلیا دینا چندان مضر نہیں ہے۔ لیکن

تاہم پانچ سال سے ۱۵ سال کی عمر تک تہونیوں کا سہارا مفید خیال کیا گیا ہے اس کام کے لئے فی درخت ایک متر یعنی ۴-۵ فٹ کی دراز تہونی کافی بھی جاتی ہے کبھی ۶ فٹ کی تہونیاں بھی لگائی جاتی ہیں جنکا انتخاب سخت قسم کی لکڑی سے ہونا چاہئے جیسے بول یا سیتا سپاری وغیرہ۔ ایسی لکڑیاں سیدھی تختہ کر کے ایک سال تک اذکور کھ چھوڑنا چاہئے اس طریقہ عمل سے ایک تہونی تیس بیس سال تک خراب نہیں ہوتی۔ برخلاف اسکے نرم لکڑیاں دس ستر سال میں بگڑ جاتی ہیں تہونیوں پر قطر ان کا لپ چڑھانا مناسب ہے جس سے ان میں کیڑا نہیں لگتا۔ تہونیوں کا قیام اُس وقت کیا جائے۔ جب کہ انکی جڑیں زمین میں اچھی طرح پھیل جائیں اور انکا تراشنا شروع ہو جائے۔ انگور کے جو درخت ترقید یعنی شاخوں کے ذریعہ سے بوئے جاتے ہیں انکو پہلے ہی سال سے تہونیوں کا سہارا دینا مناسب ہے۔ تہونیاں گارٹنے کا زمانہ فصل بہار ہے۔ پہلے تہونی کے اسفل کو کسی قدر تپلا کر لین پہراؤ سکوزمین میں زور سے بقدر چہ سات انچہ اُتاریں اور فصل خریف کے آنے پر اُسکو زمین سے اکھاڑ لین اکثر اسی طریقہ پر عمل درآمد جاری ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ تہونیوں کا لگانا اگرچہ ابتدا میں آسان اور سہل الحصول معلوم ہوتا ہے لیکن اس عمل میں چند خرابیاں بھی ہیں ایک یہ ہے کہ تہونیوں کے گارٹنے کے لئے زمین کو ٹھ پیٹ کر مضبوط کرنا پڑتا ہے اور اسکی وجہ سے ہل چلا کر جو خوبی زمین میں پیدا کی گئی ہے وہ خاک میں مل جاتی ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ تہونی گارٹنے کے وقت درخت کی جڑیں اکثر مجروح ہو جاتی ہیں۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ جب خریف میں تہونیاں نکال لی جاتی ہیں۔ تو انکے سوراخوں کے ذریعہ سے جاڑے کی سردی سوجھ بوجھ کو نقصان پہنچو کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چوتھی خرابی یہ ہے کہ تہونی کی بدولت بعض موذی کیڑوں کو گہر مل جاتا ہے۔ ان تمام خرابیوں کے سوا تہونیاں قیمتی بھی ہوتی ہیں۔ کم مایہ فلاخون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ تہونیوں کے بدلے ایک درخت انگور کی شاخوں کو دوسرے درخت کے ساتھ ملا کر باندھتے جاتے ہیں۔ اس طریقہ سے بھی کسی قدر کام نکل آتا ہے۔ جن مقامات میں تہونیوں کی کو پسند کیا گیا ہے وہاں ان نقصانات کا خیال ہمیشہ پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ جنکا بیان اوپر ہوا۔

(۱۱) نقل مقام کے عام قواعد

(۱) قواعد عام - انگور کی کاشت اعم ازینکہ تخم کے ذریعہ سے ہو یا اور ذرائع سے۔ پودوں کو نقل مقام سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ نقل مقام کے لئے قدمائے فلاسین نے تاکید اکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ نقل مقام میں بڑے بڑے نتائج ہیں جنکا ظہور آئندہ زمانہ میں ہوگا یعنی بہت بڑا اثر نقل مقام کا بار آوری سے متعلق ہے۔ جو پودے نقل مقام کی نعمت سے کامیاب ہو چکے ہیں وہ جلد بار آور ہوتے ہیں اور زیادہ پہل دیتے ہیں انکے پہل عمدہ قسم کے زیادہ شیرہ دار ہوتے ہیں۔

صغریٰ کا قول ہے کہ جن پودوں میں بیماری کے آثار پیدا ہو چکے ہوں ان کے لئے نقل مقام ایک بہترین علاج ہے۔

مینوشاد کی رائے ہے کہ مخفی عوارض سے کوئی فلاح واقع نہیں ہو سکتا۔ تبدیل مقام ہی ایک ایسا عمل ہے جو مخفی عوارض کو دفع کرتا ہے۔

قدما کا قول ہے کہ نقل مقام وہی بہتر ہے جس میں نئے مقام کا فاصلہ مقام اول سے زیادہ ہو لیکن اگر اسکا موقع نہ ملا تو کم سے کم اسکا خیال رکھو کہ تمہارے مقبوضہ کھیت کے ایک کنارے پر بوئے ہوئے پودے دوسرے کنارے پر منتقل کئے جائیں۔ انو خا کہتا ہے کہ ایک پودے کو اس کے مقام سے نکال کر دوسرے متصل پودے کے مقام میں لگا دیا بھی بہت کافی ہے۔ یعنی باوجود اس قدر قرب کے بھی نقل مقام سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(۲) نقل مقام کی عمر - بعض فلاسین عرب کا قول ہے کہ تخم سے بوئے ہوئے پودوں کو دوسرے سال کے آخرین نقل مقام ضرور ہے۔

اور جے ہوئے قلم کو تیسرے سال کے آغاز میں نقل مقام ضروری ہے۔

دبائی ہوئی شاخ کے پودوں میں دوسرے سال کے آغاز سے نقل مقام کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

پیوندی پودہ کا پیوند کے دوسرے سال نقل مقام کر سکتے ہیں۔

(۳) نقل مقام کا موسم - قوشامی کہتا ہے کہ تبدیل مقام کے لئے اول درجہ میں بارش کا موسم مناسب

خیال کیا گیا ہے اور دوسرے درجہ میں بہار کا موسم۔

(۴) نقل مقام کا وقت | قسطوس کا قول ہے کہ جب تخم انگور کے پودوں کا نقل مقام کرنا چاہو تو

مناسب ہو کہ جو ان میں ضعیف ہوں اور نگو دو گھڑی دن چڑھے اور جوتوی اور عمدہ ہوں۔ انکو تین

گھڑی دن چڑھے منتقل کرو۔ پھر جب منتقلہ پودے نئے مقام پر جم جائیں اُس وقت انکی فضول شاخوں

کو صرف ہاتھوں سے چونٹ دو لوہے کے آلہ سے ہرگز کام نہ لو۔ اس عمل کے وقت ایک ہاتھ سے

تنہ کو ہٹا مے رہو تاکہ پودے کی جڑوں پر کوئی صدمہ نہ پہنچے۔

(۵) نقل مقام کیلئے گڑھے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جس نئے مقام میں پودے منتقل کئے جائیں اس

میں ہر ایک پودہ کا گڑھا ڈیڑھ سینٹ عمیق بنانا چاہئے تاکہ نئے مقام میں اُس کو جلد نشو و نما حاصل ہو۔

(۶) نقل مقام کے بعد آبرسانی۔ صاحب فلاحتہ رویہ فرماتے ہیں کہ ان پودوں میں موقع موقع سے

آب رسانی کرنا چاہئے۔ پانی کی کثرت سے اکثر ضرر متوقع ہوتا ہے۔ (نقل مقام کے بعض قواعد ہی

فصل کی اصل دوم میں تبدیل (کاشت بذریعہ قلم) بھی بیان ہوئے ہیں)

اصل دوم متعلق بہ اصول خاص

(۱) بزر یعنی کاشت بذریعہ تخم کا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ انگور کی کاشت بذریعہ تخم اکثر باغات میں

مروج ہے لیکن جمع کئے ہوئے تخم پر بھر دسہ نہیں ہوتا۔ اگر عمدہ قسم کے تخم جمع بھی کئے جائیں تب

بھی اُن کے پودوں کا ثمرہ انکی اصلی حالت کے مقابلہ میں متغیر پایا جاتا ہے لہذا باغبان ہمیشہ

تخم سے حاصل کئے ہوئے پودوں کا پیوند عمدہ قسم کے درختوں سے باندھتے ہیں۔ تخم سے اُگے ہوئے

پودے اس کام کے لئے بہت معینہ ہوتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تخم سے بویا ہوا پودہ آٹھ دس برس میں بار آور ہوتا ہے۔ اس مدت سے

پہلے پہل حاصل کرنے کے لئے یا تو اُن کو پیوند کے کام میں لانا چاہئے یا متعدد مقامات پر منتقل

کرنا چاہئے جس سے البتہ بار آدھی جلد ہوتی ہے لیکن پیوند ہی کا طریقہ اس خاص غرض کے لئے زیادہ مفید ہے۔

(۲) تخم لگانے کیلئے زمین کی تیاری۔ صغریٰ کا قول ہے کہ انگور کے تخم بونے کے لئے اول زمین کو تیار کرنا ضرور ہے۔ کاشت کے وقت سے پندرہ بیس دن پہلے ہی سے یہ کام شروع کر دینا چاہئے۔ جو زمینیں کہ رقیق یعنی بہر بہری یا جنہیں کہا رہن ہے یا جنہیں خشکی غالب ہے وہ ضعیف سمجھی جاتی ہیں اور اخیر کی قسم تو بہت ضعیف سمجھی جاتی ہے۔ پس سب سے پہلے ایسی زمینوں میں ہل چلانا اور ان کو مناسب کھاد سے مرتب کر لینا چاہئے تاکہ سخت اور موٹے اجزا ٹوٹ کر نرم ہو جائیں۔ جو زمینیں قوی یعنی پکنی اور سخت ہوں۔ انکی تیاری اور قلبہ رانی ماہ خیران (م ماہ اسارہ) کے آغاز ہی سے شروع کر دینا چاہئے۔ تاکہ تشرین اول و ثانی (م کا تک۔ اگہن) و کاؤن اول (م پوس) تک گرم شہروں کے محاسے وہ یا کھل صالح اور مہیا ہو جائیں۔

اگر موسم بہار کے آغاز میں کاشت مقصود ہے تو درستی زمین کا کام اُس سے ۳ مہینہ پیشتر ہی سے شروع کر دینا چاہئے تاکہ زمین درست ہو کر وقت کے انتظار میں پانی اور دھوپ کھاتی رہے اور ہوا تازہ سے درست ہو رہے۔ پھر زمانہ کاشت سے متصل ایک دفعہ اور قلبہ رانی کیجئے تاکہ زمین اچھی طرح پر نرم ہو جائے۔ معلوم رہے کہ ابر و بارش کے وقت میں ہل چلانا بہرگز مفید نہیں ہے۔ جب مطلع صاف ہو جائے تو اُس وقت یہ کام کرنا چاہئے۔

بینو شاو فرماتے ہیں کہ جب کوئی قطعہ زمین شور کا شکوے اور ضرورۃً انگور کی کاشت بذریعہ تخم کرنا چاہتے ہو تو تم پہلے اُس میں ہل چلاؤ۔ اور پھر اسکو اُس کے حال پر چھوڑ دو تاکہ بارش کھاسے جس سے اُسکی شوریدگی گہٹے۔ اور پھر اُن خاص خاص مقامات پر جو درخت یا تخم لگانے کیلئے کہوئے لگئے ہیں۔ بہت ہی ہومی شیرین نہر کی ریتی بچھا دو۔ اور کاشت کی قطاروں سے متصل پانی کی نالیوں سے مستقیم بناؤ جن میں میٹھا پانی دوڑ سکے اور قطاروں کو سیراب کر سکے اس عمل سے زمین شور بھی کاشت تخم انگور کے لئے صالح ہو جاوے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ پتھر پللی زمین میں انگور کے تخم بودینے سے جسمیں چھوٹی مقدار کی لنگریان موجود ہوتی ہیں۔ پودے نہایت خوبی سے نشوونما پائیں گے پہر حسب ضرورت اگر ان کو منتقل کرنا چاہو تو وہاں سے اُٹھا کر دوسری زمینوں میں انکو منتقل کر سکتے ہو۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ انگور کی کاشت کے لئے میری رائے میں یہ مناسب ہے کہ اس کے تخم مٹی کے پختہ کونڈوں میں بودئے جائیں جو عمدہ زمین کی مٹی سے بہرے ہوئے ہوں چکے پیندے میں ایک سوراخ بھی رہے اور جنکی مٹی میں پُرانی کہا دیھی ملائی گئی ہو۔ بدینو جب کہ ہر ایک زمین انگور کے لئے مناسب نہیں رہتی کاشت کا یہ طریقہ مستحسن خیال کیا گیا ہے جب پودہ درست ہو جائے تو دوسرے سال زمین میں منتقل کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس انتقالی عمل سے درخت کو بہت فائدہ ہو گا اور خوب نشوونما پائیگا۔

(۳) کاشت کا وقت۔ | دوانا یا فلاح کا قول ہے اور بطور کلیتہ عام کے بیان کیا گیا ہے کہ تخم کی کاشت عروج ماہ کے وقت ہونا چاہئے اور قمر میں نقصان پیدا ہونے کے بعد بھی پانچ راتوں تک اسکو اس کام کی اجازت ہے۔

صاحب فلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رائے سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ دوانا یا کے نزدیک قمر آفتاب کے محاذی ہونے کے بعد بھی پانچ دن تک عروج ہی کا حکم جاری رہتا ہے۔ آدم فلاح نے آبپاشی کا وقت بھی وہی مناسب تجویز کیا ہے جسمیں چاند زمین کے اوپر ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے بیان سے کسی باب میں ایک قول دوسرے کا مخالفت پایا جاوے یا ایک کلیتہ دوسرے کلیتہ کی ترمیم کرے تو ناظرین اسکو یہ نہ خیال کریں کہ ہماری پریشان بیانی کا یہ نتیجہ ہے۔ بلکہ ہم نے تجربہ کاروں کے آراء کو جس طرح پایا اُس طرح بیان کر دیا ہے اور بعض کے ساتھ اپنا تجربہ اور اپنا اختلاف یا اتفاق بھی ظاہر کیا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ قدام کے تجربوں کو فلاسحوں کے روبرو رکھ دین۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ جس روز سخت ہوا چلتی ہو خصوصاً سرد ہوا یا سخت سردی پڑتی ہو

یا شالی ہو ا ہو۔ ایسے دن میں کوئی تخم نہ بونا چاہئے اور نہ کسی مقام سے کوئی دخت منتقل کرنا چاہئے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جمعہ یا اتوار کے دن کوئی تخم نہ بویا جائے اسلئے کہ ہم نے اسکی خرابی کو بخوبی آزمایا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اس کام کے لئے مہینہ کے آغاز میں چاند کے نور کی ترقی کا زمانہ پسندیدہ ہے جو تخم اسوقت میں بویا جائیگا وہ اچھی طرح پریسپیلے گا اور پھیلے گا۔ چاند کا نور گھٹنے کے زمانہ میں کبھی کاشت نہ ہونی چاہئے اور دن کی تیسری ساعت سے دسویں ساعت تک کاشت کرنے کا مناسب وقت ہے۔ اُس وقت زمین کی حالت تری اور خشکی میں معتدل رہتی ہے۔

سوانح کہتا ہے کہ اسی کتاب کی اصل درجین کاشت انگور کا عام موسم دکھلایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس باب میں صرف وقت کاشت کے بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا۔

(۳) تخم کا انتخاب اور کاشت کا طریقہ۔ طامشری اور صردایاے کنانی کی رائے ہے کہ تخم انگور کی کاشت خشک اور بڑے دانوں سے ہونی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انگور کے بڑے دانے جگے بیج بڑے ہونے لیکر تین تین یا چار چار دانے ایک ایک گڑھے بوسے جائیں جو خاص اسی غرض سے تیار کئے گئے ہوں۔ سرد ملکوں میں اگر کاشت کے وقت سردی زیادہ ہو تو گڑھوں کو ٹیوں یا بوریوں سے چھپا دینا چاہئے۔ اگر سردی کا موسم قریب الختم ہو تو ٹیوں کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ الفو خاک کی رائے ہے کہ عمدہ قسم کے دانے ہلے انگور سے خشک بیج نکالو۔ اور پھر ۷ دن تک انگور روغن زیتون میں ڈال رکھو۔ اسکے بعد انگور مقام مقررہ میں بودو۔ آدم فلاح نے اس سے اتفاق کر کے کہا ہے کہ اس طریق سے تخم ضائع نہوگا اور پودہ بیماریوں سے محفوظ رہیگا۔

انہیں دونوں استادوں کی رائے ہے کہ مقام کاشت میں چھوٹے چھوٹے گڑھے کھود کر ہر ایک گڑھے میں ۷ بیجوں سے ۱۰ بیج تک مٹی میں دفنا دو۔ اور بقدر کفایت انہر پانی پہنچاؤ۔ پھر چار دن کے وقفے سے دوبارہ پانی دو۔ پھر لگاتار ہر روز آبپاشی جاری رکھو۔ آدم فلاح کہتا ہے کہ ایک نامی اور تجربہ کار فلاح نے مجھ سے ذکر کیا کہ ۲۰ بیجوں کو ایک

گرمے میں گاڑ دینا چاہئے اور اسکے ساتھ مٹی بھی پہر پئے ہوئے جو بھی جو ہوئے ہوئے ہوں ڈال دئے جائیں۔ اور اکثر اوقات میں اُن گرمیوں کو ٹیٹوں کے سایہ میں رکھنا چاہئے اور بعض اوقات میں ٹیٹوں کو دور بھی کرنا چاہئے تاکہ ہوا کا اثر گرمیوں پر پہونچے۔

صاحب فلاحۃ النبیطیہ فرماتے ہیں کہ آدم فلاح نے جس تجربہ کار فلاح کا حوالہ دیا ہے وہ کاماس نہر می ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ علم فلاح کی کتابوں میں جو طریقہ کاشت کا عمدہ بیان ہوا ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ پہلے زریب یعنی خشک انگور کو صاف کر کے اچھی طرح پر اُن کو سکھلا لیا جائے۔ پہر ایک دن اُن کو گرم پانی میں بہگو دینا چاہئے اور دوسرے دن میٹھے پانی میں جوش دیکر سالم پہل جس حالت میں کہ جوش دینے کے بعد بہ گئے ہیں زمین میں بودئے جائیں۔ اور بہت سی مٹی اُن پر ڈال دیجائے اور برابر آبپاشی جاری رکھی جائے۔

مینوشاؤنے اپنا ایک تجربہ بیان کیا ہے جس پر وہ اپنا وفاق ظاہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم انگور کی کاشت تخم سے کرنا چاہو تو مناسب ہے کہ پرانے خشک انگور اعلیٰ قسم کے لوحن پر کئی سال گزر چکے ہوں اور پھر انگور ایک وسیع طرف میں ڈال کر کھلے میدانوں میں رکھ دو۔ اور اُن پر گرم پانی چھڑکا کرو۔ جب ایک دن اور رات یعنی چوبیس گھنٹوں کی مدت میں چند مرتبہ اس طرح پر عمل ہو جائے تو اس وقت اُن میں شکاف دو۔ تاکہ اُنکے تخم نظر آنے لگیں اور پہر بودو۔ شکاف دینے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ روئیدگی میں زیادہ زمانہ نہ گزرے گا۔ اگر کثرت سے کاشت مقصود ہے اور ایک رات دن تک کی مہلت نہیں ہے تو مناسب یہ ہے کہ ان سب کو ایک بار گرم پانی میں اتلا ایک گھنٹہ تک بہگو کر ہر ایک گرمیے میں پانچ پانچ شکاف یا فہ خشک انگور بودو۔ اور اسکے دو یا تین دن کے بعد اُن گرمیوں میں وہ کہا دھوپ چاؤ جبکا بیان کہا وکے باب میں آئیگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ان دردسریوں سے بچنے کے لئے کابل فلاحوں نے شاخوں کے ذریعہ سے کاشت کرنے کو ترجیح دی ہے مگر اعلیٰ طریقہ کاشت کا تخم ہی کے ذریعہ سے مانا گیا ہے خصوصاً اُن فلاحوں کے لئے جنکو کثیر المقدار کاشت مقصود ہے۔ اور جنکے پاس عمدہ تخم موجود ہیں۔

(۵) آب باغی کا بیان - علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ تخم خواہ کوٹے میں بوسے گئے ہوں۔ یا زمین میں انکی آبپاشی بورے کی اڑ سے کرنا چاہئے تاکہ اُسکے صدمہ سے تخم اپنی جگہ سے نہ ہٹ جائیں۔ یا زمین میں بہہ نہ جائیں۔ اگر پانی ہاتھ یا اور کسی ذریعے سے جہر کا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

فلاحون نے بالاتفاق کہا ہے کہ بوسے ہوئے تخم کو صبح اور شام آبپاشی کرنا چاہئے۔ جس دن بالاتفاق پانی برسے البتہ اُس دن جدا آبرسانی کی ضرورت نہوگی۔

(۲) عقل یعنی کاشت بذریعہ قلم کا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی - مصنف کتاب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ انگور کی قلم کاٹ کر لگانے کا طریقہ

بہایت آسان اور بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ اس طریقہ سے بڑے بڑے نتائج حاصل ہوتے ہیں جو شاعین اس طریقہ میں کار آمد ہوتی ہیں جنے اٹکانام ذوات العقب رکھ دیا ہے۔

صاحب فلاحۃ النبیلہ فرماتے ہیں کہ قلم کاٹ کر لگا ہوا درخت بہ نسبت تخمی درخت کے جلد بار آور ہوتا ہے اور اسکے ثمرہ پر فی الجملہ اطمینان بھی ہو سکتا ہے اسلئے کہ جس بڑے درخت سے جنے قلم لیا ہے وہ ہمارے روبرو ہے جسکے ثمرہ سے ہمکو اطمینان ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ کائے ہوئے قلم اکثر جڑیں پیدا کرنے سے پہلے ضائع ہو جاتے ہیں اسلئے ہوشیار فلاح کو انکی نگہداشت میں کامل احتیاط لازم ہے۔ اگر ہوا سرد یا دھوپ سخت ہے تو ان پر ماضی سایہ بہت ضرور ہے۔

(۲) کس عمر کے درخت سے قلم لینا چاہئے - آپ ہی کا قول ہے کہ پڑانے درخت سے قلم نہ لینا چاہئے اور

نہ ایسے درخت سے جسکی عمر چھ سال سے کم ہو بلکہ ایسے درخت سے قلم لو جبکی عمر ۷ سال سے کم اور بیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ جن مقامات پر شاذ و نادر درخت کی جوانی تیس سال تک قائم رہتی ہے تیس سال تک بھی اُس سے قلم لے سکتے ہیں مگر تیس سال سے زائد عمر والے درخت سے ہرگز قلم نہ لینا چاہئے۔ ۶ سال سے زیادہ اور بیس برس کے اندر عمر رکھنے والے درخت کا قلم بہت زوردار

ہوا کرتا ہے۔ ضعیف العمر درخت کا قلم اگر چہ جم جائے مگر ہرگز امید نہ رکھو کہ اُس سے عمدہ اور زودار اور وافر ثمرہ حاصل ہوگا۔

اسی طرح ۶ سال سے کم عمر میں قلم لینا اصل درخت کے لئے تو مضر نہیں ہے لیکن جا ہوا پودہ جو قلم سے قائم ہوا ہے ہمیشہ ناتوان رہے گا۔ اسکی مثال اُس اولاد کی سی ہے جو نو عمر وں کے لطفہ اور نو عمر لڑکیوں کے بطن سے پیدا ہوتی ہے جو ہمیشہ ناتوان اور امراض ضعف میں مبتلا رہتی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبیطیہ نے فرمایا ہے کہ ہماری رائے میں تین اور سات سال کی عمر کے درمیان درخت انگور سے قلم لیا جاسکتا ہے۔ اس عمل میں اصل درخت کو شاخ کے جدا ہونے سے فائدہ حاصل ہوگا۔ ۳ سال کے اندر تو درخت کی جڑیں بالکل نرم رہتی ہیں۔ احتیاط کے ساتھ کام کر کے یہی جڑوں کو نقصان پہنچتا ہے لہذا کسی حالت میں یہ کام ۳ سال سے کم عمر رکھنے والے درخت سے نہ لیا جائے۔ ۳ سال کے بعد سے سات سال کی عمر تک ایک خاص قوت جڑوں میں رہتی ہے جو اُس کے بعد نہیں رہتی لہذا اعلیٰ وقت اور بہترین زمانہ اس کام کیلئے یہی تجویز ہوا ہے۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ بہترین عمر قلم لینے کی چار سال ہے۔ ایسے قلم بہت جلد جم جاتے ہیں اور زیادہ بار آور ہوتے ہیں۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ ادبیر عمر کے درختوں سے قلم یا شاخ کاٹا کر دو اور قلم کاٹنے سے پہلے دیکھ بہال لو کہ اُس درخت کی جڑوں میں کوئی نقص یا عارضہ نہ ہو۔ بلکہ صحیح حالت میں اور اچھی طرح پر مہو لا پھلا ہو۔

قسطوس کہتے ہیں کہ قلم تراشنے کے لئے انگور کا ایسا درخت منتخب کرو جسکے بار کی کثرت اور خوبی پر بہرہ رسد ہو یعنی ایسا درخت قلم لینے کے قابل ہے جو بار آور ہو۔ پہر اُس کے موٹاپے کی صفت پیش نظر رکھو۔ یعنی اُس کا تنہ زبردست ہو۔ پہر عمر کے لحاظ سے متوسط العمر درخت اختیار کرو۔ کیونکہ بڈا اور نو عمر درخت کم بار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متوسط العمر کو ترجیح ہے۔ مؤلف کے تجربہ میں انگور کے وہ سالہ درخت کے قلم ہندوستان میں بہت اچھی طرح جمے

اور بار آور ہوئے۔ پنجسالہ درخت سے خود مولف نے قلم لیے اور اُنکی نگہداشت میں نہایت کوشش کی گئی اور وہ سرسبز بھی ہوئے لیکن دوسرے سال وہ خشک ہو گئے اور اُنکی حالت سے یہ بات ٹپک رہی تھی کہ نہایت ناقوان ہیں اگرچہ مختلف قسم کی عمدہ کہا دون سے اُنکی پرداخت کی گئی۔ لیکن کوئی فائدہ اُنکو نہیں حاصل ہوا۔ مولف کی ذاتی رائے یہ ہے کہ پختہ اور قوی عمر درخت سے قلم لینا چاہئے جسپر کم سنی کا اطلاق نہ ہو سکے۔

(۳) درخت کی کونسی شاخیں قلم لینے کے قابل ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ انگور کی ہر ایک شاخ قلم لینے کے قابل نہیں ہوتی۔ نباتات میں عمدہ اور قوی حصہ وہ ہے جو درمیانی حصہ کہلاتا ہے۔ اسکے سوا اور مقامات مثلاً اطراف اور نیچے کی شاخیں اور وہ شاخیں جو انگور کے ساق یعنی تنہ میں نکل آتی ہیں۔ یہ سب کمزور اور غلیظ اور سخت ہوتی ہیں۔ ان میں یہ قابلیت نہیں ہوتی کہ ان کا قلم دوسرے مقام پر سرسبز ہو سکے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ درخت انگور کے اجزائے بدن سختی۔ نرمی۔ خشکی۔ رطوبت۔ دُبیلے پن اور موٹے پن میں مختلف ہوتے ہیں۔ پس جو شاخ کہ درخت انگور کے موٹے اور سخت تنہ میں نکلتی ہے وہ اپنی اصل کے مزاج پر ہونے کی وجہ سے دوسرے مقام پر لگانے کے قابل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُسہیں قوت نشو و نما کم ہوتی ہے اور اسکے اجزا سخت ہوتے ہیں۔ اطراف کی شاخیں اسوجہ سے ناپسندیدہ ہیں کہ وہ اکثر ضعیف اور غذا کھینچنے کے مقام سے دور واقع ہوتی ہیں۔ درمیانی حصہ ان تمام عیوب سے پاک ہوتا ہے اُسکی شاخیں قوی اور نرم ہوتی ہیں اور غذا بخوبی جذب کرتی ہیں۔ اور نشو و نما کی قوت ان میں بہت زیادہ ہوتی ہے لہذا انہیں میں سے قلم لینا چاہئے۔

جن شاخوں میں بار آوری کی قوت زیادہ ہوتی ہے جسے قلم لینا مفید خیال کیا گیا ہے۔ اُن کے ظاہری علامات یہ ہیں کہ اُنکی آنکھیں قریب قریب ہوں اور کو پلین چکنی اور پھلنے کے مقام سے گتھی ہوئی اور ملی ہوئی اور بلند ہوں۔ اُنکے قلم بہت جلد جھین گے۔ انکا پھل بہت زوردار اور افراط سے حاصل ہوگا۔ ان پر بیماریوں کا اثر بہت کم پہونچے گا۔ برخلاف اسکے جو شاخیں چوڑی

اور سخت اور کھر کھری اور تختل اور ڈھیلی اور دور دور آنکھیں رکھنے والی ہون ان سے پرہیز واجب ہے ایسی شاخون سے قلم لینا اور لگانا گویا محنت کو برباد کرنا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی ایک شکفتہ اور شاخ اب بیل یا درخت میں عمدہ شاخیں ان صفات کی جنکا ذکر اوپر ہوا بہت کم ہو ا کرتی ہیں۔ اور ایسی شاخون کی زیادہ کثرت ہوتی ہے خلی برائی ہم نے بیان کی۔ پس انتخاب کے وقت ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ غور سے کام لے۔

عمدہ شاخیں جنکا ذکر اوپر ہوا ہمیشہ ان آنکھوں سے نکلتی ہیں جو ابتدا میں گوند کے مشابہ ہوں۔ ایسی عمدہ شاخون میں اوپر اور نیچے کی جانب میں پانچ پانچ آنکھیں ہوتی ہیں اور ان کو بھی گوند کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔

وہ آنکھ جسکی مشابہت گوند سے ہو درحقیقت انگور کے اصلی تنہ سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکا تعلق ایک بڑی شاخ سے ہوتا ہے۔ جو بہت سختی سے اپنے نکلنے کے مقام کو چیر کر باہر آتی ہے اسکی علامت ان چہلکون سے دکھائی دیتی ہے جو کچھ دنوں تک اس کے اطراف کھڑے ہوتے ہیں اور پھر چند دنوں میں درخت کے بدن میں بندل ہو جاتے ہیں۔ ایسی اعلیٰ شاخ ہر جانب سے اپنے بنت میں گول شکل پر ہوتی ہے۔ ایسی ہی شاخون سے قلم کا لینا مناسب ہے۔

صاحب فلاحتہ البیطیہ کی رائے ہے کہ ایسی عمدہ شاخون سے جو قلم لئے جائیں وہ ایک سال اور کبھی کبھی اس سے کم و بیش مدت میں نشو و نما پا جاتے ہیں۔ اس مدت کے ابتدا میں بڑی شاخ کے نکلنے کا مقام پہلے گول ہو جاتا ہے اور پھر اُس میں عمدہ شاخون کے نکلنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اُس میں سے شاخیں نکلنے لگتی ہیں۔ اور جب قدر شاخیں اس مقام کے قریب میں نکلتی ہیں وہ سب عمدہ ہوتی ہیں۔ یہی گول مقام ہے جس میں غذا جذب کرنے کی قوت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس میں سے نکلی ہوئی شاخیں زیادہ بار آور اور قوت دار ہوتی ہیں۔ اگر درخت انگور کو زور سے ہلایا جائے تو اسکی غذا اس کے تمام جسم سے جمع ہو کر اُسی گول مقام میں جمع ہو جاتی ہے اور محفوظ رہتی ہے اور ہلانے والے موزی کو ضرر رسائی کا موقع کم ملتا ہے۔ آپ فرماتے

ہیں کہ حیوانات اور نباتات کے تمام بدن میں جو قوت نامیہ ہے اسکا بعض اجزا میں سمٹ آنا ایک دقیق سلسلہ ہے جو زیادہ شرح و بسط کا محتاج ہے جس سے ہم اس موقع پر قطع نظر کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی درخت انگور کی چھوٹی آنکھ میں سے دو شاخیں نکلی ہوئی نظر آئیں تو سمجھ لو کہ یہ شاخ بہت ہی قوت دار ہے اگرچہ اس میں وہ علامات نہ پائے جائیں جنکو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ پس ان دونوں میں سے ایک شاخ کا قلم بغرض کاشت جدا کر لینا مفید ہوگا اور دوسری کو بدستور اسی مقام پر رہنے دینا چاہئے۔ دوسرے سال میں اُس دوسری شاخ کو بھی کاشت کی غرض سے جدا کیا جاسکتا ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی جو شاخیں شمالی جانب ہوتی ہیں اُن میں کوئی خوبی نہیں ہوتی لہذا مناسب ہے کہ انتخاب کے وقت انکو ہاتھ نہ لگایا جائے اور جو شاخیں کسی درخت یا عمارت کے سایہ میں پھیلی ہیں اگرچہ وہ جلد جم جاتی ہیں مگر خرابی یہ ہے کہ اُن میں پہل بہت کم آتا ہے لہذا اُن سے بھی دست کش ہونا مناسب ہے۔

قسطوس کا قول ہے کہ جب تم قلم لینے کے قابل درخت کا انتخاب کر چکو تو اسوقت اسکی ایک ایسی شاخ تجویز کرو جو اعلیٰ اور اسفل حصہ کے درمیان نہ ہو بلکہ وہ متوسط حصہ کی شاخ ہو۔ اور وہ شاخ پچی ہوئی اور سخت یا گہر کھری یا ہلکی اور دُور دُور آنکھ رکھنے والی نہ ہو۔ بلکہ ہموار۔ ہٹوس۔ قریب قریب گرہوں والی ہو۔ ایسی شاخ کا قلم ہمیشہ زیادہ بار لائے گا۔ اسکا ٹہرہ اور ٹہرہ کا شیرہ عمدہ ہوگا اور بہت جلد جم جاوے گا۔

ایک فلاح ہند نے مولف سے کہا کہ درخت انگور کی ہر ایک شاخ کو تم دو رنگ میں پاؤ گے۔ ایک حد تک تو اسکا رنگ تیرگی مائل ہوگا اور اُسی شاخ کا آخری حصہ تیرگی سے پاک بالکل سبز نظر آئے گا۔ اُس شاخ کی بار آدھی ہمیشہ اُسی تیرہ حصہ تک ہوگی۔ سبز حصہ میں نہ پھول آئیں گے اور نہ پہل لگے گا۔ پس قلم تراشنے کے وقت اسکا خیال رکھو کہ تراشیدہ قلم میں وہ تیرہ حصہ کم سے کم بقدر ایک فٹ موجود رہے۔ اگر صرف سبز حصہ تراش لو گے تو وہ جڑ میں تو بہت جلد پیدا کرے گا۔

لیکن اُسکی طبعی ناتوانی اُسکے نشوونما کی مانع رہے گی۔

(۴) قلم لینے اور لگانے کا وقت۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ کا قول ہے کہ جوان درخت سے قلم

لینے کے لئے وقت کی پابندی مفید اور ضروری چیز ہے۔ یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ رات یا دن میں جس وقت جی چاہے قلم کاٹ لیں لہذا مناسب یہ ہے کہ ایسے وقت میں درخت سے قلم جدا کریں جبکہ شرقی ہوا یا شمال و مغرب کے درمیان کی ہوا چلتی ہو۔ کیونکہ یہ ہوائیں شاخیں قطع کرنے اور زمین میں لگانے کے لئے مناسب اور موافق مانی گئی ہیں۔

بعض فلاحون نے شاخوں کے قطع کرنے کے وقت کو محدود کر دیا ہے یعنی رات کی آخری ساعت سے تین ساعت دن چڑھے تک کا وقت اس کام کے لئے مفید بیان ہوا ہے۔

انکا قول ہے کہ درخت انگور سے قلم لینے کے لئے دو موسم تجویز ہوئے ہیں ایک وہ وقت ہے جبکہ خوشنوں پر انگوروں کی ابتدا ہوتی ہے اور دوسرا وقت وہ ہے جبکہ درختوں سے خوشے توڑ لئے جاتے ہیں اور درخت خوشنوں سے خالی رہتا ہے ان دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت میں قلم لینا جائز ہے۔ تجربہ کاروں نے اس بات کو معلوم کر لیا ہے کہ ان اوقات میں شلخ لینے سے اصل درخت کو کوئی ہرج نہیں پہونچتا۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ انگور کی شاخوں کو بڑے درخت سے اکٹریٹ لینے کا عمدہ وقت ہماری رائے میں طلوع آفتاب کے بعد کا وقت ہے جبکہ ہلکی ہلکی دُھوپ کا آغاز ہو۔

مولف کا تجربہ دکن کی آب و ہوا کے لحاظ سے یہ ہے اور ہندوستان کے لئے غالباً وہی موافق ہوگا کہ درخت انگور کا قلم قریب شام جدا کیا جائے تاکہ جب وہ مجوزہ مقام پر لگایا جائے تو رات کا ٹھنڈا حصہ اُسکو آرام پہونچائے۔ سرد مقامات میں علامہ نابلسی کی رائے پر عمل کر نیے غالباً کوئی نقصان نہ ہوگا۔ لیکن دکن یا ہندوستان کے اور مقامات میں غروب کا متصل وقت ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔

علامہ نابلسی نے قطع شدہ قلموں کو زمین میں لگانے کیلئے قمری مہینہ کی پہلی پانچ راتوں کو

مناسب خیال فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس وقت میں لگائے ہوئے قلموں سے ایک قلم بھی بیکار نہ جائے گا اور جب وہ جم جائیں گے تو انکی بار آورنی بہت عمدہ ہوگی مناسب کہ ہر ایک قلم سے جسکو لگانا چاہتے ہو بجز ایک بڑی آنکھ کے باقی چھوٹی آنکھیں ناخن سے مٹا دو۔

(۵) قلموں کا قد۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ اول قلموں کو ایک مناسب مقدار طولانی

میں کاٹنا چاہئے یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ انکی مقدار گز یا بالشت کے اندازہ سے معین کر دیجائے بلکہ اسکا اندازہ اُن آنکھوں کے شمار پر ہونا چاہئے جو اُن میں واقع ہوں۔ بعض قلموں کی آنکھیں قریب قریب ہوتی ہیں اور بعض کی دور دور۔ پس اگر آنکھیں قریب قریب ہوں تو ایسی قلم کی درازی اس قدر کافی ہے کہ جہین آٹھ یا نو یا دس یا بارہ آنکھیں ہوں۔ اگر آنکھیں فاصلہ پر ہوں تو ۶ یا ۸ یا ۱۰ آنکھیں رکھنے والا کٹرا۔ کاشت کے لئے کفایت کر گیا۔ اگر کسی شاخ میں بڑی آنکھ ہو۔ یا کوئی جدید آنکھ نکلی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی باتفاق اور آنکھیں بھی قریب قریب ہوں۔ تو ایسی شاخ کو اُس مقام سے کاٹنا چاہئے جسکی پہلی چہ آنکھیں اسفل شاخ کی جانب اور اس کے بعد اوپر کے حصہ میں بڑی آنکھ اور اس کے اوپر اور پانچ آنکھیں رہیں۔ ایسی شاخ کی مجموعی آنکھیں ۱۲ ہونی چاہئیں۔ جس کے متعلق صغریٰ کی رائے ہے کہ نشو و نما میں مطلق تاخیر نہوگی آپ فرماتے ہیں کہ ایسے قلم کو زمین میں تنہا لگانا مناسب ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ کا قول ہے کہ کاشت کی غرض سے شاخوں کا انتخاب اور اُن کے کاٹنے کا جو طریقہ ہم نے تجربہ کاروں کی رائے اور اپنے ذاتی تجربات کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ اُس میں قلم کی درازی کے متعلق آدم فلاح کے سوا کسی اور نے کچھ نہیں کہا ہے۔ آدم فلاح کی رائے ہے کہ ہر ایک قلم جو کاشت کی غرض سے تراشا گیا ہو۔ دس انچ سے ایک فوٹ تک دراز ہونا چاہئے۔ دوسرے فلاحون نے کہا ہے کہ اگر اس مقدار سے کسی قدر زیادہ لانا بھی ہو تو فائدہ سے خالی نہیں ہے اور سا ہی جرم مقانی کا قول ہے کہ قطع شدہ قلم کی قوت کا مدار اُس کے قدر نہیں ہے بلکہ اُسکی آنکھوں پر ہے جس قدر آنکھیں اُس میں زیادہ ہوں اُسی قدر زور سے وہ نشو و نما پائیگا۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ ان قلموں کا طول موافق درجہ میں ہونا چاہیے چالیس ساٹھ سنتیمر (۱۶-۱۷) انچ سے دو میٹ تک (انکی درازی کافی ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص ہرگز سرسبز نہ ہوگا۔ جو کسی درخت انگور کی دراز شاخ کو درخت سے قطع کر کے اُسکے کئی ٹکڑے بنائے۔ پسندیدہ اور عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جس حالت اور جس قد کا قلم درخت انگور سے کاٹا گیا ہے اُسی حالت میں لگادیا جائے۔

فلاحان ہند اپنے تجربہ کو اسکے خلاف بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس شاخ کو درخت انگور سے جدا کیا ہے بلحاظ اسکے کہ اُس میں تاریک حصہ کم سے کم ایک فٹ کا قائم رہے گا جبکہ بیان اسی باب کے نمبر (۳) پر ہوا ہے۔ مناسب ہوگا کہ اُس قلم کے اوپر کا حصہ بھی تراش دیا جائے تاکہ اُس کا قد دو میٹ سے زیادہ باقی نہ رہے۔ وہ کہتے ہیں اور مولف کو یہی انکی رائے سے اتفاق ہے کہ جس قلم کو ہم جڑوں کے پیدا کرنے کی غرض سے لگانا چاہتے ہیں اُس کا قد کہی زیادہ دراز نہ ہونا چاہئے۔ اسلئے کہ جڑوں کے آغاز سے قبل اُس قلم کی پرورش صرف اُسی رس سے ہوگی جو قطع کے وقت اُس میں موجود ہے۔ نئی غذا کئی دن تک اُس کو زمین سے نہ مل سکے گی پس ایسا قلم جس قدر درازی میں کم اور ہلکا رہے اُسی قدر بہتر ہے۔ بعض فلاحان ہند نے صرف ایک فٹ کا قلم کافی خیال فرمایا ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کی رائے پر غور کرنے سے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپکا مقصد یہ ہے کہ ایک قطع شدہ قلم کے متعدد ٹکڑے کر کے ان سب کو بونا غیر مفید ہے اسلئے کہ اُس قطع شدہ قلم سے درخت پیدا کرنے کے قابل صرف ایک ہی ٹکڑا ہاتھ آسکتا ہے۔ آگے چلکر آپ نے ایک موقع پر بیان فرمایا ہے کہ قطع شدہ قلم سے بونے کے وقت اُس کا بالائی حصہ جدا کر دینے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

مولف کے ایک اوزنگ آبادی دوست نے کہا کہ انہوں نے ایک پنجہ شاخ سے ایک قلم حاصل کیا جن میں نیلگوں حصہ بقدر $\frac{1}{4}$ فٹ تھا۔ پھر اس قلم کے سبب حصہ کو قطع کر دیا۔ اب صرف $\frac{1}{4}$ فٹ

تنگیوں حصہ ہی باقی رہ گیا۔ پہر آپ نے اسکے ۳ حصے کئے اور چاروں حصوں کو جینکا قد ۱۴-۱۵ انچ کا تھا۔ ایک کو ٹڈے میں بودیا اور اونکی نگہداشت کرتے رہے۔ ۲۱ دن میں اُن قلموں میں کو پلون کے آثار نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک ٹکڑے میں دو یا تین انگلیں تھیں۔ آپ ہی کی رائے ہے کہ کوئی ایسا قلم نہیں جم سکتا جس میں کم از کم دو انگلیں نہ ہوں۔

(۶) قاطع کے صفات۔ طامشری کفانی کی رائے ہے کہ درخت انگور سے قلم حاصل کرنے والا یا قلم لگانے والا شخص بول و براز کی حاجت نہ رکھتا ہو۔ اور نہ جذام یا برص کا مرض رکھتا ہو۔ اور نہ اسکے جسم کی کوئی بڑی ٹوٹ کر تیر ہی جڑھی ہو۔ اور نہ وہ واسٹم المریض ہو۔ بلکہ تندرست کم عمر نوجوان شخص کے ہاتھ سے یہ عمل ہونا چاہئے۔ ماسی سو رانی اپنے انگور کے درختوں کو ایسے شخص کے ہاتھوں سے لگانا نہیں پسند کیا کرتا تھا جسکی عمر بیس برس یا زیادہ سے زیادہ تیس برس سے زائد ہو۔ خلا خان عرب کا عقیدہ اور نیز محققین کی رائے ہے کہ ان حدود کی پابندی موثر ثابت ہوئی ہے اور اسکو دلائل سے ثابت کر کے دکھانے میں طول کلام کا اندیشہ ہے۔ لہذا تجربہ کاروں کی نصیحت پر عمل کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔

صاحب فلاحۃ البطنیہ کا قول ہے کہ جس شخص کی قصد لی گئی ہو۔ یا جسکی آنکھوں میں کچھ بیماری ہو۔ اسکے ہاتھ کا کٹا ہوا یا لگایا ہوا قلم جتنا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ مؤلف کہتا ہے کہ آنکھوں کا مریض یا یقین ضعیف البصارت ہوگا۔ اور قصد لیا ہوا شخص یقیناً ناتوان رہے گا۔ پس ناتوانی اور ضعف بصارت کی وجہ سے قطع و برید اور نصب درخت کے جو قواعد اوپر بیان ہوئے ہیں اُن پر احتیاط کے ساتھ عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ اسی قسم کی توجہیں اُن قیود کی نسبت بھی کی جاسکتی ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ پس مقتضائے عقل یہ ہے کہ اگر ان پابندیوں پر عمل کرنا ممکن ہو تو ترک عمل سے عمل اولے ہے اسلئے کہ تجربہ کاروں نے ان ہدایات کو کسی نہ کسی نفع اور فائدہ پر مبنی کیا ہے۔ اگر چیکنا اصول پر اُنکے اسباب و دلائل بیان ہوں تو واقعی اُنکا ایک ضخیم دفتر ہو جائیگا۔ اور اصلی مقصد میں پریشانی لاحق ہوگی۔ تجربہ کاروں کی کوئی

ہدایت یا نصیحت فائدہ سے خالی نہیں ہے اگرچہ اسکے وجوہ بادی النظر میں ہماری سمجھ میں نہ آئیں لیکن اُس پر عمل کرنا کسی حال میں فائدہ سے خالی نہیں ہے بجز خاص وجہ کہ اُس عمل میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ دکن کے ایک تجربہ کار ہندو فلاح نے اپنی اولاد کو مرتے دم یہ نصیحت کی تھی کہ میری لاش کو میرے کہیت میں جلاؤ اسلئے کہ مجھ کو اپنے کہیت سے بڑی محبت ہے تاکہ میری روح اس عمل سے خوش رہے۔ اہل برادری نے اُسکی موت کے بعد اس وصیت پر بحث کی اور اہل قصبہ نے غدر کیا کہ ہندو کے لئے مسان موجود ہے جہاں لاشیں جلائی جاتی ہیں۔ اس وصیت پر عمل کرنے سے عادت قدیمہ میں فرق آئیگا۔ متوفی کے لڑکوں کو تمہیل وصیت پر اصرار تھا گانون کے جو سی نے کہا کہ یہ شگون بد ہے جس سے خاندان کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ جب بحث نے طول کھینچا تو تحصیلدار کے حکم پر تصفیہ قرار پایا۔ تحصیلدار علم فلاحت سے ماہر تھا۔ سفر سخن کو فوراً سمجھ گیا اور حکم دیا کہ متوفی کی اولاد تمہیل وصیت میں غلط ہے۔ جسکے بعد اوسکی لاش اُسکے کہیت میں جلائی گئی اور اُسکے بعد بھی کچھ موتیں واقع ہوئیں۔ جو سی صاحب نے اپنی پیشین گوئی کی داد چاہی۔ اہل برادری نے شور مچایا۔ مگر تجربہ کار فلاح کے جانشینوں نے اپنی واجب التعظیم باپ کی وصیت کے روبرو ایک کی نہ مانی اور اُن لاشوں کو بھی اپنے کہیت میں جلا یا۔ رفتہ رفتہ اس خاندان میں یہی بہگوڑ ہو گیا۔ جب کہیت کی پیداوار میں ترقی نظر آئی تو اہل خاندان متحیر ہوئے اور تمام کا اتفاق اس پر ہوا کہ وہ بڈھا بڑا مقدس شخص تھا۔ اوسکی ہدایت نے برکت عطا کی اور اوسکی روح ہمیشہ اپنے کہیت کی مدد کرتی ہے۔ اگر بڈھا کاشتکار بڈھی کی کہاں اور راکھ کے منافع کو سمجھانے کی کوشش کرتا تو اُسکی ایک نہ چلتی۔ صرف اُسکی وصیت اور اُسکی تمہیل نے ایک بے بہا نفع اُسکے خاندان کو پہونچایا۔ جو لوگ فن فلاحت سے بالکل ناواقف ہیں اگرچہ وہ ذہی علم ہوں ایسی باتوں کو مطلق نہیں سمجھ سکتے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ تلم کو درخت سے جدا کرنے والا ایک ایسا شخص ہونا چاہئے جو انگور کے درختوں کے امراض اور پہل توڑنے کے بعد اُنکی تربیت کے طریقہ سے بخوبی

واقع ہو اور تسلیم تراشتے کے قواعد میں یہی مہارت رکھتا ہو۔ تاکہ ایک چھوٹی غرض کے حاصل کرنے میں بڑا نقصان نہ ہو جائے۔ بسا اوقات قلم تراشتے کی ادنیٰ ہی احتیاطی سے اصل درخت بیمار ہو گیا ہے۔ بعض مقامات پر اس کام کی بے احتیاطی بڑے درخت کی ہلاکت کا باعث ہوئی ہے۔ پس مناسب ہے کہ یہ کام کسی جاہل شخص سے نہ لیا جائے جو حقائق سے واقف نہ ہو۔ اگر ہم کسی شخص کو حکم دیں کہ فلان شخص کو بلا لاؤ۔ اور وہ اسکی تعمیل اس بے دردی سے کرے کہ مطلوب کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لائے تو کیا ممکن نہیں ہے کہ مطلوب کے مفصلوں میں ہرج پہونچے۔ یا شخص مطلوب زمین پر گر پڑے اور اس کے اعضا میں چوٹ آئے۔ سب کچھ ممکن ہے۔ یہ موٹی مثال ہماری نصیحت سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے۔ شاخ کا منتخب کرنا اصل درخت کی حالت سے ماہر ہونا۔ قلم کا اکھیڑنا۔ جڑوں کو بچانا۔ مقام مقطوعہ کی نگہداشت کرنا۔ جدا کئے ہوئے قلم کی خبر رکھنا۔ یہ سب نہایت بزرگ کام ہیں۔ ایک ماہر شخص ہی ان تمام باتوں کا لحاظ رکھ کر کام کر سکتا ہے۔

قسطوس کی رائے ہے کہ قلم تراشتے والا شخص نازک خیال اور نہایت سمجھ دار اور قواعد تراش سے پورا واقف ہونا چاہئے۔ درخت انگور کے تمام کاموں میں یہی کام بہت زیادہ نازک ہے۔ (۷) قلم جدا کرنے کا طریقہ: صاحب فلاحتہ البیطیہ کی رائے ہے کہ اگر کوئی شخص کاشت کیلئے درخت انگور سے قلم حاصل کرنا چاہے تو اسکو لازم ہے کہ تجنبہ شاخ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر چند مرتبہ زور سے بلا دے۔ اسطرح پر کہ وہ شاخ ٹوٹنے نہ پائے۔ بلکہ صرف برائے نام اُمین شکستگی کے آثار پیدا ہوں پہر اس کے بعد اسکو ایک دم جھٹکا دیکر جدا کر لے۔

بعض تجربہ کار فلاحتان عرب کی رائے ہے کہ درخت انگور کے قلم تیز چاقو سے کاٹ سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ محرت کاٹ قائم کیجائے اور پوست کے کسی حصہ میں ٹکاف آنے نہ پائے۔ پہر اس قطع شدہ مقام پر گلے کا گوبر لگادیا جائے تاکہ اسکا رس زیادہ نہ بہنے پائے۔ بینیوشاد کا قول ہے کہ قلم کو اصلی درخت سے اُسی وقت جدا کرو جبکہ اس کے بونے کا مقام اور سامان تیار ہو۔ قلم کاٹنے اور لگانے میں زیادہ عرصہ مناسب نہیں ہے اور اس سے بجز نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

فلاحان عرب و مصر نے تیز چاقو سے قلم جدا کرنے کے مقابل البیڑنے کے طریقہ کو زیادہ پسند کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مفصل کو کئی بار ہلانے کے بعد جب قوت سے کہینچ لیں تو وہ قلم نکل آتا ہے۔ اور جو باریک ریشے اور نسین اُس میں لگی ہوتی ہیں وہ بہت جلد جڑ بن جاتی ہیں۔ اور اس طریقہ سے نشو و نما کا زمانہ بہت جلد آتا ہے برخلاف کاٹنے کے جس میں ایک زمانہ جڑوں کے پیدا ہونے کے لئے درکار ہوتا ہے۔

قسطوس کی رائے ہے کہ کاٹے ہوئے قلم کے دونوں سروں پر تروتازہ گائے کا گوبر فوراً مل دیا جائے۔ اس عمل سے وہ قلم کیڑوں اور موزی حشرات الارض سے محفوظ رہے گا اور رس بھی بہنے نہ پائیکا جو اُس قلم کے حق میں چند دنوں کی غذا ہے۔

مولف کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ قطع شدہ قلم کے ایک سرے پر جو بالائے زمین رہتا ہے۔ زیادہ مقدار میں گوبر لگا کر ایک باریک کپڑا اسپرلیٹ دین اور دوری سے اُس کو مضبوط باندھ دین پھر ایک ہلکا سا گوبر کا لپ تمام شاخ پر چڑھا دین اور جس گڑھے میں بونا مقصود ہے اُس میں فوراً بون دین جس سے قلم محفوظ رہے گا۔

(۸) قلم قطع کرنے کے بعد کس وقت تک کام آسکتا ہے | اسکے متعلق اسی باب کے گوشہ مضامین میں کہیں کہتے ہیں کہ ہوا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ درخت انگور سے قلم کو قطع کرنے کے بعد اس کو مقام مقررہ پر فوراً نصب کر دینا چاہئے۔ قسطوس نے اس کی سخت تاکید کی ہے۔ ابن وحشیہ کسدانی اسکے متعلق خصوصیت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ایسے قطع شدہ قلم کو اُس کے بنت سے علحدہ ہونے کے بعد دوسرے مقام پر لگانے میں تاخیر کرنا نامناسب ہے۔ اگر ہو سکے تو فوراً اُس کو زمین معینہ میں جو درست لگی ہو لگائیں لیکن دو تین گھنٹہ کی تاخیر چند ان مضر نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ایک دن کی تاخیر بھی بھجوری جائز ہو سکتی ہے اس سے زیادہ کہی جائز نہیں ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ قطع سے ایک دن ایک رات اور دوسرے دن کی ابتدائی چار ساعت کے گزرنے کے بعد وہ شاخ بیکار ہو جائے گی۔ اس تعین وقت کا انحصار اس لئے ہے کہ انگور کے درخت میں

بہ نسبت دوسرے درختوں کے حرارت کم ہوتی ہے اگرچہ انگوروں کے درخت باخود ہا ایک دوسرے سے حرارت میں کم و بیش نسبت رکھتے ہیں۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگرچہ درخت انگور کی رطوبت مائے اُسکی اصلی رطوبت کو محفوظ رکھتی ہے لیکن جب کہ اس کا قلم نسبت سے جدا کر کے زمانہ دراز تک رکھ چھوڑا جائے تو اُسکی حرارت جوش مارتی ہے اور پرانگندہ ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے رطوبت مائے خشک ہو کر اصلی رطوبت میں بھی زوال آ جاتا ہے۔ اور اصلی رطوبت کے زائل ہونے سے نشوونما کی طاقت باقی نہیں رہتی۔ اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ جب تک اُس میں نئی جڑیں پیدا ہو کر زمین سے غذا حاصل نہ کرنے لگیں اور سوخت تک اُس قلم کی زندگی کو سنبھالنے والی طاقت ضائع ہونے نہ پائے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی اتفاق کی وجہ سے کاٹے ہوئے قلموں کو کئی روز تک زمین میں لگانے کی نوبت نہ آئے تو لازم ہے کہ اُنکے قطع شدہ مقام پر تر مٹی کے پندے قائم کر کے اُنکو محفوظ کر دیا جائے اور کسی بڑے تہ خانہ میں انگور رکھ دیا جائے۔ جہاں گرمی اور سردی کا اثر نہ ہو۔ ایسے تہ خانہ میں انگور رکھنے سے پہلے پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جائے۔ پھر اُن قلموں کو اُس میں جدا جدا رکھا جائے تاکہ پانی کی رطوبت ہر ایک میں پہنچتی رہے اور ایک سے دوسرے کو ضرر نہ پہنچے۔ بعض فلاحان عرب کی رائے ہے کہ متعدد قلموں کو ملا کر اُنکے پندے قائم کرنا مناسب ہے تاکہ ایک قلم کو دوسرے قلم سے مدد ملتی رہے اور ایک کی رطوبت دوسرے میں اثر کر سکے۔ جب زمین میں نصب کرنے کا وقت آئے تو اُنکی چھوٹی شاخیں اور ڈنڈیاں توڑ دیجائیں۔ اس بات کو خوب سمجھ رکھو کہ جب تک وہ کاٹے ہوئے قلم تہ خانہ میں محفوظ ہوں اُنکی چھوٹی شاخوں اور ڈنڈیوں کو ہرگز نہ چھیرنا چاہئے اسلئے کہ جو رطوبت اُن ڈنڈیوں میں ہے اُسکا وجود قطع شدہ قلموں کے لئے اعانت بخش ہے۔ زمین میں لگانے کے وقت ڈنڈیوں بلکہ پوست کا نکال دینا بھی مفید ہے تاکہ زمین سے جو غذا کم کم حاصل ہو اُس میں سے اُن ڈنڈیوں اور پوست کا حصہ بھی قلم کو نصیب ہو۔

الو خا فلاح کی رائے ہے کہ بڑے درخت سے قلموں کے قطع کرنے کے بعد اگر اُنکے نصب کرنے میں

کسی وجہ سے تاخیر واقع ہو تو اُسی درخت کے ہتلا میں ایک گڑھا کر کے اُنکو اُسمین محفوظ کر دینا چاہئے اور معتدل رطوبت سے اُنکو تر رکھنا چاہئے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ کی رائے ہے کہ اُن قلموں کو ایک ایسے بڑے مکان میں رکھ دینا مناسب ہے جس میں گرم ہوا کا گزرنہ ہو۔ اور اس سے بہتر وہ مکان ہے جس میں ہوا جانے ہی نہ پائے۔ اگر قلم قلیل تعداد میں ہوں تو ایک بڑے شٹلے میں پانی بہہ کر دو گھنٹہ تک اُنکو اُسمین چھوڑ دیا جائے۔ پھر اُس کا پانی اچھی طرح سے نکال کر اُسکی تہ میں مٹی بچھا دی جائے اور پھر اُن قلموں کو یکے بعد دیگرے اُس مٹی میں قائم کر کے بہت سی مٹی اُس شٹلے میں ڈال دی جائے یہاں تک کہ وہ مٹی قلموں کو تمام جوانب سے گھیر لے اور اُنکے تمام اجزاء میں لگ جائے۔

آدم فلاح کا قول ہے کہ جب قلم بونے کے لئے انگور کے درخت سے قطع کئے جائیں۔ تو اُنکے کٹے ہوئے سروں پر کوئی لپک کر دینا چاہئے۔ اس طرح پر کہ انگور کی چھانٹی ہوئی فضول شاخوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اچھی طرح سے اُنکو کوٹھ۔ پھر اُنہیں پُرانی مٹی ملاؤ۔ اور اسکے مجموعے کو اچھی طرح پر خلوطا کر لو۔ پھر اسکا لپ قلموں کے مقطوعہ مقام پر چڑھا دو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ پُرانی مٹی کو انگوری شراب میں ملا کر اُسکو تانبے کے دیگچے میں ڈالو اور اُسمین میں پانی ملا کر پکاؤ۔ جب اسکا توام پتلے شہد کے موافق ہو جائے تو اسوقت قلموں کے مقطوعہ مقام پر اسکا لپ کر دو۔ اس لپ کے اتر سے قلموں کی رطوبت دو مہینہ تک باقی رہ سکتی ہے۔ اس طریقے سے اُنکی حالت لگنے کیوقت تک متغیر نہ ہوگی۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر ایسے مقطوعہ قلم ایک شہر سے دوسرے شہر تک لیجا نا مقصود ہوگا جو مسافت بعید پر واقع ہو تو پتلی لکڑی کا صندوق بناؤ جسکا طول و عرض ۳ فٹ کا ہو۔ اور اُس پر باہر کی جانب ڈامر کا لپ چڑھاؤ۔ اور اسکے اندر کی جانب پانی میں شراب ملا کر چٹک دو۔ پھر ایسے صندوق میں شاخوں کو رکھ دو۔ اور اُن پر رائگ کی رکابیاں دھانک کر صندوق کو بند کر دو۔ صندوق کے بیرونی حصہ میں ڈامر کا لپ اسلئے ہنایت ضرور ہے کہ بیرونی ہوا اُنہیں داخل ہو کر اندر کی رطوبت کو

خشک نہ کر سکے۔ پانی اور شراب کا چہرہ کا واسطے مفید ہے کہ صندوق کی لکڑی اُس چہرہ کا تو کو جذب کر لیتی ہے۔ اور اُسکی طراوت شاخوں کو پہنچتی رہتی ہے۔ رائگ کی رکابیوں سے یہ فائدہ ہے کہ اُسکی وجہ سے کٹے ہوئے درختوں کی رطوبت دیر تک محفوظ رہتی ہے۔ اگر تم یہ چاہو کہ شاخوں کی انگلیں خشک نہ ہوں پائین تو اونکو عیروانا کی شاخوں سے ڈانک دو۔ ابوبکر ابن حشیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے لوگ اس درخت کو لختہ الشیخ اور لختہ الیس کہتے ہیں۔ اسکی تاثیر یہ ہے کہ جب اُسکی شاخیں درخت انگور کے قلموں پر ڈال دیجاتی ہیں تو وہ قلموں کی تروتازگی کو باقی رکھتی ہیں۔

آدم فلاح کہتا ہے کہ جب کبھی ایسا اتفاق ہو کہ انگور کے قلم لگانے کی غرض سے قطع کئے جائیں اور مدت دراز تک مین مین نہ لگائے جائیں اور طول مدت سے اُنکی رطوبت خشک ہو جائے تو اُن کو ۱۲ گھنٹہ تک پانی مین ڈال دو پہر نکالو اور فوراً زمین مین لگا دو۔ اگر ایسے خشک قلموں کو ۲۰ گھنٹہ تک گرم پانی مین ڈال کر پھر زمین مین لگاؤ۔ تو اور زیادہ بہتر ہے۔ گرم پانی مین صرف ۶ گھنٹہ تک ڈال رکھنا ہی کافی ہے۔

ماسی سورانی۔ طاشمری۔ صردایا وغیرہ فلاحین کنعانین کی رائے ہے کہ ان قلموں کی انگلیں خشک ہو جانے کے بعد اُسکا لگانا بے سود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ خشک انگلیوں والے قلم اگرچہ ان تدابیر سے لگ گئے۔ مگر جیسا چاہئے اُسکا نشوونما نہ ہوا۔ اور اُن کو بارہی نہ آیا۔ انگلیوں کے خشک ہو جانے سے انکی حالت ضعیف ہو جاتی ہے اور صحت باقی نہیں رہتی۔ لیکن اس نقصان کو دفع کرنے کے لئے بھی تدابیر سے کام لیا جاتا ہے یعنی ایسے خشک قلم جسکی انگلیں خشک ہو گئی ہوں گرم پانی مین بہگونے کے بعد ایک مقام مین دو دو یا تین تین بلکہ چار چار ملا کر لگائے جاتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی ان مین سے جم جاتا ہے۔ اور تین وہ نقصان جو اوپر بیان ہوا باقی نہیں رہتا۔ اگر سب کے سب لگ گئے تو اُسکا نشوونما نہایت قوت کے ساتھ ہوتا۔ علامہ نابلسی کا قول ہے کہ اگر انگور کے کاٹے ہوئے قلم کسی ایسے ملک کو لیجانا چاہو۔ جسکی

ساف دو مہینہ کی راہ ہے تو فردر ہے کہ اُنکو کسی طرف میں رکھ کر اُنکے نیچے اوپر عمدہ مٹی ڈال دو۔ اور اُس مٹی میں قلموں کو چھپا دو۔ پہر جب منزل مقصود پر پہنچو تو ایک دن اور رات اُن کو پانی میں بہگو کر فوراً زمین میں لگا دو۔ انگور کے قلموں کو قطع کرنے کے بعد تر زمین یا پانی میں اس قدر مدت تک نہ رکھو جو لگانے سے پہلے کو پل نکل آئے کیونکہ کو پل نکلنے کے بعد جو قلم زمین میں لگایا جاتا ہے وہ ہرگز نشو و نما نہیں پاتا۔ رفتہ رفتہ خشک ہو جاتا ہے۔

قسطوس کی راے ہے کہ جن قلموں کو درخت انگور سے کاٹ لینے کے بعد بودینے کا اتفاق ہو تو اُنکو فوراً نرم اور نرم دار زمین میں دفن کر دینا چاہئے یا ہٹیکرے کے طرف میں نیچے اوپر مٹی بچھا کر چھپا دینا چاہئے تاکہ ہوا کے اثر سے محفوظ رہیں اس تدبیر سے دو مہینہ تک قلم خراب نہ ہوگا۔ پہر جب بونے کی نوبت آوے تو ایک دن رات اُنکو پانی میں بہگو کر بونا چاہئے۔

دکن کے ایک پُرانے کاشتکار نے اورنگ آباد کے انگور کے چند کٹے ہوئے قلموں کو ایک بڈل میں باندھ دیا۔ اور اُس بڈل پر ہر طرف سے گائے کا گوبر لگا دیا۔ پہر اُس بڈل کو مٹی کے ٹلوے میں رکھ کر اُسکے دونوں جانب کی چکنی مٹی سے بند کر دیا۔ تیسرے دن جب وہ بڈل کھولا گیا تو تمام قلم تروتازہ نظر آئے جیرت اسپر ہے کہ اُنکے پتے بھی خشک نہ ہونے پائے تھے۔ الغرض جب اُنکے بونے کی نوبت آئی تو اُس نے اُنکو بیٹھے پانی سے دھویا اور پہر اُنکے ایک سرے کو جو بہ نسبت دوسرے سرے کے کسی قدر زبردست ہوتا چاقو سے محرف تراش کر گائے کے تازہ گوبر کے ساتھ فوراً زمین میں بودیا۔ ۲۴ دن میں اُنکے جمنے کے آثار نظر آئے۔ ۱۰ قلموں میں آٹھ قلم اچھی حالت میں دیکھے گئے۔ لیکن دو قلم کو پل نکلنے کے بعد خشک ہو گئے۔ مولف کا خیال ہے کہ یہ نقصان نئے مقام کی وجہ سے عائد ہوا۔

(۹) قلم کے ذریعہ سے کاشت کرینا مقام۔ ماسی سورا فی کی راے ہے کہ اگر فروغ درختان انگور سے شاخ یا قلم لینے کی حاجت ہو تو اول ایک ایسا مقام تجویز کرو جو طبیعت اور خاصیت میں فروغ درختان کی زمین سے مخالف ہو۔ مثلاً سخت زمین میں درخت انگور ہے تو نرم زمین اُن شاخوں اور قلموں

کے لئے تجویز کرو۔ یا اگر درخت انگور زم زمین میں ہے تو شاخ و قلم کے لئے سخت زمین کا انتخاب کرو۔ اسی طرح چکنی زمین کے مقابلہ میں بُہر بُہری زمین اور بُہر بُہری زمین کے مقابل چکنی زمین۔ سرخ کے مقابلہ میں سیاہ زمین۔ پتھر پٹی کے مقابلہ میں کیچڑ والی زمین۔ پہاڑی کے مقابلہ میں میدانی زمین۔ تجویز کرنا چاہئے۔ جب قلم کاٹ لئے جائیں یا کوئٹہ میں انکے پودے تیار ہو جائیں تو انکو محوزہ زمین میں لگانا چاہئے۔ انگور کی طبیعت کا سمجھنا یہ خاصہ پایا ہے کہ اگر وہ ایک مقام میں نشوونما پاتا ہے تو دوسرے مقام کا طالب رہتا ہے۔ بدنیو جب کہ بڑے درختوں کا اس طرح پر نقل مقام کرنا وقت سے خالی نہیں ہے۔ شاخون اور قلموں کے ذریعہ سے اس مقصد کو پورا کرنا چاہئے تاکہ انکی شادابی اچھی طرح رہے۔

کاماس نہری ایک بڑا فلاح گزرا ہے جو بڑا تجربہ کار اور ذی علم تھا اُس کا قول ہے کہ انگور کے قلموں کو سخت زمین میں ہرگز نہ لگاؤ اور ضائع مت کرو۔ اسلئے کہ اُن میں جڑیں پیدا نہ ہونگی۔ پہر وہ فرماتے ہیں کہ سخت زمین کی شناخت کرنے کے لئے یہ طریقہ بہت آسان ہے کہ تم زمین میں تین گڑھے کہو دو جنہیں سے ہر ایک گڑھے کا عمق ڈیڑھ ہاتھ کا ہو۔ اور جس قدر مٹی اُن گڑھوں سے نکلی ہو۔ اُسکو ایک طرف میں جمع کر لو۔ پہر اُس جمع شدہ مٹی کے ہموں کسی دوسری زمین کی مٹی لاؤ جسکی عمدگی پر تمکو بہرہ رسد ہے اور اس نئی مٹی سے اُن گڑھوں کو اچھی طرح پرداب کر بہرہ دو۔ اگر اس نئی مٹی سے کچھ حصہ بچ رہا تو سمجھ لو کہ زیر امتحان زمین سخت مٹی والی ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو چکے تو پہر اُس زمین انگور کے قلم کبھی نہ لگاؤ۔ اگر کچھ مٹی کم پڑے۔ یا برابر ہو جائے۔ تو سمجھ لو کہ وہ زمین انگور کے قلموں کو پرورش کر سکتی ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے قلموں کو تھن جس زمین میں بودیا ہے۔ اُس پر سخت پتھر کے ریزے جا دو۔ اس عمل سے قلموں میں نشوونما بہت جلد شروع ہو گا۔ مگر بڑی اور تازگی جلد حاصل ہوگی۔

صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ انگور کے قلم بونے کے لئے باعتبار آب و ہوا ہند

ایسی زمین مفید ثابت ہوئی ہے جس میں ریتی ملی ہوئی ہو۔ سخت کیوال زمین میں شاخیں کبھی سرسبز نہ ہونگی۔
 مولف کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ انگور کے قلم ہمیشہ مٹی کے پختہ کوٹڈوں میں بوسے جائیں۔ جلدی
 مٹی میں صرف گائے کا تازہ گوبر ملا ہوا ہو۔ اور ان کوٹڈوں کو بونے کی تاریخ سے ۲۰ دن تک آفتاب
 کی تازت سے بچانا چاہئے ۳ مہینہ کے بعد جب پودے نشوونما پانے لگیں تو اس وقت انکو زمین میں
 بودینا چاہئے۔ کوٹڈوں میں انگور کے قلم بہت جلد جمتے ہیں اور ہم بڑی آسانی کے ساتھ کوٹڈوں
 کو دھوپ سے بچا سکتے ہیں۔ بعض فلاحوں کی رائے ہے کہ ان کوٹڈوں کی مٹی پر انگور کے پتے بچا دینا
 چاہئے تاکہ آب رسانی کی رطوبت ہمیشہ باقی رہے۔ مولف کہتا ہے کہ اس طریقہ کا استعمال اون
 مقامات پر ناگزیر ہے جہاں پانی کی سخت قلت ہو۔ ورنہ جڑوں سے تازہ ہوا کو روکنا کبھی مفید نہ ہوگا۔
 دھوپ کی تیزی کے زمانہ میں ان کوٹڈوں کو سایہ دار مقام میں منتقل کرنا بالکل کافی ہے لیکن رات
 میں کبھی ان پر سایہ نہونا چاہئے البتہ سخت ہوا سے انکو بچانا ضرور ہے جس سے قلم ہلنے نہ پائیں۔
 (۱۰) قلم لگانے کے لئے گڑ ہے۔ | انو خا کی رائے ہے کہ قطع شدہ قلموں کے لگانے کے لئے گڑ ہے ایسے
 عمیق بناؤ کہ ہر ایک کا عمق اقلاد دو فٹ سے کم نہ رہے۔ نیز ایسے گڑ ہوں کی تیاری چند دن پہلے سے
 کر رکھنا چاہئے۔ آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ دو فٹ گہرائی سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ قلموں کے
 لگانے کے بعد انکا قد سطح زمین سے دو فٹ گہرائی کے اندر رہے جبکہ یہ مطلب ہے کہ چار فٹ کا
 گہرا گڑ ہا کہو دینے کے بعد دو فٹ کی گہرائی تو ایسی مٹی سے بہرہ دیجائے اور دو فٹ کی گہرائی
 باقی رہے اور شاخوں کا ہتالہ دو فٹ کی گہرائی کے اندر بنایا جائے اس سے یہ نفع ہوگا کہ دھوپ
 کی تیزی کا اثر ان پر کم پہونچے گا اور ہوا کے جھوکوں سے بھی محفوظ رہیں گے ان کی جڑیں عجلت
 سے نکل آئیں گی۔ اور نشوونما شروع ہو جائیگا۔ آپ ہی کی رائے ہے کہ ایک شاخ سے دوسری
 شاخ میں فاصلہ ضرور رہنا چاہئے۔ طامثری کنہانی نے گہرائی سے اختلاف کیا ہے وہ کہتا ہے
 کہ دو فٹ کے گہرے گڑ ہے میں جو قسم قائم ہوگا اُس پر آفتاب کا اثر بہت کم پہونچے گا اور
 اسکی زندگی قائم رہنے کے لئے جڑوں میں دھوپ کی گرمی کا قائم رہنا ضرور ہے۔ اسلئے مناسب

یہ ہے کہ ایک فٹ کی گہری سطح پر قلم کو قائم کریں۔

صاحب فلاحۃ البنطیہ فرماتے ہیں کہ گڑھوں کے عمق کی نسبت بڑا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ گڑھوں کا گہراؤ ایک فٹ اور عرض و طول ایک بالشت کافی ہے اور دوسری جماعت کا قول ہے کہ گہرائی ڈیڑھ فٹ اور عرض و طول چار چار اونچہ مناسب ہے۔ تیسری جماعت نے کہا ہے کہ گہرائی تین فٹ سے کم نہ ہو۔ عرض و طول میں چنداں اہتمام کی ضرورت نہیں جب قدر ضروری ہو کافی ہے۔ چوتھی جماعت کا خیال ہے کہ گہرائی جب قدر ہو عرض و طول بھی اسی قدر ہونا چاہئے۔ آپکی ذاتی رائے یہ ہے کہ اس باب میں کسی ایک کلیہ کا قائم کرنا غلطی ہے۔ ہر ایک مقام کے لحاظ سے جیسا مناسب ہو ویسا عمل کیا جائے اور اسکے متعلق تمام تر تجربہ کار فلاح کی رائے سے کام لینا چاہئے وہ زمینی حالت اور کیفیت کے لحاظ سے حکم دیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ قلموں کے لگانے میں اسکا خیال ضرور رکھو کہ جب قلم لگائے جائیں تو انکی جڑوں تک آفتاب کی گرمی پہنچتی رہے اور آفتاب کی گرمی کا زمین کے عمق تک پہنچنا زمینوں کے طبائع کے اختلاف کیوجہ سے مختلف طور پر ہوتا ہے اسلئے کہ آفتاب کی حرارت کا اثر ایسی زمین میں کم پہنچتا ہے جو نہایت سخت ہو۔ نہایت نرم اور رقیق زمین بھی اس خاص باب میں سخت زمین کے مساوی ہوتی ہے۔ بہرہرہی اور متخلخل زمین میں سخت زمین کے مقابل آفتاب کی گرمی زیادہ پہنچتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ گڑھوں کی گہرائی معین کرنے میں اقسام زمین کو بڑا دخل ہے۔ یعنی دو چیزوں کا مجموعہ گڑھوں کی مقدار کی علت ہے۔ ایک زمین کی طبیعت۔ دوسرے آفتاب کی حرارت۔ تیسری ایک نازک بات یہی ہے۔ جسکا لحاظ تجربہ کار فلاح کو ضرور ہے۔ وہ یہ ہے کہ شاخوں کی خوبی اور طبعی حالت بھی ملحوظ رہے۔ یعنی جس درخت سے شاخیں کاٹی گئی ہیں وہ خوبی نشو و نما میں کس درجہ میں ہے اور مقطوعہ شاخیں اپنے موٹاپے اور پرمغزی اور نیلویں اور لطافت میں کس درجہ میں ہیں۔

اجمدا بن وحشیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے قلموں کو حرارت آفتاب کی حاجت کس قدر ہوتی ہے اسکا

جان رکھنا نہایت ضروری ہے اسلئے کہ گڑھوں کی گہرائی کا تعین اُسی پر منحصر ہے اگر فلوں کی جڑوں اور چوٹیوں پر اندازہ سے زیادہ آفتاب کی حرارت اثر کرے گی تو وہ جگر خشک ہو جائیں گے۔ یا کمزور ہو کر جذب غذا سے عاجز رہ جائیں گے اور جب کہ اُن کو اچھی غذا نہ ملے گی تو اُنکا نشوونما اچھی طرح نہ ہوگا۔ پس مناسب یہ ہے کہ ہر قسم زمین کے اعتبار سے آفتابی حرارت کے نزول کا اندازہ کر کے گڑھوں کی گہرائی کا فیصلہ کیا جائے۔ اُنکی رائے یہ ہے کہ جن زمینات میں حرارت آفتاب کا نزول متوسط درجہ میں ہوتا ہے اُنکے گڑھے ۳ فٹ تک عمیق رکھے جائیں اگر اس درجہ سے زیادہ حرارت ہے تو چار پانچ فٹ کی گہرائی بھی نامناسب نہیں ہے اگر متوسط مقدار سے کم ہو تو دو۔ ڈھائی فٹ کی گہرائی کافی ہے۔

لیکن اگر زمین ایسی قسم کی ہو جس میں ہمیشہ ڈراڑیں اور شقوق رہتے ہیں تو ایسی زمینوں میں پانچ فٹ تک آفتاب کی حرارت نفوذ کر سکتی ہے اور شقوق نہ ہونے کی حالت میں تین سارے تین فٹ سے زیادہ گہرائی میں حرارت کا نفوذ نہیں ہوتا۔

آدم فلاح کی رائے ہے کہ تمام اقسام زمین میں گڑھوں کے لئے ۳ فٹ کی گہرائی ایک معتدل مقدار ہے اور اقل مقدار ڈھائی فٹ اس سے گھٹانا مناسب نہیں ہے اور نہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مینوشاد نے کہا ہے کہ تین فٹ سے زیادہ گہرائی مناسب نہیں ہے۔ خاکر اُن مقامات بارد کے لئے جہاں برت باری ہوتی ہو۔ لیکن گرم شہروں میں چار فٹ تک گہرائی جائز ہے اسلئے کہ ایسے مقامات میں آفتاب کی حرارت زائد ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک تیز نظر فلاح نے کہا کہ مندرجہ بالا اندازہ پر عمل کرنے کے بعد بھی آفتاب کی تیزی کی زیادتی سے پودہ متاثر نظر آوے تو اسکا جبر نقصان پانی سے ہونا چاہئے اور یہ موشیاد فلاح کا کام ہے۔

سوران کے فلاحوں نے گڑھوں کی تیاری میں بہت بڑی بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک مرتبہ گڑھے کاؤ دے جائیں اور پھر دئے جائیں۔ پھر دوسری مرتبہ کچھ وقفہ سے کہو دے جائیں پھر کچھ وقفہ سے تیسری مرتبہ کہو دین اور اُنہیں تسلیم قائم کر دیں۔ اون کا قول ہے کہ یہ عمل عرب

ہے اور اسکی خوبی کا پتہ تجربہ کیا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگلے زمانہ کے فلاح ان گڑھوں کو چہ مرتبہ کہو دے اور بہرنے اور انکے اطراف کی زمین کو متعدد مرتبہ بل چلا کر درست کرنے کے عادی تھے انکی تمام ترکوشش اس بات پر صرف ہوتی تھی کہ زمینی اصلاح اول ہونی چاہئے۔ صاحب فلاحتہ البیطیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے تجربہ نے ہمیں صرف اسقدر اصلاح کی ہے کہ گڑھوں کو ایک دو مرتبہ کہو دکر بہر دینے کے بعد قلموں کو قائم کر دینا چاہئے لیکن اُسکے بعد متعدد مرتبہ یعنی کم سے کم اول سال میں ۷ مرتبہ اُسی ہتھالہ کو زیادہ عمیق کہو دکر بہرتے رہنا چاہئے اس طرح پر کہ جیسے ہوے پودے کو ہرج نہ پہونچنے پائے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس قسم کا گہرائی دوسرے سال بھی چہ مرتبہ کیجائے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب تم قلموں کے لئے گڑھے تیار کرو تو انکو بہرنے کے لئے نصف مٹی تو نہیں گڑھوں کی لو۔ اور نصف باقی کے عوض بالو اور نہروں کی مٹی ملاؤ۔ اس طرح کہ کسی قدر بالو گڑھے میں ڈالو اور پہر اُس پر تھوڑی سی مٹی اور پھر بالو اور پہر نہر کی مٹی اسی ترتیب سے گڑھوں کا وہ حصہ بہر دو جو بہرنے کے لئے کہو دا گیا ہے۔ بالو کے ملانے سے زمین میں ایک قسم کا خلخل رہتا ہے جس سے ہوا داخل ہوتی رہتی ہے۔

اور اگر دریا کے بالو کے عوض چھوٹی کنکریاں نہایت اہتمام سے چنکر مٹی میں ملائی جائیں جنگلی مقدار چنے اور شہدانہ کے برابر ہو تو اور بھی نافع ہے۔

صاحب فلاحتہ البیطیہ نے ماسی سوریانی سے نقل کیا ہے کہ اگر باتفاق اُس زمین میں انگور کے گڑھے کہو دنا چاہو جو انگور کے لئے موافق نہیں ہے۔ جکا بیان گزر چکا ہے تو اس بات کا خیال رکھو کہ اول خندقین کہو دی جائیں پہر ان خندقوں میں پودوں کے لئے گڑھے تیار ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ خندقوں کا عوض مٹے الو سے کم ہونا چاہئے اور مناسب ہو گا کہ کسی حالت میں دو فیٹ سے زیادہ عریض خندق نہ بنائی جائی۔ اور اسی قدر عمیق ہو خندق سے کھلی ہوئی مٹی کو خندق کے دونوں جانب نہ رہنے دو۔ اسلئے کہ سطح زمین سے کناروں کا بلند ہونا غیر مفید ہے پہر ایسی خندق

میں چہ چہ میٹ کے فاصلہ پر دو دو میٹ گہرا گڑھا کھودو۔ اور اسی سلسلہ سے قلم لگاتے چلے جاؤ اور ساتھ ہی جو قلم نصب ہوتا ہے اُسکو پانی بھی دیتے جاؤ۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ گرم ملکوں اور خشک اور ہلکی زمینوں میں گرہ ہے زیادہ عمیق رہنے چاہئیں۔ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ان مقامات میں اگر قلم کا جسم بھی گرہ ہے کے اندر ہے تو زیادہ مناسب ہو تاکہ سرما کی سردی اور فصل کی خشکی کا اثر قلم کو ضائع نہ کر دے اس سے آپ کا مطلب خدق کاشت سے ہے یعنی اول ایک خدق یا دو ٹکا کر یا کھود کر اسکی سطح زیریں میں قلم نصب کریں۔ ایسا قلم جب تک گرہ ہے کے پاس نہ جائیں نہ دکھلائی دیگا۔ پس جنوبی شہروں میں آپ گرہ ہے کی گہرائی کو ۵ سنتیمر کافی خیال فرماتے ہیں جو مادی ہے تقریباً ۲۰۔ انچ کے اور انہیں شہروں کی سرسبز زمینوں میں ۳۰ سنتیمر (۱۲۔ انچ)۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر زمین سرسبز کے ساتھ شیب میں بھی واقع ہو تو اس سے کم عمق بھی جائز ہے۔

(۱۱) قلم کو زمین میں لگانے کا طریقہ۔

مائل اور جھکا ہوا رکھو اور ہرگز سید ہا نہ لگاؤ۔ کیونکہ سید ہے قلم کی جڑیں قوت سے نہیں نکلتیں۔ اور جلد نہیں نکلتیں۔ الوخا کی راے ہے کہ انکا میلان مشرق کی جانب رکھنا مناسب۔ صاحب فضلہ النظمہ کی راے ہے کہ قطع شدہ قلموں کے پتے احتیاط کے ساتھ علاحدہ کر کے زمین میں نصب کرو۔ اور خیالی رکھو کہ پتوں کے نکالنے میں قلم پر کوئی خراش نہ آئے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب قدر قلم لگاے جائیں ان کو متوسط مقدار پر پاٹ دینا چاہئے۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ اُنکے پینڈے کی مٹی کو ہیرون سے نہ دباؤ۔ بلکہ ہاتھوں سے بہرتے جاؤ۔

بعض فلاحون کی رائے ہے کہ ایک گڑھے میں دو دو قلم لگائے جائیں تاکہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔ اور ایک کے ضائع ہونے کی حالت میں دوسرا کام آئے۔ صاحب فلاحۃ البنطیہ فرماتے ہیں کہ ایک گڑھے میں دو دو یا تین تین بلکہ چار چار قلم لگانا مناسب ہے۔ ہر ایک قلم کے کس قدر حصہ کو زمین میں دفن کرنا چاہیے اسکے متعلق اختلاف ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ اتفاق اسپر ہے کہ اقلًا ۳۔ اپنچ سے ۴۔ اپنچ تک قلم کو مٹی میں چھپا دینا چاہئے۔ اور اگر اس سے زیادہ یہی گاڑ دئے جائیں تو کوئی نقصان نہیں ہے۔

لیکن الوخاکی راے ہے کہ قلم مقطوعہ میں جب قدر انگہیں موجود ہوں ان میں سے ایک انگہ کو زمین میں چھپا دینا بہتر ہے اور دوسری انگہ کو سطح زمین پر رکھنا چاہیے۔ اسی قلم سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ قلم کا کس قدر حصہ زمین میں دفن کیا جائے گا اور کس قدر اوپر رہے گا۔

ایک قلم سے دوسرے قلم کا فاصلہ ابتداء سال میں صرف ایک ایک فٹ یا ایک ایک باشت بلکہ اس سے بھی کم کافی ہے۔ جو وقت اسمین جڑیں پیدا ہو جائیں اور انتقالی عمل سے فراغت ہو جائے تو مستقل طور پر اسکو زمین میں قائم کرتے وقت ایک پودہ کا فاصلہ دوسرے پودہ سے اقلًا چار فٹ سے کم نہ رہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ جب قلموں کے لگانے کے بعد وہ تروتازہ ہوتے ہوئے نظر آئیں۔ اور کچھ نئی شاخیں ان میں سے نکل آئیں تو مناسب ہے کہ ان شاخوں کو سخت ہونے سے پہلے چوٹ کر علیحدہ کر دیا جائے مگر انکے چوٹنے اور علاحدہ کرنے میں سختی نہ کی جائے بلکہ نرمی سے کام لیا جائے اور مناسب یہ ہے کہ لوہے و حیرہ کے آلات سے انکو نہ کاٹا جائے بلکہ ہاتھوں ہی سے چوٹ دیا جائے۔ کیونکہ انگور کے پودوں میں لوہا لگانا انکے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ پس لوہے سے احتراز اولے ہے۔

الوخا نے کہا کہ قلموں کو زمین میں قائم کرنے کے بعد انکے پہلو میں ایک لکڑی یا موٹا بانس گاڑ دو تاکہ ان کو اس سے ٹیکارہ ہے۔ اور جب تک وہ نشوونما نہ پانے لگیں انکی جڑوں کو ہوا کے جھونکوں سے نقصان نہ پہونچے اور ٹیڑھی نہ ہوں۔ ان قلموں کو انکے ٹیکے کے ساتھ کچور کے نرم پتوں سے باندھ دینا چاہئے۔ اس طرح کہ انکے تنہ پر اس سے خراش نہ آنے پائے۔ ان قلموں سے جو شاخ بڑھنے لگے اسکو زمین پر گرنے نہ دو اسلئے کہ جو درخت سیدھا رہتا ہے اس درخت کی جڑیں بہت مستحکم ہوتی ہیں۔ اور جو درخت سیدھا کھڑا رہنے کے بعد زمین پر گر پڑتا ہے اسکی جڑیں کمزور

ہو جاتی ہیں اور پہر جڑ پکڑنا اسپر دشوار ہو جاتا ہے۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ ایک باشت کے قد کے قلم کو زمین میں ترجہ طور پر اس طرح سے گاڑنا چاہئے کہ اُسکی دو آنکھیں زمین سے اوپر رہیں۔ اگر قلم اس قد سے چھوٹا ہو تو صرف ایک آنکھ کا زمین سے باہر رہنا ہی کافی ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ گڑھوں میں انگور کے قلم لگانے کے لئے دو طریقوں پر عمل ہو سکتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ جب ایک قلم گڑھا تیار کر دے تو دوسرا مٹی ایک قلم دخت سے لے اور اُسکو پانی میں غوطہ دے کر گڑھے میں جمائے۔ پہر تیسرے شخص اُسکے اطراف میں کھاد پہلا دے۔ اور اُس گڑھے کو پاتا جاسے اور یہی سلسلہ برابر ہر ایک قلم کے لئے جاری رہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب حب عادت جاریہ زمین میں تمام گڑھے تیار کر لئے جائیں اُسوقت ایک دم قلم حاصل کئے جائیں اور لگانے سے پہلے ہر ایک گڑھے میں گوبر یا بھوسے کی تہ بقدر چار انچہ جمالے۔ پہر اُس قلم کو بھگو کر ہر ایک گڑھے کے وسط میں ایک جانب جھکا کر لگاتا چلا جاسے۔ اس طرح ہر کہ اُس سے مثلث کی شکل پیدا ہو سکے قلم کی مجموعی درازی سے ایک ثلث زمین میں دفن ہو اور دو ثلث باہر رہیں۔ اسی قاعدہ سے جب ایک صف ختم ہو لے تو دوسری صف میں کام شروع کیا جاسے۔ گڑھوں کے پائنے میں اسکا خیال رکھا جائے کہ سطح زمین کی بالائی مٹی گڑھے کی تہ میں رہے اور تہ سے نکلنے والی مٹی اوپر کی سطح میں۔ اسی فصل کی اصل اول میں بھی اسکے متعلق ہم نے ہدایت کی ہے کہ ایک صف کے گڑھوں کے بہرنے میں دوسری صف کی مٹی کو کام میں لانا چاہئے یعنی جب ایک صف کے گڑھے تیار ہو جائیں یا صرف ایک گڑھا کھد جاسے تو اُسکی مٹی ایک طرف ہٹا دیجاسے اور جب قلم اُس گڑھے میں جما دیا جاسے تو دوسرا گڑھا کھودیں۔ اور اُسکی مٹی سے پہلے گڑھے کو بہرتے جائیں۔ جب قلموں کی کاشت کا کام ختم ہو جاسے تو مناسب ہے کہ سطح زمین کو مستوی اور ہموار کر دیں کیونکہ زمین کی ناہمواری سے سطح زمین میں پانی کی رطوبت ایک جگہ جمع ہو جاسے گی اور قلموں میں فساد پیدا کرے گی۔

آپ فرماتے ہیں کہ قلم لگا چکنے کے بعد بہت ہی آہستگی سے اُسکے تمام پتے اور چھوٹی چھوٹی شاخیں اگر

کچھ ہون تو ان کو جاکر دینا چاہئے صرف ایک دو کو ملین رہنے دیں یہ کام ممکن ہے کہ قلم زمین میں لگانے سے پہلے ہی کیا جائے۔ ممالک مصر کے بعض علاقوں کی رائے ہے کہ قلم کو سالنامی میں چھپا دیا جائے تاکہ جڑیں جلد پھوٹ آئیں اور اوپر کا حصہ خشک نہ ہونے پائے۔ پہر کچھ دنوں کے بعد اوپر کے حصہ سے مٹی ہٹا لی جائے۔ اس طریقہ سے ان زمینوں میں کامیابی ہوئی جو گرم ملکوں میں واقع ہیں جنہیں خشکی غالب ہے۔

صاحب فلاحہ رومیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے قلم زمین میں گاڑنے والے کو لازم ہے کہ ہر ایک قلم کے دو نوں سروں پر گائے کا تازہ گوبر ملتا جائے اور پہر زمین میں نصب کرتا جائے اور اگر قلم زیادہ دراز ہو تو زمین میں نصب کرنے سے پہلے اُسکے اوپر کا حصہ قطع کر دیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قلم کو محوٹ لگانے کے نسبت قد مانے جو ہدایت کی ہے اُسکو بغویال نہ کرو۔ اس قدر جبکا کر قائم کرو کہ اگر اُسکی نوک سے زمین تک ایک خط قائم کریں تو مثلث بن جائے۔ اس عمل سے جڑیں بہت جلد پیدا ہوتی ہیں۔ جب گڑھے میں قائم ہو جائے تو اُسکے ہتالہ میں چھوٹے چھوٹے پتھر جڑوں میں سما سکیں جادے جائیں اور تھوڑی سی مٹی جو اُس گڑھے سے نکلی ہوئی نہ ہو۔ خشک گوبر میں مخلوط کر کے قلم کے اطراف بہرہ دیا جائے۔ اسکی معتدل گرمی جڑوں کے جلد پیدا ہونے میں مدد کرے گی۔ ہتالہ کے سنگ ریزے جڑوں کو خشک رکھیں گے۔

سود یوں کا قول ہے کہ انگور کے پودے یا قلم کو زمین میں قائم کرنے کے وقت تھوڑا سا قطران اُسکی تہ میں ڈال دینا بلکہ اُسکے پیدے پر مل دینا مفید ہے۔ جسکے اثر سے وہ حشرات الارض کے حملہ اور مڑنے سے محفوظ رہے گا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو قلم بغیر گڑھے تیار کرنے کے صرف زمین میں سوراخ کر کے اُس میں لگایا جاتا ہے وہ اکثر اندھا ہو جاتا ہے یعنی اُسکی آنکھ جو زمین میں دفن ہوئی ہے ضائع ہو جاتی ہے اُس میں جڑیں پیدا نہیں ہوتیں۔ پس اس طریقہ عمل سے احتراز لازم ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ درخت بلوط (سینا سپاری) اور درخت ناسخوہ۔ دونوں کو ملا کر

کوٹ لین پھر اُس کو ٹے ہوئے جسم کو اُس گڑھے میں ڈال دیں جس میں قلم بٹھلایا گیا ہے۔ اسکے اثر سے مختلف عوارض سے قلم محفوظ رہے گا۔ بعض علاقے فن فلاحیت نے مسور۔ پخن۔ ماش۔ اور باتلا کے بہوسوں کو باہم ملا کر انہیں گڑھوں میں ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ جارتے کے موسم میں پودوں کو ان بہوسوں سے بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ بعض فلاحتوں نے ان گڑھوں میں انسانی پیشاب کا ڈالنا تجویز کیا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ درخت انگور کا کوڑا کرکٹ آگ پر گرم کر کے اُس میں سے ہر ایک گڑھے میں ایک ایک مٹی ڈالنا مفید ہے۔

بعضوں کی رائے ہے کہ انگور سے شیرہ نکال لینے کے بعد جو کچھ فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اسکو ان گڑھوں میں ڈالنا چاہئے۔ بعض نے اس رائے میں اس قدر اصلاح کی ہے کہ سفید قسم کے قلموں کے لئے کالی قسم کا فضلہ اور کالی قسم کے قلموں کے لئے سفید انگور کا فضلہ مناسب ہے۔ ان سب تدابیر کا حاصل یہ ہے کہ قلم میں جڑیں جلد پیدا ہوں اور نشوونما میں ترقی ہو۔

قسطوس کی رائے ہے کہ ایک گڑھے میں ایک قلم تنہا نہ لگانا چاہئے بلکہ دو قلم ملا کر لگائے جائیں۔ اور خیال رہے کہ ایک بوٹے قلم کے ساتھ دوسرا پتلا قلم ملا کر لگا دیا جائے اگر دونوں میں نشوونما کے آثار پیدا ہو جائیں تو پتلا قلم کو کسی اور مقام پر منتقل کر دیا جائے اور قوی قلم کو اُسی مقام پر قائم رکھا جائے۔ اسلئے کہ دونوں قلموں کا بحالت بالیدگی ایک گڑھے میں رہنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اور ابتدا میں دونوں کی یکجائی صرف اس مصلحت سے پسند کی گئی ہے کہ ان میں سے ایک بچ جائے۔ اور ایک کا رس جڑوں کے نکل آنے تک دوسرے کی پرورش میں مدد کرے۔

(۱۳) تیار شدہ پودوں کا انتقال مقامی۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جن قلموں کی کاشت

ہمارے بتلائے ہوئے قواعد کی پابندی کے ساتھ کی گئی ہے۔ انکو دوسرے اور تیسرے سال میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلنا بہت مفید ہے۔ جس کیفیت میں ان قلموں کا طرزی مقام ہے وہاں ایک قلم سے دوسرے قلم کا فاصلہ چار چار انچ یا زیادہ سے زیادہ ایک ایک باشت یا ایک ایک

قدم کارہنا کافی ہے۔ لیکن تبدیل مقام کی حالت میں البتہ زیادہ فاصلہ رکھنا مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انوخا و صروا یا نے اس باب میں باخود با اختلاف کیا ہے کہ کس مدت میں قلموں کو ان کے مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہئے۔ ظامشری کفانی فرماتے ہیں۔ اور اسی پر اکثر کا اتفاق ہے کہ قلم لگانے سے ایک برس کے بعد دوسرے سال کے آغاز میں یعنی سال دوم کے چالیس روز کے اندر اس کو اپنے مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہئے۔ ساہی جرم مقامی کہتا ہے کہ یہ انتقالی عمل تیسرے سال مناسب ہے تاکہ اس عرض مدت میں ان کا جھاؤ۔ ان کی قوت قائم ہو جائے۔ دوسرے سال منتقل کرنے سے پورے ناکوان ہو جائیں گے۔ اگر فلاح کو اس کام میں عجلت ہو تو کم سے کم ۱۸ مہینہ کے بعد سال کے درمیانی حصہ میں اون کو ہلانا چاہئے یعنی تبدیل مقام کرنا چاہئے۔ صغریٰ نے کہا ہے کہ کم قوتی سے اندیشہ مت کرو۔ دوسرے ہی سال ان کا مقام بدل دو۔ جو منافع تبدیل مقام میں ملوگا میں وہ کم قوتی کے اندیشہ سے بہت زیادہ قیمتی ہیں۔ کہاؤ وغیرہ سے ان کی پرداخت اور حفاظت کرنے سے کم قوتی بہت جلد دفع ہو جائے گی اور نشو و نما میں بہت ترقی ہوگی۔

آپ کا قول ہے کہ دوسرے سال کے آغاز میں پہلا انتقال اور تیسرے سال کے آغاز میں دوسرا انتقال اور چوتھے سال کے آغاز میں تیسرا انتقال واقع ہونا چاہئے۔ جبکہ بعد پھر نقل مقام کی چندان ضرورت نہ ہوگی اور اس آخری انتقالی عمل میں ایک دوسرے کا فاصلہ ادھین ہدایات کے مطابق رہنا چاہئے جو اسی فصل کی اصل اول میں بیان ہو چکے ہیں۔

انوخا و ماسی سورانی نے خوفناک نا طاقتی کے لئے ایک مجرب عمل بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ درخت بلوہ (جسکو فارسی میں بالوہ اور ہندی میں مینا سپاری کہتے ہیں) کے پہل بقدر کفایت لیے جائیں پھر انکو صاف کر کے باقلہ کی مقدار میں ان کے ٹکڑے کئے جائیں۔ اور ہر ایک ٹکڑا ہر ایک پودے کی جڑ سے متصل دفن کیا جائے۔ ان ٹکڑوں کی تاثیر سے پودوں میں قوت پیدا ہوگی۔ ظامشری نے کہا ہے کہ مٹر کے دانے لیکر صاف کئے جائیں اسکے بعد انکو اوکھلی میں توڑا جائے۔

یہاں تک کہ ہر ایک دانہ کے چار یا پانچ ٹکڑے ہو جائیں تب انگور پودوں کی جڑوں کے اطراف میں چترک دیا جائے۔ پہر اُن پر مٹی ڈال کر اُنکو مخفی کر دیا جائے۔ مناسب ہوگا کہ اُنکے ساتھ بلوطا کے ٹکڑے بھی شریک کر دئے جائیں۔ اگر مٹر کے دانوں کو پیس کر اُنکے آٹے میں کسی قدر گائے کا گوبر ملا کر اور پہر پیس لیا جائے اور اُسکو پودوں کے اوپر چترک کا جائے تو اس سے بھی پودوں میں قوت آئے گی۔ اور قوت آنے کے ساتھ ہی بہت جلد اُنکی روئیدگی شروع ہوگی۔ تقویت کا یہ علاج اس موقع پر اسلئے بیان ہوا ہے کہ تم اس کو نقل مقام کے زمانہ میں کام لے سکو۔

صغریٰ نے کہا ہے کہ ایک حصہ باقلہ کا بہوسہ اور ایک حصہ جو کا بہوسہ اور ایک حصہ جو ار کا بہوسہ اور ایک حصہ سفید انگور کی لکڑیاں جو ریزہ ریزہ کی گئی ہوں۔ اور ایک حصہ گائے کا گوبر۔ ان کو ساوی وزن میں لیکر ملا لینا چاہئے۔ اور پہر اس مجموعہ کو کوٹا جائے۔ یہاں تک کہ باریک سفوف ہو جائے۔ تب اُسکو ان پودوں کی جڑوں میں ڈالا جائے۔ اور اسکے اوپر مٹی کی ایک تہ بچھا دی جائے تو اُن پودوں کو جو منتقل کئے گئے ہوں بہت زیادہ قوت حاصل ہوگی۔ یہ مجموعہ سڑنے کے بعد بہت زیادہ گرمی پیدا کرتا ہے اور اس گرمی سے پودوں کو بہت نفع پہونچتا ہے۔ آپ ہی کی رائے ہے کہ اس مجموعہ کی یہ خاصیت ہے کہ جب اس میں خردل یعنی رائی کے پتے ملائے جائیں تو اُسکی تاثیر سے حشرات الارض یعنی کیڑوں مکوڑوں کا ضرر پودوں کو نہ پہونچے گا۔ اس خاص کام کے لئے رائی کے پتے بڑے درخت پر سے لئے جائیں تو اور بھی بہتر ہے۔

فستوس کا قول ہے کہ بوئے ہوئے قلوں کو تم اُسی وقت منتقل کرنے کا ارادہ کر سکتے ہو۔ جب کہ اُنکے نشو و نما پر بہرہ رسہ ہو جائے۔ انگور کے پودے اس وقت تک قابل اطمینان نہیں ہوتے جب تک اُنکے لئے نقل مقام کا عمل نہ کیا جائے۔ جن پودوں کو کم عمری میں نقل مقام کی نعمت نہیں نصیب ہوئی ہے وہ جوانی میں کبھی عمدہ بار نہ دیں گے۔ اُنکا عمرہ وافر اور پختہ نہ ہوگا۔ یہی تجربہ کیا ہے کہ جن پودوں کو اول اور دوسرے سال نقل مقام کی نعمت نصیب ہوئی ان میں دوسری سال میں بار آوری کے آثار پائے گئے اور غیر منقولہ پودے دراز عرصہ تک بے بار رہے۔

مُولٹ کے تجربہ میں بلحاظ آب و ہوائے دکن دوسرے اور تیسرے سال نقل مقام بہت مفید ہوا ہے یعنی دوسرے سال کے آغاز میں ایک دفعہ اُن کا مقام بدلا جائے اور تیسرے سال کے آغاز میں مستقل مقام پر قائم کر دئے جائیں جسکے بعد پہر نقل مقام کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے مکمل قواعد اصل اول میں بیان ہو چکے ہیں۔

(۱۳) منصوبہ قلموں کی آبپاشی کا بیان | صاحب فلاحۃ البنیطیہ کی رائے ہے کہ جب ایک گھنٹہ دن باقی رہے تو اس وقت سے آدھی رات تک مناسب مقدار میں منصوبہ قلموں کو پانی دینا چاہئے تاکہ وہ اور انکی زمین رات بھر اور چار ساعت دن چڑھے تک پانی جذب کر سکے۔ اگر اس ہدایت پر عمل کیا جائیگا تو آفتاب کی حدت سے اُن کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ پانی کی تری آفتاب کی گرمی کا مقابلہ کرتی ہے اور اُس سے کوئی ضرر نہیں پہونچنے دینی اور جس قدر تمازت کا اثر پانی کی تری پر غلبہ کریگا۔ وہ دوسرے دن کی آبپاشی سے زائل ہو جائیگا۔

(۱۴) قلموں کی کاشت خندقوں میں | صاحب فلاحۃ البنیطیہ فرماتے ہیں کہ جن قلموں میں یہ دستور ہے کہ انگور کے قلموں کی کاشت سطح زمین پر نہیں کیجاتی بلکہ خندقوں کی تہ میں پودے لگائے جاتے ہیں اُس ملک کے قلاہوں کو اسکے بہید سے آگاہ ہو رہنا چاہئے۔ خندقوں کی کاشت عموماً پودوں کے طبائع میں تغیر پیدا کر دیتی ہے۔ اسلئے عموماً یہ طریقہ غیر متحسن ہے۔ خاص ضرورتوں پر البتہ اس طریقہ کو مفید مانا گیا ہے۔ مثلاً اگر ہٹوس زمینوں میں کاشت کا اتفاق ہو جو متخلخل (بہر بھری) نہ ہوں یا کچی زمین ہو تو اُس میں خندقوں سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پودوں کے نصب کرنے کے لئے جو گڑھے کہو دے جاتے ہیں وہ خندقوں میں واقع ہونے کی وجہ سے سخت نہیں ہونے پاتے برخلاف اسکے بالاسے سطح زمین ان گڑھوں میں بہت تھوڑے عرصہ میں سختی پیدا ہو جاتی ہے جس سے دخت کی جڑیں اچھی طرح پر پیلے نہیں پاتیں۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ انگور کے قلموں کی کاشت کا عمدہ اصول یہ ہے کہ اُسکے لئے دراز خندق دو عیث چوڑی اور ڈیرہ فٹ گہری کہو دی جائیں اور اُنکے اندر گڑھے بنائے جائیں جنکا عمق آٹھ انچ

کاہو۔ انہیں گڑھوں میں درخت انگور کے قلم رکھ کر کسی قدر گوبر انہیں ڈال کر مٹی سے انکو پاٹ دیا جائے۔ اور زمین کی سطح کو مہوار بنا دیا جائے اور جبکہ انگور کے قلم جم جائیں تو ایک سال ان پر گزرنے کے بعد انکے اطراف کی مٹی کہو دیا جائے اور زمین کے اوپر حسب درانگی جڑیں پہیلی ہوں ان کو لوہے کی تیز درانتی سے کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ انگور کے درختوں کا خاتمہ ہے کہ ہر جانب انکی جڑیں پہیل جاتی ہیں۔

پہر آپ فرماتے ہیں کہ ان تیار شدہ درختوں کی شاخوں کو جہاں تک ممکن ہو جنوب اور مشرق کی طرف پسلا نا چاہئے اور شمال و مغرب کی جہت سے ان کو پہیر دینا چاہئے جب وہ خوب دراز ہوں گی تو خدقون کے اوپر کی سطح پر پہیلین گی۔

مولف کا خیال ہے کہ یہ طریقہ ان مقامات کے لئے مفید ہوگا۔ جہاں بارش کا اوسط نہایت کم ہو۔ ہندوستان کے ان مقامات میں جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ یہ طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکی سخت ضرورت ہوگی کہ یہ خدقین ایسے مقام پر واقع ہوں جنکی سطح اندرونی پانی کی بخاس موسم بارش میں آسانی کے ساتھ ہو سکے۔ ورنہ زمانہ بارش میں جب ان میں پانی بہر جائیگا تو درخت ضائع ہو جائیگے۔

مولف کو اسکا تجربہ ہے کہ انگور کے درخت ابتدائی عمر میں خدقون میں اچھی طرح پرزورش پاتے ہیں۔ ایک دن کی آبپاشی کا اثر دیر تک رہتا ہے اور آب پاشی میں پانی بہت کم صرف ہوتا ہے اور مرطوب ہوا کا اثر ان کی جڑوں پر بہت کم ہوتا ہے۔ باوجود ان تمام خوبوں کے مولف کا ذاتی خیال یہ ہے اور کاشتکاران دکن کو اس سے اتفاق ہے کہ انگور کے قلموں کی کاشت کو ٹڈون میں سطح زمین پر خدقون کی بہ نسبت زیادہ مفید ہے۔

(۳) ترقید یعنی شاخوں کے ذریعہ سے کاشت کر نیکھا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ درخت انگور سے قلم حاصل کرنے اور اسکو زمین میں لگانے کا طریقہ گزشتہ باب میں بیان ہو چکا ہے۔ اب کاشت کا وہ طریقہ جو شاخوں کے ذریعہ سے مروج ہے سمجھنے کے قابل ہے

جسکو عربوں نے رقید سے موسوم کیا ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ رقیدی عمل میں شاخ کو جو زمین میں دابی گئی ہے اسوقت تک اصل درخت سے جدا کرنا چاہئے جب تک اُس میں جڑیں نہ پہوٹ آئیں۔ عالمان علم فلاحت نے اسکے دو قاعدے بیان فرمائے ہیں۔ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ تنہ درخت کے تمام اجزاء میں جب کہ بہگی ہوئی مٹی اُن پر چڑھائی جائے اور دھوپ سے اُنکو بچایا جائے۔ جڑیں نکل سکتی ہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جڑوں میں جب کہ دھوپ اور ہوا پہونچتی ہے تو اُن سے تنہ پیدا کیا جاسکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہم جڑوں سے تنہ پیدا کر سکتے ہیں اور تنہ سے جڑیں۔

قبل ازیکہ ہم اسکا تفصیلی بیان آغاز کریں مناسب خیال کرتے ہیں کہ درخت کے رس کے دورہ کی کچھ کیفیت لکھیں تاکہ آئندہ کا مضمون آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکے۔ رس کا دورہ اُن اجزاء سے درخت میں جو زمین میں مدفون ہیں۔ بہ نسبت اُن اجزاء سے درخت کے جو زمین سے اوپر ہیں آسانی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مستقیم یعنی سیدھے اجزاء میں بہ نسبت منحنی یعنی کج اجزاء کے رس کا دورہ زیادہ اور جلد ہوتا ہے۔ خاص کر اسوقت جب کہ انحنائینی کجی غیر خلقی ہو یعنی صناعتی سے وہ شاخ جھکا دی گئی ہو۔ ایسی حالت میں دورہ بہت دیر ہو جاتا ہے اور جب رس کا دورہ جھکائے ہوئے مقام پر پہونچتا ہے تو موقع کجی میں ٹھہر کر ٹپکنا چاہتا ہے اور آگے بڑھنے پر مائل نہیں ہوتا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جب یہ حمیدہ اجزاء ہوا کے سامنے ہوتے ہیں تو انکی کجی کے مقام میں کوہلین نکل آتی ہیں۔ پس جب ہم نے شاخ کو ٹیڑھی کر کے زمین میں داب دیا تو رس کا دورہ اُس کجی کے مقام سے جو زمین میں مدفون اور ہوا سے محفوظ ہے خواخواہ رک جائیگا اور نکل پڑے گا۔ اُسی کی پھر ہے جو اُس مقام میں پوست کو چیر کر جڑوں کی شکل میں باہر نکل آتی ہے۔ یہی ایک مادہ ہے جو کہ دھوپ اور ہوا کے اثر سے کوہل کی شکل میں ظاہر ہو کر شاخ بنتا ہے اور دھوپ اور ہوا سے محفوظ ہونے کی وجہ سے زمین کے اندر جڑ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ مقام خم پر شاخ کے پوست میں خفیف ہی ترک پیدا ہونے سے رس کی پھر میں زیادہ مدد ملتی ہے۔ اسی کلیہ سے باغبانوں کے بعض مصنوعی

احمال کی توجہ معلوم ہو جاتی ہے جو کہ سہولت سے جڑیں پیدا کر لیتے ہیں۔ پس مناسب ہے کہ شاخ کے ایک حصہ کو خم دیکر زمین میں دفن کر دیا جائے اور اسکو تمام پتوں اور کوپوں سے خالی کر دیا جائے۔

اس کام کے لئے دو طرح کی شاخیں منتخب کی جاسکتی ہیں۔ ایک وہ شاخیں جو مٹھائے ہوئے کو پہونچکر لکڑی بن گئی ہوں اور سخت ہو چکی ہوں۔ دوسری وہ شاخیں جو ہنوز نرم اور پتوں سے آراستہ ہوں۔ قسم اول کو عربوں نے فروغ خشبیہ کہا ہے اور قسم دوم کو فروغ خشبیہ۔ جو شاخ زمین میں گاڑی جاتی ہے اسکو ہوا لگنے سے کھلا جانے کا مطلق اندیشہ نہیں رہتا کیونکہ وہ اپنے اصل درخت سے وابستہ ہے اور معمولی غذا سے کامیاب۔

عمل ترقید سے نسل بڑھانے کا بہت بڑا فائدہ خاص کر ان نباتات کو حاصل ہوتا ہے جنکے قلم دقت سے جتنے ہیں ترقید کے کئی اقسام اور طریقے ہیں۔

(۲) ترقید کے اقسام۔ | عمل ترقیدی کے عام اقسام دو ہیں۔ (۱) ترقید بسیط اور (۲) ترقید مضاعف ہر ایک قسم کے متعدد طریقے ہیں جنکی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

(۳) ترقید کا زمانہ اور وقت | صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ ترقیدی عمل کے لئے فصل سرما کا آخر حصہ بہت مفید ہے اور یہ زمانہ مخصوص ہے۔ فروغ خشبیہ کی ترقید کے لئے۔ فروغ خشبیہ کے لئے فصل گرما زیادہ مناسب ہے۔

(۴) ترقید کے لئے زمین کا بیان۔ | عمل ترقید کے لئے زمین کا متخلخل ہونا ضرور ہے اگر ایسی زمین نہیں

ہے تو موجودہ زمین کو بالو اور کھاد کے ساتھ مخلوط کر کے درست کر لیں۔ اور یہ درستی صرف اسی مقام پر کافی ہے جہاں شاخ کو دفن کرنا مقصود ہے۔ پھر زمین کو خود رو پودوں اور گھاس سے صاف و پاک کرنا چاہئے اور پھر اس میں آبپاشی کی جائے اور سخت گرمی کے اوقات میں اس میں کسی قدر جو کی بالیوں کا بھوسہ (تبن اسبلہ) بھی بچھا دیا جائے۔ کیونکہ اس میں زمانہ دراز تک رطوبت باقی رہتی ہے۔

(۵) زمانہ ترقید کی آبپاشی کا بیان۔ | ترقید کے زمانہ میں آبپاشی کا اہتمام بہت ضرور ہے۔ یعنی مقام مدفونہ پر دن میں دو چار دفعہ آبپاشی کرنا چاہئے۔ اتفاق سے اگر بارش ہو جائے تو اس دن البتہ آبپاشی کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور جس مقام پر آب پاشی کیجاتی ہے اُسکو آفتاب کی حرارت زیادہ نہ پہنچنے پائے تاکہ آبپاشی کا اثر جلد ضائع نہ ہو۔ مولف کہتا ہے کہ فلاحان ہندلیسے مقام پر پانی بھرا ہوا ایک گہرا قائم کر دیتے ہیں۔ اور اسکے پینڈے میں ایک باریک سا سوراخ کر دیتے ہیں تاکہ اُس سے ہمیشہ پانی کا جریان مقام ترقید پر جاری رہے۔

جو ترقیدات صندوقوں یا کونڈوں میں کیجاتی ہیں ان میں ہوا کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور خشکی بہت جلد آجاتی ہے لہذا ان میں آبپاشی کا خاص اہتمام ضرور ہے جو وقت جڑیں پہنچنے لگیں تو اسوقت مٹی کا خشک ہو جانا بہت مضر ہے۔

(۶) ترقید بسیط کا بیان اور اقسام | (پہلا طریقہ) بقول صاحب حسن الصناعہ ترقید بسیط کی نسبت عربوں نے متعدد طریقے دکھائے ہیں جن میں ایک ترقید بالامالہ ہے یعنی شاخ کو زمین کی جانب جھکا کر اسیں جڑیں پیدا کرنا۔ اگر درخت انگور کی شاخیں زمین سے متصل ہیں یا ایسی دراز ہیں کہ اُنکا آخری حصہ زمین تک خم ہو سکتا ہے تو یہ طریقہ آسانی کام میں لایا جاسکتا ہے کہ زمین میں گڑھے کھودیں اور زم شاخوں کو جھکا کر گڑھوں میں داخل کر دیں اور اُنکو مٹی سے پاٹ دیں اس طرح کہ شاخ کا سرا اوپر رہے اور عمیدہ مقام زمین میں چھپ جائے۔ سطح زمین سے چھ انچ کے عمق میں دفن کر دیا جانا کافی ہے۔ اور نیز چھپے ہوئے مقام پر کوئی سنگیں پتھر کھدیا جائے یا کوئی آٹکڑا لگا دیا جائے تاکہ وہ حصہ زمین سے چھپیدہ رہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو اقسام نباتات منتقل کرنے سے بیمار ہو جاتے ہیں اُنکے لئے ترقید کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انکی شاخ کو ٹڈے و حیزہ میں داب کر جڑیں پیدا کی جائیں۔ کو ٹڈے میں شاخوں کو دابنے میں بھی تجربہ کاروں نے متعدد طریقوں سے کام لیا ہے کو ٹڈے میں شاخ دابی جاتی ہے۔ یا کو ٹڈے کے پینڈے میں سوراخ کر کے نیچے سے پروئی جاتی ہے۔ غرض ہر طرح مختلف طریقے عمل کیا جاسکتے

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ پختہ مٹی سے کوئڈے تیار کرو جتنا منہ چوڑا ہو۔ اور ہر ایک شلخ کے لئے ایک ایک کوئڈا معین کرو۔ پھر اُس شلخ کے منابہ کے مطابق اُس کوئڈے کے پینڈے میں ایک سوراخ کرو۔ جس میں سے وہ شلخ بلاپتوں کے داخل ہو سکے۔ اسکے بعد تجھے شاخوں سے ایک ایک شلخ ایک ایک کوئڈے کے پینڈے سے پرو کر اوپر نکالو۔ اور پھر اُس کوئڈے کو خواہ درخت انگور کے منڈے یا کسی دوسرے مصنوعی چوڑے یا مصنوعی منڈے پر اچھی طرح پرسیدھا جا دو۔ اور اس میں عمدہ قسم کی کھاد ملی ہوئی ہٹی بہر دو۔ اور احتیاط کرو کہ یہ شلخ کوئڈے کے چوٹ پر ہی رہے جب مٹی بہر دیگی تو ہاتھ سے اُسکو اچھی طرح پردا دو۔ اور آب پاشی جاری رکھو۔ تقریباً ۳ مہینہ میں شلخ کے اُس حصہ میں جو کوئڈے کی مٹی میں دفن ہے ہر طرف سے جڑیں پہوئیں گی۔ اس مدت کے بعد کوئڈے کے پینڈے کے نیچے کی جانب سے اُس شلخ کو آبستگی تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دن میں قطع کر دو۔ کوئڈے میں جو حصہ شلخ کا ہے اُسکی تروتازگی میں کسی وقت میں کوئی نقصان پیدا نہ ہوگا۔ پھر اُس کوئڈے کو ایک طرف رکھ دو اور آب رسانی برابر جاری رکھو۔ ایک سال کے بعد یہ پودہ اس قابل ہو جائے گا کہ اُسکو زمین میں قائم کر سکیں۔ جب زمین میں لگا دیا تیار ہو جائے تو اُس میں اُس کوئڈے کو اتار دو۔ اور اطراف سے توڑ کر اُسکی ٹھیکریاں الگ کر لو۔ اور پودے کے اطراف میں عمدہ مٹی جو کھاد ملی ہوئی ہو۔ بہر کر مصنوعی کر دو۔ اس ترکیب سے کوئی شلخ ضائع نہ ہوگی اور ایک سال تک اُس شلخ کی پرورش کوئڈے میں ہونے کی وجہ سے جب وہ شلخ زمین میں بہلائی جائے گی تو نہایت قوت کے ساتھ نشوونما پائیگی

(دوسرا طریقہ) صاحب حسن الصنائع کا قول ہے کہ تر قید لسیط کے دوسرے طریقہ کو خرافیسی زبان میں استلاف کہتے ہیں۔ یعنی جب کسی درخت کی شاخیں زمین سے بہت دوری پر ہوں تو اُسکے بالائی حصہ کی شاخیں تر قید کے کام میں لائی جاسکتی ہیں۔ اس طرح پر کہ ایک صندوق کو مٹی سے بہر کر اُن شاخوں کی جانب بلند کیا جائے۔ اور اُس صندوق کے دونوں جانب دو سوراخ بنائے جائیں تاکہ شلخ ایک سوراخ سے داخل ہو کر دوسرے سوراخ سے خارج ہو سکے۔

مالک مصر میں اس کام کے لئے شیشہ کے چوڑے ظروف بنے ہوئے تیار ملتے ہیں۔ پس انگور کی منتخب شاخ کے پتے اور کوہلین توڑ کر اُسکو پہلے سوراخ سے اُس صندوق میں داخل کر کے دوسرے سوراخ سے اُسکو باہر نکال لینا چاہئے۔ پھر اُس صندوق میں کہا دلی ہوئی عمدہ مٹی بہر دینا چاہئے مناسب ہے کہ صندوق کے اوپر کا حصہ بھی بند رہے اور روزانہ اُس رسانی جاری رکھی جائے۔ صندوق کے اندر دونوں سوراخوں کے درمیان جو حصہ شاخ کا مٹی میں دبایا ہوا ہے اُسکا میلان کسی قدر نیچے کی جانب کر دینا چاہئے تاکہ آسانی کے ساتھ اُس میں جڑیں نکل آئیں۔

(تیسرا طریقہ) موکف حقیر کے تجربہ میں ترقید لپیٹا کا تیسرا طریقہ پہلے دو طریقوں سے زیادہ مفید اور سہل ثابت ہوا ہے۔ جسمیں یہ خوبی ہے کہ ایک مہینہ میں شاخ اس قابل ہو جاتی ہے کہ اُسکو درخت انگور سے جدا کر کے بوسکیں۔ وہ یہ ہے کہ مٹی کا ایک چھوٹا سا لوٹا لوجس میں آدھ سیر پانی سما سکے۔ پھر اُسکے پینڈے میں سوراخ کر کے شاخ کو اُسکے نیچے سے اُسیں داخل کرو۔ جب اُس لوٹے کے مٹے میں سے وہ شاخ بقدر دوہیٹ باہر نکل آئے۔ تو لوٹے میں عمدہ قسم کی مٹی بہر دو۔ جسمیں گلے کا گوبر اور روغن زیتون کی دردی ملی ہوئی ہو۔ اور ایک ڈوری کے ذریعہ اُس لوٹے کو دونوں جانب سے بڑی میل کے ساتھ باندھ دو۔ اس تدبیر سے نہ اُسکے لئے صندوق پر جانے کی ضرورت ہوگی۔ اور نہ کوئی مارضی چہرہ بنا نا پڑیگا۔ پھر اُس لوٹے کے اوپر کی جانب شاخ داخل شدہ سے ایک مضبوط ڈوری کا سلسلہ قائم کرو۔ اور اُسکو ایک ایسے گہڑے سے ملا دو جو صندوق کے کسی بلند مقام پر قائم کیا گیا ہو۔ جسکے پینڈے کی سطح اُس لوٹے سے بلند ہو۔ پھر اُس گہڑے کے پینڈے میں ایک باریک سا سوراخ کر کے اس ڈوری کو گہڑے کے نیچے سے اُس سوراخ میں پرو کر گہڑے کے اندر کسی پتھر یا لکڑی کے ٹکڑے سے باندھ دو۔ تاکہ ڈوری اُسکے ذریعہ سے گہڑے میں اڑی رہے۔ اسکے بعد اُس گہڑے میں پانی بہر دو۔ اس پانی کا ایک ایک قطرہ ڈوری کے ذریعہ سے اُس لوٹے میں پہنچتا رہے گا۔ جسمیں شاخ قائم ہے اور شبانہ روز اس پانی کا قحط جاری رہے گا۔ جب گہڑا خالی ہوتا ہوا نظر آئے تو اُسیں پانی بہر دیا کرو۔ تجربہ سے

ثابت ہوا ہے کہ ایک بڑے گہرے کا پانی ایک ہفتہ تک ایسے تقاطر کے لئے کافی ہوتا ہے گو یا ایک ہفتہ تک فلاح کو آبِ رسانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تقاطر متصلہ کا یہ اثر ہو گا کہ ایک مہینہ میں شاخ بالکل تیار ہو جائے گی جسکو قطع کر کے دوسرے مقام پر بوسکتے ہیں۔ ہر ایک موسم میں یہ طریقہ مفید ثابت ہوا ہے۔ مولف کی رائے میں البتہ اسکی ضرورت ہو کہ اُس مٹی کے لوٹے میں جو حصہ شاخ کا مٹی میں دبایا جاویگا۔ اُس کا پوست کسی تیز پتھر یا کُنڈ چاقو سے گھس دیا جائے۔ اور اُس پر گائے کے گوبر کا لپ بھی چڑھا دیا جائے جسکے اثر سے جڑیں بہت جلد پیدا ہونگی اگر بڑا گہرا اُس لوٹے کے متصل ایک ہی فٹ کے فاصلہ سے کسی قدر بلندی پر قائم رہے تو کافی ہے۔ احتیاط صرف اسی قدر درکار ہے کہ اُسکے پینڈے کے سوراخ میں ڈری پہنی ہوئی سہاگہ پانی زیادہ نہ نکل جائے یہ طریقہ تمام اور طریقوں سے مفید ثابت ہوا ہے۔ بخصوص اسلئے کہ شاخ بہت کم مدت میں تیار ہوتی ہے۔

(چوتھا طریقہ) صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ ترقید بسیط کا چوتھا طریقہ ترقید باللف ہے جسکو عربوں نے بہت پسند کیا ہے۔ یعنی درخت کے تنہ کو زمیں سے کسی قدر بلندی پر اطراف سے تراشو۔ پھر اس تراشہ مقام تک مٹی چڑھا کر ایک ٹیلہ کی شکل بنا دو۔ چند ہی روز میں تم دیکھو گے کہ اُسکے اطراف بہت سی کوپلین نکلیں گی اور شاخیں بن جائیں گی اور جب وہ بلند ہو جائیں تو ہر ایک کو تنہ سے جدا کر لو۔ ایسی ہر ایک شاخ میں جڑیں موجود ہونگی۔ اس عمل کو فصل بہاری میں کرنا چاہئے۔ آنے والی فصل خریف تک یہ نئی نکلی ہوئی شاخیں اس قابل ہو جائیں گی کہ انکو بڑے درخت سے علاحدہ کر لیا جائے۔

(پانچواں طریقہ) آپ ہی کا قول ہے کہ ترقید بسیط کا پانچواں طریقہ ترقید بالبخور ہے۔ مناسب ہے کہ انگور کے بڑے درخت کی جڑوں سے مٹی ہٹا دو۔ اور پھر جڑوں کے سروں کو کاٹ دو۔ یا ان پر کچھ فاصلہ سے زخم لگا دو۔ یا انکو چیر دو۔ پھر اسی حالت میں ہوا کہانے کے لئے چھوڑ دو۔ تا آنکہ شقوق یا مقطوع مقامات پر آنکھیں پیدا ہو جائیں۔ جسے کوپلین پہوٹ نکلیں گی۔ پھر

اُن کو پلون کو مٹی میں اچھی طرح چھپا دو۔ جب ان مدفونہ کو پلون میں بقدر کفایت جڑیں نکل آئیں تو اسوقت انگور اصل درخت سے جدا کر لو۔ یہ عمل اوائل فصل بہار میں اولے ہے۔ یہ وہ وقت ہے۔ جن میں درخت کا رس بلند کی طرف جانا شروع کرتا ہے۔

(۷) ترقید مضاعف کا بیان۔ مصنف حسن الصنائعہ فرماتے ہیں کہ نباتات کا خاصہ ہے کہ جب انکی شاخ میں عمل ترقید کیا جاتا ہے تو اس شاخ کے مدفونہ حصہ کے اُس مقام پر جو توسی شکل قائم کرنے کی وجہ سے جھکا ہوا ہوتا ہے۔

جڑیں پہوٹ آتی ہیں۔ بعض وقت اسکی ضرورت واقع ہوتی ہے کہ شاخ کے مدفونہ حصہ پر مختلف شکل کی ٹانگیان لگائی جائیں جن میں کچھ دنوں کے بعد آسانی سے جڑیں پہوٹ آتی ہیں پس اس عمل کا نام عربوں نے ترقید مضاعف رکھا ہے جسکے متعدد طریقے ہیں۔

(۱) ترقید بشق حلقی (آپ ہی کا قول ہے کہ جس شاخ میں ترقید کا عمل کرنا چاہو۔ اُس میں پھری کی نوک سے حلقہ کی شکل میں قریب قریب زخم لگاؤ جسکا مجموعی عرض پانچ سے زیادہ نہ ہو۔ پھر اُس شاخ کو جیسا کہ ترقید بسیط میں بیان ہوا ہے خم دیکر اُس زخمی حصہ کو زمین میں دفن کر دو۔ خیال رہے کہ شق حلقی کا عمل شاخ کے مدفونہ حصہ کے وسط میں واقع ہو۔ اس عمل سے بہت جلد زخم کے اوپر کے کنارہ پر آنکھ پیدا ہو جائے گی۔ جس سے متعدد جڑیں پہوٹیں گی۔ نیز خیال رکھو کہ شاخ کا یہ زخم موجودہ کو پل کے کنارہ سے متصل رہے۔ مگر میں اس طریقہ کا زیادہ رواج ہے۔

مولف کی رائے میں اس عمل کو ترقید مضاعف کہنے کی وجہ یہ پائی جاتی ہے کہ اس عمل سے ہر ایک شاخ سے دو تیار شاخیں حاصل ہوتی ہیں۔ جسکا تجربہ مولف لے کیا ہے۔ یعنی جب شق حلق کے عمل سے حصہ مدفونہ میں کثرت سے جڑیں نکل آئیں تو اسوقت ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ جڑیں نکلے ہوئے حصہ کو بیچ سے کاٹ دے۔ پس ایک حصہ جڑوں کا تو اس ٹکڑے کے ساتھ لگا رہے گا جسے بڑی شاخ کو ختم کیا ہے اور دوسرا حصہ جڑوں کا اُس حصہ شاخ کلان سے متعلق ہو گا جو بڑے درخت سے چسپیدہ ہے پھر اُس بڑی شاخ کو زمین سے دو فیٹ چوڑ کر کاٹ دینا



چاہیے جس سے دوسری تیار شاخ حاصل ہوگی۔ تصویر جارٹھ سے ہمارا مطلب

آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ سرج وہ مقام ہے جس سے درخت انگور کی

شاخ جھکائی گئی اور اُسکو کمافی شکل میں خم دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس شاخ کا

سرا ب پر ختم ہوا ہے۔ الف وہ مقام ہے جس میں شق حلق کا عمل ہوا ہے جس میں جڑیں پہوٹی

ہیں۔ پس اگر مقام الف کو درمیان سے قطع کر دیں تو نصف جڑیں ب کے ساتھ رہ جائیں گی

اور نصف دیگر ج کے ساتھ۔ پہر اس کو اُس مقام سے کاٹ دیں۔ جہاں پر حرف ج قائم ہے

اس طریقہ سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ ایک شاخ اور ایک عمل سے دو پودے حاصل ہوں گے

یہی وجہ ہے کہ عربوں نے اسکو تر قید مضاعف کہا ہے۔

(۲) تر قید بشق مستطیل (بقول صاحب حسن الصنائع) دوسرا طریقہ شق مستطیل کا ہے یعنی شاخ

مدفونہ کے وسط میں اسفل سے اعلیٰ کی طرف دراز زخم لگایا جائے۔ خیال رہے کہ زخم کی انتہائی

حد کو پہل سے قریب ہو۔ پس زخم کے کناروں پر آنکھیں بنکر کثرت سے جڑیں نکلیں گی۔ اور اسی

ایک شاخ سے دو پودے حاصل ہوں گے جیسا کہ قسم اول میں سمجھایا گیا ہے۔ بدینوجہ کہ شق

مستطیل بھی تر قید مضاعف کی قسم ہے اس عمل میں بھی دو شاخیں تیار ہوں گی۔

(۸) تر قیدات کے متعلق ضروری ہدایات | صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ جب کہ تر قیدات میں بقدر

ضرورت جڑیں نکل آئیں تو انگور اصل درخت سے جدا کر دینے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ باین

طور کہ جس مقام سے وہ شاخیں زمین یا کوٹے میں داخل ہوئی ہیں یا اُس مقام سے جھکا کر بھی

بیان گزشتہ ابواب میں ہو چکا ہے۔ باہستگی قطع کرین یا بتدیج دو چار دن میں اُسکو کامل طور پر

کاٹ لیں۔ پہر جدا کرنے کے بعد اُس شاخ کو کچھ دنوں تک سایہ میں ہوا سے محفوظ رہنے دیں اور

آب پاشنی احتیاط کے ساتھ برابر جاری رکھیں۔ جب اس میں نئی شاخیں نکلنے لگیں تو اُس وقت

انگو مقام مقررہ میں منتقل کر سکتے ہیں۔

(۴) تطعیم یعنی پیوند کے ذریعہ سے کاشت کر نیکا خاص بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب حسن الصناعت فرماتے ہیں کہ پیوند اور آنکھ جانے کو عربوں نے تطعيم کہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تطعيم کا طریقہ دراصل اُن نباتات کے لئے ایجاد ہوا ہے جنکی نسل تخم کے ذریعہ سے نہیں بڑھتی۔ لیکن جب اُسکے فوائد ظاہر ہونے لگے تو اُن نباتات کے لئے بھی مستحسن قرار پایا۔ جنکی نسل تخم یا ترقید کے ذریعہ سے بھی بڑھ سکتی ہے۔ لفظ تطعيم - طعم سے ماخوذ ہے جسکے لغوی معنی مزہ کے ہیں اور اصطلاح فلاحیت میں طعم زندہ نبات کا ایک ایسا جزو ہے کہ جب اُسکو دوسرے نبات پر رکھا جائے تو وہ اُسکے شاخہ ہو کر نشو و نما پائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس باب کو پڑھنے سے پہلے چند اصطلاحات کے معنی سے واقف ہو رہنا بہتر ہے جس سے اُنہذہ مضامین کے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

(۱) مطعم۔ وہ پودہ ہے جس پر تطعيم کا عمل جاری ہوتا ہے۔ یعنی وہ حرر کہنے والا پودہ جسکی شاخ سے کسی اور درخت کی شاخ کا پیوند لگاتے ہیں یا وہ پودہ جسکے تنہ یا شاخ میں کسی اور درخت کی آنکھ جاتے ہیں۔

(۲) مطعم علیہ۔ وہ درخت ہے جس سے شاخ یا آنکھ لیتے ہیں گو یا وہ ایک طفیلی شاخ اور آنکھ ہے جسکی زندگی دوسرے درخت کی جڑوں پر منحصر ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ آلات تطعيم سے واقف ہو رہنا بھی ضرور ہے جسکے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ ایک ایسے فلاح کو جو تطعيم کا عمل کرنا چاہتا ہے۔ اول آلات و ادوات کو فراہم کر لینے کے بعد اس کام کا ارادہ کرنا چاہئے۔ اور کم سے کم سامان حسب ذیل ہونا چاہئے۔

(۱) سکیں التطعيم۔ یعنی وہ چھوٹی سی چھری جسکا پہل کسی قدر گول ہو جس میں ایک لکڑی یا ہڈی یا دانت کا دستہ لگا ہوا ہو۔ یہ چھری اگر لوہے یا فولاد یا کسی دھات سے نہ بنی ہو تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ اسکا کام صرف پوست کے اُٹھانے کا ہے۔ اگر اسکی تیزی سے زخم گہرا ہو جائیگا تو مائیت کا مادہ تلف ہو جائیگا۔ مؤلف کہتا ہے کہ صناعتان یورپ نے اس خاص کام کیلئے ایک خاص قسم کا چاقو بنایا ہے جس سے عمدگی کے ساتھ کام چل سکتا ہے۔

اُس کا استعمال کریں۔ زیادہ گرم استعمال کرنے سے درخت کا پوست جلنے کا اندیشہ ہے جس سے تطہیم میں نقصان پیدا ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ تمام آلات و ادوات تیار رہیں تو اُس وقت تطہیم کا عمل شروع کرنا چاہیے۔

(۲) تطہیم کے شروط۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ تطہیم کا عمل انہیں دو بنات میں

مفید ثابت ہوا ہے جنہیں باخود ہا مناسب ہو یعنی یا تو ایک ہی خاندان کے دو لون درخت ہوں یا کچھ تعلق باعتبار خاص ان دو لون میں ہو جس سے مناسب صفاتی مراد ہے۔ اگر ان شروط سے ایک ہی شرط نہ پائی جائے تو تطہیم میں کامیابی نہ ہوگی۔ علم بنات نے بنات کے خاندان اور موافقت اور محبت اور صفات کی شرکت کو بیان کر دیا ہے۔ جس سے شوق رکھنے والے فلاحول کو واقف ہو رہنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس مناسب کا ذکر پہلے اوپر کیا ہے اُس سے مناسب اجزاء قوی مراد ہے نہ مناسب اجزاء ضعیف۔ اور صفات سے صفات طبعیہ مراد ہیں۔ یعنی دو لون کے صفات طبعیہ میں شرکت لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنات خشبی (جس میں مثل لکڑی کے سختی ہو) کی تطہیم بنات حشیشی (جس میں مثل گہاس کے نرمی ہو) کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ دو لون ایک جنس اور ایک نوع کے ہوں۔ اگر ان دو لون کی تطہیم نہایت اہتمام اور تکلف سے ہی کی جائے۔ اور بظاہر جم بھی جائے تو چند ہی روز میں ہوا کے اثر سے بنات حشیشی جبکا وصل خشبی سے ہوا ہے جدا ہو کر ٹوٹ جاوے گی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ تطہیم کے لئے جو پودے منتخب کئے جائیں وہ قوی ہوں اور نمو حاصل کرنے کے قابل نظر آئیں مطہم اور مطہم علیہ میں نمو کی مناسب بھی مد نظر رہنا چاہیے۔ مطہم علیہ کی جس شاخ کو مطہم سے ملانا چاہتے ہو۔ ان دو لون کا جسم موٹا پیے میں قریب قریب رہے۔ اگر ایک شاخ اب مطہم علیہ کا پیوند کسی کمزور یا بیمار مطہم سے ملاؤ گے تو پیوند مل جانے کے بعد بھی نشوونما کی امید

نہ رہے گی۔

قوت نامی کا قول ہے کہ تطعیم کی ہر ایک قسم میں اس امر کا لحاظ رکھو کہ مقام تطعیم میں ہوا کا گزر بکھل نہ ہونے پائے اور وہ مقام خشک نہ ہو جائے اور اس خاص غرض کے لئے روغن زیتون کا اُس پر چسکا تے رہنا نہایت مفید ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے پیوند کے لئے فلاحان قدیم نے چند امور کو مشروط گردانا ہے اور کہا ہے کہ عمل تطعیم میں اسکا اثر ضرور ہے۔

پہلی شرط۔ یہ ہے کہ جس درخت میں پیوند لگایا جائے اسکے اطراف عامل فلاح کو چند بار چکر لگانا چاہئے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پیوند لگانے سے پہلے عامل فلاح کو اپنی مرغوب زوجہ کے ساتھ ہمکام اور ہم بستر ہونا چاہیے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ پیوند لگانے والے فلاح کی طبیعت پر اطمینان اور فرحت اور انبساط رہے۔ مولف کے ایک کرمفرمانے ان تینوں شرطوں کو پڑھ کر مضحکہ اڑایا۔ اتفاقاً ایک عرب صاحب بھی اُس جلسہ میں تھے جنہوں نے اس مضحکہ پر اپنا افسوس ظاہر کیا اور فرمایا کہ ذی علم فلاحان قدیم کی عادت تھی کہ اصولی ہدایات کی نسبت علمی طریقہ پر بحث کرنے اور دلائل و براہین سے کام لینے سے زیادہ اس طریقہ کو پسند کرتے تھے کہ روزمرہ آسان باتوں میں اسکے فوائد کا اظہار کریں۔ وہ سمجھتے تھے کہ ماہران علم کی قداد عام فلاحوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے اگر طرزیان عام گروہ کی سمجھ میں نہ آیا تو اسکی افادت محدود رہے گی۔ ذی علم لوگ جو اس فن سے واقف ہیں ہمارے مقصد کو خوب سمجھ جائیں گے کہ ہمارے یہ ہدایات کن اغراض اور کن مصلح پر مبنی ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ علامہ نابلسی کا یہ ارشاد کہ فلاح کو عمل تطعیم سے پہلے چند بار درخت انگور کے اطراف چکر لگانا چاہئے محض اس لحاظ سے ہے کہ وہ درخت کو ہر طرف سے دیکھو بہاٹے

اگر انھیں کسی مرض کے آثار پیدا ہوں تو فلاح کو اُس پر اطلاع حاصل ہو۔ اسلئے کہ مریض درخت سے پوند لینا غیر مفید ہے۔ اکثر فلاح اس کلمہ کو جانتے ہیں لیکن درخت کی بیماری پر او کو سرسری نگاہ سے استدراطمینان نہیں حاصل ہو سکتا جب تک کئی بار وہ اُسکے اطراف و جوانب پر نگاہ نہ کر لیں اگر علامہ نابلسی چکر لگانے کے بہید کو ظاہر کر دیتے تو خود پسند۔ غیر محتاط۔ کاہل الوجود فلاح صرف اپنی ایک نظر کے بہرہ پر اکتفا کرتے اور بااوقات اُنکی بے احتیاطی اُنکو نقصان میں مبتلا کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ نے ایک ایسی شرط لگا دی جس پر معمولی فلاح بڑے شوق سے عمل کرتے ہیں۔ بعض تو اسکو ٹوٹکا سمجھتے ہیں اور بعض اپنے خیال کے مطابق فال نیک جانتے ہیں۔ اور بعض صرف علامہ کی ہدایت پر اکتفا کر کے تعمیل حکم پر مجبور ہوتے ہیں اور اس ضمن میں اُنکو ایک بڑے مقصد پر عبور ہو جاتا ہے جسکی سخت ضرورت ہے۔

پہر آپ نے فرمایا کہ دوسری شرط پہلی سے زیادہ پر معنی ہے۔ اسلئے کہ عمل تطہیر بہت ہی نازک عمل ہے جس میں فلاح کو زور آزمائی اور کرخئی کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔ اگر مولانا نابلسی اس بہید کو ظاہر کرتے تو خزانہ فلاح جسکے رگ و پے میں ہمیشہ کیتوں کی درخش سے خون کا دورہ تیز رہتا ہے۔ کوشش کے ساتھ یہی نزاکت سے کام نہ لے سکتے۔ پس اگر علامہ نے ایک ایسی ہدایت کی جو ہم خرام و ہم ثواب کا مصداق ہے تو کو فساگناہ ہوا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی جسکی ہدایت علامہ نابلسی نے کی ہے۔

اب رہی تیسری شرط۔ اُسکے متعلق غالباً علامہ کا مقصد یہ ہے کہ فلاح اس عمل کو کسی ایسے وقت میں نہ کرے جس میں وہ بہو کا یا پریشان ہو۔ کبھی اُنکا مقصد یہ نہیں ہے کہ فرحت و انبساط کے لئے تھوڑی سی شراب پی لے اسلئے کہ اطمینان کا مقصد تو اس سے بالکل رخصت ہو جائیگا ہاں انگور یا شیرہ انگور کو وہ پی سکتا ہے۔ یا اور فواکہ یا نقل کے ذریعہ سے مطمئن اور مسرور ہو سکتا ہے اور سچ پوچھو تو شرط دوم کی تعمیل کے بعد اُسکی طبیعت ہر طرح پر مطمئن اور منبسط رہیگی۔

پہر اسکے بعد شارح صاحب وجد میں جھومنے لگے اور فرمایا کہ ایسے پر معنی اور پرا فادت

ہدایات کی قدر صرف عرب ہی کر سکتے ہیں۔

(۳) انگورین کن کن درختوں کا پیوند ہو سکتا ہے۔ | فلاحان عرب نے اس خاص غرض کے لئے درختوں

کے اقسام کی حلقہ بندی مختلف اعتبارات کے لحاظ سے کر دی ہے۔ مثلاً وہ درخت جسے تیل نکلتا

ہے۔ جیسے زیتون۔ سرو۔ وسمہ کا درخت۔ ان کا باہمی پیوند مل سکتا ہے۔ اسی طرح گوند والے

درخت۔ جیسے شفتالو۔ زردالو۔ آلو بخارا۔ بادام۔ پستہ وغیرہ انہیں بھی باہم پیوند جم سکتا ہے۔

علیٰ ہذا مائیت رکھنے والے میوے کے درخت جنکے پتے موسم خزاں میں گر جاتے ہیں انہیں بھی پیوندی

عمل جاری ہو سکتا ہے۔ جیسے سیب۔ بھی۔ ناشپاتی۔ انگور۔ انار۔ اگرچہ ہننے انگور کے پیوند کا

بیان غیر انگور کے ساتھ اسی کتاب کی فصل چہارم۔ باب الصنائع سے متعلق کیا ہے۔ لیکن اس

موقع پر اصولی طور پر صرف اسی قدر بیان پر قناعت کرتے ہیں کہ بقول علامہ نابلسی انگور کے

ساتھ اُن درختوں کے پیوند کا ارادہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جو اسکے مخالف یا اعتبارات متذکرہ بالا

انگور سے غیر متجانس ہوں۔ آپ نے اس پر اصرار فرمایا ہے کہ انگور کی ایک قسم کا پیوند انگور ہی

کی کسی ایسی قسم سے نہ لگاؤ۔ جن دونوں میں باہمی عداوت ہو۔ انگور کے دوست اور دشمنوں کا

خاص تذکرہ آئندہ کسی خاص باب میں کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴) تطہیم کے منافع۔ | صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ محل تطہیم کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے

کہ نباتات کی نسل بڑھتی ہے اور اس خاص مقصد میں اُن نباتات کے لئے یہ عمل ناگزیر ہے جنکے

تنم سے نسل نہیں بڑھ سکتی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل سے پہلوں کی خوبی بڑھ جاتی ہے۔ اُنکی پختگی جلد ہوتی ہے کیونکہ

و مختلف شاخوں کے مل جانے سے درخت کا رس اوپر کی جانب چڑھنے میں مقام پیوند پر کیقدر

سختی اور دقت اور رکاوٹ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس فراحت کی وجہ سے سطح علیہ کے پہلوں میں ایک

خاص قسم کی خوبی پیدا ہوتی ہے۔ اس مقصد کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کر سکتے ہیں کہ مقام

تطہیم میں رس چہتا ہے اور اُسکی اصلاح ہوتی ہے اور اسی اصلاح کی وجہ سے درخت کے پہلوں میں

اکثر خوبیاں پیدا ہوتی ہیں یعنی مزہ - شیرینی - لطافت وغیرہ بہ نسبت سابق کے بڑھ جاتی ہے۔ جن ملکوں کی آب و ہوا انگور کے پھل کو دیر میں پختہ کرتی ہے وہاں تطعیم کا عمل بہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بار آور ہی بہت جلد ہوتی ہے اسکا سبب غذا کی لطافت ہے اور لطافت اُسی مقامی عمل سے پیدا ہوتی ہے جسکا ذکر اوپر ہوا۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک لڑکا جسکی گزبان معمولی غذا پر تھی جب اُسکو مقوی اور لطیف غذائیں ملنے لگیں تو ظاہر ہے کہ اُس کی تندرستی اور طاقت کی زیادتی اُسکو ایک ایسے شخص کے مقابلہ میں جسکی غذا معمولی اور ردی اور غیر مقوی ہے بہت جلد توانا اور بالغ بنا دیگی۔ پس جان لو کہ انگور کا درخت بحالت تطعیم چار ہی سال میں بار آور ہو جاتا ہے۔ اور بعض انگور کے درخت تطعیم کے بعد دوسرے ہی سال نشو و نما پا کر بار آور ہوئے ہیں۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ تطعیم کے ذریعہ سے ایک غیر معمولی بو باس۔ رنگ اور خاصیت درخت کے اجزا اور اُسکے ثمرہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جو مٹم میں پہلے سے نہ تھی۔ اور یہ مٹم علیہ کا خاص اثر ہے۔

(۵) تطعیم کا موسم اور وقت۔ بقول صاحب حسن الصنائع تطعیم کا عمدہ وقت فصل بہار میں وہ زمانہ ہے جب زمین فضا کی حرارت بہایت لطیف اور کم درجہ میں ہو۔ اور آسمان پر ابر محیط نہ ہو۔ آپ ہی فرماتے ہیں کہ انگور کی جس شاخ سے تطعیمی عمل کرنا چاہتے ہو۔ اگر وہ سخت ہو چکی ہے تو اُسکے لئے یہ عمل فصل خریف میں مناسب ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ فلاحان عرب نے انگور کے درخت میں پوند لگانے کے لئے ماہ ایار (ماہ ہندی جیٹھ) کو پسند کیا ہے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ خاص کر تطعیم انگور کے لئے وہ زمانہ زیادہ مفید ہے جب کہ درخت کے رس میں زیادہ جوش نہ ہو۔ اور یہ بات البتہ موسم ہر ماہ میں حال ہوتی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بارش کا موسم اس کام کے لئے مضر نہیں ہے بلکہ نافع ہے۔

مگر جو پیوند پوست میں جمایا جاتا ہے (جس سے غالباً آپکی مراد آنکھ لگانے سے ہے) اُسکے لئے بارش کا موسم نقصان بخش ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب کسی درخت کا قلم یا تنہ سے توڑ کر شاداب درخت انگور میں لگانا چاہو تو اسکا بہتر وقت زوال آفتاب سے پہلے ہے جب کہ ہوا کی ہمواری ہو۔ آپکا یہ ارشاد غالباً طریقہ تطعيم بالفروع المنفصلہ کی نسبت ہے جسکا بیان آئندہ اسی باب میں آئیگا۔

(۵) تطعيم کے اقسام۔ (الف تطعيم بالتقريب) صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ انگور

کی جس شاخ کا پیوند تیار پودہ میں لگانا مقصود ہو۔ اول اُس شاخ اور اُس پودہ کا انتخاب کرو۔ شاخ ایسی ہو کہ اُس میں دو یا تین کوہلیں موجود ہوں اور پودہ ایسا ہو جو تندرست اور خوب نشوونما رکھتا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ تطعيم کے طریقے صدہا ہیں لیکن ہم انگور کی مناسبت کے لحاظ سے صرف تطعيم بالتقريب کو بیان کرتے ہیں۔ اور اس سے وہ تطعيم مراد ہے جس میں مُطعم علیہ کو مُطعم سے اُس وقت تک کاٹ کر جدا نہیں کیا جاتا۔ جب تک دونوں کے وصل پر اطمینان نہ ہو جائے۔ اور یہی طریقہ اور طریقوں سے زیادہ مفید اور پُرانا ہے اور اس کے تاریخی احوال سے معلوم ہوا ہے کہ اس طریقہ کی تعلیم ہمکو قدرت نے کی ہے یعنی زمانہ سلف میں بعض درخت ایسے نظر آئے جنکی شاخوں میں ہوا کی شدت سے اول ایک قسم کی رگڑ پیدا ہوئی۔ پھر انہیں سے ایک قسم کا لعاب جاری ہوا۔ اور بعض پیچیدگیوں کی وجہ سے ایک شاخ دوسری شاخ سے چٹ گئی اور وہ رگڑ کہا یا ہوا مقام ایک دوسرے سے مل گیا۔ اسی قدر قی سامان کو دیکھ کر نلا حان قدیم نے تطعيم بالتقريب کا طریقہ سیکھ لیا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ مُطعم کا پوست آلہ نمبر ۱ سے جسکا بیان اسی باب کے ابتدائی حصہ میں ہو چکا ہے۔ طولانی مقدار میں چھلایا جائے باین طور کہ تمام پوست اور کسی قدر نرم حصہ بھی چھل جائے۔ اس خراش کا طول و عرض پودہ کی قوت کے لحاظ سے ہونا چاہئے۔ پھر مُطعم علیہ کی منجھہ شاخ میں ہی اُسی قسم کی خراش قائم کرو۔ اس موقع پر آپ نے مراحت کی ہے

کہ مٹم کسی کو ڈے یا صندوق میں بویا ہوا ہونا چاہئے تاکہ مٹم علیہ کے اُس مقام سے اوس کو قریب کر سکیں۔ جس میں پیوند کے لئے خراش قائم کی گئی ہے یا اگر مٹم علیہ خود اس قدر دراز ہے جو زمین پر چمکایا جاسکتا ہے تو مٹم کا زمین میں قائم رہنا بھی ممکن ہے۔

بہر حال جب مٹم اور مٹم علیہ دونوں میں (نمبر ۱) سے خراش پیدا کر دیجائے تو نہایت عسرت کے ساتھ دونوں کے خراشیدہ مقام کو قریب کر کے اس طرح پر ملا دو کہ دونوں کے خراشیدہ حصے باہم اچھی طرح پر منطبق ہو جائیں اور پھر بندھن نمبر ۶ سے اسکو معتدل طریقہ پر باندھ دو۔ اس طرح یہ کہ دوری کے متعدد حلقے اُس مقام پر لیٹ جائیں۔ زیادہ کسکر نہ باندھنا چاہئے۔ جس سے رَس کا دورہ ٹرک جانے کا اندیشہ ہے اور نہ اس قدر ڈھیلہ باندھیں کہ وصل میں فرق آئے۔ اسی لئے ہم نے اعتدال کی ہدایت کی ہے۔ لیکن اعتدال میں دباؤ کا پتہ بہاری رہنا چاہئے۔ یعنی جو فلاح اعتدال کا امتیاز اچھی طرح پر نہیں کر سکتا ہے۔ اسکا میلان خاطر بہ نسبت ڈھیلے پن کے کچاؤٹ کی طرف زیادہ رہے اسلئے کہ زیادہ کچاؤٹ سے جو نقصان بیان ہوا ہے اس کے مقابلہ میں ڈھیلے پن زیادہ مضر ہے۔ غرض جب کہ تم اس کام کو کر چکو تو اس وقت موم جامہ یا چمڑا یا دبیر کپڑے کی دھچی اُس مقام پر مضبوطی کے ساتھ پلیٹ دو۔ چمڑے کا درجہ سب میں اعلیٰ ہے۔ اُس کے بعد موم جامہ اور آخر درجہ میں دبیر کپڑا۔ پھر اُس پر ڈوڑی سے ایک اور بندش قائم کرو جس کے حلقے قریب قریب ہوں اور سب سے آخر اُس بندش پر وہ ضعا دچڑھا دو۔ جسکا ذکر نمبر ۸ پر ہوا ہے۔ ہوا اور پانی کا گزر مقام تطعیم پر سخت مفرت بخش ہے اسی لئے یہ ساری کارستانی کیجاتی ہے۔

اگر کچھ دنوں کے بعد بندش کے دونوں کناروں سے پھلاؤٹ اور ورم کے آثار نظر آئیں تو سمجھ لو کہ اعتدال سے زیادہ کساؤٹ ہوئی ہے۔ اس حالت میں مقام تطعیم کو باہستگی کہو لکر اصلاح کرنا چاہئے۔ لیکن ہر ایک عمل میں پہرتی سے کام لو تاکہ ہوا کا اثر اُس مقام پر نہ ہو جائے۔ بلکہ ان کاموں کے وقت ٹیٹوں کی آڑ سے ہوا کو روکنا بہت مناسب اور مفید ہے۔

جو پیوندان ہدایات کے مطابق باندھا جائیگا وہ تین مہینہ یا با اعتبار آب و ہوا سے مقامی کچھ کم بیش زمانہ میں مل جائیگا۔ جب مدت اور حالت کے اعتبار سے اُسکے ملانے پر بہرہ رسد ہو جائے تو اُن بندشوں کو آہستگی کے ساتھ کھول کر مقام وصل پر غور کرو۔ اگر کچھ خامی نظر آئے تو پھر بندش کر دو۔ والا آہستگی کے ساتھ مُطَمَّ علیہ کی شاخ کو مقام بندش سے ڈیڑھ فٹ دراز باقی رکھ کر قطع کر دو۔ محتاط فلّا حون نے کہا ہے کہ ایک ہی دن میں اُسکو کاٹ دینے سے بہتر ہے کہ دو چار دنوں میں بتدریج قطع کریں۔ اور ہر وقت نگاہ جمائے رہیں کہ قطع کے اثر سے شاخ زیر قطع کے پتوں میں کسی قسم کی پُرمردگی تو نہیں ظاہر ہوئی ہے۔ اگر پُرمردگی کے آثار پاؤ تو قطع سے باز آؤ اور کچھ عرصہ تک اُسی طرح پر چھوڑ دو۔ بلکہ مقام قطع پر بھی اُسی لپ کا ضاد کر دو۔ جسکو جسے نمبرہ پر بیان کیا ہے۔

جب شاخ قطع ہو جائے تو مقام قطع پر گالے کا گوبر یا اُسی نسخہ نمبرہ کا ضاد اچھی طرح پر کر دینا چاہئے تاکہ رطوبت زیادہ نہ بھنے پائے۔ مُطَمَّ علیہ کی اصل شاخ کے مقام مقطوعہ پر بھی اُسی ضاد سے کام لیا جائے تاکہ رس کا زیادہ بہ جانا اُسکو مفرت نہ بخشنے۔

تطیم کے زمانہ میں ہوا کے جھونکوں سے مقام تطیم کو اکثر نقصان پہونچتا ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ اُس مقام کو منڈوے کی کسی لکڑی یا کسی عارضی تھونی سے باندھ دیں تاکہ وہ ہلنے سے محفوظ رہے۔ مُطَمَّ اور مُطَمَّ علیہ دونوں کی آبپاشی میں نہایت اہتمام کیا جائے تاکہ دونوں کے تھالہ کمی آب کی وجہ سے خشک نہ ہوئے پائیں کیونکہ تطیم کے زمانہ میں آب رسانی کی کمی سے نقصان کا اندیشہ ہے اور آب رسانی کی افراط کے مقابلہ میں تعویض کا نقصان غالب ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اگر انگور کے بٹھے اور اعلیٰ قسم کے درخت سے پیوند لیا جاتا ہے تو اُس کو تطیمی عمل کے بعد جسکے لئے فصل ربیع کا آغاز مناسب سمجھتا ہے۔ دوسرے سال کی فصل ربیع تک مُطَمَّ علیہ سے جدا نہ کرنا چاہئے۔

صاحب فلما حتمہ البظیہ فرماتے ہیں کہ عمل تطعیم کو ہم نے انگور کی کرمتہ الدریاق کی قسم میں بے اثر پایا یعنی اگرچہ کرمتہ الدریاق کا پیوند حاصل کیا لیکن اُسکے پہل میں تریاقی اثر باقی نہ رہا۔ آپ کو تطعیم بالتقریب کے طریقہ بالا سے اصولاً اتفاق ہے لیکن جن چیزوں میں آپ نے صراحت مزید کی ہے اُنکو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ مُطَمَّ اور مُطَمَّم علیہ میں جو طولانی خراش قائم ہوگی۔ اُسکی مقدار دو پونچ کافی ہے اور جب دونوں کو ملا دیا جائے تو اُس مقام پر روغن زیتون کا ٹپکانا مفید ہے۔ آپکی رائے ہے کہ چالیس دن کے عرصہ میں پیوند مل جائیگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ پیوند کے زمانہ میں اور نیز پیوند کے جم جانے کے بعد بھی مُطَمَّم میں نئی شاخیں نکلتے نہ دو۔ یعنی صرف وہی ایک شاخ رہنے دو۔ جس پر پیوندی عمل ہوا ہے جو آخر پر تنہ ہو جائے گی۔ اسکے سوا جس نئی شاخ کے آثار نظر آئیں۔ اُسکو ناخن سے چونٹ دینا چاہئے۔ نیز آپکی رائے ہے کہ عمل تطعیم کے زمانہ میں آفتاب کی سخت تابش کا ٹیٹوں یا اڑکے ذریعہ سے روکنا مناسب ہے۔ اور زمانہ تطعیم میں دو چار بار مقام پیوند پر بندش پر سے روغن زیتون کا ٹپکانا ضروری ہے۔ جس سے پیوند بہت جلد مل جاتا ہے اور پودہ کو ایک خاص قسم کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ نیز آپ کا قول ہے کہ تطعیم کے زمانہ میں مُطَمَّم اور مُطَمَّم علیہ کے تہا لون میں کہا د کا استعمال نہ کرنا چاہئے اور نہ کسی قسم کی چھڑ مناسب ہے۔

(ب) تطعیم بالفروع المنفصلہ صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ انگور کے درخت سے ایک شاخ کاٹ کر پودہ انگور پر اُسکو جاتے ہیں۔ اسکا نام تطعیم بالفروع المنفصلہ ہے۔ اس طریقہ میں چند شرطیں ہیں۔ اگر اُسکا لحاظ نہ رکھا جائیگا تو تطعیم میں کامیابی نہ ہوگی۔

(۱) یہ کہ اس کام کے لئے مُطَمَّم علیہ سے وہ شاخ منتخب کی جائے جو گزشتہ سال نکلی ہو اور وہ قوی شاخ ہو۔

(۲) یہ کہ مُطَمَّم علیہ نشوونما کی صفت میں مُطَمَّم سے کسی قدر ضعیف ہو۔

(۳) مُطعم کے تنہ کو جس میں مُطعم علیہ کا جانا مقصود ہے اس طرح پر تراشا جائے کہ اُسکے تراشیدہ پوست کا کنارہ سیدھا اور ہموار رہے اور پارہ پارہ نہ ہونے پائے۔

(۴) یہ عمل فصل ربیع کے اوائل ہی سے مخصوص رہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس وقت مُطعم علیہ کی کوپون کے کہنے کا زمانہ شروع ہو چکا ہو۔

(۵) عملِ تطعیم کے جاری ہونے کے بعد ۱۵ دن تک اُس پر سایہ کیا جائے تاکہ آفتاب کی گرمی کا اُس پر مطلق اثر نہ ہو۔

(۶) مقامِ تطعیم کو چاندی کے ورق سے چھپا دیا جائے۔

ان تمام شروط کے ساتھ اُسی طریقہ پر تطعیم کا عمل جاری کیا جائے۔ جو تطعیم بالتقریب میں بیان ہوا ہے۔ اس خاص قسم میں اس قدر احتیاط اور تکلف کی ضرورت اس لئے واقع ہوئی۔ کہ مُطعم علیہ کی شاخ اول کاٹ کر بہرہ پیوندی عمل کیا جاتا ہے۔ یہ عمل اُن مقامات کے لئے ہے۔ جہاں مُطعم علیہ موجود نہ ہو بلکہ ہم مُطعم علیہ کی شاخ کو کسی اور مقام سے لاکر اپنے مقام پر پیوند لگائیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر وہ شاخ کسی دور دراز مقام سے لانا ہے تو اُن تمام ہدایات پر عمل کرنا چاہئے جو قلم کے بیان میں قطع شدہ قلموں کی حفاظت کے متعلق بیان ہوئے ہیں۔ نیز آپ کا قول ہے کہ ایسی لائی ہوئی شاخ کو جو ان درخت انگور پر بھی جاسکتے ہیں۔ لیکن بہ نسبت جو ان کے کم عمر پودہ پر خوبی کے ساتھ جمنے کی توقع ہے۔ اگر جو ان درخت ہی پر جانا مقصود ہو تو اُسکی شاخوں کو بالکل کاٹ دینا چاہئے۔ اور صرف وہی شاخ باقی رکھنا چاہئے جسکو مُطعم بنانا مقصود ہے۔

آخر پر آپ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ سے پیوند جمنے پر زیادہ بہرہ و سہ نہیں ہوتا لہذا زیادہ عرصہ تک انتظار کرنا چاہئے اور جلدی سے کام نہ لینا چاہئے۔ بہر آپ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ سے ایک سرسبز درخت انگور پر متعدد تراشیدہ شاخیں ایک وقت میں جاسکتے ہیں۔ لیکن جب قدر تعداد کم ہو۔ اُسی قدر بہتر ہے۔

صاحب فلاحہ رومیہ کا قول ہے کہ اس طریقہ کے لئے ضرور ہے کہ مُطعم علیہ کی شاخ جسکو ہم جدا کرنا چاہتے ہیں انگوٹھے کے برابر موٹی ہو۔ اسکو تیر درانتی کے ذریعہ اسکی نبت سے جدا کر لینا چاہئے۔ پہر اسکے سرے کو بقدر ڈھائی انچ کے تراش کر باریک کر لینا چاہئے۔ اور یہ تراش قلم کی صورت میں ہو۔ تاکہ اسکا مغز بھی نمایاں ہو جائے۔ اسی طرح مُطعم کے مقام نتخبہ کو بھی اسی طریقہ پر تراش لینا چاہئے تاکہ دونوں تراش وصل کی حالت میں مثل ایک سلم شاخ کے ہو جائیں۔ پہر پیوند کے مقام پر کچھ راکھ یا مہین مٹی چھڑک کر ڈوری سے باندھ دینا چاہئے اور اسپر خالص مٹی (جو ریت سے معرا ہو) کو گوبر میں ملا کر بطور لپ کے لگا دینا چاہئے۔ اس عمل کے بعد کسی قدر میٹھا پانی یہی موقع پیوند پر چھڑکین۔ اور ہوا کی حرکت سے مقام پیوند کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک عارضی تھونی کا سہارا اسکو دیا جائے۔ اس عمل کے لئے فلا مان سلف نے آخر ماہ کو پسند کیا ہے جس میں چاند غائب رہے اسوقت میں ملایا ہوا پیوند بہت جلد جم جاتا ہے۔ اکثر اُستادوں نے اس پیوند کے لئے فصل خریف کو زیادہ پسند کیا ہے۔

(ج) تطعیم بالشق یا تطعیم بالقلم۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ تطعیم بالشق یا تطعیم بالقلم دونوں ایک ہی طریقہ کے نام ہیں اور اسی طریقہ کو تطعیم نبطی بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک پیوند ہے جو درخت انگور کے تنہ یا شاخ میں لگایا جاتا ہے۔ اس طرح پر کہ مُطعم کے مقام نتخبہ سے وہ تنہ یا شاخ کاٹ دیجاتی ہے۔ اور پہر مُطعم علیہ کی ایک باریک شاخ کو مقام مقطوعہ کے سرے میں داخل کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس عمل کے لئے مُطعم کی ایک عمدہ شاخ منتخب کرو۔ یا تمام شاخیں کاٹ کر صرف تنہ باقی رکھو۔ پہر مقام مقطوعہ کے حجم یعنی موٹائی میں آلہ نمبر ۳ یا ۵ سے ایک سوراخ کرو۔ اور اُس سوراخ میں مُطعم علیہ کے سر کو جو کاٹ دیا گیا ہو بہت تھوڑا داخل کر کے وصل کے دونوں جانب لکڑی کے دو ٹکڑوں کا سہارا دیکر باندھ دو۔ اور اُس پر چڑا یا موم جامہ وغیرہ لپیٹ کر انہیں تمام قواعد کے لحاظ سے عمل کرو جو تطعیم بالتقریب

میں بیان ہوئے ہیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض فلاحون کا خیال ہے کہ مُطعم کے سوراخ میں مُطعم علیہ کی شاخ اس قدر داخل کی جائے جس میں مُطعم علیہ کی ایک یا دو یا تین آنکھیں اندر ہو جائیں۔ اور احتیاط کی جائے کہ اس مدخلہ حصہ سے پتے یا کولہیں اگر ہوں تو چونٹ دی جائیں۔ اس طریقہ عمل سے تقریباً ۳ مہینہ میں وصل قائم ہو جائے گا۔ جس کے بعد مُطعم علیہ کو مقام وصل سے دو میٹ کی درازی قائم رکھ کر انہیں تمام قبوہ کے ساتھ کاٹ دینا چاہئے جو تطعیم بالتقریب میں بیان ہوئے ہیں۔ اس عمل کو بعض فلاحون نے فصل خریف میں پسند کیا ہے۔ مگر صاحب حسن الصنائع کی رائے میں فصل بہار کو ترجیح ہے۔ بعض فلاح مقام وصل پر نقری نلی پہنا دیتے ہیں۔ اور اسکے اثر سے مقام وصل بہت جلد ملتا ہے۔ بعض فلاحون نے مقام وصل پر روغن زیتون شپکانے کا حکم کیا ہے جو البتہ زخم کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ آپ ہی کی رائے یہ ہے کہ گھوڑے کی دم یا ایال کے بالوں سے ایک کپڑا بن کر اُسکو اُس مقام پر لپیٹ دین تو بہت زیادہ مفید ہے لیکن ہر حال میں اس مقام وصل کو دھوپ کی تیزی سے بچانا ضرور ہے۔

(د) تطعیم بالجذور) فلاحان عرب نے تطعیم بالجذور کا طریقہ بھی انگور کے لئے مفید پایا ہے۔ بدینوئہ کہ یہ بیونڈ مُطعم کی جڑوں میں لگایا جاتا ہے اسکا نام تطعیم بالجذور ہوا۔ مولف نے ایک عربی فلاح کو تطعیم بالجذور کا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سب سے پہلے اسنے ایک پودہ عمدہ قسم کے انگور کا حاصل کیا۔ جو ۴ سال کی عمر کا کوڑے میں بویا ہوا تھا۔ یہی پودہ گویا مُطعم تھا۔ پھر اسنے اُس کوڑے کو ایک جانب سے توڑا اور اُس لہڑی کی بڑی جڑ میں ایک خفیف سا زخم لگایا۔ جسکا عمق تقریباً پاؤنچہ تھا۔ پھر جودان دخت کی ایک بیل نقب کی اور اُسکا سر ایک نتجہ آنکھ کے قریب سے قطع کر کے اُسکے پوست کو ہر طرف سے چھیل دیا پھر اُسکی نوک کو مُطعم کے زخم میں داخل کر کے ایک ایسی لکڑی سے اُسکو چپا دیا جو جو کے آٹے اور چکنی مٹی اور روغن زیتون۔ ان تینوں کو ملا کر تیار کر رکھی تھی۔ پھر اسنے ایک خشک شاخ کا

مکڑا لیکر مُطعم کے تنہ اور مُطعم علیہ کی شاخ وصل شدہ سے ملا کر مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔ تاکہ ہوا کا کوئی صدمہ مقام وصل کو جدا نہ کر سکے پہر مُطعم کی جڑوں میں مٹی بھر دی۔ یہاں تک کہ مقام وصل مٹی میں چپ گیا۔ ڈیرہ مہینہ کے بعد بلا کسی اندیشہ کے اُسے مُطعم علیہ کو کاٹ کر جدا کر دیا۔ اور پہر مُطعم کے پودے کو باسنتار پیوند شدہ شاخ کے سالما جڑ کے قریب سے کاٹ کر پسیدہ یا اور مقام معقوعہ پر گائے کا گوبر لگا کر مہوڑی سی مٹی اُس پر ڈال دی۔ اب اُس کو پڑے میں صرف مُطعم علیہ کی وہی شاخ باقی رہ گئی۔ جس کو اُسے باسید وصل و حسیٹ کی درازی میں باقی رکھ کر کاٹ دیا تھا۔ جس پر کوئی پتہ یا کوئل باقی نہ تھی۔ جب اس عمل کے بعد اور دو ہفتہ گزرے تو اُس میں سے کوپلون کے آثار ظاہر ہوئے اور پتے نکل آئے۔ رفتہ رفتہ اُس کا نشو و نما بڑھنے لگا۔ پہر جب متعدد شاخیں اُس میں پیدا ہوئیں تو عامل نے ایک قوی شاخ کو باقی رکھ کر اور شاخوں کا صفایا کیا اور بالا خر اُس پودہ کو زمین میں منتقل کر دیا۔

اگرچہ صاحب حسن الصناعہ نے تطعیم بالجذور کا طریقہ عام طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن درخت انگور کے لئے اس کا خاص عمل حسب صراحت بالا مولف کے مشاہدہ سے گزرا ہے۔ اس عرض مدت میں عامل نے آب پاشی کو برابر جاری رکھا۔ دن میں کبھی کبھی دھوپ سے بچاؤ کے لئے مٹی کی آڑ بھی قائم کی گئی۔ لیکن صبح اور شام میں ہمیشہ وہ اُس آڑ کو ہٹا دیتا تھا۔

قسطوں کا قول ہے کہ تطعیم بالجذور کی نسبت ہمارا تجربہ یہ ہے کہ درخت انگور کی دو عمدہ شاخیں لی جائیں اور انگور کی اعلیٰ جڑ میں اُن کا پیوند لگایا جائے۔ پہر پیوند کے مقام کو ہوا سے بچانے کے لئے خالص مٹی سے حصین بالو کی آمیزش نہ ہو۔ اُس کو لپ دیا جائے۔ پہر ان دونوں شاخوں کے محاذی ایک تہونی نصب کر کے انگور اُس سے باندھ دیا جائے۔ تاکہ اُن کو ہوا سے صدمہ نہ پہونچے۔ یہ تہونی اُن شاخوں کے جم جانے اور بار آور ہونے تک بحال خود رہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض فلاح انگور کے درخت کی جڑ میں ایک بالشت کا گڑھا

کہوتے ہیں۔ پہر ٹہی جڑیں سورخ کر کے انگور کی شاخ مُطعم علیہ سے لیکر اُس سورخ میں جاتے ہیں۔ پہر نکالی ہوئی مٹی کو بدستور گرہے میں بہر دیتے ہیں۔ لبض فلاح گڑھا نہیں کہوتے بلکہ صرف زمین کے اوپر ہی سے تنہ کی انتہا یعنی جڑوں کے قرب میں سورخ کر کے شاخ کا پیوند لگا دیتے ہیں۔ اچکا قول ہے کہ درخت انگور کے اعلیٰ حصہ میں تطعیم کا عمل جاری کرنے سے جڑوں میں پیوند جانا بہت زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ ہوا سے زیادہ بجا و اسی ایک طریقہ میں ممکن ہے۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ یہ عمل اُس وقت میں زہار نہ کرو۔ جب کہ سخت ہوائیں شروع ہو جائیں۔ اسکے لئے بہترین وقت نیاں کا زمانہ ہے۔ نیز آپ نے حکم کیا ہے کہ اس عمل کو تروتازہ شاخ سے کرنا چاہئے۔ جس میں کسی قسم کی بیماری نہ ہو۔ اور جسکی آنکھیں دور دور ہوں اور جو پُر مغز اور سیدھی بھی ہو۔ پہر ارشاد ہوا ہے کہ گزشتہ سال کی نکلی ہوئی شاخیں اس خاص عمل کے لئے سال حال کی شاخوں سے بہتر ہیں۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جو شاخیں درخت انگور کی جڑوں سے نکلتی ہیں اُن کو تنہ سے باہر نکلی جدا کر کے اُنکے پینڈے میں گوبر لپ دین۔ پہر ایک کونڈے میں جس میں نمدار مٹی ہو۔ اُن کو قائم کر دیں اور جب ۷ یا ۸ دن تک وہ اسی حالت پر ہو اسے محفوظ رکھیں تو اُسے مُطعم کی جڑ میں پیوند لگائیں۔ یہ طریقہ بھی بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ بخصوص اُن مقامات کے لئے جہاں مُطعم زمین میں ہو۔ اور مُطعم علیہ اُسکے قریب اور دراز شاخوں والا نہ ہو۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہیں کہ جو پیوند زمین کے اندر جڑوں میں لگایا جاتا ہے۔ اُس پیوند ہی شاخ میں پہل دیر میں لگتا ہے۔ برخلاف اسکے جو پیوند درخت کے اعلیٰ حصہ میں لگایا جاتا ہے اُس میں پہل جلد آتا ہے۔ باوجود اسکے ہم زمینی پیوند کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ اسلئے کہ اسکا ثمرہ بہت لطیف اور عمدہ ہوتا ہے۔ اور پیوند ہی اثر بہ نسبت شکل دوم کے پیوند پیوند میں زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) تطعیم حلقی (تطعیم حلقی وہی عمل ہے جسکو اہل ہند آنکھ جانا کہتے ہیں۔ صاحب الصنعت)

فرماتے ہیں کہ اول مُطعم علیہ کی ایک متجہ شاخ پر دوزخم حلقی یعنی گول بناے جائیں۔ ان میں سے ایک زخم عمدہ نمو والی آنکھ کے اوپر کی طرف ہو۔ اور دوسرا زخم اُسکے نیچے کی طرف۔ پہر اس آنکھ کی تیسری جانب ایک طولانی ایسا زخم لگایا جائے جو اُسکے نیچے اور اوپر والے زخموں سے مل جائے۔ پہر ایک نازک نہر فی سے اُس حصہ کو الگ کر لیا جائے جو ان تینوں زخموں کے درمیان ہے۔

اُسکے بعد مُطعم کے ایک مناسب مقام سے جو دو آنکھوں کے درمیان ہو۔ ایک صاف ٹکڑا پوست کا اُتار لیا جائے جو عرض و طول میں اس حصہ کے مساوی ہو۔ جو مُطعم علیہ سے جدا کیا گیا ہے پہر اُس مقام پر مُطعم علیہ کا کاٹا ہوا ٹکڑا جاکر کناروں کو اچھی طرح پر ملا لیا جائے۔ اور اُسپر چمڑے یا موم جامہ وغیرہ سے اُسی طرح باندھ دیا جائے جیسا تطعیم بالتقریب میں بیان کیا گیا ہے۔ صرف اس قدر احتیاط رہے کہ اس بندش میں مُطعم کی وہ آنکھیں نہ چپ جائیں۔ جو مقام تطعیم سے قریب ہیں۔ نیز اس امر کی احتیاط کی جائے کہ مُطعم کا چبلا ہوا مقام مُطعم علیہ سے جدا کئے ہوئے حصہ سے کم و بیش نہ ہو بلکہ برابر ہو۔ اس طریقہ سے آنکھ جم جائیگی اور کچھ دنوں کے بعد جب اوپر کی بندش کھول جائیگی تو وہ ٹکڑا مُطعم کا جزو بدن نظر آئیگا۔ فلاں جان عرب نے اس طریقہ تطعیم کو اور طریقوں سے زیادہ لطیف اور مفید مانا ہے۔ اور ہدایت کی ہے کہ اس طریقہ سے زیادہ کام لین۔

(۵) بچوں کے ذریعہ سوسائٹی کر نیکا خاص

صاحب فلاحتہ البیطیہ کا قول ہے کہ درخت انگور کی جڑوں کے پاس سے بعض وقت بچے نکل آتے ہیں۔ بعض فلاحتوں کی رائے ہے کہ اُن کو قطع کرنا ضرور نہیں اُنکی مان کے ساتھ اُنکا اتصال باقی رہنا چاہئے وہ دراز ہو کر بار آور ہونگے لیکن صغیریت نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ایسے بچے دو فیٹ کے قامت میں آجائیں تو اُنکو احتیاط کے ساتھ مان کی گود سے جدا کر کے ایک خاص مقام پر اُنکو قائم کرنا چاہئے۔ امین جڑیں ہوتی ہیں جن سے

وہ بہت جلد ترقی کرینگے انکی فلفلیگی سے بڑے درخت کو نفع ہوگا اسلئے کہ اسکی غذا کا شریک جدا ہو جانے سے کامل غذا اسکو ملےگی اور یہ بچہ بھی اسکا محتاج نہ رہے گا۔ اور اپنی ذاتی جڑوں کو سنبھالکر بہت جلد ترقی کرے گا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو بیل منڈوے پر قائم ہے اسکے بچوں کو کومان کے ساتھ رہنے دینے سے چند ان ہرج نہیں ہے اسلئے کہ وہ دراز ہو کر منڈوے کے سہارے سے اپنا گھر سنبھال سکتے ہیں۔ لیکن جو درخت صرف زمین پر قائم ہوں یا جو پودے نو عمر ہوں انکی بچوں کو ضرور الگ کر دینا چاہئے ورنہ یہ بچے اپنی مان کی بار آور ہی میں ضرور ہاج ہونگے۔

ایسے جدا کئے ہوئے بچوں کی پرداخت کہا دو آب رسانی وغیرہ سے کیجئے تو دوسرے یا تیسرے سال یا آخر درجہ میں چوتھے سال ضرور بار آور ہونگے۔ تجربہ کار فلاح ایسے بچوں کو بہت غریزہ رکھتے ہیں اسلئے کہ لگائے ہوئے قلموں کے مقابلہ میں یہ قوی اور تندرست رہتے ہیں۔ ان میں کسی قدر جڑیں بھی ہوتی ہیں جس طرح لگائے ہوئے قلموں سے بعض ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ضائع نہیں ہوتا۔

اصل سوم متعلق بہ لواحق کاشت

(۱) انگور کے پودوں کی حفاظت اور نگہداشت کا بیان

صاحب فلاحتہ البیظیہ کا قول ہے کہ جو پودے اپنے مقام پر اچھی طرح سے جم جائیں ان پر سمجھدار فلاح کو کافی نگرانی کرنا چاہئے تاریخ کاشت سے ۱۴ مہینے گزر جانے کے بعد انکی جڑوں پر خاص نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو جڑیں زمین کے اوپر پھیلی ہوں انکو تیز درانتی سے کاٹ دینا چاہئے تاکہ اس عمل سے پودوں کو نفع حاصل ہو۔ اور زمین کے عمق میں انکی جڑیں جلد پھیلیں۔ سطح بالائے زمین کی جڑوں سے پودہ کو مطلق غذا نہیں ملتی بلکہ وہ اپنی پرورش کے لئے غذا کا ایک حصہ پودہ سے حاصل کرتی ہیں۔ ان بیرونی جڑوں کے کاٹ جانے سے پودہ کی چوٹی مستحکم ہوتی ہے جن مقامات میں بے احتیاطی کی وجہ سے ہم نے بعض جڑوں کو

سطح زمین پر پھیلے ہوئے دیکھا ہے اُس پودہ کے تنہ کو ہمیشہ ضعیف اور ناتوان پایا ہے۔
پودوں کے ہتالوں کو ہمیشہ خود رو گھاس وغیرہ سے صاف و پاک رکھنا چاہئے اور جب تک
پودہ ترقی کرنے والے کسی قسم کی کاشت اُسکی متصل زمین میں نہ کرنا چاہئے تاکہ زمینی قوت اور زمینی
غذائیں پودہ کے ساتھ دوسرا شریک پیدا نہ ہو جائے۔

ہتالہ کی زمین کو ہمیشہ نرم رکھنا چاہئے اور کنکر۔ پتھر کو اُس سے نکالتے رہنا چاہئے۔ سال
میں دو بار آغاز بارش اور فصل بہار میں جڑوں میں کھاد پہنچانا چاہئے۔

پودہ کو ہر قسم کے جھٹکے یا صدمہ سے بچانا چاہئے۔ جڑوں پر جھٹکا پڑنے یا پودہ کی آنکھ یا ساق
پر کسی قسم کی چوٹ لگنے سے بسا اوقات پودہ ضائع ہو جاتا ہے۔ عربوں نے درخت خرما کو
بلجانا اُسکی نزاکت کے قمری سے موسوم کیا ہے۔

ماسی سوراخی کا قول ہے کہ پودوں کے اطراف مٹی کو کثرت سے کھودنا زمین کو نرم کرنا
(باستثناء زمانہ بار آوری) بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ بار بار گریڈنے کی صورت یہ ہے کہ پہلے مٹی
اور کھاد سے جڑوں کو پاٹ دیا جائے کچھ دنوں کے بعد اُسکو پہلی اور نرم کیا جائے اسطرح مکرر
اور بدفعات پاٹنے اور نرم کرنے سے غذائیں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اسی عمل کے وقت اس کا
لحاظ رہے کہ نئی پھوٹی ہوئی شاخوں کے قوی ہونے تک ہتالہ کو نہ چھیڑا جائے۔ اس عمل میں درخت
کے تنہ یا جڑوں کو مطلق گزند نہ پہنچنا چاہئے۔ لوہے کے آلہ کا زخم جڑوں یا تنہ پر لگنے سے درخت
بیمار ہو جاتا ہے اور اس قسم کے زخموں سے درخت کی عمر گھٹ جاتی ہے۔

(۲) درخت انگور میں شادابی بڑھانے کی تدبیر

عام تدبیر۔ صاحب فلاحتہ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جس مقام پر انگور کی کاشت کثرت سے
ہوئی ہے وہاں ایک سال آڑ چھوٹے قد کے اجناس کی کاشت کیجئے جو انگور کے مخالف نہ ہوں
اس سے انگور کے درختوں میں ایک نئی زندگی پیدا ہوگی۔ اُنکا نشو و نما اور شادابی بڑھے گی۔ بیماریاں
کم عارض ہوگی۔ پہلوں میں شیرہ وافر اور عمدہ پیدا ہوگا۔

قسطوس کی راس ہے کہ انگور کے درختوں کے درمیان کسی اور قسم کے درختوں کا بونا گا کہ وہ چھوٹے ہی قد کے کیون ہوں ہماری راس کے برخلاف ہے اسلئے کہ غیر جنس کی صحبت سے ہمیشہ نقصان ہی کی توقع رکھو۔ البتہ بعض لوگ کبیرے اور لکڑی کی کاشت کو انگور کے حق میں مفید کہتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ انکے قرب سے انگور کی شا دابی بڑھتی ہے۔

صاحب حسن الصناعمہ نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام ہمیشہ مخلوق کو کہا کرتے تھے کہ انگور کے درختوں میں کبیرے اور لکڑی کی کاشت کرو۔ اسلئے کہ انگور کو اُس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے ایک خاص قسم کی رطوبت انکی بیلون سے انگور کو حاصل ہوتی ہے اور یہ کاشت انگور کے بعض امراض کی دوا بھی ہے۔

(۳) انگور کے پرانے درختوں کی حفاظت اور انکو طاقت پہنچانے کا طریقہ

مصنف فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ کہا کہ ذریعہ سے نئے پُرانے کل درختان انگور کو ہر سال طاقت پہنچائی جاتی ہے لیکن جو درخت بیس برس کی عمر رکھتے ہوں وہ خاص نگرانی کے محتاج ہیں جب تک غیر معمولی طور پر انکی پرداخت نہ کی جائے۔ یہ بار آوری پر قائم نہیں رہ سکتے ہیں لہذا ہمیں مناسب خیال کیا ہے کہ انکی نسبت خاص طور پر فلاحون کی توجہ کو مائل کرالیں۔ ضرور ہے کہ انکے اطراف کی مٹی نکال کر وہ مقام بکریوں کی ٹینگنیوں اور کبوتروں کی سیٹ اور انسان کا میلا اور نئی مٹی کی مخلوط کہا د سے پاٹ دیا جائے۔ کہا کہ بیان میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے اسکے سوا یہ خاص ہدایت اور خاص نسخہ ہے۔ پُرانے درختوں کی سنبھال کیلئے اگر کاشتکار اس ہدایت پر عمل نہ کرے گا تو وہ ہرگز ان پُرانے درختوں سے پہل نہ پاسیگا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ یہ تدبیر ان درختوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ جنکی عمر ہر سال کی ہو چکی ہو۔ اگرچہ وہ پُرانے اور ضعیف درختوں کے سے محتاج نہیں ہیں۔ تاہم اس عمل سے اُن کو بہت بڑا فائدہ پہنچے گا۔ انکی طاقتیں گھٹنے نہ پائیں گی۔ انکی بار آوری برابر قائم رہے گی۔ لاکن اس بات کا لحاظ رہے کہ یہ عمل اسوقت نہ کیا جاوے۔ جب کہ پھول یا پہل نکل

چکے ہون ورنہ اکثر پہل جھڑ جائیں گے۔ بار آوری کے زمانہ میں اُنکے ہتالوں کو مطلق نہ چھیننا چاہئے اور نہ درخت کو کسی قسم کی حرکت مفید ہے بلکہ اُسکو اُسکے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ کام بار آوری کے وقت سے ایک مہینہ قبل کیا جائے جس سے بار زیادہ حاصل ہوگا۔

نیشان کے زمانہ میں ہمیشہ انگور کے درخت میں نئی شاخیں نکلا کرتی ہیں۔ جب تک شاخیں قوی نہ ہوں درخت کے ہتالہ میں کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس سے اُن شاخوں کو ہرج اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

اس کہا دے دینے کے لئے جب درخت انگور کے ہتالہ میں گڑھا نکالو تو سخت احتیاط کرو کہ گداہی کی کوئی مار جڑوں پر نہ لگنے پائے۔ جڑوں کا خاصہ ہے کہ جب اُن میں لوہے کے آلہ سے کوئی خراش لگ جاتی ہے تو نہایت کمزور ہو جاتی ہیں اور غذا بہت ہی کم جذب کرتی ہیں۔ جس سے بار آوری میں بہت بڑا نقصان پیدا ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات اسی ایک بے احتیاطی سے بار برائندہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح انگور کے درختوں کے تنہ اور شاخوں پر کسی قسم کی چوٹ نہ آنا چاہئے۔ جس سے دیر تک درخت مضحل اور نشو و نما میں نقصان پیدا ہوتا ہے۔

(۴) درخت انگور کی تجدید اور حفاظت کا بیان۔

صاحب صنایعہ فرماتے ہیں کہ انگور کا درخت جبکہ ۵ سال کی عمر کو پہنچے تو اُسکے ٹرہ کی آمدنی کسی قدر کم ہو جاتی ہے۔ ابتداً اُسکا حال اچھی طرح پر ظاہر نہیں ہوتا۔ رفتہ رفتہ ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یہ نقصان صرف تقاضے سن ہی کی وجہ سے عائد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ انگور کا تنہ اور اُسکی اصلی شاخیں انتہائے عروج پر پہنچ جاتی ہیں جن پر جب معمول سالانہ کاٹ چھانٹ کرنے سے گزرتا ہے اور کہہ کہرا پن ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور یہ گزرتے قوت مائید کی روانی میں مانع ہوتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں اُسکی تجدید کا آغاز کرنا چاہئے جسکے تین طریقے ہیں۔

(پہلا طریقہ) تجدید کا عمل ترقید ہے۔ جس کا بیان خاص طور پر ہوا ہے اور یہ عمل درخت کی قوت زائل ہونے سے پہلے کیا جاتا ہے۔

(دوسرا طریقہ) تجدید کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تنہ درخت کے وسط میں سے ایک شاخ منتخب کی جائے۔ جو کہ کافی طور پر نمو پا چکی ہو۔ پہر جہاں سے یہ شاخ درخت کے تنہ میں نکلی ہے۔ اُس مقام کے اوپر سے اصل درخت کاٹ دیا جائے۔ جس کے بعد یہی شاخ اصل درخت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ اور یہ طریقہ پہلے طریقہ سے زیادہ مفید اور مروج ہے۔ اس میں مصارف کم ہوتے ہیں۔ لیکن اس طریقہ کو اُسی حالت میں کام میں لاسکتے ہیں جب کہ درخت میں کافی قوت موجود ہو۔

(تیسرا طریقہ) تجدید کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ جو درخت ۳۰ سے ۴۰ سال کی عمر پا چکا ہو۔ اُس کو اکیر کر ایک مدت کے بعد وہاں نیا درخت قائم کیا جائے۔ تاخیر کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ قدیم درخت کی جڑیں زمین کے اندر تحلیل ہو جائیں اور نئے سرے سے اُس زمین کو نئی جڑوں کی پرورش کی قوت حاصل ہو۔ مگر اس طریقہ میں اول الذکر دونوں طریقوں سے زیادہ مصارف عائد ہوں گے۔ تجربہ کار فلاحون نے اس کو گزشتہ طریقوں پر ترجیح دی ہے۔ لائق موفع کی ذاتی رائے یہ ہے کہ اس طریقہ پر اُسی وقت عمل کرنا چاہئے جب کہ درخت زیادہ سقیم حالت میں ہو۔ ورنہ اول الذکر دونوں طریقے بہتر اور مناسب ہیں۔

موفع حقیر کی رائے میں صاحب حسن الصنائع نے تجدید کے طریقے محض اس لئے دکھائے ہیں کہ انگور کا باغ ہمیشہ جوان اور سیر حاصل رہے۔ کتاب کے ابتدائی حصہ میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ درخت انگور کی عمر ڈیڑھ سو سال سے زیادہ ہوتی ہے اور عمر کے ہر درجہ کے ثمرہ کی کیفیت بھی بیان کی گئی ہے۔ تجربہ کار فلاحان یورپ کی رائے سے جس کا بیان اسی کتاب میں اُس کے موقع پر ہوا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ درخت انگور کی نگہداشت عمدہ طریقہ پر کرنے سے وہ بہت بڑی عمر تک بار آور رہتا ہے۔ اسی اصل میں ایک خاص باب بڑھے درخت کی نگہداشت اور اُس کی قوت بڑھانے کا بھی گزر چکا ہے۔ لیکن اگر عمر کی زیادتی اور پیرائہ سالی یا عروض عوارض کی وجہ سے وقت سے پہلے درخت

کی حالت بگڑتی ہوئی نظر آئے اور غمرہ گھٹنے لگے تو اُس وقت البتہ اس باب کے احکام سے مدد لینا چاہئے۔

(۵) درخت انگور کے تہالے کھول دینے کا بیان۔

مولوی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار نے اپنی تالیف میوہ جات میں فرمایا ہے۔ اور آپکا تجربہ ہندوستان کے لئے بہت قیمتی ہے کہ درخت ہالے انگور کے تہالے اکتوبر کے اخیر میں کھولنے چاہئیں اور انکو مہینہ بہر کے لئے کھلا رکھنا چاہئے۔ پہر بند کر دیکر جنوری میں پہر کھول دیں اور فوری میں جب پتیان پہوٹنی شروع ہوں تو اُس وقت تہالوں میں نئی مٹی ڈال کر بند کر دیں اور حسب ضرورت پانی دیں۔

دکن میں اسکا تجربہ نہیں کیا گیا۔ صرف ایک وقت تہالے کھولے جاتے ہیں یعنی شاخوں کی کاٹ چھانٹ کے بعد جب جڑوں کے بعض اجزا کاٹے جاتے ہیں تو تہالوں کو دو چار دن تک کھلے رکھ کر کہا دوزئی مٹی سے اُن کو پاٹ دیا جاتا ہے۔ اور سیرابی کے ساتھ آبپاشی کی جاتی ہے اور فلاخان دکن کا یہ خیال اور مولف کو اُن سے اتفاق ہے کہ تہالوں کو بند کر کے جڑوں کو چھپانے کے بغیر باقیماندہ شاخیں پہوٹ نہیں سکتیں۔

(۶) درخت انگور میں ٹانگی لگانے کا بیان۔

صغریٰ نے کہا ہے کہ جب انگور کا درخت تین برس کا ہو جائے تو سال میں ایک دفعہ موسم خزان میں ایک تیز درانتی سے اُسکے تنہ پر ٹانگی لگاؤ۔ نہ اس طرح کہ تنہ کٹ جائے بلکہ ایسی صفائی سے کہ صرف چہال پر خفیف سے زخم آئیں۔ اور اُن میں سے ریزش جاری ہو۔ پہر اس عمل کے بعد اُسکی جڑوں سے مٹی گرید کر اسکے عوض کہا د بہر دو۔ اور سیرابی کے ساتھ آبپاشی کرو۔ اس عمل سے درخت انگور کی قوت میں ترقی ہوگی۔ اور قوت کے ساتھ نشوونما پائیگا۔ بعض فلاخوں نے کہا ہے کہ یہ کام کسی معمولی فلاح کا نہیں ہے۔ اگر غفلت سے زیادہ ریزش بہ جائے گی تو درخت کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ ہوشیار فلاح کو اس عمل کے بعد نگران رہنا چاہئے۔ ریزش زیادہ

بہنی ہوئی نظر آنے کی حالت میں اُن مقامات پر گائے کا گوبر ضاد کر دینا چاہئے۔

(۷) درخت انگور کی کاٹ چھانٹ کا بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ | ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں یہ بات مانی ہوئی ہے کہ جب تک

درخت انگور کی کاٹ چھانٹ نہ کی جائے وہ بار آور نہیں ہوتا۔ اور اسی عمل کا نام دکن میں خضی ہے۔ محققین ہند سے برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت ممالک متحدہ آگرہ و آودہ کا قول

ہے (دیکھو رسالہ مفید المزارعین جلد نہم نمبر ۷۔ یکم فروری ۱۹۰۶ء) کہ انگور کی جوشاخ ایک دفعہ بارور ہو چکی ہے پھر اس میں عمدہ پھل نہیں آتے۔ اور ہر سال نئی نئی شاخیں نکلتی رہتی

ہیں اور پھل لاتی ہیں۔ اگر پرانی شاخیں چھانٹ نہ ڈالی جائیں بلکہ رکھ چھوڑی جائیں تو ان میں بھی پھول اور پھل آئیں گے اور بہ نسبت گزشتہ پہلوں کے سو گنتی زیادتی ہوگی۔ لیکن وہ

نہایت ہی اونے درجے کے پھل ہوں گے۔ برخلاف اسکے اگر پرانی شاخیں چھانٹ دی جائیں اور ہر شاخ میں دو دو یا تین تین اکھوے یا آٹکھیں چھوڑ دی جائیں تو اس صورت میں پھل

عمدہ اور سیلے اور بڑے حاصل ہوں گے۔

فلان حان عرب کہتے ہیں کہ انگور کی کاٹ چھانٹ یا تو درخت کی قوت بڑھانے کیلئے کرتا چاہئے یا بیماریوں کی روک کے لئے بطریق حفظ ما تقدم یا عارضہ لاحقہ کے علاج کے لئے

غلما مہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی کوئی شاخ جب کمزور نظر آئے تو اسکو فوراً قطع کر دینا چاہئے تاکہ اسکی غذا قوی شاخوں کی طرف رجوع ہو جائے۔ صاحب فلاحۃ المصنطیہ کا قول

ہے کہ جب تک کسی درخت انگور میں بیماری کا اثر معلوم ہو تو پہلا کام یہ ہے کہ اُس کی شاخیں کاٹی جائیں۔ اور اُسکا بوجہ ہلکا کیا جائے۔ بیماریوں کی روک کے لئے بھی سال میں ایک

دفعہ کاٹ چھانٹ مفید ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کی رائے ہے کہ درختوں کی تقویت کی نظر سے ہر سال اقتضائے ماہ اکتوبر کے بعد انگوروں کی جڑوں کو کھود کر ۶ یا ۷ ہفتے تک کھلا رکھو۔ اس عرصہ میں پرانی

پتیاں خسران کر جائیں گی۔ ایسے وقت میں انگور کی شاخوں کو چھانٹنا بھی لازم ہے۔ فوری کے آغاز میں نئی شاخیں اور پتیاں نکھنا شروع ہو جائیں گی۔ شاخوں اور پتیوں کے نکلنے کے قبل چھانٹنے کا یہ فائدہ ہے کہ درخت کا مادہ ضائع نہیں ہوتا۔ جو لوگ شاخوں کو فورستہ و برگہ تازہ کے ٹھور کے بعد ایسا کرتے ہیں وہ ٹھیک نہیں کرتے جس سے درختوں کی قوت محنت میں ضائع ہو جاتی ہے۔ بہر حال جب شاخوں کو فورستہ و برگہ تازہ کی نمود شروع ہو تو اسی وقت درختوں کی کھلی جڑوں کو کھاؤ ڈالکر بند کر دینا چاہئے۔ اور اگر پانی کی ضرورت دیکھی جائے تو بقدر اندازہ پانی بھی دینا چاہئے۔

بعض فلاحان ہند کی رائے ہے اور مولف کو ان کے ساتھ بالکل اتفاق ہے کہ کاٹ چھانٹ کے بعد جڑوں کو کھاؤ ڈالکر بند کر دینا اور پانی بافراط دینا چاہئے۔ اس طرح پر کہ ہمالہ میں ہمیشہ پانی کھرا رہے اور یہ حکم قطعی ہے۔ اس موقع پر درخت کی جڑوں میں کھاؤ کا دیا جانا خود پانی کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے۔

صاحب کتاب الاشمار کا قول ہے کہ انگور کو باردار کرنے کے لئے اسکی شاخوں کو موقع موقع سے چھانٹنا ضروریات سے ہے ورنہ معقول پیداوار کی امید ساقط ہو جائے گی۔ انگور کا درخت کثیر الاوراق اور کثیر الاغصان ہوا کرتا ہے یعنی اُسکے پتے کثرت سے ہوتے ہیں اور شاخیں بھی خوب پھیلی ہوتی ہیں۔ چونکہ ہیزمی مادہ اُس میں زیادہ ہے اسلئے اسکی کاٹ چھانٹ سال بسال ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ مادہ جو شاخوں اور بیجوں کی طرف رجوع ہوتا ہے وہ بار آوری کی طرف منتقل ہو کر بار آوری کا سامان پیدا کر سکے۔

احمد بن وحشیہ فرماتے ہیں کہ جب ٹکڑا انگور کے درخت کی بار آوری بکثرت مطلوب ہو تو اسکی اکثر شاخوں کو چھانٹو۔ اور درمیان شاخیں جو کہ کچی اور نیچے کی طرف سے کسی قدر موٹی ہوں ان کو رکھ چھوڑو تاکہ وہ شاخیں دراز ہو جائیں۔ پھر اُس درخت کی جڑیں کھود کر پہلے ان کی مٹی ہٹا دو۔ پھر دوبارہ انہیں مٹی ڈالکر نئی مٹی اوپر کے حصہ میں خوب جما دو۔ اور اس کے قریب میں جڑیں

انگور کے ہون انکی کٹی ہوئی شاخوں اور پتوں سے اس زیر عمل درخت کو غذا پہنچاؤ۔ اسی طرح اس درخت کی قطع شدہ شاخیں دوسرے درختوں کے لئے کام میں لائی جائیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ آپ کا مطلب غذا پہنچانے سے یہ ہے کہ اون قطع شدہ شاخوں کو بطریق سبز کھاد استعمال کرو۔ یعنی کٹی ہوئی بیلوں کے ٹکڑوں اور پتوں کو مٹی میں مخلوط کر کے تہا لہ کے اطراف میں دفن کرو۔ اور آب رسانی جاری رکھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس عمل سے درخت انگور کی بار آوری بہت زیادہ ہوگی اور خوشے کثرت سے نکلیں گے اور انکے دانے بڑے ہوں گے۔ بہت بڑی علامت اس عمل کے مفید ہونے کی یہ ہے کہ ایک ایک آنکھ سے متعدد خوشے نکل آئیں۔ اور باقی ماندہ شاخوں کے ہر ایک مقام سے دو دو یا تین تین نئی شاخیں پیدا ہوں۔ آپ کا قول ہے کہ ہم نے بار بار اسکا تجربہ کیا ہے کہ اس عمل کے زمانہ میں راتوں میں مشعلوں کا بیلوں میں کٹی بار پھرانا بہت مفید ہے۔ مؤلف کی رائے میں یہ عمل گرم کشی کے لئے نہایت موثر ہو سکتا ہے کیڑوں کا بازار شب ہی میں گرم ہوتا ہے۔ روشن مشعلوں کا منڈوے کے نیچے اوپر بیلوں سے متصل دورہ کرنا کچھ تو اُنکو جلا دیتا ہوا اور کچھ فلاخوں کی نظروں میں اُنکو پیش کر دیتا ہے۔ آپ نے اسکی صراحت کی ہے کہ انگور کے پتوں اور قطع شدہ شاخوں کی سبز کھاد کو کبوتر کی بیٹ اور بکریوں کی میٹھیوں کے ساتھ ملا کر جڑوں کے قریب دفن کرنا چاہئے۔ ہندوستان کے مالک دکن میں سڑی ہوئی مچھلیاں اور زمینی مُردہ جانور جیسے گھونس۔ چوہے وغیرہ اسی خاص وقت میں بطور کھاد استعمال کئے جاتے ہیں اور مفید مانے گئے ہیں۔ لیکن اس کھاد کے استعمال میں اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ کم سے کم ۳ فٹ کے عمق میں اُنکو دفن کیا جائے۔ اور پھر آب پاشی کثرت سے کی جائے۔

صاحب حسن الصنائع کا قول ہے کہ درخت انگور کی کاٹ چھانٹ سے متعدد فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ درخت کی مکمل مناسب اور خوشما ہو جاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل کی وجہ سے شگوفوں پر عمدہ اثر پڑتا ہے لہذا جب کسی درخت کے زوائدات تراش

دکے جاتے ہیں تو اُن تراشیدہ شاخوں کی قوت یقینہ شاخوں میں تقسیم پاتی ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بار آورہی پر اسکا اثر پہنچتا ہے یعنی اسی عمل کے ذریعہ سے درخت کا پہیلاؤ ایک معتدل اور محدود حد تک رہتا ہے۔

(۲) کاٹ چھانٹ کر نیوالے کے احکام۔ | قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان

کیا ہے کہ درخت انگور کو تراشنے والا فلاح اپنے لئے کسنوس کی ایک ٹوپی بنائے۔ جب وہ اس ٹوپی کو پہنکر کاٹ چھانٹ کا عمل کر گیا تو اُن درختوں کی بار آورہی زیادہ ہوگی۔

کسنوس غالباً یونانی زبان کا لفظ ہے۔ اکثر لغات اس سے ساکت ہیں۔ صاحب محیط اعظم نے البتہ کسوس کا ذکر کیا ہے اور کچھ عجیب نہیں کہ کسوس ہی کو کتابت کی غلطی نے کسنوس کر دیا ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ کسوس سے خشنخاش زبدی مراد ہے۔

(۳) کاٹ چھانٹ کی عمر۔ | فلاحان ہند کی رائے ہے کہ کاٹ چھانٹ کا عمل نئے قائم کئے ہوئے

پودہ میں جو قلم کے ذریعہ سے قائم ہوا ہو تیسرے سال سے آغاز ہونا چاہئے۔ بعض کی رائے ہے کہ پہلے ہی سال سے۔ اور مولف کو یہی اسکا تجربہ ہے کہ اول سال ہی سے اسکا عمل اُسکے وقت مہینہ پر سال میں ایک بار جاری ہونا مفید ہے تاکہ درخت کی قوت ترقی کرے۔ درخت کیسا ہی کم عمر اور کم قوت ہو لیکن اس عمل کے بعد ضرور پھول نکل آتا ہے۔ پہلے اور دوسرے سال اسکو ابتدائی حالت ہی میں توڑ دینا چاہئے۔ اور تیسرے یا چوتھے سال سے قائم رکھنا مناسب ہے۔ بعض محتاط فلاحون کی رائے ہے کہ پانچویں سال سے بار لینا چاہئے۔ جو درخت تخم سے لگایا گیا ہے اُسکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جب تک اُسکی بڑی بیل اٹلائے گز کی نہ ہولے اُسکے خوشے قائم نہ رکھے جائیں۔ بعض نے کہا ہے کہ درخت خواہ تخم سے لگایا گیا ہو یا شاخ سے۔ جب تک اُسکے تنہ کا قطر اٹلا تین انچہ کا نہ ہولے اُسکے خوشے قائم نہ رکھے جائیں اگر یہ احتیاط نہ کی جائے گی۔ تو درخت کمزوری کی وجہ سے ضائع ہو جائیگا اور ثمرہ اچھی حالت میں نہ رہے گا۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ پودہ کا قد جب تک قد آدم سے نہ بڑھے اُسوقت تک چھانٹنے

کی حاجت نہیں ہوتی۔

مصنف فلاحتہ البسطیہ کا قول ہے کہ انگور کے درختوں کی تراش چار برس کی عمر کے بعد سے آغاز ہونا چاہئے اور دو شاخوں سے کم نہ چھوڑی جائیں۔ باقی ماندہ شاخوں کے اسفل سے دو آنکھیں جو نہ کیچانے واقع ہوں پہوڑ دی جائیں۔ اور ان کا مقام گھس کر مٹا دیا جائے۔ اسی مقام سے زیادہ روئیدگی ہو کر نشوونما میں ترقی ہوگی۔ اگرچہ اور فلاخون نے تراش کی نسبت آٹھ خاص خاص تجربے بیان کئے ہیں جن کا ذکر آئندہ آوے گا۔ لیکن اس ہدایت کو بطور کلیہ عام کے یاد رکھو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کاٹ چھانٹ کے لئے فصل بہار مناسب ہے۔ وقت کے متعلق یہی فلاحان عرب نے مختلف طور پر اسے زنی کی ہے۔ جسکو ہم اسی فصل میں آئندہ بیان کریں گے لیکن معتدل وقت باعتبار عمر عام طور پر یہی مناسب ہے جسکو ہم نے اسموقع پر بیان کیا ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ ہمارے شہر میں فلاخون نے درخت انگور کو دو سال کی عمر میں کاٹ چھانٹ کر درست کیا۔ ان کا قول ہے کہ اس عمل سے پودوں کو نفع حاصل ہوا۔ البتہ ایک سال کی عمر میں کاٹ چھانٹ نقصان بخش ثابت ہوئی۔ بعض فلاخون نے کہا ہے کہ کاٹ چھانٹ سے دو اغراض متعلق ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ صرف قوت بڑھائی جائے۔ دوسرے یہ کہ بار آور کی جانب میلان پیدا کرایا جائے۔ کم عمری کی کاٹ چھانٹ صرف پہلی غرض سے متعلق ہوتی ہے۔ جو کاشتکار سمجھ دار اور نازک خیال ہوتے ہیں وہ اس احتیاط کے ساتھ اول ہی سال میں کاٹ چھانٹ کرتے ہیں کہ پودہ کی جڑوں کو کوئی جھجکا نہ پہونچنے پائے۔ اور تندر میں کوئی خراش نہ لگ جائے۔ ان کا خیال ہے کہ اس عمل سے ضرور فائدہ پہونچتا ہے اسلئے کہ پتوں کے گہٹانے اور چھوٹی شاخوں کے کم کرنے سے انکی غذا بھی باقی ماندہ حصہ کو پہونچتی ہے اور پودہ قوی ہو جاتا ہے۔

دسم چھانٹنے کا وقت۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ شاخوں کے تراشنے کا اوسط وقت موسم بہار ہے۔ جب میں نباتات کا رس تیزی کے ساتھ دورہ نہیں کرتا۔ اس موسم میں درخت

انگور کو چھانٹنے سے اُسکے نشوونما میں ترقی ہوتی ہے۔ پہر آپ فرماتے ہیں کہ میری رائے میں چھانٹنے کا عمدہ وقت پہل توڑنے کے بعد ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کی رائے ہے کہ ہندوستان میں انگور کے درختوں کی کاٹ چھانٹ بار آوری کی ضرورت سے وسط ماہ نومبر میں مناسب ہے بلکہ آغاز ماہ میں۔ انقضاے نصف ماہ نومبر کے بعد جب قدر زیادہ تاخیر ہوگی اسی قدر بار آوری کو کم فائدہ پہونچے گا۔

برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت کا سپور نے اپنے رسالہ مفید المزارعین جلد ۱۸ نمبر ۸ میں لکھا ہے کہ انگور کی بیل کی تراش کا اصلی وقت ہندوستان میں وسط نومبر ہے۔ تراش کے بعد جڑوں کے اطراف گہرائی کے ساتھ کھودنا چاہئے اور جڑوں کو ایک دو دن تک ہوا دینا چاہئے۔ اور پہر باریک پھلیوں کو آدہ سیر پُرانے چونے کے ساتھ بطور کھاد جڑوں کے اطراف بہر کر تھالہ کو مٹی سے پاٹ دینا چاہئے۔ پُرانے چونے سے مراد پُرانی استرکاری ہے۔ جو چونا اور ریتی کیساتھ پیسی ہوئی ہو۔ اور دیواروں پر کام میں لائی گئی ہو۔ جس پر دو تین سال کا زمانہ بھی گزر چکا ہو۔ ایسے پُرانے چونے کو باریک پسیر بطور کھاد اُسکا استعمال کرنا چاہئے۔

بعض فلاخان عرب کا قول ہے کہ ٹمرہ سے فراغت ہو جانے کے ساتھ ہی کاٹ چھانٹ کر دی جائے تاکہ درخت کو کامل راحت ملے اور اُسکی قوتیں بڑھنے لگیں۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرمایا ہے کہ ٹمرہ حاصل ہو جانے کے بعد زیادہ سے زیادہ سبزہ روز تک تامل کرنا چاہئے۔ اور کم سے کم ایک ہفتہ تک۔ پہر کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل کرنا چاہئے۔ اگر اس وقت میں سردی شدت سے رہے تو اور چندے تامل کرنا مناسب ہے تاکہ زخموں کے بہرنے میں غرابی پیدا نہ ہو۔ بعض کا قول ہے کہ فصل بہار سے پہلے یہ کام مناسب ہے۔ تاکہ بار آوری پر اسکا عمدہ اثر پڑے۔ بیونشاؤ نے اول الذکر وقت کو مناسب خیال کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کاٹ چھانٹ کا عمل آفتاب نکلنے سے پہلے ہو جانا چاہئے۔ لیکن سرد ملکوں میں طلوع آفتاب کے بعد دھوپ میں یہ عمل مفید ثابت ہوا ہے۔ اور طلوع آفتاب سے سگھنٹہ گزر جانے کے بعد

چوتھا گھنٹہ اس کام کے لئے نہایت مناسب خیال کیا گیا ہے تاکہ اس وقت شاخیں کسی قدر گرم رہیں۔ سرد وقت میں تراشنے سے بسا اوقات عارضہ خدر کے لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ عربوں نے سرد شاخوں کی تراش کا نام مخدر رکھا ہے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ درخت انگور کی کاٹ چھانٹ زمانہ نشو و نما سے پہلے ہونا چاہئے۔ تاکہ نشو و نما جلد جلد ہو۔ کیونکہ درخت کی تمام مائیت جب باقی شاخوں میں نفوذ کر گئی۔ تو لامحالہ اُن کا نمو قوت کے ساتھ ہو گا۔ اور انتہائی کوہلیں بھی جن سے ثمرہ حاصل ہوتا ہے زوردار ہونگی۔ مگر درختوں کی تراش اور نیز کمزور درختوں کو فصل سرما میں تراشنا چاہئے۔ کم عمر درختوں کو اور نیز اُن درختوں کو جو زیادہ قوت کے ساتھ نشو و نما پاتے ہوں فصل بہار میں تراشنا زیادہ مفید ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ قسطوس اور نیز بعض اور محققین نے کہا ہے کہ انگور کے تراشنے کا زمانہ پچاس دن ہیں۔ جسکی ابتدا کالون اول کی اکیسویں تاریخ سے ماہ اذار کی گیارہویں تاریخ تک ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ نصف شبہ ماہ اذار کی بیسویں تاریخ تک کاٹ چھانٹ کا وقت ہے۔ مصنف فلاحتہ رومیہ کہتے ہیں کہ ہمارے شہروں کے اکثر لوگ انگور کے درختوں کو اس وقت تراشتے ہیں جب کہ اُن کا ثمرہ توڑ لیا جائے اور اُنکے پتے گر لے شروع ہوں پھر آپ نے فرمایا ہے کہ فصل خریف میں پتہ جھڑکے وقت تراش دینا اولیٰ ہے جس سے آمدہ کیلئے انکی بار آور دی زوردار ہوگی۔ اتفاق اسپر ہے کہ فصل ربیع سے فصل خریف ہی اس کام کے لئے بہتر وقت ہے۔ اکثر کا قول ہے کہ فصل ربیع میں تراشنے سے انکی قوت سلب ہو جاتی ہے نیز اُن کا قول ہے کہ اگر فصل ربیع میں کاٹ چھانٹ کرنے کے بعد اتفاق اُسے برس جائیں تو درختوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

قسطوس کی رائے ہے کہ جس زمین میں سردی شدت سے ہو اُنکے انگور کے درختوں کو فصل

خریف ہی میں تراشنا ضرور ہے بدین طریق کہ اطراف کی فضول شاخوں کو فصل خریف میں تراش لیں اور باقی کی تراش ربیع میں - ربیع کی تراش اُس وقت ہو جب کہ آفتاب کی گرمی اور اُولوں کے اندیشہ سے نجات مل جائے۔

(د) آلہ تراش۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ جب تک درخت چار سال کی عمر کا نہ ہو جائے۔ اُسکو لوہے کے اوزار سے نہ تراشنا چاہئے اسلئے کہ چار سال سے پہلے لوہے کا لگانا اُس کے حق میں سم قاتل کا حکم رکھتا ہے بلکہ اُسکو ہاتھوں سے چھائیں۔ اور جب لوہے سے کام لیں تو مار کر نہ لیں تاکہ درخت کو صدمہ نہ پہنچے اور کاٹنے سے درخت میں بڑا زخم پیدا نہ ہو جائے اگر زخم بڑا نظر آئے تو اسپر سفید اور چکنی مٹی کا لپ بہت ضروری ہے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ درخت انگور کے تراشنے کی چھری ہر ایک ملک میں ایک خاص شکل کی ہوتی ہے۔ لیکن مصر کے فلاحوں نے ایک خاص قسم کی قینچی تجویز کی ہے لیکن یہ قینچی صرف مہین شاخوں کے لئے اچھی ہے موٹی شاخوں کے لئے وہ غیر مفید ثابت ہوئی۔ اُنکے لئے چھری ہی مناسب ہے جو خوب تیز ہو۔ تاکہ سیدھی تراش کا فائدہ اُس سے بآسانی حاصل ہو سکے۔

صاحب فلاحۃ البنطیہ فرماتے ہیں کہ کاٹ چھانٹ لوہے کے اوزار سے ممنوع ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ جس فلاح نے ۳ سال کے اندر کاٹ چھانٹ کا کام جاری کیا ہو۔ اُسکو خصوصاً لوہے کے اوزار سے سخت اجتراز لازم ہے۔ کیونکہ ۳ سال کے اندر درخت کو کامل قوت حاصل نہیں ہوتی۔ وہ لوہے کے اوزار کی گرمی کا متحمل نہیں ہوتا۔

قسطوس کا قول ہے کہ تیز دراندیوں سے درخت انگور کی کاٹ چھانٹ اچھی طرح پرہیز کی جائے لیکن یہ رائے صرف کلاں عمر درختوں کے لئے ہے۔ نو عمر درختوں کو تراشنے کے لئے لوہے کا آلہ مناسب نہیں ہے صرف ہاتھوں سے چوٹ دینا کافی ہے۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ ریچھ کی چرپی گھلا کر آلہ تراش پر مل دیا جائے۔ اور اُسکا کچھ مقہ

درخت کی جڑوں پر بھی ڈالا جائے۔ تو کاٹ چھانٹ کے بعد اُس درخت پر کیڑوں کا حملہ نہوگا۔

(۶) کاٹ چھانٹ کا طریقہ اور نیز یہ کہ صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ چونکہ انگور کی شاخوں کو کون کون سی شاخیں کاٹی جائیں گی۔ کاٹ چھانٹ کا طریقہ اور نیز یہ کہ صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ چونکہ انگور کی شاخوں کا چھانٹا باریک اور گودا زیادہ ہوتا ہے لہذا مناسب ہے کہ چھوٹی اور مہین شاخوں کو اخیر کو پل سے دس سے پندرہ میلیمٹر کا فاصلہ رکھ کر تراشیں ورنہ وہ شاخ محل قطع سے اسفل کی طرف خشک ہو جائے گی۔ اگر تراش اخیر کو پل کے قریب واقع ہو تو اُس کے صدمہ سے کو پل میں سخت امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اخیر کو پل کے مقابل جہت سے ہٹا کر تراشنے اور درخت کا رس بہنے سے کو پل میں قیصر پیدا نہ ہوگا۔ موٹی شاخوں کو محرف تراشنا مناسب ہے تاکہ تراش کے زخموں کا اندمال آسانی ہو سکے۔ نئی ایجاد کی قینچی موٹی شاخوں کے لئے اسلئے مفید نہیں ہے کہ اُس سے محرف تراش نہیں ہو سکتی۔ مناسب ہے کہ یہ کام نہایت احتیاط اور اہتمام سے کیا جائے۔ تراش کے وقت تھکے اطراف سے تمام شاخوں کو دور کر دینا چاہئے اور زخموں کو لیپ سے چھپا دینا چاہئے۔ ورنہ اندمال میں تاخیر ہوگی۔ اور ان مقامات پر ہوا لگنے سے لکڑی میں فساد پیدا ہوگا اور درخت کی عمر گھٹ جائے گی۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جب شاخاں انگور کے چھانٹنے کی نوبت آئے تو پہلی بار مناسب ہے کہ جو شاخیں بہت بڑی ہیں چھوڑ دی جائیں اور باقی چھوٹی چھوٹی شاخوں کو جو کثرت سے ہوتی ہیں چھانٹ دیا جائے۔ بڑی شاخوں کے باقی رکھنے میں نفع و نمانا اور بار آور زیادہ ہوگی اور اُن کے پہلوں میں شیرہ بھی عمدہ پیدا ہوگا۔ حوالی مدراس اور بنگلور کے فلاح۔ اس عمل میں ایک خاص نزاکت سے کام لیتے ہیں۔ اُن کا طرز عمل یہ ہے کہ ہر ایک پودہ سے وہ موٹی بیل جسکو ان مقامات میں رستی کہتے ہیں چھوڑ دیا جاتی ہے۔ اُس بڑی بیل سے جو بیلین بطور شاخوں کے نکلی ہیں اُن کے رنگ پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ ہر ایک شاخ میں دو قسم کا رنگ ہوتا ہے جس قدر حصہ شاخ کا سیاہی یا سرخی مائل ہوتا ہے۔ یا خاکی رنگ کا سفوف اُس پر نمایاں ہوتا ہے۔

وہ چھوڑ دیا جاتا ہے جس قسم سے وہ سیاہی یا سرخی یا سفوف غائب رہتا ہے اور محض سبزی ہوتی ہے اُس مقام سے اُس شلخ کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن جو منفرد پتے اس شلخ پر نظر آتے ہیں وہ بالکل توڑ دئے جاتے ہیں۔ اُنکا قول ہے کہ ہر ایک شاخ میں سیاہی یا سرخی یا سفوف خاکی کا وجود۔ بار آوری کی علامت ہے۔ اُس حصہ کو ہرگز نہ کاٹنا چاہئے۔ جس پر یہ علامتیں موجود ہوں۔ چھانٹنے کے بعد باقی ماندہ شاخیں بغیر پتوں کے مثل رسیوں کے باقی رہ جاتی ہیں۔ سارے منڈوے پر سبزی کا کہیں نام و نشان نہیں رہتا۔ انہیں مقامات پر یہ عمل ہر ایک درخت کے لئے بالائزمام ایک ہی دن میں کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اُن درختوں کی جڑوں کا مقام کھول دیا جاتا ہے اور دو دن تک آب پاشی روک دی جاتی ہے۔ جب ہتال خشک ہوتا ہوا نظر آتا ہے تو اُس وقت اُس کھولے ہوئے مقام پر کہاؤ ڈالکر آب پاشی بکثرت کی جاتی ہے اور ہر روز بلا ناغہ اس کثرت سے پانی دیا جاتا ہے کہ رات دن ہتال میں پانی بہا ہوا نظر آتا ہے۔ مینوشاد کا قول ہے کہ کاٹ چھانٹ کے وقت درخت پر کچھ شاخوں کو باقی ہی رکھنا ضرور ہے۔ انہیں شاخوں کو چھوڑ دینا چاہئے جنہیں آنکھوں کا شمار زیادہ ہو۔ جب چھانٹی ہوئی شاخیں پہوٹنے لگیں تو اُس وقت باقی ماندہ شاخوں کو بھی کاٹ دینا مناسب ہے۔ یہ کام دو مختلف وقتوں میں ہونے سے درخت کو زیادہ ہرج نہیں پہونچتا۔

قوشامی نے کہا ہے کہ شاخوں کے تراشنے والے کو ضرور ہے کہ ہر پودے اور مستحکم درخت پر مضبوط اور زبردست چار شاخیں چھوڑ دے۔ جنکو عربی زبان میں (مناکب الکرمہ) کہتے ہیں اور ان چار شاخوں پر بھی چھوٹی چھوٹی دو دو شاخیں باقی رہنے دیں جنکو عربوں نے (عضین) کہا ہے۔ کہا گیا ہے کہ آئندہ موسم میں انہیں دو چھوٹی شاخوں میں بار آوری ہوگی۔

صاحب فلاحۃ البیتلہ فرماتے ہیں کہ ہمارے تجربہ میں یہ طریقہ مفید ثابت ہوا ہے کہ جس درخت انگور کا پہلے سفید ہو۔ اسکی لمبی اور موٹی اور زیادہ انگہ والی چار شاخیں باقی رکھ کر اور شاخوں کو کاٹ دیا جائے اور باقی ماندہ چار شاخوں کو ہر روز نرمی کے ساتھ چند مرتبہ

ہلانا چاہئے۔ صغریٰ نے ہی اس اے سے اتفاق کیا ہے اور فرمایا ہے کہ شاخوں کو ہلانا ایسا ہے جیسا کہ انسان ورزش کرتا ہے جس سے عضول اور فلیٹر طوئیں جو کاٹ چھانٹ میں بہ جانے کے بعد باقی رہ گئی ہوں تحلیل ہو جاتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ بڑے دانے والے انگور ون سے جنمیں کچھ سرخی کی دمک ہوتی ہے۔ وہ چار شاخیں باقی رکھ دیجائیں جو بہت زیادہ لمبی ہوں۔

مارویشا کی قسم کے کاٹنے میں چاروں مناکب سے ہر ایک منکب میں ایک ایک شاخ چھوڑ دیجائے جو کسی قدر دراز ہو۔

جن انگور ون میں سیاہی غالب ہوتی ہے انکے درختوں کو سال میں دو مرتبہ چھانٹنا مناسب ہے پہلی مرتبہ صرف دو شاخیں چھوڑ دیجائیں اور پھر دس دن کے بعد انکو یہی تراش دیا جائے۔

جن انگور ون کے رنگ میں سفیدی کے ساتھ سبزی اور زردی اور دانے گول ہوتے ہیں۔ انکے درخت میں چھوٹی چھوٹی شاخیں باقی رکھ کر باقی کا صفایا کر دیا جائے ان چھوٹی ہوی شاخوں کے انتخاب میں اسکا لحاظ رہے کہ ہر ایک میں کم سے کم تین چار آنکھیں موجود رہیں۔

ایک قسم انگور کی ہے جسکے دانے چھوٹے اور پچھے ہوئے ہیں اور انکے رنگ میں سرخی کی دمک ہوتی ہے۔ جب وہ پختہ ہوتے ہیں تو مائل سیاہی ہو جاتے ہیں۔ پس اس قسم کے درختوں کی وہ شاخیں کاٹ چھانٹ کے وقت زیادہ باقی رکھی جائیں جو زیادہ لمبی نہ ہوں۔ شمار میں چھ یا آٹھ شاخوں کا چھوڑ دینا کافی ہے۔ اس قسم کے درختوں کو شاخوں کی کثرت زیادہ مرغوب ہے۔

ایک اور قسم انگور کی ہے جسکے دانے دراز یعنی مستطیل اور رنگ پختگی میں کیسی قدر سیاہ ہوتا ہے اسکی تراش میں اسکا لحاظ رہے کہ اسکی چار شاخیں چھوڑ دیجائیں اور کاٹ چھانٹ کے ساتھ ہی گائے کا گوبر اور نہروں کے کناروں کی مٹی انگلی جڑوں میں ڈال دیجائے۔

اور ایک قسم انگور کی ہے جسکے پختہ انگور گول اور سبز رنگ مائل بسپیدی ہوتے ہیں۔ انگلی

تراش میں مناکب کے سوا اور کوئی شاخ نہ چھوڑی جائے۔

اور ایک قسم کا انگور ہے جسکے دانے گول اور چھوٹے اور رنگ میں زیادہ سرخی ہوتی ہے۔ (دیکھو اقسام انگور میں زرعہ) اسکی تراش اور اقسام کی تراش کے بعد اور ہنایت تیز اور بارہ دار ہتھیار سے ہونا چاہئے۔ اور اسکے درخت کو زمانہ تراش میں کثرت سے ہلاتے رہنا مفید مانا گیا ہے۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ ہر شاخ کی تین انگلیں یعنی تین پورین چھوڑ کر باقی سب کو تراش دینا چاہئے تراشنے کے بعد عرق شجر ہی اعلیٰ کی طرف صعود کرنا شروع ہوگا۔ (جس سے آپکی مراد غالباً رس کا دورہ کرنا ہے) اور نئی شاخوں کے آثار نمودار ہونا شروع ہونگے۔ پتیان نکلنے لگیں گی۔ اور آخر کار پہول نمایان ہوگا۔ اور پہر پہل لگیں گے۔ آپ فرمانے ہیں کہ جو لوگ ایسے زمانہ میں اپنے انگور دن کو چھانٹتے ہیں جیسے عرق شجر ہی صعود کرنے لگتا ہے اور پتیان درختوں میں نکلنے لگتی ہیں تو انکے انگور کے درخت انکی اس غلط کارروائی کی وجہ سے کمزور ہو جاتے ہیں اور حسب مراد بارور نہیں ہوتے اسلئے کہ بے موقع چھانٹنا ضرر رسان ہے۔

صاحب فلاحۃ رومیہ کہتے ہیں کہ تجربہ کار فلاحون کی رائے میں جس سے قسطوں میں نے یہی اتفاق کیا ہے۔ انگور کی کمزور سیلون کو چھانٹنے سے پہلے ہاتھوں پر اٹھالینا چاہئے۔ پہر انکو ترشٹنا چاہئے یہ عمل بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل ہو جائے تو بوقر رومی کو۔

(جسکو ہندی میں پاڑی لون اور فارسی میں بورہ سفید کہتے ہیں) آگ پر جلا کر اور پانی کے ساتھ مخلوط کر کے باقی ماندہ شاخوں پر لپیپ دینا چاہئے۔ یا اسی دوا کو گائے کے ترگوں پر بین ملا کر درخت کے تنہ پر مل دینا چاہئے۔ اس عمل سے درختوں کو خاص قسم کی قوت حاصل ہوگی۔ اور انکا مثرہ وافر اور بہت جلد پختہ ہو جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کی جو سیلین کسی درخت پر چڑھائی گئی ہیں انکی کاٹ چھانٹ کے

بعد ہر ایک درخت کی جڑ میں بکری کے تین سنگ قریب قریب گاڑ دینا چاہئے جسکا اثر نمڑہ کی مقدار کو بڑھائیگا۔

(د) کاٹ چھانٹ کا ایک خاص طریقہ۔ صاحب دولت باغبانی نے کاٹ چھانٹ کا ایک خاص طریقہ

بیان فرمایا ہے جو ابتداء سے عمر سے جاری رکھا جاتا ہے۔ اسکے ایک حصہ کو چار سال کی عمر تک ہم نے اسی کتاب کی فصل دوم۔ اصل دوم ضمن ۱۴ نمبر (۴۴) میں بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چوتھے سال نومبر کے مہینے میں اُن دونوں ڈالیوں سے جو تنہ کے دائیں بائیں جانب رکھی گئی ہیں (دیکھو فصل واصل مندرجہ بالا) ہر ایک میں سات سات آنکھ رکھ کر باقی کو کاٹ ڈالیں۔ اور پہر پانچویں سال کے فوری (ماگھ) میں جب اُن سات آنکھوں میں سات شاخیں نکلیں۔ تب ہر ایک شاخ کی تیسری اور ساتویں شاخ کو قائم رکھ کر باقی کو کاٹ دیں۔ اب اس وقت گو پائل درخت میں چار شاخیں باقی رہ جائیں گی۔ پہر ان چار شاخوں کو سیدھا اُٹھا کر یا بیچ دیکر منڈوے پر چڑھائیں۔ یا اُسی بیچ کو درخت کی شکل میں قائم رکھیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہر نیکی ہوئی جگہ میں مادہ ہنہ ہو کر پہل دینے والی شاخیں اُس سے نکلیں گی۔ ان چار نیکی ہوئی شاخوں کے اگولوں کو (پچھے) تھوڑا تھوڑا تراش دیں تو مناسب ہے۔ ان چاروں شاخوں میں سے جو شاخیں نکلیں گی اُن میں صرف پانچ آنکھ تک انگور کے خوشے لگیں گے۔ پس فلاح کو مناسب ہے کہ اُن میں سے فی شاخ ایک ایک زبردست خوشہ باقی رکھ کر باقی خوشوں کو کاٹ دے اور بار آور ہی کے زمانہ میں پہل والی شاخ کے اگولوں کو اور نیز اُنکے فروعات کو چھانٹ دے تاکہ تمام قوت پہل کی جانب مائل رہے اور پہل بڑا ہو۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس زمانہ میں جو کہا درخت کے لئے مفید ہے وہ صرف ہڈیوں کی کہاؤ اور جالوزوں کی آنتوں کا میلہ۔ اور کیلہ کا خون ہے جسکو درخت کی جڑ میں ڈالنے سے کلان قد اور شیریں اور لذیذ نمڑہ ہاتھ آئیگا۔ جس وقت پہل حاصل ہو چکیں تب اُن چاروں بڑی شاخوں کو ڈیڑھ فٹ کے اندازہ میں رکھ کر باقی کو تراش دینا چاہئے اور چھوٹی شاخوں میں سے ایک ایک

اخیر کی شاخ سالمًا باقی رکھیں اور دوسری چھوٹی شاخوں میں صرف ایک ایک آنکھ رکھ کر باقی کو تراش دیں پھر اسی طرح ہر سال بعد حصول ثمرہ کاٹ چھانٹ کا عمل جاری رہے یعنی ابتدا میں بڑی شاخوں کی سات سات آنکھیں باقی رکھ کر باقی تمام شاخوں کو کاٹ دیں۔ اور جب ان آنکھوں سے شاخیں نکل آئیں تو تیسری اور ساتویں شاخ چھوڑ کر اور شاخوں کو کاٹ ڈالیں۔ جیسا کہ اوپر صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے اور پھر ثمرہ حاصل ہو جانے کے بعد ان چار شاخوں کے فروعات کی نسبت یہی وہی عمل کریں جو اوپر بیان ہوا ہے یعنی ان میں ہر سال ایک ایک چھوٹی شاخ کو سالمًا چھوڑ دینا چاہئے اور باقیوں کے ساتھ وہی عمل کرنا چاہئے جسکا ذکر ہوا۔ یعنی پہلے سال چھوٹی شاخوں سے ایک سالم شاخ چھوڑ دی جائے اور دوسرے سال دو سالم شاخیں چھوڑی جائیں۔ اور تیسرے سال تین۔ اسی طرح ہر سال ایک ایک سالم شاخ زیادہ چھوڑ دینا چاہئے۔

اس طریقہ سے ہر سال درخت کا تنہ آدہ اونچے کی مقدار میں موٹا ہوتا جائیگا۔

(۸) جڑوں کی کاٹ چھانٹ۔ صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ انگلستان میں جڑوں کے چھانٹنے کا بھی دستور ہے۔ مستر جیمس کٹل کا قول ہے کہ درختان مثمر کی جڑوں کو چھانٹنا ایک نہایت توجہ طلب امر ہے۔ انگلستان کے باغبانوں نے بہت دنوں کے آگے امتحاناً پُرانے درختان مثمر کی جڑوں کو کھود کر چھانٹنا شروع کیا۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ وہ ہر سال بلا ناغہ حسب مراد بار آور ہونے لگے۔

مستر ریوس نے کہا ہے کہ درختوں کی جڑوں کو چھانٹنا بہت فائدہ بخش اور ثمرہ کی زیادتی پر موثر ہے۔ مستر کٹل لکھتے ہیں کہ ہم نے دو درخت انگور لگائے ان درختوں کی عمر دس برس کی تھی جب کہ ہم نے انکی جڑیں چھانٹ ڈالیں جسکے دوسرے ہی سال یہ درخت حسب مراد بار آور ہوئے اور پھر اُس وقت سے بیس برس کا عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ دونوں درخت بلا ناغہ ہر سال افزائے سے پہلے لایا کرتے ہیں۔

اُپ ہی کی رائے ہے کہ اور ملکوں میں بھی اس طریقہ کے رواج پانے سے بار آور ہی کو فائدہ حاصل ہوگا۔

فلاخان عرب نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔ خصوصاً بنیو شاد نے اسپر بہت زور دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب درخت کی عمر ۱۰ سال کی ہو جاتی ہے تو اسکی جڑیں مضحل ہو جاتی ہیں اور اسکا اثر ثمرہ پر پڑتا ہے یعنی ثمرہ کم ہونے لگتا ہے۔ خصوصاً اُن مقامات میں جہاں کی زمین میں سختی ہو۔ پس ایسی حالت میں درخت سے ثمرہ حاصل ہو جانے کے بعد اُس درخت کی شاخوں کو انہیں ہدایات کے مطابق قطع کرو۔ جو قد مانے کئے ہیں اور پھر ساتھ ہی جڑوں کی مٹی ہٹا کر انکو کھول دو۔ اور ہوا لگنے دو۔ اور پھر دوسرے دن اُن کی باریک جڑوں کو قطع کر دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہوشیار اور زیرک فلاح برابر معلوم کر سکتے ہیں کہ قطع شدہ شاخوں کی جڑیں کو فسی ہیں۔ اگر خاص کر انہیں جڑوں کو قطع کر دیا جائے تو بہت مناسب ہے۔ اگر فلاح اس قدر ہوشیار نہیں ہے تو بڑی جڑ کو چھوڑ کر باقی کل جڑوں کے نصف کو چھانٹ دینا ہی مفید ہے۔ پھر جب جڑیں چھانٹی جائیں تو پھوسے کی ٹری ہوئی کہاد اُن میں بہر کر تازہ مٹی سے گڑھے کو پاٹ دو۔ اور پیرون سے مضبوط نہ کرو۔ بلکہ ہاتھوں سے بہر دینا کافی ہے۔ اور پھر سیرابی کے ساتھ آب رسانی جاری رکھو۔ تم دیکھو گے کہ نئی شاخیں کسی قدر دیر اور بہت زور سے نکلیں گی۔ آئندہ سال وافر ثمرہ ہاتھ آئے گا۔

مواٹ نے اپنے باغ کے انگوروں میں اسکا تجربہ اُن درختوں پر کیا۔ جنکی بار آوری بہت کم تھی۔ باوجودیکہ درخت کی عمر ۷ سال سے زیادہ نہ تھی لیکن جڑوں کے چھانٹنے کا اثر یہ ہوا کہ دوسرے ہی سال وافر ثمرہ ہاتھ آیا۔ یعنی جس سال جڑیں چھانٹی گئیں سارے درخت سے صرف دو خوشے حاصل ہوئے لیکن جب نئی شاخیں نکلیں تو غیر موسم پہول کے آثار نظر آئے وہ پہول توڑ دیا گیا۔ دوسرے سال موسم پر برخلاف پچھلے سالوں کے ۲۰ خوشے ہاتھ آئے۔

(۸) درخت انگور کی کہاد کا بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب فلاحتہ البنیطیہ کا قول ہے کہ اجزائے ارضی میں انگور کی پرورش کا مادہ خود موجود ہے لیکن بعض مقامات پر زمین کی خرابی کی وجہ سے مفید اجزاء کم ہو جاتے ہیں اسلئے انگور کی پرورش میں نقصان واقع ہوتا ہے اور بعض درختوں کی مختص حالت کے لحاظ سے بعض

خاص اجزاء کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ درحالیکہ وہ اُس زمین میں معتدل مقدار میں موجود رہتے ہیں۔ پس اسکے جبر نقصان کے لئے اعلیٰ تدبیر یہ ہے کہ مصنوعی کھاد سے اُنکو مدد دی جائے۔

انگور کے پودوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے زمانہ میں جو نا طاقتی عائد ہوتی ہے اُسکے لئے ہم نے مختصر سا بیان اس امداد کا اُسی باب میں کر دیا ہے لیکن عام طور پر کھاد کا مفصل بیان اس باب میں کیا جاتا ہے تاکہ فلاحون کی بصیرت بڑھے۔

صاحب حسن الصناحہ کا قول ہے کہ ممالک مصر کے بعض فلاحون نے جب دیکھا کہ بعض قیمتی انگور کے درختوں میں کھاد نہ دینے پر بھی پہلون سے عمدہ شیرہ نکلتا ہے جو گر ان قیمت ہی تو انہوں نے کھاد کا استعمال ترک کر دیا اور اس بات کے قائل ہو گئے کہ کھاد کے استعمال سے شیرہ کی خوبی میں ضرور فرق آتا ہے۔

ایک گروہ فلاحین نے جب تجربہ کیا کہ اقسام کھاد کی کثرت استعمال سے انگور کے درختوں کی آمدنی بڑھ گئی ہے تو انہوں نے کھاد کا استعمال جاری رکھا۔ کھاد نہ دینے سے بے شک انگور کے درختوں کی آمدنی بہت گھٹ جاتی ہے۔ اور کھاد نہ دینے سے اُنکے ثمرہ کا شیرہ بلاشبہ عمدہ نکلتا ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جس گروہ کو آمدنی کی زیادتی مقصود ہے وہ ضرور کھاد کا استعمال کرے اور جبکہ شیرہ کی خوبی مقصود ہے وہ کھاد نہ دے۔ آمدنی کی کثرت کے خیال سے شیرہ کی خوبی سے قطع نظر کرنا غلطی ہے اور شیرہ کی خوبی پیش نظر رکھ کر آمدنی کی زیادتی کو کھونا بھی نادانی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس راستہ کو اختیار کریں۔ اسکا جواب بہت آسان ہے۔ وہ یہ ہے کہ کھاد ضرورت پر دو۔ شیرہ کی خوبی کو ہاتھ سے مذو۔ یہ خیال کرنا محض غلطی ہے کہ کھاد کی کثرت سے ثمرہ کی کثرت ہوگی۔ اور ضرورت پر کھاد دینے سے شیرہ ناقص ہو جائے گا۔ کھاد دراصل دوا ہے۔ ضرورت پر اگر دوا کا استعمال نہ ہوگا تو مرض دفع نہ ہوگا۔ مریض درخت سے عمدہ شیرہ کی توقع رکھنا غلطی ہے۔ کھاد کی کثرت درحقیقت ایک بلا ہے جس سے بدبھنی چوگی اور کبھی بدبھنی سے یہ امید کرنا صحیح نہیں ہے کہ ثمرہ وافر ہو کر آمدنی بڑھے گی۔ اگر کوئی درخت

قدرتی طور پر اچھی حالت میں ہے اور اتفاق سے اُسکی زمین بھی زوردار ہے جس میں پرورش کا مادہ درست ہے تو بھول کر کہاد کا نام نہ لینا چاہئے۔ شترہ کی کثرت۔ آمدنی میں زیادتی۔ شترہ کی خوبی۔ سب کچھ اسی درخت سے ممکن ہے اگر کوئی زمین خراب ہے جسکی وجہ سے درخت کی پرورش عمدہ حالت میں نہیں ہے یا درخت میں کوئی ایسا مارضہ عارض ہوا ہے جسکے علاج کے لئے قوت کا بڑھانا یا گھٹانا۔ یا شوریت کی کمی کیوجہ سے نکلی اجزا کی زیادتی ناگزیر ہو تو تمہارا فرض ہے کہ مناسب اور معتدل کہاد سے ضرور کام لو۔ جب تک ایسا نکر و گے تمہارے درخت انگور کا شترہ کبھی درست نہ ہو گا۔

اب ایک ایسے تندرست درخت سے سوال ہے جس میں طاقت معتدل ہے شترہ بھی معتدل طور پر حاصل ہوتا ہے اور اُسکا شترہ اعلیٰ قسم کا ہے تو ایسے درخت کو اگر تم خواستخواہ عمدہ کہاد دو گے تو کچھ شک نہیں کہ شترہ کی مقدار اور زیادہ ہوگی۔ لیکن شترہ کی وہ خوبی جو پہلے نخی ضرور گئیگی۔ اب ان دونوں میں تمہاری ضرورتوں کے لحاظ سے کون خیر تمکو پسند ہے اسکا تصفیہ خود تمہارے ہاتھ ہے۔

صاحب فلاحۃ البنطیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے درختوں میں کہاد دینے سے پہلے مناسب کہانگی جڑوں سے مٹی ہٹائی جائے اور جڑوں کے اطراف ایک گول گڑھا بنایا جائے پھر ایک دن جڑوں کو ہوا دی جائے اور آب پاشی بھی بند کی جائے۔ دوسرے دن اُس گڑھے کو کہاد سے اس طرح پاٹ دیا جائے کہ چار انچل کہاد سطح زمین سے اونچی ہو جائے اور درخت کے تنہ سے کہاد ملی ہو ہی رہے۔ اس طرح پر کہ کوئی دوسری خیر کہاد اور تنہ میں داخل نہ رہے۔ صغیر پٹ کی رائے اسکے برخلاف ہے وہ کہتا ہے کہ جب کسی قسم کی کہاد انگور کے درختوں میں ڈالنا چاہو تو مناسب یہ ہے کہ درختوں کی جڑوں سے کہاد کو ملنے نہ دو۔ بلکہ ذرا سی مٹی کہاد اور جڑوں میں داخل رکھو تا کہ کہاد کی گرمی درختوں میں ہر پردہ سرایت کرے۔ کسی چیز کے داخل نہ ہونے سے جڑوں کو دو طرح کی گرمی پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ ایک فی نفسہ کہ

کی گرمی۔ اور دوسری آفتاب کی گرمی۔ جب کہ درختوں پر دھوپ پڑتی ہے تو خود وہ بالائی گرمی سے متاثر ہوتے ہیں۔ جسکا اثر جڑوں تک پہنچتا ہے اُسی کے ساتھ کہا دکا کی متصل حرارت جڑوں میں حدت اور جلن پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کے درخت کو ہمیشہ کہا دکا کے مخالف خیال کرتے رہو۔ اور ضرورت کے بغیر کہا دکا سے کام نہ لو۔ اور ہمیشہ کہا دکا کے استعمال میں تنگ چشمی سے کام لو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ فلاحان قدیم کا قول ہے کہ درخت انگور کہا دکا کا محتاج نہیں ہے اور بعض درخت انگور کے ایسے ہیں جنکو کہا دکا لگانے کی کبھی حاجت نہیں ہوتی۔

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ جن درخت ہائے انگور کو کہا دکا نہیں دیجائی اُن کی عمر بہ نسبت اُن درختوں کے جنہیں کہا دکا استعمال ہوتا ہے بہت ہی کم ہوتی ہے جسکا تجربہ پہاڑی اور جنگلی انگوروں کے مشاہدہ سے ہوا ہے جسکا پہلاؤ بھی کم ہوتا ہے اور شاقین بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ اُس انسان کے مشابہ ہیں جسکو ایک ہی قسم کی معمولی غذا ہمیشہ ملتی رہی ہے۔ یہ غذا زندگی کے قائم رکھنے کے لئے تو کافی ہو جاتی ہے لیکن اور خوبیوں سے محروم رہتی ہے عمدہ غذاؤں سے جو مرغن اور پرورش دار ہوں۔ انسان تو نمند اور تیار ہوتا ہے اور اُس کے اعصاب رُسیہ قوی ہو جاتے ہیں اور اصول حکمت کی رو سے کہا دکا جاسکتا ہے کہ اُس کی قوت از دیاد عمر پر موثر ہے۔ یہی کیفیت نباتات کی ہے جو عمدہ کہا دکا کے استعمال سے نباتات میں پیدا ہوتی ہے۔

(۲) کہا دینے کا وقت | فلاحان عرب نے انگور کے لئے کہا دکا کا عمدہ موسم۔ موسم بہار کو تجویز کیا ہے۔

قوثا می کا قول ہے کہ میری رائے میں کہا دکا کا استعمال سال کے بارہ مہینوں سے ہر ایک مہینہ میں مناسب اور موضوع ہے۔ ضرورت اور وقت کو معلوم کرنا سمجھ دار فلاح کا کام ہے۔ کہا دالسی چیز نہیں ہے جسکو معمولی غذا خیال کریں اور ضرورت بے ضرورت اُسکا استعمال کریں کہا دکا درحقیقت ایک بدل ہے۔ جو وقت بدل کی ضرورت لاحق ہو۔ تو اُسی وقت اُسکا

استعمال ہونا چاہئے اگر رُج بکوزین کی کم قوتی پر یقین ہو تو آج ہی بھگو کہا دینے کی ضرورت ہے۔ اگر اتفاق کوئی ایسا مرض درخت انگور میں پایا جائے جس کا علاج کہا دہے تو فوراً کھا دکا استعمال کریں۔ صبح اور تندرست درخت کو خوش قسمتی سے زور دار زمین ملی ہے تو کسی وقت میں کہا د کی ضرورت لاحق نہوگی۔

صاحب دولت باغبانی فرماتے ہیں کہ ہر سال جب درخت انگور کے پتے خود بخود جھڑنے لگیں (غالباً یہ وقت بارش کے بعد آخر ماہ اکتوبر میں آئیگا) تو اس وقت تہالہ کے گرد چمچ چمچ یا ایک ایک فٹ چھوڑ کر اسی قدر گہرائی سے گڑھا کھودو۔ اور پھر اسی حالت پر ایک مہینہ تک چھوڑ دو۔ اور ساتھ ہی درخت کے اور پتوں کو بھی توڑ دو۔ پھر اسکے بعد اُنہیں گڑھوں میں کہا د کا استعمال کرو۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ ہماری رائے میں درخت انگور کی کہا د کا استعمال ہر سال تمام زمین کے پانچویں حصہ میں کرنا چاہئے۔ تاکہ باری باری سے پانچ سال کے بعد پھر اُس حصہ کی نوبت آئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ جو لوگ ہر سال انگور کے درخت میں کہا د کا استعمال کرتے ہیں وہ ناعاقبت اندیش ہیں۔

آپ ہی کا قول ہے کہ کہا د کے استعمال کے لئے فصل خریف بہت مناسب زمانہ ہے۔ جبکہ انگور کا ثمرہ توڑ لیا جائے اور انگور کے درختوں کی کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل ہو جائے تو اس وقت کہا د کو زمین پر پھیلا دینا چاہئے۔ پھر اُس پر ہل چلا کر زمین میں مخلوہ کر دینا چاہئے۔ انگور کی جڑوں میں کہا د کا ڈھیر لگا دینا اور زمین کے ساتھ مخلوہ نہ کرنا ضرورت سے خالی نہیں اسلئے کہ اس طریقہ میں کہا د کے منافع سے جڑیں محروم رہیں گی۔ اور کہا د کی حرارت درخت انگور کو نقصان پہنچائے گی۔

د ۳) کہا د دینے میں عمر کا لحاظ۔ صاحب فلاحتہ البیطیہ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کو کاشت کے پہلے سال بہت کم کہا د دو۔ دوسرے برس میں کچھ زیادہ اور پھر تیسرے سال میں اور زیادہ۔

جون جون اُسکی عمر بڑھتی جائے کھاد کی مقدار میں بھی زیادتی لازم ہے۔ دس برس کی عمر تک اسی طریقہ پر احتیاط ضرور ہے۔ دس برس کے بعد البتہ کوئی زیادہ اندیشہ کھاد کی زیادتی سے نہیں ہوتا لیکن جو درخت جوانی سے گزر کر ضعیفی میں قدم رکھتے ہیں انکی نسبت بھی احتیاط لازم ہے ایسے درختوں کو برداشت سے زیادہ کھاد نہ دیجائے ورنہ کم سنی اور کبر سنی دونوں حالت میں کھاد کی زیادتی خود مورث امراض ہو جائے گی۔

ادائل عمر کی کھاد بہت ہلکی ہونا چاہئے۔ جیسے سنریتوں کی کھاد۔ مٹرے ہوئے بہوسہ کی کھاد گائے کے گوبر کی کھاد۔ اسی طرح ضعیفی میں بھی اسی قسم کی ہلکی کھاد زیادہ مناسب ہے۔ کم سنی اور کبر سنی میں گرم کھاد دونوں سے سخت احتراز مناسب ہے۔ بعض اوقات کبر سنی میں گرم کھاد اقل مقدار میں ناگزیر دینا پڑتی ہے۔ لیکن کم سنی میں تو گرم کھاد کا نام نہ لینا چاہئے۔

(۴) استعمال کھاد میں لائق لحاظ امور۔ | قوت نامی کا قول ہے کہ کھاد کے استعمال میں مختلف چیزوں کا حینال رکھو۔ مثلاً صنبر سنی۔ کبر سنی۔ گرم موسم۔ سرد موسم۔ گرم ملک۔ سرد ملک۔ زمین کا اختلاف ان سب کے لحاظ سے ایک ہوشیار فلاح اپنی قوت عقل اور ہوشیاری سے اچھی طرح پر اندازہ کر سکتا ہے کہ موجودہ ضرورت کس قسم کی اور کس مقدار میں کھاد دینے کی متقاضی ہے۔ زمینوں کا اختلاف البتہ ایک باریک امر ہے جمیع ہم کسی قدر اپنے تجربہ سے مدد دیتے ہیں۔

مثلاً اگر وہ زمین جمیع انگور کی کاشت ہے۔ ریتی ہے یعنی اٹھیں بالو ملی ہوئی ہے۔ تو ایسی زمین میں کھاد کی ضرورت کم لاحق ہوگی۔ اگر ضرورت لاحق ہو تو اول درجہ میں بیٹر یا کبری کی میٹلیاں بہتر ہیں۔ لیکن لحاظ رہے کہ اسکا استعمال پُرانی مٹی کی شرکت کے ساتھ کیا جائے۔ جو زمین سخت اور رنگین ہو یا جسکی مٹی کا رنگ سفید ہو۔ ایسی زمین میں بوسے ہوئے انگور کے درختوں کے لئے گائے کا گوبر جو کہ روغن زیتون کی دردی میں سڑایا گیا ہو مناسب ہے اور اُسکے ساتھ کسی قدر گھوٹ اور جو کا بہوسہ بھی ملا لینا چاہئے۔

جس زمین میں کسی قدر شوریت ہو۔ اُس میں درخت انگور کے لئے ایک ایسی مرکب کھاد مناسب ہے جو گلے کے گوبر، خرما کی شاخوں کی راکھ اور خرما کے پہلون اور درخت انگور کے ایندھن کی راکھ جو بنی ہو جو زمین کسی قدر تلخی رکھتی ہو۔ اُس میں درخت انگور کے لئے وہ کھاد مناسب ہوگی جس کی ترکیب انسانی میلہ اور غلون کے بھوسوں اور گھلیوں کی راکھ اور انگور کے ایندھن کی راکھ سے کی گئی ہو۔ کبھی ایسی زمین میں کدو، اور کاسنی اور اہوڑے کے پتوں اور بقلہ باروہ کی بھاجی اور انسانی میلہ کی سڑی بھوی کھاد مفید مانی گئی ہے۔

جس زمین کے ذائقہ میں شیرینی کے سوا کوئی مخالف مزہ پایا جائے اُس میں ایسی کھاد کا استعمال زیادہ مناسب ہے جو کہ زیادہ چکنی ہو۔

جو زمین مٹھاس یا پھیکا پن رکھتی ہے اُس میں زیادہ تیز اور سرایت کرنے والی کھاد مفید ہے۔

(۵) اعتدال کی ضرورت۔ | صغریٰ کا قول ہے کہ اگر کھاد کے استعمال میں اعتدال ملحوظ نظر نہ رہے تو دعوت سے عداوت کا نتیجہ پیدا ہوگا۔ ہلکی سے ہلکی قسم کی کھاد کیوں نہ ہو جب اُس کا استعمال کثرت سے ہوگا تو گرم اور تیز کھاد سے زیادہ مضر و بخش ہوگی خصوصاً انگور کے درخت کھاد کی زیادتی سے بالکل جل جاتے ہیں۔ پتوں کی کیفیت سے ایک ہوشیار فلاح فوراً معلوم کر سکتا ہے کہ کھاد کا زہر درخت میں سرایت کر رہا ہے ایسی حالت میں ضرور ہے کہ تازہ اور سادہ مٹی جڑوں میں بہر دی جائے اور شیریں پانی سے عرصہ تک سیراب کیا جائے کھاد کے استعمال میں اعتدال کا لحاظ رکھنا بہت نازک کام ہے۔ کم سمجھ اور نا تجربہ کار فلاحوں کے لئے کھاد کے استعمال میں افراط سے قریط زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ قریط کا نتیجہ مہلک نہیں ہے برخلاف افراط کے جس سے بیشتر ہلاکت واقع ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اعتدال کا معیار دیکھنا نا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن ایک ایسی کتاب میں جس میں تکمیل ہدایات کا دعویٰ ہوا ہو۔ اس سے بالکل قطع نظر کرنا بھی ناگوار ہے۔

لہذا ہم کہتے ہیں کہ ایک سالہ پودہ کے لئے کھاد کی ایک مٹھی بہت کافی ہے اور دو سالہ پودہ کے لئے دو مٹھی اور سہ سالہ کے لئے سہ مٹھی۔ اسی طرح دس سالہ کے لئے دس مٹھی کھاد بالکل کافی ہے۔ اسکے بعد پودہ کی قوت کسی قدر بے اعتدالی کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ خدا بے اعتدالی سے بچا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ایک مٹھی کھاد سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ آپ پودہ کو ہر روز ایک مٹھی کھاد دیا کریں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو اسکا تجربہ ہو گا کہ کھاد کی ضرورت سال میں کتنی بار کس وقت کس موسم میں ہوتی ہے۔ صرف ضرورت کے وقت ہمارے اعتدالی انداز سے کام لیا جائے۔

(۶) کھاد کا لیپ | مینوشاد کا قول ہے کہ گائے کا گوبر زمیو یا خشک زمین گائے یا آدمی یا بکری کے پیشاب کو ملا کر نو عمر پودوں کے تنہ اور شاخوں پر اسکا لیپ کیا جائے اور کھلی ہوئی جڑوں پر اسکو ڈالا جائے تو یہ عمل فائدہ بخش ہو گا۔ اس عمل سے پودوں کے نشو و نما میں ترقی ہوگی اور وہ تمام کیڑے اُن سے دفع ہو جائیں گے جو شاخوں اور جڑوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ آپ ہی نے کہا ہے کہ اگر استیارد کوہ کا فراہم ہونا دشوار نظر آئے تو صرف گائے کے تازہ گوبر میں اُسی کا پیشاب ملا کر اُسے اور پُرانے درختوں پر لیپ کرنا کافی ہے۔ اس عمل سے نئی شاخیں اور تنہ بہت جلد جم جائیں گے اور پُرانے درختوں میں نشو و نما کی خاص قوت پیدا ہوگی پھر انکی بار آوری بڑھے گی اور پھل بڑا ہو گا۔ اس لیپ کا اثر یہ ہے کہ جب انگور کے درختوں پر یہ خشک ہو جاتا ہے اور پھر سڑ جاتا ہے تو اسکی بو سے پہلے چوہے بہاگ جاتے ہیں اور دوسرے اقسام کے خارجی کیڑے یا تو بہاگ جاتے ہیں یا تلف ہو جاتے ہیں۔ خاص کر وہ کیڑا جو انگور ہی کے درخت میں پیدا ہوتا ہے جسکی غذا انگور کے پتے اور شاخیں اور درخت کا رس ہے جبکامنہ چوڑا ہوتا ہے اس لیپ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔

دے، چکنی کھاد۔ | صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ چکنی کھاد سے وہ کھاد مراد ہے جسکی

ترکیب میں گائے کا گوبر اور غٹون کے بھوسے اور سرد تر درختوں کے پتے اور لعاب اردختوں کی شاخیں روغن زیتون کی دردی کے ساتھ شریک ہوں۔ اس کھاد کو زوہضم کہا گیا ہے۔ اور درخت انگور کے لئے یہ نہایت مفید مانی گئی ہے۔ صفر میں نے اس کھاد کا نام حلوٰ کہا ہے۔

(۸) تیز اور گرم کھاد۔ آپ ہی کا قول ہے کہ تیز کھاد سے وہ کھاد مراد ہے جو انسانی میلے اور

کبوتر کی بیٹ سے تیار ہوئی ہو۔ گرم کھاد دن میں اسکا درجہ اول ہے۔ جس کھاد میں اور اجزا کے ساتھ انسانی میلے یا کبوتر کی بیٹ شامل ہوتی ہے اسکو گرم کھاد کہتے ہیں۔ اس موقع پر مینوشا نے کہا ہے کہ کھاد کی ہر ایک قسم جب کہ افراط کے ساتھ زمین میں دیکھائی ہے تو وہ گرم کھاد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ یعنی اُس سے پورے دو یا تین گنا زیادہ فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ گرم کھاد کو بلا ضرورت اور بے موقع استعمال کرنے سے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ بسا اوقات خدائے صالح کی زیادتی انسان کے لئے زہر کا حکم رکھتی ہے۔

(۹) بھوسے کی کھاد۔ مینوشا کا قول ہے کہ غٹون کے سڑے ہوئے بھوسوں کی کھاد درخت انگور کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے اور وہ خصوصاً انگور کی طبیعت کے موافق ہے خاص کر گیہوں اور باقلہ کا بھوسا۔ آپ کہتے ہیں کہ بھوسے کی کھاد سے کسی آفت کا خوف نہیں رہتا۔ بھوسے کی یہ ایک منفعت کیا کم ہے کہ ہر قسم کے کیڑے اس کے استعمال سے دفع ہو جاتے ہیں بشرطیکہ سڑنے کے بعد اسکا استعمال کیا جائے اس لئے کہ کیڑے ان کو بھوسوں کے ساتھ طبعی مخالفت ہے۔ بھوسے کی کھاد کا استعمال کئی طرح پر نافع ہے ایک تو اُس سے نشوونما کی قوت ترقی کرتی ہے۔ اور دوسرے کیڑے دفع ہوتے ہیں۔ تیسری منفعت یہ ہے کہ سردی کی مضرت درخت کو نہیں پہنچتی آسمانی پانی اور برت کا ضرر ان درختوں میں بہت کم ہوتا ہے جنہیں ہمیشہ بھوسے کی کھاد دیکھائی ہے۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ باقلہ۔ جو۔ جوار۔ ان تینوں کا بھوسہ اور انگور کے درخت کی ایندھن کا چورا لاٹھی سے کوٹا جائے۔ پہر گائے کے گوبر میں ملا کر انگور کے پودوں کی جڑوں میں دفن کر دیا جائے تو اس کھاد کے اثر سے کیڑے مرجائیں گے اور نشوونما میں بہت کچھ ترقی ہوگی۔

(۱۰) آگ کی گرمی بھی کباد کا حکم رکھتی ہے | صاحب فلاحۃ العنبیۃ فرماتے ہیں کہ تم ہر قسم کے درختوں کو چھوٹے ہون یا بڑے - قوی ہون یا ضعیف - تندرست ہون یا بیمار - آگ کی گرمی پہنچا سکتے ہو۔

تھکوتز مالٹس سے معلوم ہوا کہ اسکی عجیب تاثیر ہے۔ علمی طریقہ پر بھی ہم اسکی تاثیر تھکو سمجھا سکتے ہیں۔ روسے زمین کا عالم - سردی اور میوے کا عالم ہے کیونکہ اسکا انجام سردی اور میوے سے ہے اور اسکا وجود مٹی اور پانی سے ہے اور یہ دونوں سرد ہیں مگر مٹی خشکی رکھتی ہے اور پانی مین تری ہے۔ اگر اس عالم میں ہوا اور پانی سے ترمیج اور ضعیف سی گرمی اور آفتاب سے سخت گرمی اور ستاروں سے متوسط گرمی دن اور رات میں نہ پہنچتی تو کوئی درخت زمین میں پرورش نہ پاتا۔ اور نہ کوئی جانور زندہ رہتا اور نہ کوئی معدنی شے اس میں پیدا ہوتی۔ پس ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ یہی گرمی ہے جو ذی حیات چیزوں کی حیات کا مادہ ہے اور موت - حیات کی ضد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز سے اشیا کی حیات ہے اسکی ضد سے انکی موت ہونی چاہئے جب گرمی کی ضد سردی ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ بیماریوں کا باعث اور موت کا سبب یہی سردی ہے جب ہم سردی کو گرمی سے دفع کریں گے تو موت اور عوارض بھی اُس سے رُک جائیں گے۔ پس ہمارے لئے مناسب یہ ہے کہ مناسب وقت میں آگ کی گرمی سے کام لیں جس سے درخت تندرست رہے گا۔ تمام آفتین اور تکلیفین اس سے دفع ہو جائیں گی۔ اور ایسے اعلیٰ درجہ کی تاثیر اُس میں پیدا ہوگی جو کہا دون کے جملہ اقسام سے زیادہ نفع بخش ثابت ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے گرمی پہنچانے والے کو مین ضرور یہ مشورہ دوں گا کہ جب تک وہ اس نازک کام سے پورے طور پر ماہر نہ ہو جائے ہرگز یہ کام نہ کرے۔ ہر ایک قسم درخت کے لئے اس بات کو جان رکھنا ضرور ہے کہ اُسکے لئے گرمی کی مقدار کس قدر مفید ہے۔ انگور کا درخت گرمی کی ضرورت مین درخت خرما کے مساوی مانا گیا ہے۔ لیکن جس زمانہ میں اسکی ضرورت لاحق ہو۔ اُس زمانہ کو بھی گرمی کے اندازہ میں دخل ہے۔ مثلاً اگر گرمیوں میں اسکی ضرورت لاحق ہو تو برسات کے مقابلہ میں بہت کم گرمی پہنچانی جائیگی اس لئے کہ خود موسم گرم ہے۔ اس طرح جس غرض اور ضرورت کے

گرمی پہنچانا مناسب خیال کیا گیا ہے۔ اس غرض اور ضرورت کو بھی گرمی کی مقدار میں دخل ہے اور اس عمل کے متعدد طریقے ہیں۔ ایک طریقہ گرمی پہنچانے کا یہ ہے کہ درخت کی جڑوں میں آگ روشن کی جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنہ پر گھانس رکھ کر آگ دی جائے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ درخت سے کسی قدر فاصلہ پر آگ روشن کی جائے۔ اول و دوم طریقہ سے صرف انہیں درختوں کے لئے کام لینا چاہئے جنکا تنہ زبردست ہو۔ انگور کے لئے صرف تیسرا طریقہ مفید ہے۔ البتہ انگور کے پُرانے درختوں کے لئے جھکا تنہ نہایت سخت اور موٹا ہو چکا ہو۔ بعض وقتوں میں طریقہ دوم سے بھی کام لے سکتے ہیں خصوصاً جبکہ موسم بھی سرد ہو۔ اور کسی مرض کے علاج کے لئے یہ کام کیا جائے۔ لیکن انگور کے درخت کے لئے سرد موسم میں صرف طاقت پہنچانے کے لئے تیسرے ہی طریقہ پر عمل کرنا چاہئے بدنیو جبکہ آفتاب کی گرمی ابر یا دیگر عوارض کی وجہ سے کافی نہیں ہوتی اور رات میں ہمیشہ اُس سے مایوسی رہتی ہے لہذا اسکا بدل آگ ہی کی حرارت سے ہو سکتا ہے۔ انگور کے درختوں کی مکروری گرم کہا دیا آگ کی گرمی سے دفع ہو جائیگی اور تندرست درختوں کو بھی آگ کی حرارت نفع بخشنے گی۔ فلاحان عرب نے اس کام کو مختلف آلات اور آتشیں شیشوں سے لیا ہے۔ بعضوں نے آہنی سچون کو آگ میں خوب گرم کر کے درخت کے تنہ لوہین ٹھونس دیا ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ سرد موسم میں درخت کے تنہ سے ۲ فٹ کے فاصلہ پر بالائے سطح زمین یا جہاں سردی کی شدت سے آگ روشن نہ رہ سکتی ہو تو وہاں ایک گڑھے میں آگ روشن کر دینا اعلیٰ درجہ کی گھاؤ کے برابر اثر رکھتا ہے۔ اور پہر اسمیں آگ کی کمی یا زیادتی اور قرب و بعد۔ سمجھدار فلاح کی رائے سے متعلق ہے۔

(۱۱) کہا دکا چتر کاو۔ صاحب فلاحتہ البیطیہ کا قول ہے کہ درخت انگور کے لئے قوی کیا

بھی خارجی استعمال کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے جو ہر قسم کی غلیظ ہواؤں کے اثر

کی دافع ہے جس سے اکثر اقسام کے کڑے دافع ہو جاتے ہیں اور درخت کی قوت بڑھتی ہے۔ بیماریوں کی روک ہوتی ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ ایک کالج کے طرف میں میٹھا پانی بہا لو۔ پہرا سمن تھوڑا سا روغن زیتون ملاؤ۔ اور ہر مہینہ میں ایک بار منہ سے تمام بلیوں اور پتوں پر چھڑکا کرو۔ اس سے ایک عجیب قسم کی تدبیر ہوگی۔ بعض پُرانے فلاح اس پانی کو صرف اپنے ہاتھوں سے درخت انگور پر چھڑکتے ہیں۔ قوثا می نے کہا ہے کہ اس رقیق کہاد کو صرف ہاتھوں سے موٹی بلیوں پر ملنا اور پتوں پر چھڑکنا بھی کافی ہے۔ اسے اسکی افادت کی نسبت زیادہ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انگور کے لئے یہ نسخہ آب حیات کا حکم رکھتا ہے۔

اکثر تجربہ کاروں نے بالاتفاق اسکی تصدیق کی ہے کہ اسکے استعمال سے انگور پر سردی کا مضر اثر بہت کم ہوتا ہے۔

ذوانا یا جسکو زمانہ جہالت میں عربوں نے سید البشر کا لقب دیا تھا جو فن خلافت کا بڑا فاضل اور ذی تجربہ شخص تھا۔ کہتا ہے کہ انگور کے درختوں کو سال میں دو بار اسوقت دھونا چاہئے جبکہ اسکی شاخیں چھانٹ دیجائیں۔ اس عمل سے درخت انگور کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔

(۱۲) دھانی کھاد۔ ذوانا یا کا قول ہے کہ انگور کی جو شاخیں کاٹ دی جائیں اُن کو

جمع کرلو۔ اور ابر کے دن اُن سے ایک حصہ لیکر منڈوح کے نیچے یا کھیتوں کے درمیان متفرق مقامات میں جلاؤ۔ تاکہ اُن کا دھوان درختوں میں گھوٹے۔ وہ کہتا ہے کہ اس دھوین سے درخت انگور کی بلیوں میں ایک قسم کا ایسا پیدا ہوگا جو تندرستی اور نشوونما کے لئے بہت مفید ہے۔ پہرا اس را کہ کو جمع کر کے انگور کی کہاد میں ملاؤ۔ اور خیال رکھو کہ ہر ایک قسم کی کہاد کے استعمال کے بعد پانی سیرابی کے ساتھ دیا جائے تاکہ کہاد کے اجزا جڑوں میں اثر کریں۔ پہرا آپ فرماتے ہیں کہ دھونی کا عمل کبہا کرنے کے وقت ہرگز نہ کرنا چاہئے

اسلئے کہ دہونی مین کھرے کا نقصان درخت انگور کو بہت جلد پہونچتا ہے۔

(۱۳) راکھ کی کھا د۔ تجر بہ کار فلاحان عرب و ہند نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ راکھ کی کھا د

بہایت مفید اور انگور کے لئے بہت مفید ہے اسمین یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ فلاح کی بے اعتدالی سے درخت کو کم نقصان پہونچتا ہے۔ اگر گرم کھا د کی ضرورت پر راکھ سے کام لینا چاہو تو نارنج اور زعفران کے درخت اور پتوں اور جڑوں کی راکھ سے کام لے سکتے ہو۔ سیوتی چیلی۔ پودینہ۔ جنگلی تلسی۔ اجمود کی شاخوں اور پتوں کی راکھ اس کام کے لئے عجیب تاثیر رکھتی ہے۔

ماسی سورانی نے کہا ہے کہ انگور کے درخت کے لئے بے ضرر اور مفید کھا د اسی کے ایندھن کی راکھ ہے۔ جسکی زیادتی کسی وقت مین نقصان نہیں دیتی۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ اگر کوئی فلاح کھا دوں کی حقیقت اور استعمال کے وقت اور ضرورت سے بے خبر ہو۔ تو اسکو ہم یہی صلاح دینگے کہ ہمیشہ ہر موقع پر انگور کی خشک شاخوں اور پتوں اور بیکار جڑوں کے ایندھن کو جلاے اور اُسکی راکھ بطور کھا د استعمال کرے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ درخت انگور کو پُرانی راکھ کی کھا د ایک خاص قسم کا نفع پہونچاتی ہے یعنی جس درخت کا پہل گر جاتا ہو تو اُسکی جڑوں مین پُرانی راکھ بطور کھا د دینے سے اُسکا اثر پہل کی ڈنڈیوں کو مضبوط کرے گا۔ اور پہر پھل کے گرنے کا شکوہ باقی نہ رہے گا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ درخت بید کی شاخوں کو اُنکے پتوں کے ساتھ جلا کر اُنکی راکھ جمع کر لیجائے اور گلے کا جلا یا ہوا گوبر اسمین شریک کر کے دو لون کو اچھی طرح پر ملا لیں اور پہر درخت انگور کی شاخوں اور پتوں پر چھڑکین تو درخت انگور بہت توانا ہو گا۔ اور اُسکا پہل بہ نسبت سابق کے بڑا ہاتھ آئیگا۔

صاحب حسن الصنائع فرماتے ہین کہ راکھ کے اقسام جن سے جوہر نہ نکالا گیا ہو کبھی کبھی ممالک مصر مین انگور کے درخت کے لئے بطور کھا د استعمال کئے جاتے ہین جسکی عمدہ تاثیر

علائیہ طور سے ظاہر ہوتی ہے۔ مختلف اقسام کی گہا نسوں کو جلا کر اکٹھا کرنا لینا بہت آسان ہے۔ (۱۴) انسانی پیشاب کی کہاد | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے لئے آدمی کا پیشاب بہت عمدہ کہاد ہے۔ خصوصاً بڑے درخت کے لئے جسکی طاقت اس کہاد کے استعمال سے عود کرتی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کہاد کے تمام اقسام میں ایسی ہلکی اور سریع الاثر کوئی اور کہاد نہیں ہے۔ پس فلاح کو لازم ہے کہ باری باری سے ایک ایک درخت کے ہتالہ کو اپنا پیشاب خانہ قرار دے۔

(۱۵) چونے کی کہاد۔ صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے زمیانات کو چونے کی کہاد سے بہت نفع پہونچتا ہے۔ خصوصاً وہ زمینیں جنکی مٹی ٹھوس اور غیر متخلخل ہو۔ یا جنکی مٹی میں چونے کے اجزاء کم یا بالکل نہ ہوں ان میں مارن یا جیر (چونہ کا جزو) کا استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے جس سے اکثر درخت سرسبز اور کثیر المحاصل ہوتے ہیں۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ فصل سرما سے پہلے سطح زمین پر مارن پھیلا دیا جائے اور جیر کو جو کہ اسکا مصلح ہے۔ زمین کے اجزاء میں مخلوط کر دیا جائے یہ دونوں عموماً اور جیر خصوصاً انگور کی پیداوار میں بہت بڑی مدد دین گے۔

(۱۶) پتھروں کی کہاد۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے پتھر بھی درخت انگور کیلئے کہاد کا کام دیتے ہیں یعنی انگور کے پودوں کے ہتالوں میں چھوٹے چھوٹے پتھروں کو جما دینا چاہئے اور انہیں پر سے آب پاشی کرنا چاہئے۔ ان پتھروں کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پیدا نہیں ہونے پاتیں۔ یہ پتھر انگور کے پودوں کے لئے مقوی غذا کا حکم رکھتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ ہتالہ کی زمین کو نرم کرنے وقت ان پتھروں کو ہٹا لینا چاہئے۔ اور پھر اسی جگہ پر جما دینا چاہئے۔ اضلاع دکن کے ایک زمیندار کو مؤلف نے دیکھا ہے کہ اُس نے اپنے باغ میں ہر ایک درخت کے ہتالہ میں انڈے کے برابر پتھروں کو ایک سطح میں جا کر کہا تھا۔ مؤلف نے حیاں کیا کہ خوبصورتی اور خوشنمائی کے لئے غالباً ایسا کیا گیا ہے۔ لیکن گفتگو سے

معلوم ہوا کہ وہ ہر ایک درخت کے لئے یہ بات نہایت مفید خیال کرتا ہے کہ اُسکی آب پاشی انہیں پتھروں پر سے کیجائے اسنے کہا کہ اُسکے بزرگوں نے تاکید کی ہے کہ گار کے پتھروں اور مقامات میں ضرور بچھا دئے جائیں جنہر باغات کی نہریں دوڑتی ہوں۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ ہٹوس اور غیر متخلخل زمین یا جس زمین میں چونے کے روڑے پائے جائیں اُسکی مٹی کو بالو اور پتھریوں کی آمیزش سے متخلخل بنانا بہت ضرور ہے۔ اور اس کام کے لئے فصل غریف نہایت مناسب وقت ہے۔ اس کام کا آغاز اس وقت کیا جائے۔ جب کہ ٹمرہ توڑنے اور تراشتے سے فراغت حاصل ہو جائے۔ یہ عمل درحقیقت ایک اعلیٰ درجہ کی کہاد لگانے کا حکم رکھتا ہے۔

(۱۷) سینگ کی کہاد۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر بکری یا ہرنی کے تین سینگ لیکر درخت انگور کے اطراف میں اُلٹے دفن کر دئے جائیں تو اُسکے اثر سے نہ صرف درخت طاقتور ہوگا بلکہ اُسکا خاص اثر یہ ہے کہ پہلے بکثرت حاصل ہوں گے۔ قدامت اس کہاد کی تاثیر کو ٹمرہ سے مخصوص کیا ہے اور تجربہ سے اُسکا فائدہ ثابت ہوا ہے۔

(۱۸) ہڈی کی کہاد۔ علامہ نابلسی کا قول ہے کہ اگر چہ میوہ دار درختوں کو عموماً ہڈی کی کہاد سے نفع پہنچتا ہے لیکن خاصکر ہاتھی کی ہڈی جلا کر درخت انگور کو دہونی دینے سے ایک عجیب قسم کی قوت اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی ہڈی کا بڑا دہن ہٹوراسا جڑوں میں دفن کرنے سے درخت بہت طاقتور ہوتا ہے اور کیڑے مر جاتے ہیں۔ بعض فلاحون نے ہاتھی کی ہڈی کی کہاد کو دہونی پر ترجیح دی ہے۔

لفٹنٹ پاکس نے اس خاص غرض سے ہڈیوں کو جلا کر خاکستر بنانے کا ایک طریقہ بیان کیا ہے جسکا تذکرہ صاحب کتاب الاثمار نے اپنی قیمتی تالیف میں فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ زمین میں ایک گول گڑبا ایک فٹ عمیق بنایا جائے جسکا قطر ۳ فٹ ہو۔ اس میں ایک تہ ہڈیوں کی اور دوسری تہ اُپلیوں کی پھر تیسری تہ ہڈیوں کی اور چوتھی تہ اُپلیوں کی

کی جمانا چاہئے۔ سب سے اوپر بیس یا تیس اُپلیوں کا ڈھیر لگا کر اُس میں آگ دیدینا چاہئے۔ جب آگ جلکر بیٹھ جائے اُس وقت تمام ہڈیوں کو نکال کر انکا سفوف بنا لینا چاہئے اور اُپلیوں کی راکھ کو بھی بحفاظت ایک جگہ پر جمع کر لینا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک من ہڈی جلاتے سے نصف من سفوف تیار ہوگا۔ فاسفیٹ پاکس کا تجربہ ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے انگور کے پُرانے درختوں کو بہت نفع ہوگا اور بار آور ہو جائے گی۔ خاکستر استخوان میں فاسفیٹ کثرت سے موجود رہتا ہے۔ اسی خاکستر کے ذریعہ سے فاسفیٹ آف لایم۔ فاسفیٹ آف میگنیشیا۔ فاسفیٹ آف پٹاس۔ فاسفیٹ آف آئرن پیدا ہوتے ہیں جو تمام تر انگور کو مفید ہیں۔

برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت ممالک متحدہ اگر وہاں کی رائے میں بھی انگور کے لئے ہڈی کی کہاد بہت مفید ہے یعنی مردہ جانوروں کو درختان انگور کے تہالوں میں گاڑ دینے سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۹) سبز کہاد کا بیان۔ | صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ فرانس کے جنوبی شہروں میں درخت انگور کی صفوں کے درمیان کاٹ چھانٹ کے بعد باقلا کی کاشت کی جاتی ہے۔ اور سخت زمینوں میں چنوں کی۔ اور جب کہ ان نباتات پر مہول آ جاتے ہیں تو پھر انکو اُسی زمین میں بطور کہاد دفن کر دیتے ہیں۔

اسی طرح تر زمینوں میں قصب کے درخت جسکو فارسی میں نے بوریہ کہتے ہیں جس سے قلم بھی بناتے ہیں بودے جائیں اور پھر ان کو کاٹ کر درخت انگور کے درختوں کے پاس بطور کہاد دفن کر دیں۔

اسی طرح انگور کے پھلوں سے شیرہ نکال لینے کے بعد جو فضلہ باقی رہ جائے یعنی پوست اور تخم۔ اُسکو بطور کہاد کے درخت انگور کی جڑوں میں دفن کر دیں جس سے درخت کو اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہونچے گا۔

اسی طرح درختوں کے پتوں اور سیلون کی۔ مختلف قسم کی گھاسوں کے ساتھ جمع کر کے سڑایا جائے پھر ان کو انگور کے درختوں کے لئے بطور کھاد استعمال کیا جائے تو بار آورنی عمدہ ہوگی۔ آپ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ ایسی گھاسیں اور میلین جو ایک یا دو برس تک سڑی ہوں درخت انگور کے حق میں کیسیا کا حکم رکھتی ہیں۔

(۲۰) انگور کے لئے مرکب کھاد۔ | مینو شاد کا قول ہے کہ انگور کے پودوں کو طاقت پہنچانے

کے لئے ایک مرکب کھاد کا نسخہ ہاتھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ انگور کے پتے معہ انکی ڈنڈیوں کے جمع کئے جائیں اور ان میں کدو اور لوبیہ اور خطمی کے پتے بھی ملائے جائیں اور اس مجموعہ کو دھوپ میں سکھا لیا جائے۔ پھر اچھی طرح پر خشک ہو جانے کے بعد اسکو کوٹا جائے یہاں تک کہ وہ بہوسہ کی شکل پیدا کرے پھر اس بہوسہ میں کسی قدر کبوتر کی بیٹ اور آدمی کا میلہ اور تھوڑا سا گائے کا گوبر ملا کر اچھی طرح سے مخلوط کر دیا جائے اور کسی نشیبی مقام میں جو کہ خندق کے مشابہ ہو اسکو ڈال دیا جائے پھر اسپر تھوڑی سی مٹی ڈال کر چھوڑ دیا جائے اور اوپر سے یا تو مٹی یا پانی پہنچایا جائے یا کسان اس پر پیشاب کرتے رہیں تا آنکہ اسکا رنگ دلو بد لجاوے۔ پھر اسکو پہیلا دیا جائے یہاں تک کہ وہ خشک ہو جائے پھر اس میں گھوڑوں کے ہتان۔ اور راستوں کی جمع کی ہوئی مٹی ملائی جائے جس میں لید اور گوبر بھی ملا ہوا ہو۔ آخر پر تھوڑا سا کتان کا بہوسہ اسپر ڈالا جائے جب یہ مجموعہ اچھی طرح پر مخلوط ہو جائے تو اسکو کوٹ کر مثل عبار کے باریک کر لینا چاہئے تب اس عبار کو انگور کے نئے پودے اور جوان درخت اور سیلون اور لگائی ہوئی شاخوں پر چھڑکا جائے اور کچھ اسمین سے انکی جڑوں میں پہنچایا جائے۔ اور آب رسانی میں خاص اہتمام کیا جائے تو اس سے انگور کی کاشت کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا نشو و نما میں ترقی ہوگی۔ قوت بڑھے گی۔ امراض کا اسناد ہوگا۔ پہل بڑھے ہوں گے شیرہ وافر ہاتھ آئیگا۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ یہ کھاد کا مرکب نسخہ عجیب و غریب اثر رکھتا ہے۔ بارہا تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ انگور کے لئے ہمہ تن ایسا ہی

معینہ ہے جیسا کہ انسان کے لئے انگور۔

علامہ نابلسی کی رائے میں درخت انگور کی سب سے بہتر کہاد راستون کی مٹی ہے۔

حسین کتان کا بہوسہ ملایا گیا ہو۔

مولف نے ہندوستان کی آب و ہوا میں درخت انگور کے لئے مچھلیوں کی کھاد کو زیادہ معینہ پایا ہے یعنی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ایک طرف میں سڑائی جائیں اور پھر انکو مسلم درخت انگور کی جڑوں میں دفن کر دیا جائے۔

دکن میں پُرانے گج کی کہاد بھی انگور کے لئے معینہ سمجھی جاتی ہے یعنی شکستہ مکانوں کی استرکاری کا چونا جو ریتی میں پسا ہوا ہو بشرطیکہ وہ ایک سال سے زیادہ عمر کا ہو۔ جسقدر زیادہ پُرانا ہو۔ اسقدر زیادہ معینہ ہے۔ اور نگ آباد کے ایک پُرانے دیسکہ نے کہا کہ وہ چونا جو دیوار کو کھار گئے سے جہڑا ہو درخت انگور کی جان ہے اور بہت زیادہ معینہ ثابت ہوا ہے۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ سیٹا سپاری لیکر اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر لئے جائیں۔ اور باقلا کے ساتھ انکو درخت انگور کی جڑوں میں ڈال دین اور مٹر کے دانے اوکھلی میں کھٹ کر پودوں کی جڑوں کے قریب چھڑکین تو نشوونما میں بہت ترقی ہوگی۔ یہ مرکب عجیب تاثیر بخش ہے۔

صاحب کتاب لا شمار کا قول ہے کہ ہندوستان میں انگور کی جڑوں کے لئے ایک خاص قسم کی کہاد بہت معینہ ثابت ہو چکی ہے یعنی شورہ۔ ۴۴۔ انار۔ سرسون کی کھلی ۲۰۔ انار۔ گوبر بوسیدہ ایک من۔ چونا ۲۔ انار۔ گڑا ۱۰۔ انار۔ ان سب کو باہم ملا کر سڑائیں۔ لیکن شورہ اور چونا کو جدا جدا پانی میں گھول کر اسمیں ملائیں اور پھر اس مجموعہ کو درخت انگور کی جڑوں میں ڈالیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ کڑی بھی چھلی کو جڑوں میں ڈالکر اوپر سے پسیا ہوا شورہ چھڑکین اسکے بعد تھال کو پاٹ دین اگر چھلی کی کہاد کا اہتمام نہ ہو سکے تو کھونٹے کے منفر کی کہاد بھی استعمال

کی جاسکتی ہے جو چھلی کا بدل ہے۔ گھونگے کے مغز کی کہا دہانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک گہڑے میں بہت سے گھونگہوں کا مغز اور نرم مٹی تہ بہ تہ ڈالتے جائیں۔ دو تین مہینہ میں سب مغز بوسیدہ ہو کر مٹی میں شامل ہو جائے گا۔ جسکے بعد وہ درخت انگور کی جڑوں میں دیا جائیگا نظام نباتات میں نمک و پوٹاش و فارسفورس کے اجزاء کو بہت کچھ دخل ہے۔ گھونگہوں کی کہا دہانے میں فارسفورس موجود ہے۔ لیکن چھلی سے کم۔

صاحب دولت باغبانی کا قول ہے کہ کیلہ سے دوسیر بہیری یا بکری کا خون اور اوجھ کا میلا لاؤ۔ اور اوسمیں تھوڑی سی مٹی ملا لو۔ اور گھوڑے ہوئے گڑھے میں جس کا بیان اسی باب کے ضمن (۲) پر ہوا ہے اوسکو بہر دو۔ اور پھر سادہ مٹی سے اُسکو پاٹ دو۔ اور تین چار دن تک متواتر کثرت سے آب رسانی کرو۔ پھر حسب معمول آب پاشی جاری رکھو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ دو حصہ بالو اور ایک حصہ مٹی اور دوسیر بہیری کا خون اور دوسیر چھلی ان سب کو ملا کر درخت انگور کی جڑوں میں بہر دینا کافی ہے لیکن اسکا استعمال اسی وقت کے لحاظ سے ہو جبکہ بیان اسی باب کے ضمن (۲) میں گرا ہے۔

صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ نیا گوبر۔ راستون کا کیچڑ۔ انسانی میلہ۔ بوسیدہ ہڈیاں۔ جالوزوں کے سینک کا برادہ۔ پُرانے چند پاں جو اونی ہوں۔ ان سب کا مجموعہ انگور کے لئے ایک اعلیٰ قسم کی کہا دہ ہے جس سے درخت قوت کے ساتھ بڑھتے ہیں۔ لیکن اسکے استعمال سے خصوصاً ابتدائی برسوں میں انگوری شیرہ خراب نکلتا ہے جسکی بو اور مزہ دونوں ناپسندیدہ ہوتے ہیں۔ گرم ملکوں اور خشک زمینوں میں بہ نسبت سرد ملکوں اور سرسبز زمینوں کے یہ بات کم پیدا ہوتی ہے۔

سمندر کے کنارہ پر جو درخت بوئے جاتے ہیں اُن میں اس قسم کی کہا دہ غیر مفید ثابت ہوئی ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ مندرجہ بالا کہا دہ جو اعلیٰ قسم کی کہا دہ ہے صرف کم عمری میں دیجائے اور مقررہ کے موسم میں ایسی نباتی اور معدنی کہا دون کا استعمال کیا جائے۔

جنمیں کثرت سے پوٹا شا شریک ہو۔

آپ ہی کا قول ہے کہ نہروں کا کیچڑ اور برک (یہ ایک قسم کے درخت کا پوست ہے جو خورنہ کے مشابہ ہوتا ہے اور امریکہ سے لایا جاتا ہے) دو نوں کو مخلوط کر کے ایک سال تک ہوا میں رکھیں اور بار بار الٹاتے پٹاتے رہیں اور کسی قدر چونا بھی اُس میں شریک کر لیں۔ تو اس کہاد کے استعمال سے درخت انگور کی سرسبزی بڑھ جائیگی۔

آپ ہی کا قول ہے بیرسور کیما وہی فرانسواہی ایک مشہور محقق فرانس میں گزرا ہے جسکے بتلائے ہوئے بعض کہاد کے نسخے ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں جو انگور کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ جن کہادوں میں چکنا پن ہو۔ جیسے بوسیدہ ہڈیاں اور پرانے چمڑے اور سنگوں کا بڑا وہ اور خون وغیرہ ان سب سے درخت انگور کے اعضا کو نمو حاصل ہوتا ہے اور پوٹاش کی شوریٹ رکھنے والے اشیاء سے پہلوں کے نمومیں اعانت ہوتی ہے۔ اسی طرح فاسفورس سے بھی انگور کے وہ کم عمر پودے جنکی جڑوں میں میبوست ہوتی ہے بہت جلد نشوونما پاتے ہیں اور نیز اُس میں کسی قدر گچھی ڈالی جائے تو اور زیادہ فائدہ ہوگا۔ معلم بیرسور فرانسسی کہتا ہے کہ سلیات پوٹاشا اور نوسفات پوٹاشا اور غیر خالص چونا بھی زمین کی سطح ظاہری کے کچرے نیچے استعمال کرنے سے انگور کے پودوں کو ففع پہونچتا ہے۔ بشرطیکہ اسکے استعمال میں مبالغہ اور کثرت سے کام نہ لیں۔ لاکھ مولف کی رائے ہے کہ اس کہاد کو پنجسالہ درختوں میں صرف ایک مرتبہ دینا کافی ہے۔

برٹش انڈیا کے ممالک متحدہ آگرہ واودہ کی رائے ہے کہ انگور کے جو درخت کمزور یا روگی ہوں ان میں گندہک یا گندہک کی مٹی کو بطور کہاد دینا چاہئے اور نیز کہنہ عمارتوں کا چونا اور اینٹ کے روڑے ہتالوں میں گاڑ دینے سے ہتالوں کی مٹی پونی اور نرم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سرسوں کی کھلی کو سڑا کر اور اُس میں ہینگ ملا کر ہتوڑے سے شورہ کی شریک سے درختوں کو چھانٹنے سے پہلے ہتالوں میں دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ

اول ہتالے کوڑے جائیں اور پہر مٹی نکال کر یہ پانس دیجائے اور اُس پر پہر مٹی پہیلی جائے اس سے متعدد قسم کے کیڑے اور دیمک دفع ہوگی اور درخت کو طاقت پہونچگی۔

(۲۱) درخت کو پہیلانے والی کہاؤ۔ صاحب فلاح حتمہ البنیطیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو کہ درخت

انگور میں غیر معمولی طور پر نشو و نما اور پہیلا وہو تو کبوتر کی بیٹ اور مٹی اور انسان کے میلہ کو اچھی طرح سے مخلوط کر کے ۲۰ دن تک رکھ چھوڑو۔ اور پہر اُس میں انگور کے کچے شریک کرو۔ اور اُس پر پانی چھڑکو۔ اور اس مجموعہ کو ایک گڑھے میں ۲۰ دن تک داب دو۔ پہر اُس کو نکال کر ہوا پہونچاؤ۔ اور اُس میں تھوڑا سا بھوسا ملاؤ اور پہر گاڑ دو۔ ۱۵ دن کے بعد اس مجموعہ کو نکال کر درخت انگور کی جڑوں میں دفن کرو جس سے تم غیر معمولی پہیلا و اور نشا وانی پاؤ گے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس قسم کی کہاؤ میں یہ ایک خرابی ہے کہ اسکے استعمال سے انگور کا شیرہ فاسد اور خراب اور قابض۔ بد مزہ اور بد رنگ ہو جاتا ہے لہذا فلاح کو ہمیشہ غیر معمولی کوشش سے بچنا بہتر ہے۔ ہم نے اس نسخہ کو صرف اس خیال سے بیان کر دیا ہے کہ بطور صنعت یاد رہے۔

(۹) درخت انگور کی آبرسانی کا بیان

(۱) پانی کے مارج۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درختوں کی آب پاشی کے لئے ہر حال

میں زیادہ معیند اور مناسب شیرین پانی ہے جو وزن میں پانی کے کل اقسام سے ہلکا ہوتا ہے۔ بارش کا پانی اگرچہ شیرین ہے لیکن کہتیوں اور ترکاریوں کے سوا اور درختوں کیلئے نقصیل سمجھا جاتا ہے۔ نہر کا شیرین پانی عموماً جملہ اقسام نباتات کو معیند اور مصلح ہے۔ کنوؤں اور چشموں کا پانی ایسے درختوں کے ساتھ زیادہ مناسب رکھتا ہے جنکی جڑیں بڑھی اور زمین کے نیچے دوز تک جانے والی ہوں۔

دوسرا درجہ ملے پانی کا ہے جس میں شیرینی کم ہو۔ تیسرا درجہ کہاوی پانی کا ہے جس میں شیرینی مطلق نہ ہو۔ چوتھے درجہ میں تلخ پانی ہے جو ان سب سے ردی ہے۔

انگور کا درخت اُن بناتا ہے جو پانی کے زیادہ محتاج ہیں۔ اسکی رغبت پانی کے ساتھ اس درجہ میں ہے کہ کنارہ نہریا کنارہ دریا یا لب چشمہ یا حوض یا تالاب پر تو یہ زیادہ آب رسانی کا طالب نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ ذرائع آب کا قرب اسکو تسکین بخش ہوتا ہے لیکن جن مقامات پر ذرائع آب قریب نہ ہوں وہاں اول درجہ کی آب رسانی کا محتاج ہے۔ اعم ازینکہ کسی قسم کا پانی ہو بجز تلخ پانی کے یا قحی کل اقسام پر یہ درخت صبر کر لیتا ہے۔ اور شاداب رہ سکتا ہے۔

(۲) آب پاشی کا زمانہ۔ | آب پاشی کے تین زمانے ہیں۔ (۱) جاڑے کا زمانہ (۲) خریف۔ (۳) ربیع۔ جاڑوں میں آب پاشی ضرور ہے تاکہ درختوں میں گرمی اور رقت کے مادہ کو تحریک پیدا ہو۔ اور خریف میں اسلئے کہ کہاؤ کا تحمل کر سکیں۔ اور ربیع میں اسلئے کہ نشو و نما میں مدد پہنچے۔

بعض فلاحان عرب کی رائے ہے کہ اگر گرمی کے موسم میں غیر موسم پانی شدت سے برے تو حسب معمول آب رسانی کا کام جاری رکھو۔ اور سیرابی کا اندازہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے پیش نظر رکھو۔

جاڑے کے موسم میں غیر معمولی طور پر پانی برس جائے تو درخت کے ہتالہ کو چٹائیوں وغیرہ سے ڈھانگ دو۔ اور نالیان کاٹ کر پانی کی نکاسی کا بندوبست کرو۔ اور بجز پانی بہنے کے حسب معمول آب رسانی کرو۔

سردی کی شدت میں آب رسانی درخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی اور جڑوں اور شاخوں کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔

گرمی کے موسم میں سیرابی کے ساتھ آب پاشی نہ کرنے سے درخت کی پرورش میں خلل واقع ہوتا ہے اور امراض مہلکہ کے عارض ہونے کا اندیشہ ہے۔ بارش کے موسم میں آب رسانی بے ضرور ہے اور بیادہ مگر کشش بدران کیمالت میں معینہ ہے۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ درخت انگور ماہ نisan میں آب پاشی کا مشتاق رہتا ہے اور پہلے توڑنے کے زمانہ میں بھی۔

کہا دینے کے بعد اور شاخوں کے تراشنے کے بعد آب پاشی میں کامل نگرانی لازم ہے۔

(۳) آب پاشی کا وقت۔ | گہروں سے پانی دینا بہت نازک کام ہے۔ فلاح کو ہمیشہ موسم اور زمین کی حالت پر نگران رہنا پڑیگا۔ کسی مقام پر باعتبار موسم ممکن ہے کہ صرف دن میں ایک دفعہ پانی دینا کافی ہو۔ کہیں دن میں متعدد دفعہ آبرسانی ضرور ہو۔ کہیں روزانہ آب رسانی کی ضرورت نہو۔

آب پاشی کے لئے ہر موسم اور ہر مقام میں رات کا پہلا حصہ زیادہ معینہ ہے۔ اور دوم درجہ میں صبح دُھوپ کے تیر ہونے سے پہلے اور سوم درجہ میں قریب غروب۔ گرمی کی شدت کے وقت سیراب کرنے سے درخت کو راحت نہیں ملتی۔ اگرچہ کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ فلاحان عرب اور ہند کا اتفاق ہے کہ گرم ملکوں میں گرمی کے موسم میں انگور کو طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ایک دفعہ آب پاشی کرنا چاہئے۔ اور بجے شب کی وقت دوسری دفعہ اور سرد ملکوں میں رات کے آخری حصہ یعنی صبح کے قریب طلوع آفتاب کے قبل ایک دفعہ کافی ہے۔ اور بارش کے موسم میں جبکہ مستحلاً چار دن تک پانی نہ برے تو سیرابی کے ساتھ صبح میں پانی دینا چاہئے اور یہ حکم سرد ملکوں کے لئے ہے۔ گرم ملکوں میں جس دن پانی نہ برے اُسکی دوسری صبح پانی دینا ضرور ہے۔

جارے کے موسم میں روزانہ ایک دفعہ سرشام آب رسانی لازم ہے اور یہی حکم گرم اور سرد دونوں مقامات پر ہے۔ سرد مقامات پر برف یا پانی کے ذریعہ سے جو سردی پہنچتی ہے اُسکو آب رسانی سے کچھ تعلق نہیں ہے اُسکی حفاظت اور اُسکے نقصان کے دفعہ کے لئے کسی اور مقام پر ہدایت ہوگی۔

(۴) آب پاشی کی مقدار۔ زمین کی سیرابی میں مبالغہ سے کام نہ لینا چاہئے اور ضرورت کے مطابق پانی دینا چاہئے۔ یعنی جس موسم میں درخت کو جس قدر تشنگی ہو۔ اُسی قدر آب رسانی مفید ہے۔

درخت کا ہتالہ جب تک پانی جذب کرتا جائے اُس وقت تک بلا تکلف پانی دینا چاہئے جب ہتالہ کی سطح بالائی میں پانی ٹھہرنے لگے تو روک دینا چاہئے۔ اگر آب رسانی کا ذریعہ بہتی نالی کی شکل میں ہو تو درخت سے دو فٹ کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی زمینی نالی کارات دن بہنا انگور کے لئے بہت مفید ہے وہ اُس سے اُسی قدر پانی جذب کرتا ہے جس قدر اُس کو ضرورت ہے۔ ایسی نالی کو ہتالوں کے بیچ سے ہرگز نہ بہانا چاہئے۔

(۵) میٹھے پانی کی آب پاشی۔ باؤلی کے میٹھے پانی کی آب رسانی ہتالہ کے اندر یا اگر کوئی بہتی ہوئی نالی ہے تو ہتالہ سے متصل جائز ہے جس سے کوئی مضرت کا اندیشہ نہیں ہے شیریں نہر کے پانی کی نالی درخت انگور سے دو فٹ کے فاصلہ پر بہنا مفید ہے اور اس سے قریب بھی غیر مضر ہے۔

(۶) ملے یا کھاری پانی کی آب پاشی۔ ملے پانی کی نالی دو فٹ پر بہنے سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور اس سے قریب بہنے سے امراض کے عارض ہونے کا اندیشہ ہے۔ کھاری پانی کی آب رسانی ہتالہ میں کسی وقت مفید نہ ہوگی۔ اسکی نالی ۳ فٹ کے فاصلہ سے بہنا چاہئے مگر یہ ہو سکتا ہے کہ ہتالہ کے مقابل اُسی نالہ سے ایک اور نالی نکالی جاسکے جو درخت سے دو فٹ کے فاصلہ پر آکر رُک جائے۔

(۷) آب شور کی آب پاشی۔ بہ مجبوری اگر آب شور سے آب رسانی کرنا پڑے تو صرف ایک ایسے گڑھے میں آب شور ڈالنا چاہئے۔ جو درخت سے ۳ فٹ کے فاصلہ پر ہو۔ اسکی نالی بہنے سے زیادہ مضرت کا اندیشہ ہے۔

(۸) تبدیل آب پاشی کا بیان۔ جن درختوں کی آب پاشی میٹھے پانی سے ہوتی ہے اُنکے

تہالہ میں سہ مہینہ میں ایک دفعہ ایک ایک مٹی ٹمک ڈال دیا جائے۔

جن درختوں کی آب پاشی ملے پانی سے ہوتی ہے یا کھاری پانی سے۔ ان کو موسم گرما میں ماہانہ ایک دن تالاب یا نہر شیرین یا سیٹے پانی کے کنوین سے آبرسانی کرنا ضرور ہے اگر ایسا دزلیہ میٹھے پانی کا قریب میں موجود نہ ہو تو صرف موسم سرما میں ماہانہ ایک دن درخت کے تہالہ میں آب رسانی کے وقت تھوڑا سا انگوری سرکہ ڈال دینا چاہئے۔ (۹) آبپاشی کے متعلق ہدایات خاص۔ جن درختوں کی آب پاشی گہڑوں سے کی جاتی ہے۔

وہاں ہمیشہ اس بات کی پابندی رہے کہ پانی کا گہڑا زمین پر رکھ کر تہالہ کے ایک کنارے اور ہاتھ کے سہارے سے پانی بہا دیں۔

جن مقامات پر پانی کی قلت ہے اور گہڑوں سے آب رسانی کی جاتی ہے۔ وہاں مناسب ہوگا کہ ہر ایک تہالہ میں ایک خالی گہڑا دہرا رہے جسے پیندے میں ایک باریک سا سوراخ ہو۔ اس گہڑے کو پانی سے بہرہ دیں۔ اور خالی ہوتا جائے تو پھر بہرہ دیں یہ طریقہ موسم گرما اور سرما دونوں میں مفید ہے۔

فلاحان عرب و عجم کی رائے ہے اور زمینداران ہند کو اس سے اتفاق ہے کہ اگر بیس ایکڑ کے رقبہ میں انگور کی کاشت کی جائے اور اس رقبہ کے درمیانی حصہ میں چار بادلیان اس طرح پر کھودی جائیں جنکا باہمی فاصلہ سو سو فٹ رہے اور ایک بادلی سے دوسری بادلی کی تہ میں باریک راہ قائم کر دیں تو انگور کے درخت جو اس مجموعی رقبہ میں بونے گئے ہوں بہت تھوڑے پانی میں سیراب ہو جائیں گے۔ اور ان چار بادلیوں کا مجموعی پانی ضرورت سے بہت زیادہ ثابت ہوگا۔ جس سے اور قسم کے موافق اجناس کی کاشت درمیانی حصہ میں ہو سکے گی۔

(۱۰) درخت انگور کے آفات اور عوارض کا بیان

(۱) مراتب ابتدائی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ حیوانات اور نباتات دونوں

کی طبیعت کا اعتدال سے تجاوز کرنا سبب مرض ہے۔ نباتات میں کبھی سردی اپنے حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اور کبھی گرمی۔ دونوں حالتوں میں یہ کہا جاوے گا کہ عارضہ کا سبب پیدا ہو گیا۔ بہت سے عوارض ایسے ہیں جو حرارت کے زیادہ ہونے سے عائد ہوتے ہیں اور کثیر بیماریاں سردی کے غلبے لاحق ہوتے ہیں۔ ہر ایک بیماری کے علامات خاص اور نام بھی جدا جدا ہیں۔ ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ وہ اُن علامات کے لحاظ سے جو درخت انگور کی جڑوں۔ پتوں۔ شاخوں اور اُنکے رنگ اور غرہ سے پائے جائیں۔ اول مرض کی تشخیص کرے اور پھر اسکے سبب کے واقف ہو جائے اسکے بعد دفع سبب میں کوشش کرے اسی کا نام علاج ہے۔ جب سبب عارضہ دفع ہو جاتا ہے تو عارضہ جاتا رہتا ہے یا سبب کے کم ہونے سے مرض کی شدت کم ہوتی ہے۔ یا سبب کی ترقی کرنے سے مرض بڑھ جاتا ہے۔ بسا اوقات تشخیص کی غلطی یا بحالت صحت تشخیص۔ سبب کے قوی ہونے اور علاج کی تدبیر موثر نہ ہونے کی وجہ سے درخت ضائع ہو جاتا ہے۔

اکثر مواقع میں لحوق سبب کے آثار سے واقف ہو کر۔ اُسکور دکنے سے مرض کے پیدا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی کا نام حفظ ما تقدم ہے۔

قدماے کسانین نے چاند اور ستاروں کے تاثیرات کو سبب امراض قرار دیا ہے اور اسکا نام آفات الکروم من النجوم رکھا ہے اگرچہ اُنکے خیال کا بڑا حصہ جیسا کہ بعض تصانیف سے ظاہر ہے اُنکے عقیدہ سے متعلق ہو گیا ہے لیکن معقولی اصول پر یہی یہ بات ماننے کے قابل ہے کہ موسمی سردی اور گرمی میں آسمانی سیاروں کو ہر طرح کا تعلق ہے۔ ہر گاہ درخت انگور کے امراض کا سبب اسی گرمی اور سردی سے تعلق رکھتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آفات الکروم من النجوم کے معنی صحیح ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ مشرقی۔ مغربی۔ شمالی اور جنوبی ہوا کو بھی اس میں دخل ہے۔ بسا اوقات ہوا سے رویہ طبعی اعتدال میں خلل انداز ہوتی ہے۔

بعض عالم فلاحون نے کہا ہے کہ عوارض انگور کے اسباب میں زمین کو بھی دخل ہے۔ اسی وجہ سے فلاحان عرب نے امراض انگور کو آفات سماوی و آفات ارضی و آفات ہوائی کہا ہے۔ صاحب فلاحۃ البنطیہ فرماتے ہیں کہ آفات سماوی میں چاند گرہن اور سورج گرہن کو بہت بڑا تعلق ہے جسکی وجہ سے انگور کی طبیعت میں ایک خاص قسم کی سردی پیدا ہو جاتی ہے جس سے پودہ کو ضعف عارض ہو تا ہے اور اسی ضعف سے بہت سے امراض لاحق ہوتے ہیں۔

حقیقین یورپ کا قول ہے کہ عوارض جن میں درخت انگور مبتلا ہوتا ہے وہ در قسم کے ہیں۔ (۱) کیڑے۔ (۲) فنگس۔ فنگس ایک قسم کی پھپھوندی ہے جو درخت کے بعض حصص پر ظاہر ہوتی ہے جسکو میکراسکوپ سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باریک باریک بناتی نموکا ایک مجموعہ ہے جسکا انگریزی نام مشروم ہے۔

صاحب فلاحۃ البنطیہ کا قول ہے کہ انگور کے ہر ایک مرض کے لئے اگرچہ علاجات مخصوص ہیں لیکن ایک ایسا عام علاج بھی ہے جو تمام امراض کے لئے نافع ہے جس کو ہم پہلے بیان کرتے ہیں۔ جب انگور کی سیلون میں ڈمھلایا پن اور پتوں میں زردی اور رس میں عفونت پائی جاے یا نثرہ کم آنے لگے تو ان علامات کے پائے جانے یا جمع ہونے سے سمجھ لینا چاہئے کہ طبیعت میں اعتدال نہیں رہا ہے اور ضعف آگیا ہے۔ اعم ازیکہ یہ ضعف گرمی کی زیادتی سے ہو یا سردی کے غلبہ سے۔ اگرچہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ اس ضعف کی وجہ سے کوئی خاص مرض عارض ہو ا ہو لیکن فلاح کو اس خاص مرض پر آگاہی ہو یا نہ ہو۔ سب سے پہلے وہ تدبیر کرنا چاہئے جس سے ضعف گھٹے اور وہ تدبیر مرض یہی ہے کہ پتوں اور سیلون کو چھانٹا جاے جس سے بوجھا ہلکا کرنا مقصود ہے۔ نقل مضر کو دور کرنا ہر شے کے لئے پہلا علاج ہے جس سے قوت ترقی کرتی ہے اور صحت کی امید ہوتی ہے۔ فلاح طبیبوں نے اس کاٹ چھانٹ کو تنقید بناتا کہا ہے۔ فلاحان تجربہ کار

نے اس عمل کو بغیر کسی عارضہ کے بھی سال میں ایک دفعہ ضروری خیال کیا ہے۔ تاکہ حفظاً مقدم ہو جائے اس کاٹ چھانٹ میں انہیں تمام ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔ جو اسکے خاص باب میں بیان کئے گئے ہیں۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ امراض انگور کے لئے ایک ایسی دوا ہم بیان کرتے ہیں جو جمیع امراض کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے وہ ایک خاص قسم کی کہا دہے۔ تم انگور کے پتوں اور اُسکی ایندھن اور پہلوں اور گٹھلیوں کو جلا کر اُنکی راکھ جمع رکھو۔ یا انہیں اجزا کو باہم ملا دو تاکہ سڑ جائیں۔ پہر گاسے کے پشیا ب میں انکو پس لو۔ یا گاسے کے پشیا ب ہی میں سڑ لو۔ اور اس نسخہ کو ہمیشہ اپنے پاس تیار رکھو۔ ہر ایک مرض کے لئے اس نسخہ کا جڑوں میں استعمال کرنا مفید ہے۔ ناہم اور جاہل فلاح جو تشخیص مرض اور علاج کے متعلق ہوشیاری سے عمل نہ کر سکتے ہوں وہ اس نسخہ سے کام لے سکتے ہیں۔

(الف) بیماریاں اور اُن کا علاج

د۱، آکلہ یا تامل کامرض۔ | آکلہ اور تامل بقول آدم فلاح ایک ہی مرض کا نام ہے۔ اکل کے معنی زبان عرب میں کہانے کے ہیں۔ چونکہ یہ مرض درخت انگور کی جڑوں کو کہا جاتا ہے لہذا عربوں نے اسکا یہ نام رکھا۔ اس مرض سے بیمار درخت کی جڑیں یا تو گھل جاتی ہیں یا بیکار ہو کر پتلی پڑ جاتی ہیں اور ذرا سے اشارہ سے اوپر نکل آتی ہیں اُن میں گرفت بالکل باقی نہیں رہتی۔

یہ مرض اکثر زمین شوز یا ریتی زمین میں انگور کی کاشت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی صرف کہا دکی زیادتی کی وجہ سے بھی عارض ہوتا ہے۔

اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ کثرت سے کدو یا کھیرے یا لکڑی کی کاشت درخت انگور کے اطراف میں کر دی جائے اور نرم اور سنبھرا دھبہ میں حدت بالکل نہ ہو بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالی جائے۔ نرم کہا د سے یہ مطلب ہے کہ انسانی میلہ یا کبوتروں کی بیٹ بالکل نہیں

شریک نہ ہے۔ گائے کا گوبر۔ بکریوں کی مینگیان اور گھوڑ کی مٹی اس مرض کے علاج کیلئے بہت مفید ہے۔ مصنف فلاحۃ البیضاء نے فرمایا ہے کہ جب تک انگور کے درخت پودہ کی حالت میں چھوٹے قد کے ہوں اُن کو یہ مرض لاحق ہو تو کسی اور تدبیر کے مقابلہ میں کہا دہی سے علاج کرنا بہتر ہے۔ گلڑی اور کھیرے وغیرہ کی کاشت اُنکے قرب میں غیر مفید ہوگی مرض تو بیشک اس کاشت سے کسی قدر گھٹے گا لیکن ساتھ ہی پودوں کی قوت بھی زائل ہو جائیگی۔ انگور کے بڑے یعنی جوان یا بڈے درختوں کے لئے مرض آکلہ یا تائل کے علاج میں کدو۔ کھیرے کی کاشت بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس صراحت کے ذریعہ سے پہلے قول پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے بلکہ ایک معقول بات سمجھائی ہے جو پہلے مقولہ کی صراحت کرتی ہے۔ چھوٹے قد کے انگور کے پودے زیادہ قوت اور آفتاب کی شعاع اور عمدہ اور وافر ہوا کے طالب رہتے ہیں۔ جب اُنکے قریب اُنکے ہم قد یا اُن سے قد آور درخت ہو جائیں گے تو اُنکی تندرستی میں نقصان آئیگا۔ غذا۔ ہوا۔ روشنی اُنکو کم ملے گی۔ بیماری کی حالت میں ان تینوں چیزوں کی کمی ایک نئی آفت اور برپا کر لگی لہذا مختلف تدبیر سے اور ضرورت کو پیش نظر رکھ کر علاج کرنا چاہئے۔

اسی موقع پر آپ نے ایک نازک بات بیان کی ہے جو ہر ایک فلاح کو سمجھ رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ کدو یا کھیرے یا گلڑی کی بیلین اگرچہ بہت زیادہ مثل انگور کے نہیں پہلپتیں لیکن کسی قدر تو ضرور پہلپتی ہیں۔ انگور کا جو پودہ اتنی کم سنی میں ان جوان بیلون کے مساوی پہلپاؤ رکھتا ہے وہ بجاالت صحت یا بجاالت بیماری ان بیلون سے نفع حاصل نہیں کر سکتا اسلئے کہ اس کم سن پودے کی سادات ظاہری شکل میں ان جوان بیلون کے ساتھ قائم ہوئی ہے طبعی قوت کے لحاظ سے وہ جوان بیلین جذب غذا میں اس کم سن پودے سے زیادہ قوی ہو گئی۔ پس اسکی مثال ایک جوان بذر کی ہوگی جسکا قد ایک انسانی بچہ کے برابر ہو۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بذر اپنے ہم قد انسان کے بچہ کو بلاشبک نقصان پہونچا

سکتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بیماری آکلہ یا تاکل کے علاج کے لئے کدو۔ کھیرے۔ گلڑی کی بلیوں کا قرب اُسی حالت میں مفید ہوگا۔ جب کہ انگور کی بیل جوانی یا بڑھاپے میں اُس مرض میں مبتلا ہوئی ہو۔

(۲) مرض الغبار۔ طامثری کنعانی اور صروایا کا قول ہے کہ انگور کے درخت پر جو غبار اُڑ کر جم جاتا ہے وہ بار آوری کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔ انو خا کی رائے ہے کہ یہ غبار درخت انگور کے لئے مفید ہے۔ آپ ہی کی رائے ہے کہ جن بلیوں کا نشو و نما زمین پر پہیلنے کی حالت میں بھی قائم رہ سکتا ہے اُن کے لئے غبار کبھی مضرت بخش نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ درخت یا منڈوے پر اسکی بیل کا چڑھنا ایک مصنوعی عمل ہے۔ طبعی طور پر انگور کی بیل خاک ہی پر لوٹنے پوٹنے کی عادی ہے اسلئے غبار خا کی کسی طرح اسکو مضرت بخش نہیں مانا جاسکتا۔

طامثری اور صروایا کہتے ہیں کہ تمام اقسام نباتات کا قیام زمین پر ہے جس سے وہ اُگتے ہیں لیکن اسکے ساتھ ہی وہ پانی کی مدد کے محتاج ہیں۔ کیونکہ درخت ہو یا کوئی اور مٹی کا پتلا جیسے انسان۔ اُس پر مٹی کا گرنا کبھی اُسکو خوشگوار نہیں ہو سکتا۔ ایک زندہ جانور یا ایک پودہ کو مٹی میں دفن دین تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہوا کا گزر بند ہو کر اُسکا تنفس اور زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ یہی حال نباتات کا ہے کہ اُن پر کثرت سے خاک کا جم جانا اُنکے مسامات کو بند کر دیتا ہے۔ اُنکا جسم تازہ ہوا نہیں پاسکتا۔ اُنکے اندرونی زہریلے بخارات باہر نہیں نکل سکتے۔ انہیں خرابیوں سے پرورش اور زندگی میں فتور آ جاتا ہے۔ مصنف فلا حۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز ایک مقام پر مفید ہوتی ہے اور دوسرے مقام پر مضر مٹی کی صحبت جڑوں کو مفید ہوتے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درخت کے ہر ایک حصہ پر مٹی مفید ہو۔ انسان کو جو غذا معدہ میں پہنچ کر مفید ہوتی ہے کیا وہی غذا صرف پیٹ پر باندھ دیتے سے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بعض وقوتوں میں ضرورت کے وقت کھاد کا نباتات

کے جسم پر چڑھنا بے شک مفید ثابت ہوا ہے لیکن ہوا کے ذریعہ سے اُڑی ہوئی خاک نباتات کے جسم پر کثرت سے جم جانا ہمیشہ غیر مفید ثابت ہوا ہے پس اس بات کو مان لینا چاہئے کہ مرض الغبار انگور کے لئے ایک خوف ناک مرض ہے۔ گرم اور سرد مقامات میں یہ بات مانی گئی ہے کہ جب انگور کے پتوں اور شاخوں پر کثرت سے یہ بے ہمتہ عبار جم جاتا ہے تو وہ درخت انگور کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اسی لئے اس کو ایک بیماری کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسلئے کہ یہ بھی ایک عارضہ ہے۔ پس اسکے دفعیہ کی تدبیر یہی ہے کہ تمام درخت کو شیر گرم پانی سے کئی بار دھو کر صاف کریں۔

(۳) مرض الحمرة یعنی سرخ بادہ کا مرض۔ آفات النجوم سے ایک خاص مرض ہے جس کے عارض ہونے سے درخت کے پتے نہایت سرخ ہو جاتے ہیں اور بعض ریشے بھی سرخ نظر آتے ہیں ڈنڈیوں سے یہی سرخی چمکنے لگتی ہے۔ سرخ پتوں کے آس پاس بعض اجزا سیاہ معلوم ہونے لگتے ہیں اور تنہ اور موٹی شاخوں کے چمکے کسی قدر ابھرتے ہیں پہل کارنگ زردی مائل ہو جاتا ہے۔ شیرہ کی مقدار قلیل اور ناقص۔ یہ مرض اُس وقت لاحق ہوتا ہے جب کہ مشتری کے گہن کے متصل مریخ کا گہن واقع ہو۔ بعض فلاحون نے اس مرض کو عام الفاظ میں آفت النجوم لکھا ہے اور بعض حکیموں نے سرخ بادہ نام رکھا ہے۔ کنفائٹین نے اسکے علاج کے لئے یہ تدبیر بتلائی ہے کہ روغن زیتون کو شراب میں عمدہ طور سے ملا لیا جائے۔ اور درخت کے تنے اور شاخوں پر اسکی مالش کی جائے۔ الوخانے کہا ہے کہ روغن زیتون اور شراب اور میٹھا پانی تینوں کو ملا کر جوش دو۔ پھر اس مرکب کو بیلون اور شاخوں پر ملو۔ صغریٰ کہتا ہے کہ تنہ کے موٹے مقام میں آر پار سوراخ کر کے بلوط (سیٹا سپیاری) کی لکڑی کی میخ اوس میں ٹھونس دو۔ پھر درخت کی جڑوں کی مٹی کھود کر اُس میں بلوط کی لکڑی دفن کرو۔ اور پھر اس مرکب غذا کو جبکہ فارسیوں نے آبکامہ کہا ہے۔ پانی میں اچھی طرح بھگو کر اُسکی

جرٹوں میں ڈال دو۔ مینوشاد کہتے ہیں کہ آٹھ دن تک ایسے بیمار درخت کے تہالہ میں ایک دن گائے کا پیشاب اور دوسرے دن آدمی کا پیشاب پہنچایا جائے۔ اور کسی قدر شاخوں اور پتوں پر بھی چھڑکا جائے۔ پہر کچھ دنوں کے توقف سے دلبس یعنی دوشتاب انگبین و خرا (شیرہ خرا۔ شیرہ انگور۔ جو گاڑا ہو) پانی میں گھول کر معتدل القوام بنا لو اور پہر اسکی مالش بیمار درخت کے تنہ اور شاخوں پر کرو۔ اس سے کیرے مکوڑے جمع ہو جائیں تو انکو دفع مت کرو۔ اسلئے کہ وہ اس مرض کے ازالہ کے لئے مفید ہیں۔ حسب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ دلبس میں شراب انگوری کا ہنایت ترش سرکہ دونی مقدار میں ملا کر بیمار درخت کے تنہ پر مالش کرنا زیادہ مفید ہے۔ پہر گائے کے پیشاب میں بلوط کی لکڑیوں کی راکھ ملا کر جرٹوں میں ڈالنا چاہئے۔ دو مرتبہ اس طرح عمل کرنے سے بیماری دفع ہو جاوے گی۔ آپ ہی کا قول ہے کہ زرخیز زمینوں اور سرکے کو اچھی طرح پر ملا کر پکالو۔ اور پہر اسکی مالش درخت پر کرو تو اکثر مفید ہو جاتا ہے۔ ایک فلاح کا قول ہے کہ بارما کے باشندے اس مرض کا علاج گائے کے پیشاب میں شراب انگوری ملا کر کرتے ہیں۔ اس طرح سے کہ انگور کے درختوں کی جرٹوں میں اس مجموعہ کو ڈالتے ہیں اور صرف موٹی شاخوں پر چھڑکتے ہیں۔ اور ملک بابل کے رہنے والے سمندر کے پانی کو بیمار درخت کی جرٹوں میں پہنچاتے ہیں اور شاخوں اور پتوں پر چھڑکتے ہیں جو بہت نافع ثابت ہوا ہے۔ قونامی کہتا ہے کہ سرد ملکوں میں اس بیماری کا علاج انو خا کی رائے کے مطابق مفید نظر آیا۔ اور گرم ملکوں میں دوسرے علاجات متذکرہ بالا فائدہ بخش ثابت ہوئے۔ ساحرین نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایک جدا نسخہ تجویز کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یبرج الضم کو لیکر سورات اور دن تحت السماء انگور کے باغ میں رکھ دو چوڑو پہر لوہے کے سواہن سے اُسکا برادہ نکال کر اسکو پانی اور شراب انگوری میں ملا کر جوش دو۔ جب چودہ مرتبہ اس میں جوش آجائے تب اُس تیار مرکب کو بیمار درخت پر چھڑک دو۔

صاحب فلاحۃ النبیطیہ فرماتے ہیں کہ ساحرون کی راسے سے ہمیشہ مجھکو نفرت ہی ہے۔ لیکن اس علاج کو حکیمانہ تدبیر فرض کر کے تجربہ کر لیا جائے تو کچھ ہرج نہیں ہے۔ ہم نے اسکے تجربہ کی کوشش نہیں کی اسلئے کہ مجرب تدابیر موجود تھیں جنکا تذکرہ اوپر ہوا۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ نمک کو پانی میں حل کر کے بیمار درخت کو اُس سے سیراب کرنا اس مرض کے ازالہ کے لئے بہت مفید ہے۔

(۴) سقم الکرم کا مرض۔ ایک اور مرض درخت انگور کا ہے جسکا نام سقم الکرم ہے۔ اس کے عارض ہونے سے بار آوری رُک جاتی ہے۔ کبھی خوشے آتے ہیں لیکن تل یا شہدائی کی مقدار میں خشک ہو کر چہر جاتے ہیں۔ اسکا سبب قوت کی زیادتی اور شاخون کا زیادہ پھیلاؤ ہے۔ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ کاٹ چھانٹ سے درخت انگور کا جو کوڑا فراہم ہوتا ہے اُسین انگور کے سنبڑپتے شریک کر کے بلوٹا یا دلب کی سُوکھی لکڑیاں اُسین ملائی جائیں اور پھر مجموعہ کو آگ دی جائے تاکہ جل کر راکھ ہو جائے۔ پھر اس راکھ کو احتیاط کے ساتھ کانچ کے شیشون یا مٹی کے پختہ گھڑون میں جمع کیا جائے اور اُسین میٹھا پانی ڈال کر لکڑی سے خوب ہلایا جائے تاکہ تیل ہو جائے۔ پھر اس میں سے تھوڑا سا لیکر بیمار درختوں کی موٹی شاخون اور تنہ پر ڈالا جائے جس سے اکثر یہ بیماری دفع ہو جاتی ہے۔ مینوشاد نے یہ صلاح دی ہے کہ میٹھے پانی کے عوض کھٹا سرکہ شریک کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ ظامشری کٹانی نے اس عارضہ کے لئے صرف انسانی پیشاب کو مفید تجویز کیا ہے اور کہا ہے کہ انگور کے بیمار درخت کی جڑوں میں اوزنیر اوپر کے حصہ پر پیشاب کا چہر کنا بہت مفید ہے۔ صغریٹ کہتا ہے کہ بیمار درخت کو زمین سے صرف ایک یا دو ہاتھ چھوڑ کر بالکل کاٹ دو۔ اور پھر جڑوں سے مٹی نکال کر اُس میں کہاؤ پھر کہاؤ سے ہمارا مطلب وہ مرکب کہاؤ ہے جسکا بیان فصل متعلقہ میں ہوا ہے اور پھر ہر روز جڑوں پر پانی چہر کتے رہو۔ جب نئی شاخیں پیدا ہوں اور بڑھنے لگیں تو اُن نئی شاخون

میں جو شاخ کمزور نظر آئے اُسکو کاٹ دو۔ اسی طرح دوسرے سال اعلیٰ درجہ کی شاخوں کو باقی رکھ کر دوسری شاخیں چھانٹ دو۔ خیال رکھو کہ اس عمل کے لئے درانتی یا اور کسی آہنی آلہ سے ہرگز کام نہ لیا جائے۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ بیمار درخت بار آور ہوگا۔ صفحہ ۱۷۳ نے اپنی اس رائے پر بہت زور دیا ہے اور کہا ہے کہ اس تدبیر کے سوا اور علاجات ہرگز نافع نہیں ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ مرض کی ابتدائی حالت میں اور علاجات بھی معینہ ثابت ہوئے ہیں لیکن جب یہ مرض کہنہ ہو جاتا ہے تو آخر الذکر علاج کے سوا جس کا تجربہ صفحہ ۱۷۳ کی رائے کے مطابق ہم نے بھی کیا ہے کوئی اور علاج معینہ نہیں ہوتا۔ قوثا می کہتا ہے کہ بیمار درخت کی جڑ میں پیشاب ڈالنے سے یہ نادربات دیکھی گئی کہ جب پہلے آئے تو پہلے سے زیادہ خوشبو دارتے۔

طبرنایا دکی ایک فلاح عورت نے کہا کہ مجھ کو خواب میں ایک بڑھیا نے ہدایت کی کہ قوثا می سے کہدے کہ جب انگور کے درخت کو سقم کا مرض ہو جائے تو مونی کا عرق سچوڑ کر بیمار درخت کی جڑوں میں ڈال اور کسی قد وہی عرق پتوں اور شاخوں پر چھڑک۔ اس عورت کو اپنے اس خواب کے نسخہ پر بہت بہرہ رسا تھا اُسے کہا کہ بارہا اسے تجربہ کیا ہے اور اس تدبیر کو معینہ پایا ہے لیکن ہم نے خواب و خیال پر اپنا عقیدہ مائل نہیں کیا۔ بلکہ صفحہ ۱۷۳ کے نسخہ پر عمل درآمد رکھا۔ بخصوص اسوجہ سے کہ علم نباتات کی رو سے مونی۔ انگور کی دشمن ہے۔

علامہ نابلسی اپنی تالیف علم الملاحہ میں فرماتے ہیں کہ انگور کا چھانٹا ہوا ایندھن جمع کرو پہر کسی قدر انگور کے پتے لیکر اُنکے ہم وزن سینا سپیاری اور چنار اُن میں ملا لو پہر ان سب کے مجموعہ کو جلا کر راکھ بنا لو۔ اور ایک کانچ کے طرف میں یا ایسے طرف میں جس میں کانچ کا روغن چڑھا ہوا ہو۔ اُس راکھ کو بہر کر اُس میں میٹھا پانی ڈال دو۔ اور خوب ہلاؤ تاکہ وہ اچھی طرح پر مل جائے۔ پہر بیمار درخت کے تنہ اور شاخوں پر اُسکو چھڑکا کرو۔ اگر میٹھا پانی

کے عوض عمدہ سرکہ ملائیں تو زیادہ مفید ہوگا۔ ایسے بیمار درختوں کی جڑوں میں انسان کا پیشاب چھڑکا جانا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ یہ عمل کئی بار کرنا چاہئے اگر اس سے کچھ فائدہ نہ نظر آئے تو مناسب یہ ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ کی بلندی باقی رکھ کر باقی تمام درخت کو قطع کر دیں۔ پھر اُسکی جڑ میں عمدہ کھاد ڈال کر نرم اور پھلپھلی مٹی سے اُسکو پاٹ دیں اور زور سے نہ دبائیں۔ اسکے بعد سیرابی کے ساتھ آب پاشی کرتے رہیں اور علاج متذکرہ بالا بھی جاری رکھیں امید ہے کہ اس علاج سے مرض دفع ہو جائے اور بالیدگی کا آغاز ہو۔ جب شاخیں پھلنے لگیں تو زوردار شاخوں کو باقی رکھیں اور کمزور شاخ کو ہاتھ سے چونٹ دیں۔ جب خوشے نکل آئیں تو اُنکو انگور کے ایندھن کی راکھ سے جھینس کر مخلوط ہو آلودہ کر دیں اور پھر درخت پر بیس روز تک روغن زیتون کی درومی چھڑکی جائے اور سرکہ اُسکی جڑوں میں ڈالا کریں اور جب سرکہ ڈال دیا جائے تو ایک ساعت کے بعد سیراب بھی کیا کریں۔

صاحب کتاب الاثمار فرماتے ہیں کہ اکثر فلاحون کی غفلت اور درخت کی کہن سالگی کی وجہ سے انگور کے درختوں کو یہ عارضہ اکثر پیدا ہوتا ہے اسکے علاج کے لئے لغتت پاکس کی رائے یہ ہے کہ ماہ فیبروری میں انگلی جڑیں بحفاظت کٹولی جائیں اور اُن میں دو گہڑے رقیق کھاد داخل کی جائے جبکہ ایک خاص نسخہ ذیل میں لکھا جاتا ہے:-

سلفیٹ آف لایم ۳- انار۔ شورہ ایک انار۔ کبیس پاوانار۔

شورے کو ایک بالٹی میں رکھ کر پانی میں حل کرو۔ پھر کبیس اُس میں ملاؤ۔ پھر سلفیٹ آف لایم کو اُس مجموعہ میں حل کرو۔ جب یہ مرکب اور رقیق کھاد جڑوں میں جذب ہو جائے تو اسوقت مندرجہ ذیل نسخہ کو جڑوں میں ڈال کر مٹی سے پاٹ دو۔ اور ماہ مارچ تک بیمار درخت کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ مارچ کے مہینہ میں ہفتہ میں دوبار ایک مشک پانی سے اُسکو سیراب کرو۔

(نسخہ) سفوف استخوان سوختہ۔ دو سیر۔ جڑوں پر چھڑکا جائے تب اُس پر سے دو انچ نرم

مٹی ڈالی جائے۔ پہر اسپر اُپلی کی وہ راکھ بچھائی جائے جسمین ہڈیاں جلائی گئی ہوں۔ اور سب سے اوپر نئی مٹی بہر دیجائے۔ اور اپریل کے مہینہ تک بیمار درخت کو اُسکے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ جب شاخوں میں پھول نکلنا شروع ہو تو اُسوقت رقیق کھاد کا نسخہ متذکرہ عنوان پہر ایک دفعہ استعمال کیا جائے اور اُسکے بعد زمین کو خشک حالت میں چھوڑ دیا جائے تا آنکہ زمین میں خشکی کی وجہ سے ترک پیدا ہو۔ اُسوقت ہفتہ میں دو دفعہ درخت کو سیراب کرنا چاہئے امید ہے کہ اس علاج سے مرض جاتا رہیگا۔

(۵) مرض العارضہ۔ ایک اور بیماری ہے جو درخت انگور کو عارض ہوتی ہے اسکا نام

عارضہ ہے۔ یہ عجیب نام ہے جسکے لغوی معنی صرف بیماری کے ہیں۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ جس سے انگور کے پہلے خشک ہو جاتے ہیں یعنی ابتدا میں تروتازہ اور تندرست معلوم ہوتے ہیں اور پہر جب چنوں کے دانے کے برابر ہو جاتے ہیں یا اس سے بھی قدر بڑے تو اُسوقت اُن میں خشکی کا اثر ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ سب خشک ہو جاتے ہیں۔ صغریٰ کہتا ہے کہ یہ خشکی صرف ایک ڈنڈی میں یعنی خوشہ کی جانب اسفل میں اُسکے منہ پر ہوا کرتی ہے۔ ہوشیار فلاح کو اس سے آگاہ ہو کر اسکو نوچ ڈالنا چاہئے۔ پہر انگور کی لکڑیوں کی راکھ کو روغن زیتون اور سرکہ میں ملا کر اُسکالیپ اُس نوچے ہوئے مقام پر کر دینا چاہئے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ انگور کے ایندھن اور اُسکے پتون اور کسمبہ کے سالم درختوں کی لکڑی کو جلا کر اُنکی راکھ کو روغن زیتون میں ملا لو۔ اور پہر سرکہ میں خمیر کرو۔ پہر بیمار درخت کی موٹی شاخوں اور تنہ پر اسکالیپ کرو۔ خیال رکھو کہ اس لیپ کا تمام پانی کی طرح بتلا اور رقیق رہے۔ اسی میں سے ہوڑا سا بیمار درخت کی پتلی شاخوں پر بھی چھڑکو۔ امید ہے کہ یہ عارضہ اس تدبیر سے دفع ہو جائیگا۔ ماسی سورانہ اور بنیو شاو نے اونٹون۔ اور آدمیوں کے پشاب کو شاخوں پر چھڑکنا اور بڑوں میں ڈالنا بھی معینہ بیان کیا ہے وہ

کہتے ہیں کہ سات روز تک برابر ہر روز تین بار اسکا چہرہ کاؤ جاری رکھو۔ مگر خیال رکھو کہ پیشاب تازہ نہ ہو بلکہ دُھوپ میں تپا ہوا ہو۔ اگر ایسا پیشاب نہ ملے تو کسی قدر کوئی ہوی رانی بھی پیشاب میں شریک کر لو۔ اور تین دن تک دُھوپ میں رکھ چھوڑو۔ پھر بیمار درخت کے تنہ پر چتر کو انو خا کی راسے میں اس مرض کے علاج کے لئے اخروٹ کا مغز زیتون کی دروی کے ساتھ ہم وزن کوٹ لیا جائے۔ پھر اُسکو عمدہ سرکہ میں پکالیا جائے۔ جب توام پتلا ہو جائے تب بیمار درخت کی شاخوں پر چتر کا جائے۔ یہ عمل متصل بیس دن تک جاری رہے۔ انو خا کا قول ہے کہ اگر تم چاہو تو بیمار درخت کی جڑیں کھودو۔ اور اُس میں روغن زیتون کی دروی سرکہ میں ملا کر ڈالو۔ اس طرح پر کہ تیل سرکہ سے کسی قدر زیادہ رہے۔ پھر ایک گھنٹہ کے بعد اُس میں پانی دو۔ اس ترکیب سے امید ہے کہ مرض دفع ہو جائیگا۔

(۲) دوسری قسم اس عارضہ کی بہ نسبت قسم اول کے زیادہ خطرناک ہے۔ جب انگور کے درختوں کو چھانٹا جاتا ہے تو اُس وقت کسی قطع شدہ شاخ سے رطوبت بکثرت بہنے لگتی ہے یہ رطوبت ہنزلہ بلغم خام کے ہے جو انسان کے بدن میں جمع ہوتا ہے اور جبکہ وہ پک جاتا ہے تو اُن مقامات میں جذب ہو جاتا ہے جن میں وہ رُکار رہتا ہے یا رقیق بنکر خارج ہو جاتا ہے اگر خارج بھی نہ ہو۔ اور جذب بھی نہ ہو جائے تو ایک ایسا عارضہ بن جاتا ہے جو اعضا کو اپاہج اور بے کار کر دیتا ہے۔ یہی حالت درخت انگور کی رطوبت کی ہے۔ یہ درحقیقت ایک غذا ہے۔ جسکو درخت انگور کی طبیعت ہضم کر لیتی ہے جب ہضم کے قصور سے کچھ خام رہ جاتی ہے تو وہ فاسد مادہ کی طرح درخت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ اب اس بات کو معلوم کرو کہ کسی شاخ کے شاخ کے کٹنے سے زیادہ رطوبت کے بہنے کی کیا وجہ ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ رطوبت غذا کے غیر سچتہ ہے جس میں طاقت کا مادہ کم ہو جاتا ہے۔ جب اُسکو کوئی ایسی راہ مل جاتی ہے۔ تو وہ رقت کی وجہ سے کثرت سے بہ جاتی ہے۔ اسکے بہنے سے درخت بہت کمزور ہو جاتا ہے اور رکنے سے جدا آفت پیدا ہوتی ہے یعنی درخت کے جسم میں اسکا پک کر رہنا بار آور ہی پر

اثر کرتا ہے اور صالح رس کو بگاڑنے لگتا ہے۔ آخر میں درخت کی تندرستی جاتی رہتی ہے درحقیقت یہ مرض انسانی اُس مرض کے مقابل ہے جس سے جلکے پردون میں ریم پیدا ہو جاتی ہے اور علاج کے موثر نہ ہونے سے سارے بدن کے خون میں پھیلنے لگتی ہے اور آخر پر مہلک ثابت ہوئی ہے۔ پس جب کبھی کسی درخت کی کاٹ چھانٹ کے بعد کسی ایک شاخ سے زیادہ رس بہنے کا واقعہ پیش ہو جائے تو سمجھ لو کہ کچھ دنوں کے بعد کوئی نہ کوئی مصیبت اُس درخت پر آنے والی ہے۔ ہمیشہ اُس درخت کی نگرانی اور اُسکی تندرستی کو دیکھا بہا لا کر دو۔ جب درخت روز بروز دبلا اور بد رونق نظر آئے تو سمجھ لو کہ یہ مرض لاحق ہو چکا۔ اب اُس رطوبت غلیظہ کے خارج کرنے کی فکر کرو۔ جو پک کر پھیلنے لگی ہے۔ اس کے کھانے کا راستہ درخت انگور کے بدن میں بنانا چاہئے یعنی انگور کے تنہ میں ٹانگیان لگائی جائیں۔ ٹانگی لگانے سے وہ رطوبت غلیظہ بہ کر نکل جائیگی۔ صغریٰ نے اس رائے کو کاماس نہری سے حاصل کیا ہے جو اس فن کا بڑا استاد تھا۔ وہ کہتا ہے کہ احتیاط کر دو کہ ٹانگی کسی آنکھ پر واقع نہ ہو بلکہ تنہ میں لگائی جائے۔ جس سے وہ مقام مراد ہے جو دو آنکھوں کے بیچ میں واقع ہو۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ فلاحان عرب نے اس ترکیب کو مقفی یا معرق کہا ہے۔ موف کہتا ہے کہ یہ ایک خاصا آپریشن ہے یا بقول یونانیان فصد کہوٹا ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اس عمل کے بعد معتدل کہاؤ سے درخت کو طاقت پہنچاؤ۔ تاکہ اُسکا صنف کم ہو جائے۔ نرم اور معتدل کہاؤ سے وہ کہاؤ مراد ہے جس میں انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ اور دوسری کوئی گرم چیز ملی نہ ہو بلکہ گلے کا گوبر انگور کے پتوں اور کدو اور گلکڑی کے پتوں سے مرکب ہو۔ ان تمام پتوں کو گلے کے گوبر میں سڑانے سے معتدل کہاؤ تیار ہوتی ہے۔ جس میں پرانی مٹی ملانے سے بیمار درخت کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اس علاج کے زمانہ میں کہاؤ یا غیر کہاؤ کا عبا ہرگز درخت پر نہ ڈالا جائے بلکہ ہر قسم کے عبا سے درخت کو صاف دیا کر کہاؤ اس عمل پر ۲۸ دن گزر جانے کے بعد روغن زیتون کی دردی میں اخروٹ یا بادام یا پستہ

کے چیلے ہوئے اور پسے ہوئے مغز میں جو کا آٹا ملاؤ اور اگر ان چیزوں سے کچھ نہ ملے تو صرف زیتون کی دردی ہی کو جوش دے لو۔ یہاں تک کہ اسکا کچھ حصہ خشک ہو جائے۔ اور کچھ باقی رہے پہر اسکو ٹہنڈا کر لو۔ اسکے بعد ٹانگی کے مقامات یعنی مندملہ زخمون پر بشرطیکہ کچھ پھر جاری رہے اسکا لیپ چڑھا دو۔ اگر رطوبت کا بہنا باقی نہیں ہے تو اس لیپ کو موضع سیلان کے اسفل میں اور اوپر کی جانب اور اطراف میں لگانا بھی مفید ہے۔

مخاط فلاحون کی رائے ہے کہ اول یہ لیپ تیار کر لیا جائے اور بعدہ ٹانگی لگانا چاہئے تاکہ رطوبت غلیظہ کے نکل جانے کے بعد جبکا رنگ سیاہی مائل اور بو متضن ہوتی ہے۔ فوراً ان مقامات پر اس لیپ کا ضماد کر دیا جاسکے۔ جس سے صالح رطوبت بہنے نہ پاسگی۔

آپ ہی فرماتے ہیں کہ ٹانگی کے لئے آہنی آلہ سے ہرگز کام نہ لینا چاہئے بلکہ شہوت کی کڑی کا ایک تیز چاقو بنا لیا جائے اور اس سے کام لیا جائے۔ ٹانگی بہت گہری نہ ہو۔ بلکہ پوست سے گزر کر کسی قدر جسم درخت میں اثر کرے۔ ماسی سورانی نے کہا ہے کہ اس ٹانگی کے بعد پھر کو روکنے کے لئے ایک اور نسخہ بھی تیار ہو سکتا ہے یعنی انگور کے ایندھن کی راکھ۔ اور سریش اور کاندہ۔ ان تینوں اشیا کو ہم وزن لیکر اچھی طرح پر کوٹنا چاہئے۔ تب اوپر تھوڑا سا سرکہ ڈالکر مکر کوٹنا چاہئے۔ یہاں تک کہ اچھی طرح پر تینوں چیزیں مل جائیں۔ اور آپس میں ممتاز نہ ہو سکیں۔ جب سرکہ کی شرکت سے جو ارش کی شکل پیدا ہو جائے تو اسوقت اس میں اور تھوڑا سا سرکہ ملاؤ۔ تاکہ نقشہ کے رنگ کا شربت ہو جائے تب اسکو زخون پر لگا دو اور اسی کا ایک حصہ پانی میں ملا کر مجروح درخت کی جڑوں میں ڈال دو۔ یہ دوا زخون کو بہت جلد ملا دیگی۔ اس دوا کا خاصہ یہ ہے کہ درخت انگور کے اندرون بدن سے غلیظ رطوبتوں کو ظاہر بدن کی طرف کنچ لاتی ہے اور انہیں زخون سے پکا کر خارج کر دیتی ہے۔ مینو شاد نے کہا ہے کہ ٹانگیوں کا عمل موسم بہار کے وسط میں واقع ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

(۶) یرقان کا مرض۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ بیان فرماتے ہیں کہ یرقان ایک ایسی بیماری ہے۔

جو ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے انگور کے درختوں کو عارض ہوتی ہے اور یہ ردی اور مہلک مرض ہے جسکی تشخیص میں کسی طرح کا شبہ نہیں رہتا اور اس مرض کا سبب فضا کا فساد ہے۔ گرمی اور جلی ہوئی رطوبت سے یہ مرض اکثر پیدا ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے درخت میں ہلکی سی سورش پیدا ہو جاتی ہے جو کہ درخت کو ضعیف کر دیتی ہے۔ یہ رطوبت پہلے فضا کو بالعرض عارض ہوتی ہے یعنی جب کہ قمر کی روشنی سے فضا بہر جاتی ہے تو یہ روشنی فضا کو اپنی رطوبت آمیز گرمی سے گرم کر دیتی ہے جس سے ایک قسم کی عفونت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس وہ ردی عفونت فضا سے زمینی اشیا میں منتقل ہو کر انکو ضرر پہونچاتی ہے۔ اس ضرر کو نباتات بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور نباتات میں یہی انگور کا خاص میلان اس طرف بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسکی روشن علامت ایک طرح کی خفیف سی سرخی ہے جو کبھی کبھی آسمان کے کناروں پر دکھائی دیتی ہے۔ کبھی یہ سرخی دن میں نظر نہیں آتی۔ بلکہ رات کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ جب دن کے وقت ہوا میں اس سرخی کا وجود ہوتا ہے تو بہت کم نظر آتی ہے۔ کبھی پانی کے جباب کی طرح ہوا میں سُرخ سُرخ آبلے نظر آتے ہیں مگر زیادہ دیر تک اُن کو قرا نہیں ہوتا اس سرخی کا ظہور اُن ایام میں ہوتا ہے جب کہ چاند کی روشنی بہت زیادہ ہو۔ اور اُس کا وقت نوین رات سے اُنیسویں رات تک ہے۔ پس جب کہ شکوہ ان معینہ راتوں میں بعض اُن علامات کا وجود معلوم ہووے تو سمجھ لو کہ وہی یرقان ہے۔ اور جان لو کہ تمہارے انگوری کہیت کو نقصان پہونچتے والا ہے۔ اسلئے کہ اُس میں اس مرض کے قبول کرنیکی قابلیت بہت زیادہ ہے۔ جب تم کو فضا سے یرقان کی علامتیں معلوم ہوں تو پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ بیل کا دہنا سنگ اور گائے کا بایان سنگ لیا جائے اور ہاؤں میں اُن کو کوٹ کر اُنکے ہم وزن گائے کا سُوکھا گوبر ملا لیا جائے اور پھر انگور کے کہیت میں ہوا چلنے کے برج پر اسکو آگ پر جلایا جائے تاکہ کثرت کے ساتھ اُسکا دُھوان پھیلے۔ یہ دُھوان جس قدر زائد ہوگا اُسی قدر مفید ہوگا۔ طلوع آفتاب تک یہ دُھوانی سلگی رہے۔

تو بہتر ہے۔ کاماس نہر ہی نے ذوانا یا سے نقل کیا ہے کہ یہ تدبیر اعلیٰ درجہ کا حفظ ماتقدم ہے۔ کاماس نہر ہی نے اپنی رائے اس طرح پر ظاہر کی ہے کہ اس دھونی کو اس لکڑی پر جلانا چاہئے جس کا نام قنا ہے۔

الو خا اور طامشری کخنائی نے اسکے علاج کا ایک اور طریقہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میٹھے پانی یا دریائے شور سے لیکڑے پکڑ لو اور انکو چھوڑ رکھو۔ یہاں تک کہ مرجائیں یا راکھ سے اون کا گلا دبا کر انکو ہلاک کر دو۔ اسکے بعد کوری ہانڈی میں انکو جلاؤ۔ اور انکے دوڑنے وزن میں کپاس لو اور انکے ہم وزن گیہون کا بہوسہ اور اسقدر بکری کی مینگنیاں شریک کر لو۔ پھر اس مجموعہ کو اچھی طرح پر مخلوط کر کے آگ پر جلاؤ تاکہ اسکا دھوان اچھی طرح پکیت میں پھیل جائے۔

صغریٰ کا قول ہے کہ گائے کا گوبر درخت انگور کی شاخوں اور پتوں کی ایندھن میں ملا کر اُسکی دھونی سے انگور کے درختوں میں دھوان پھیلانا کافی ہے۔ اسی دھونی میں کسی قدر گیہون کا بہوسہ بھی ملا دیا جائے تو بہت مناسب اور مفید ہوگا۔

بہینوشا نے ذکر کیا ہے کہ چھلیوں کے جھنڈا اقسام میں ان میں سے ہر ایک قسم مرض یرقان کے علاج کے لئے نافع ہے۔ اس طرح پر کہ چھلیوں کو پاش پاش کر کے ہمیشہ ان راتوں میں جن میں یرقان کے علامات ظاہر ہوں ہوا کے سامنے جلانا چاہئے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ گرمی اور رطوبت سے جو فساد ہوا میں پیدا ہوتا ہے اُسکو دفع کرنے کے لئے چھلی میں عجیب طرح کی خاصیت ہے۔ نیز خشکی اور گرمی سے جو خرابی ہوا میں پیدا ہوتی ہے وہ بھی چھلیوں کی دھونی سے دفع ہو جاتی ہے۔ نیز کہا ہے کہ اگر یرقان کا اثر ہوا میں بہت زیادہ نظر آئے تو مناسب ہے کہ مارا ہی کو جلا کر اسکی راکھ جمع کر لیجائے اور اس میں کسی قدر پُرانی مٹی اور گائے کا گوبر ملا لیا جائے۔ پھر اس مجموعہ کو انگور کے درختوں کی جڑوں میں مٹی ہٹا کر بہر دیا جائے۔ اس کھاد کا اثر دھونی کے ساتھ مرض

یرقان کو دفع کر گیا۔

قوشامی کا قول ہے کہ اگر نفس ہوا میں اس مرض کے حادث ہونے کا اتفاق ہو۔ اور اس سے بچاؤ کی کوئی سبیل اسلئے نہ ہو سکے کہ اسکے علامات نظر نہ آئیں تو اسوقت درخت انگور کی حالت سے علامات کو معلوم کرنا ہمارا کام ہے۔ پس پتوں کی پژمردگی اور سیاہی اور ڈھیلپن اور بعض پتوں کا زرد ہو کر گر پڑنا۔ پہلوں کا گر جانا۔ جڑوں کا پانی کو نہ جذب کرنا۔ یارات کے وقت اُن پر تری اور رطوبت زائدہ کا ظاہر ہونا جو کہ شبنم کی مقدار سے بہت زیادہ ہو۔ اور آخر پر پتوں سے پانی ٹپکنا یہ تمام علامتیں یرقان کی ہیں۔ ان میں سے بعض یا اکثر علامات ظاہر ہوں تو سمجھ لو کہ یرقان کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں تم قناریچھا یعنی کہکریل کا سالم درخت مع شاخون اور پتوں کے لیلو۔ اور حنظل یعنی اندرائن کے درخت کی جڑیں اور نیز مختلف اقسام کے پودے مع انکی شاخون اور پتوں اور جڑوں کے لیکر مجموعہ کو اچھی طرح پر کوٹو۔ اور پھر اسکو پانی میں ڈال دو۔ یہاں تک کہ ان چیزوں کی قوت پانی میں نکل آئے تب اس عرق کو انگور کے یرقان زدہ درختوں پر آفتاب نکلنے سے پہلے چھڑکا کرو۔ پھر جبکہ دھوپ پھیل جائے تو اسوقت اس عرق کا چھڑکاؤ موقوف کرو۔ اگر اس تدبیر کو متصل کئی روز تک جاری رکھو گے تو امید ہے کہ یرقان کا مرض دفع ہو جائے گا۔

صغریٰ نے اس مرض کا ایک اور علاج دکھلایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیر اور بلوط اور آس کی لکڑیاں جمع کر کے جلانی جائیں اور انکی راکھ کو جمع کر کے میٹھے پانی میں ایک گھنٹہ تک پکائیں پھر اس جو شانہ کو انگور کے بیمار درخت پر چھڑکین۔

نیز گاسے کے گوبر کو پُرانی مٹی میں ملا کر تین دن تک علی الاضال بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالتے رہنا بھی ازالہ مرض کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔

میںوشا د کہتے ہیں کہ خانگی یا جنگلی چوہا لیکر درخت انجیر اور درخت خرما کی لکڑیوں

میں جلایا جائے اور اُسکی راکھ کو جمع کر کے بیمار درختوں پر اُسکا غبار چھڑکا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تم اس راکھ کو پانی کے ساتھ پکالو اور متعدد بار جوش آنے کے بعد ہنڈی کر کے درختوں پر چھڑکو تو اور زیادہ مفید ہوگا۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر سات چڑیاں اور مین کوٹے بھورے رنگ کے پکڑ کر انکو مٹی کے شے میں بند کر کے اُس پر مضبوطی کے ساتھ سرپوش ڈھانکا جائے اور ایک طرف رکھ دیا جائے یہاں تک کہ وہ اُس میں مر جائیں پھر انکو اُس میں سے نکال کر درخت اُس اور زمیوں اور اندرائیں کی لکڑیوں میں جلایا جائے اور اُسکی راکھ کو ایک تانبے کی دیگ میں ۲۵ سیر پانی کے ساتھ جوش دیا جائے اور تقریباً چھٹا حصہ خشک ہو جانے کے بعد اُسکو ٹھنڈا کر لیا جائے تو اسکا بیمار درختوں پر چھڑکا جانا بہت مفید ہوگا۔ اور اس جوشانہ سے تھوڑا سا لیکر درخت کی آب رسانی میں بھی شریک کر لینا چاہئے۔ اس تدبیر سے مرض یرقان بہت جلد دفع ہوگا۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درخت انگور میں مرض یرقان کئی بڑی علامت یہ ہے کہ درخت خشک ہونے لگے اور ٹٹک جاسے اور پتے اور پھل گر جائیں۔ اور پانی جذب نہ کر سکے۔ شبنم کی سی رطوبت اُس پر ظاہر ہو۔ اسکا علاج یہ ہے کہ کھربلی اور اُسکے پتے لیکر کوٹے جائیں اور پھر انکو پانی میں اچھی طرح ملا کر اُس پانی کو طلوع آفتاب سے پہلے آفت رسیدہ درخت پر چھڑک دیں یا بجھیر اور بلوط کا ایندھن جلایا جائے اور اُسکی راکھ میٹھے پانی میں ایک گھنٹہ تک جوش دیجاسے۔ پھر اس پانی کو ہنڈا کر کے بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالیں اور پتوں اور شاخوں پر بھی چھڑکیں۔ یا بیمار درخت کی جڑوں میں گائے کا گوبر اور باریک مٹی تین دن تک ڈالی جائے تو امید ہے کہ مرض یرقان دفع ہوگا۔

(۷) استرخا کا مرض۔ کبھی درخت انگور میں استرخا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسے

مریض درخت انگور کو عربوں نے سیالہ کہا ہے اسلئے کہ وہ اپنے پہلے کو روک نہیں سکتا۔ بلکہ اُسکا پہل بہ جاتا ہے اور اس مرض سے ہمیشہ درخت کو ضعف لاحق رہتا ہے۔ یہ انگور کے امراض میں بہت خراب مرض ہے۔ اس بیماری کے عارض ہونے سے درخت کے پتے پشت کی طرف سفید ہو کر گرنے لگتے ہیں۔ اُنکی سرسبزی زائل ہو جاتی ہے اور پتوں کے نکلنے کے وقت ہی سے سپیدی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد شاخوں میں غیر معمولی طور پر نرمی پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اُن میں سختی بالکل باقی نہیں رہتی اور ایک قسم کا مکروہ ڈبیلیا پن اُنہیں نمودار ہوتا ہے۔ اسکا علاج بقول صاحب فلاحتہ البطلیہ یہ ہے کہ درخت انگور کی لکڑیاں جلا کر انکی راکھ ترش سرکہ میں ملا دیجائے۔ جب اُسکا قوام شربت بنفشہ کے مشابہ ہو جائے تو پھر اسکا لیپ انگور کے تنہ اور موٹی شاخوں پر کیا جائے اور کسی قدر اس میں سے پانی میں شریک کر کے جڑوں میں ڈالا جائے پھر سیرابی کے ساتھ آب رسانی کی جائے تو یہ مرض بہت جلد دفع ہو جائے گا۔

صغریٰ کا قول ہے کہ دریاے شور کا پانی مرض استرخا کے بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالنے سے بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ فلاح کو مناسب ہے کہ اگر ایسے بیمار درخت کے خوشے نکل آئے ہوں تو بہت جلد اُن کو درخت سے جدا کر دے۔ خوشوں کے اطراف جو مہین شاخیں ہوں اُن کو بھی نرمی کے ساتھ چوٹ دے۔ توڑے ہوئے خوشوں اور چونٹی ہوئی شاخوں کے مقام پر کثرت سے تھوکنا چاہئے۔

علامہ نابلسی نے بھی اس مرض کا تذکرہ اپنی تالیف علم الملاحہ میں کیا ہے اور انہیں مدابیر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس مرض کا مجرب علاج انگور کے ایندھن کی راکھ ہے جو سرکہ کی شریک کے ساتھ بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالی جائے لیکن ایک بار عمل کرنے کے بعد امید نہ کرنا چاہئے کہ مرض دفع ہو جائیگا بلکہ ہر دو ہفتہ میں ایک بار کئی مہینوں تک یہ عمل جاری رکھنا چاہئے۔

(۸) مرض السامی | درخت انگور کا ایک مرض وہ ہے جسکو مرض سامی کہتے ہیں۔ اور یہ انسان کے دم سامی کے مشابہ ہوتا ہے۔ یعنی اس سے درخت انگور کا پہل سڑ جاتا ہے۔ اور یہ ایسی آفت ہے کہ جس سے اکثر پہل ابتداءً مرض ہی میں گر جاتے ہیں بلکہ بہ جاتے ہیں۔ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ مریض درخت کے تروتازہ اور چھوٹے پتوں پر پسینہ یا کوئی چیز مثل پسینہ کے ظاہر ہوئی ہے۔ اور نیز شاخوں کے گودہ میں بھی ایک قسم کا وسیلہ اور نمی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ رطوبت سہ پہر سے آغاز ہو کر تمام شب باقی رہتی ہے۔ پھر جبکہ آفتاب طلوع ہو کر نو گھنٹہ گزرتے ہیں تو وہ رطوبت دھوپ کی حرارت سے خشک ہو جاتی ہے اور یہی خاص علامت اس مرض کی ہے۔ جب تم کو علامات سے معلوم ہو جائے کہ یہ مرض عارض ہو گیا ہے اور اسکا اثر خوشنوں پر بھی نمودار ہے تو مناسب ہے کہ علاج کی فکر کرو۔ حکیم فلاحون نے کہا ہے کہ اس مرض کا سبب رطوبت غلیظہ ہے جو حرارت کی کثرت سے متعفن ہو جاتی ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ بقلہ بارہ بہت سی جمع کر کے اسکا عرق سچوڑا جائے پھر کسی قدر جو کاستو اس میں گھوڑا جائے اور اس مرکب عرق سے بیمار درخت کے تنہ اور موٹی شاخوں اور ان خوشنوں پر خمیں فساد ظاہر ہو چکا ہے لیپ کیا جائے۔ یہ عمل کئی بار کرنا چاہئے یہاں تک کہ یہ آفت دفع ہو جائے۔ اسی کے ساتھ انگور کے ایندھن کی کچہ راکھ لیکر کسی قدر پانی میں ملائی جائے اور پھر بیمار درخت پر چھڑک دیا جائے تو اور زیادہ مفید ہوگا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر ایسے بیمار درخت کی جڑوں میں صرف پانی اور ریتی بہر دیا جائے تو اس عمل سے بھی فائدہ ہوگا۔ اس عمل کو اور تداوی کے ساتھ جاری رکھنے سے بھی کوئی ہرج نہیں ہے بلکہ زیادہ مفید ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ایسے بیمار درخت کی شاخوں پر کدو کی جلائی ہوئی شاخوں کی راکھ اور نیز درخت اس کی لکڑیوں کی راکھ چھڑکی جائے اور جڑوں میں ڈالی جائے تو مناسب ہے اور آخر الذکر

تینوں عمل کو ایک ساتھ کرنا اور یہی بہتر ہے۔

(۹) مرض الجبل۔ صغریٰ نے کہا ہے کہ بمجلد امراض درخت انگور ایک مرض ہے

جس سے شاخیں بہت بڑھ جاتی ہیں اور جلد جلد بڑھنے لگتی ہیں۔ عربوں نے اسکا نام مرض الجبل غالباً اسلئے رکھا ہے کہ زبان عرب میں جبل کے معنی رستی کے ہیں اور اس مرض کی وجہ سے شاخیں زیادہ دراز ہو کر مثل رستی کے ہو جاتی ہیں۔ اسکا سبب حرارت کا غلبہ ہے جو رطوبت کے ساتھ ملکر ردی حالت پیدا کرتی ہے۔ اس مرض کے عارض ہونے سے بار کی مقدار بہت کم ہو جاتی ہے۔ اسکا بہترین علاج یہ ہے کہ درخت بیمار کو جلد جلد چھانٹا جائے۔ اور چھانٹنے والے کو لازم ہے کہ سب سے پہلے بڑی شاخوں کو درختی سے چھانٹے اور پھر چھوٹی شاخوں کو صرف ہاتھ سے توڑے اسی طرح با ستنا چند شاخوں کے کل شاخوں کی کاٹ چھانٹ سے فراغت حاصل کرے۔ امید ہے کہ صرف اسی تدبیر سے یہ آفت دفع ہو جائے گی اگر دفع نہ ہو تو مناسب ہو گا کہ نہروں کی ریتی جمع کی جائے۔ پھر اس میں راکھ ملا کر درخت بیمار کی جڑوں کے اطراف پھیلا یا پاٹ دی جائے۔ پھیلانے سے پاٹ دینا زیادہ مفید ہے۔ اگر نہر کی سفید کنکریاں جو پانی میں چلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جمع ہو سکیں اور انکو تھالوں کی سطح بالا میں پر جا دیا جائے اور اب رسانی ان کنکریوں پر سے کی جائے تو لازماً مرض کے لئے زیادہ نافع ہو گا۔

(۱۰) مرض الاصل صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جب انگور کے درخت کسی ایسی

سخت زمین میں بوئے گئے ہوں جس میں مٹی کے اجزاء زیادہ ہوں تو ان کو اکثر پانچ سال کی عمر میں مرض الاصل عارض ہوتا ہے۔ یعنی زمین کے اوپر کے حصہ میں تہ پر کثرت سے جڑیں پہونٹنے لگتی ہیں جن سے زمینی جڑوں کی قوت زائل ہو جاتی ہے اور انکا پھیلاؤ رک جاتا ہے۔ بدینہ جو کہ سطح زمین کی بالائی جڑوں میں زمین سے غذا حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ روز بروز درخت ناتوان ہوتا جاتا ہے۔ اس مرض کا سبب زمین

کی سختی اور چکنا پن اور اسکی نمایان علامت وہی جڑیں میں جوتنہ کے بالائی حصہ میں نکل آتی ہیں۔ اسکا آسان علاج یہ ہے کہ ان جڑوں کو فوراً نصف عرض میں اس طرح سے کاٹیں کہ تنہ سے جدا نہ ہونے پائیں اور ہتالہ میں ایک گڑھا کھود کر حبکی گہرائی ۳ فٹ سے زیادہ نہو۔ اسمیں اُن نیم تراشیدہ جڑوں کو زمین کی جانب جھکا کر اُتار دیں۔ اور کسی قدر مٹی اُن پر ڈال دیں۔ تاکہ وہ مقام مٹی میں چھپ جائے اور پھر درخت کے اطراف گڑھا کر کے آہستگی کے ساتھ ہمار درخت کو کسی قدر زمین میں اُتارنے کی کوشش کریں۔ اس طرح پر کہ اسکی تندرست جڑوں کو دھکا نہ لگے۔

پھر اُس درخت کو زمین سے ۳ فٹ باقی رکھ کر جھانٹ دیں۔ اور جب کئی دنوں کے بعد اس باقی ماندہ حصہ سے شاخیں نکل آئیں تو اُس وقت ہتالہ کی زمین کو ٹنڈا اور جڑیں بچا کر اطراف سے خالی کریں اور نئی مٹی اور کہا د اسمیں پھریں۔ جن کاشتکاروں نے ابتدا سے کاشت میں گڑھوں کی تیاری میں کافی اہتمام اور احتیاط نہیں کی ہے۔ اُنکے درختوں کو اکثر یہ عارضہ لاحق ہوا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑی جڑیں جنکو زمین میں پہلیے اور عمیق میں دھنسنے کا موقع نہیں ملتا۔ زمین کی بالائی سطح پر نکل آتی ہیں جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو اُس مقام پر بقدر دو فٹ ایک گڑھا کھودو۔ پھر اُن جڑوں کو اُنکی نوک سے ایک ہاتھ چھوڑ کر کسی قدر تراشو۔ اس طرح پر کہ وہ کامل کٹ نہ جائیں پھر اسی مقام سے اُنکو زمین کی جانب جھکا کر زمین میں اُتار دو۔ امید ہے کہ اس تدبیر سے مرض دفع ہو جائیگا۔

(۱۱) مرض النفخ - صاحب فلاح حقہ النبطیہ فرماتے ہیں کہ فصل خریف کی بارش بھی درخت

خرما کے لئے ایک مرض پیدا کر دیتی ہے جسکا نام مرض النفخ ہے یعنی جب شدت کے ساتھ چند روز تک موسلا دھار پانی برستا ہے تو انگور کے دانے جو کہ خوشن میں لگے ہوئے ہوں خراب ہو جاتے ہیں اور اُن میں نفخ پیدا ہو جاتا ہے اسکے لئے سوا اسکے

اور کوئی علاج نہیں ہے کہ ہتالون میں آگ کی گرمی پہونچائی جائے بجز داسکے کہ پانی رگ کے مشعلون کے ذریعہ سے درخت کو گرمی پہونچانا ضرور ہے اور ہتالون کے اطراف دوہیت کے فاصلہ سے گڑھا کہو دکر آئین خشک گہاس یا اور کوئی ایندھن جلایا جائے اور یہ عمل نصف النہار سے پہلے کیا جائے اور ہفتہ میں چند مرتبہ اس عمل کو جاری رکھنا چاہئے اور پھر سیرابی کے ساتھ آب پاشی کرنا چاہئے۔

(۱۲) مرض الارض۔ صاحب فلاحۃ النبیطیہ فرماتے ہیں کہ کبھی زمین کی شوریہ کیوجہ سے یہ ہوتا ہے کہ درخت انگور کے نصف خوشے سرے کی جانب سے خراب ہو جاتے ہیں۔ یعنی نصف حصہ خوشہ کا ڈنڈی کی طرف سے کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ آفت رطوبت خارجیہ کی وجہ سے واقع ہوتی ہے اور زمینی امراض میں اسکا شمار ہے۔ فلاحان عرب نے اسی لئے اسکو مرض الارض کہا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ خوشون کے قریب کے پتون کو بالکل توڑ دیا جائے۔ یعنی ایک پتہ بھی باقی نہ رکھا جائے تاکہ خوشون پر ہوا کے پہونچنے میں کوئی چیز حائل نہ رہے۔ معلوم رہے کہ ہوائے صاف زمینی فاسد اثر کو دفع کر دیتی ہے جس سے مرض دفع ہو جاتا ہے۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ چند کسان اپنے ہاتھوں میں چند بانس لین اور ہر ایک بانس میں پانچ پانچ لکڑیاں باندھیں۔ پھر ان لکڑیوں پر آگ روشن کریں اور اس بیمار درخت کے پاس ہفتہ میں کئی بار انکو گہمایا کریں تو آگ کی گرمی سے یہ مرض جاتا رہے گا۔

صخریث نے کہا ہے کہ مندرجہ بالا دونوں علاج ایک ساتھ کرنا چاہئے۔ آپ ہی کی رائے ہے کہ خوشون کے قریب کے پتون کو جدا کرتے وقت ایک بڑا پتہ جو بالکل خوشہ کے قریب ہو باقی رکھو تاکہ وہ خوشہ کو آفتاب کی حدت سے بچائے اس قول پر اور حکیموں نے بھی اتفاق کیا ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ آگ کے علاج میں بانسوں کی خصوصیت نہیں ہے مقصود اسی قدر ہے کہ آگ کی گرمی بیمار درخت کے جسم کو لگے۔

(۱۳) مرض الکسل | بعض درختوں کا پہل درمیں پکتا ہے۔ تجربہ کار فلاحتون نے اسکو ایک مرض قرار دیا ہے اور اسکا نام مرض الکسل رکھا ہے اسلئے کہ بیمار درخت بار آور میں کاہل ہو جاتا ہے۔ اس مرض کی نسبت صاحب فلاحتہ الغبطیہ کی رائے ہے کہ دھوپ کی شدت کے وقت پتوں کے حائل ہو جانے اور درخت کے تمام اجزا پر دھوپ کا اثر نہ پہونچنے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ اسکے علاج کے لئے یہ تدبیر مفید ثابت ہوئی ہے۔ کہ پتوں کو کم کر دیا جائے اس طرح پر کہ دو دو پتوں کو چھوڑ کر درمیان کا تیسرا پتہ توڑ دیں جب تمام درخت پر یہ عمل کر دیا جائیگا تو مرض خود بخود زائل ہو جائیگا۔

(۱۴) مرض العصر۔ علامہ نابلسی نے اپنی تالیف علم الملاحۃ میں فرمایا ہے کہ درخت انگور کو ایک مرض لاحق ہوتا ہے جسکا نام مرض العصر ہے وہ یہ ہے کہ جب درخت انگور کو کھاد دیجاتی ہے تو اُس سے رطوبت خام افراط کے ساتھ گردش کرنے لگتی ہے جس سے درخت کو ضعف طاری ہوتا ہے اور پتے گرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ زبان عرب میں عصر کے معنی باران ریزان اور زندان کے ہیں۔ بدینوجہ کہ رطوبت فاسدہ میں کثرت ہو کر وہ بہنے نہیں پاتی اور اندر ہی اندر مقید رہ کر نقصان پہونچاتی ہے۔ عربوں نے اسکو مرض العصر کہا ہے۔

اسکا علاج یہ ہے کہ درخت میں اس رطوبت فاسدہ کے بہنے کا راستہ آسان کر دیا جائے اسکی تدبیر یہ ہے کہ اس درخت کے تنہ اور موٹی شاخوں کی انگلیوں کے درمیان حصہ میں متعدد ٹانگیان لگائی جائیں۔ ان ٹانگیوں سے رطوبت فاسدہ بہکر خود بخود بند ہو جائے گی۔ پہر بیمار درخت کو ایسی کھاد دیں جو نرم اور تر ہو۔ جبین آدمی کا میلا اور کبوتر کی سیٹ شریک نہ ہو بلکہ گائے کا گوبر اور تازہ مٹی شریک رہے اس عمل کے ۲۸ دن کے بعد روغن زیتون کی دردی میں اخروٹ کا مغز اور چھلے ہوئے پستے اور کسیدہ جو کا آٹا ملا دیا جائے یا صرف دردی ہی لیکر پکائی جائے۔ یہاں تک کہ جب اسکا کچھ

حصہ خشک ہو جائے تو اُسکو چوبے پر سے اُتار کر ٹنڈی کر لین۔ پہر ٹانگی کے مقامات پر اُسکا لیپ کر دین اور کئی بار یہ عمل کریں پہر انگور کے ایندھن کی راکھ اور سریش اور کا نذر۔ ان تینوں کو ہم وزن لیکر پہلے سریش کو گوٹھن اور اُس پر سرکہ چھڑکین پہر راکھ اور کا نذر ہٹوڑا تھوڑا اُسین ڈالکر حل کرتے جائیں جب وہ سب مخلوط ہو جائیں تو اس کا لیپ بھی ٹانگی کے مقامات پر چڑھا دین اور کسی قدر اس مجموعہ سے لیکر پانی میں حل کریں اور بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالیں۔ امید ہے کہ اس علاج سے مرض زائل ہو جائیگا۔

(۱۵) مرض العین۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ بسا اوقات درخت انگور کو مرض العین

عارض ہوتا ہے یعنی اسکی شاخوں کی آنکھوں سے رطوبت کی پھر بہا کرتی ہے۔ اس کا سبب رطوبت غلیظہ کا جوش ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ بیمار درخت سے ایک شاخ کو قطع کر دو۔ اور روغن زیتون کی دردی کو پودینہ کے پتوں میں پکا لو۔ اور رطوبت بہنے کے مقامات پر اُسکا لیپ چڑھا دو جس شاخ کو قطع کیا ہے اُسکے موضع قطع پر بھی اُسی کا ضاد کر دو۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ مرض زائل ہو جائیگا۔

(۱۶) مرض الشمرخ۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ بسا اوقات انگور کا پہل خوشنوں سے

خود بخود چھڑتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے ڈنڈیوں کی نا طاقی کا۔ بعض اور فلا حوں نے بھی اسکا ذکر کیا ہے اور اسکا نام مرض الشمرخ رکھا ہے۔ زبان عرب میں شمرخ پہل کی ڈنڈیوں کو کہتے ہیں۔ جن پر پہل خوشہ میں جما ہوا رہتا ہے۔ جب کبھی درخت میں زمین کی خرابی سے شوریٹ کا مادہ پہل جاتا ہے تو اُسکا اثر سب سے پہلے انہیں ڈنڈیوں کو ضعیف اور ناتوان کر دیتا ہے۔ جس سے پہل جھڑنے لگتے ہیں۔ علامہ نابلسی کا قول ہے کہ انگور کی تخصیص نہیں ہے بلکہ تمام سیوون میں یہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے خام پہل اور چھوٹے چھوٹے دانوں کے گرنے کا عارضہ صرف سردی کی وجہ سے دو وقت میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک جبکہ

بشکو قون کے ابتدائی نمو یعنی نئے خوشنوں کے آغاز کے زمانہ میں سردی کا وقوع ہو۔ ایسے وقت میں سردی کے اثر سے درخت کی قوت مائیکہ بطی السیر ہو جاتی ہے اور وہ نئے خوشنوں کو نامتام اور خام رکھتی ہے جب مٹھہ کو روکنے والی قوت زائل ہو جاتی ہے تو مٹھہ خام حالت میں گر پڑتا ہے۔ دوسرا وقت وہ ہے جب کہ کلیان بکھلنے کے زمانہ میں سردی واقع ہو۔ کیونکہ اس وقت میں جاڑے کی تاثیر سے درخت کی قوت مائیکہ رک جاتی ہے اور اسی کی وجہ سے بار آوری میں فٹور آ جاتا ہے۔ علامہ نابلسی نے اسکا علاج یہ بتلایا ہے کہ انگور کے پتوں کو شکلا کر عبا کی طرح مہین کوٹ لیں۔ جب درخت میں پھول کا زمانہ آجائے تو اس وقت یہ سفوف اُن مقامات پر چھڑکا جائے جن پر پھول کے آثار مہوں۔ یہ عمل تین یا پانچ مرتبہ کرنے سے پھلوں کی ڈنڈیوں میں ضعف عارض ہونے نہ پائیگا اور پھل نہ جھڑینگے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر پہل کثرت سے کرنے لگیں تو اُس درخت کی جڑ میں ایک چوڑا سوراخ کیا جائے اور اُس میں ایک پتھر اس طرح پر داخل کریں کہ سوراخ میں چھپ جائے پھر سفید مٹی سے اُس مقام کو لپ دیا جائے اس عمل کی تاثیر سے یہ مرض دفع ہو جائیگا۔

نیز جڑوں کو کھول کر اُن میں سفید مٹی بہر دینے سے فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر اسی سفید مٹی میں جو قون کے پڑنے کے لیے ہی کوٹ کر ملا دئے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ یہ علاج اور علامات سے زیادہ موثر اور مفید ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک قسم کی گہانس گیہوں اور جو کے کہیت میں آگتی ہے اور کلو نجی کی طرح اُسکے دانے سیاہ ہوتے ہیں۔ جب یہ دانے پختہ ہو جائیں تو اوس گہانس کو اکھیڑ کر اُسکے بیٹ سے چھینکے بنائے جائیں اور ہر ایک خوشہ پر ایک ایک چھینکا چڑھا دیا جائے۔ اس عمل کے بعد اُس خوشہ کا کوئی پہل نہ کریگا۔

بقول صاحب حسن الصناعہ شوق خلقی کا عمل کسی قدر اس مرض کو دفع کر دیتا ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ شگوفوں کے کھلنے کے وقت میں کسی قدر پوست اس گرہ پر سے چھیل دیا جائے جس میں خوشہ لگا رہتا ہے مگر اس خراش کا عرض پہ انچہ سے زیادہ نہ ہونا چاہئے امید ہے کہ اس تدبیر سے عارضہ پیدا نہ ہونے پائے۔

(۱۷) مرض اوبیدیون یعنی سفید عبا۔ | درخت انگور کے امراض سے ایک خاص مرض اوبیدیون

کا ہے۔ یہ لفظ غالباً فرانسیسی زبان کا ہے جسکے معنی سفید عبا کے ہیں۔ یہ مرض عرض العبا کے سوا ہے۔ صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ یہ مرض سرد شہروں میں عارض ہوتا ہے۔ یعنی ایک سفید رنگ کا عبا جس میں سبجا (سبجا ایک جانور کا نام ہے جسکے پوست سے قیمتی پوستین بنتی ہے۔ محیط اعظم) کے رنگ کی چمک ہوتی ہے۔ اول پتوں پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ پھر کوپلوں پر۔ جسکی وجہ سے انکھانو موقوف ہو جاتا ہے۔ پھر خوشون پر اس کا ظہور ہوتا ہے اور خوشے بھی ٹھٹھر کر رہ جاتے ہیں۔ اور بعض انگور کے دانے خشک اور اشقر کے رنگ کے ہو جاتے ہیں اور آخر پر پھٹ جاتے ہیں اور انکھانہ تلخ ہو جاتا ہے۔ الحاصل پکنے سے پہلے وہ ضائع ہو جاتے ہیں پھر پتے اور کوپلین اسی عبا کی وجہ سے گندمی رنگ ہو کر گر جاتی ہیں اسکا اثر صرف ایک ہی سال نہیں رہتا بلکہ دوسرے سال کا اثر بھی اس مرض سے ضائع ہو جاتا ہے اور جب کہ دو یا تین سال تک درخت انگور اس میں مبتلا رہتا ہے تو اسکی ہلاکت یقینی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ مرض سب سے پہلے شہر انگلرہ (غالباً ملک فرانس کا شہر ہے) کے تانکستان میں پایا گیا اور اولاً ۱۸۷۵ء میں جس شخص نے اسکو معلوم کیا وہ تو کیر نامی ایک باغبان شہر مارجات کا رہنے والا تھا۔ ۱۸۷۷ء کے آغاز سے یہ مرض پاریس کے اطراف کے تمام شہروں میں پھیل گیا اور ۱۸۹۱ء ہجری میں فرانس کے تمام شہروں میں پھیل کر بہت زور پکڑا۔ خاص کر ان مقامات میں جہاں گرمی زیادہ ہوتی ہے اسکی زیادہ شایعیت سنی جاتی ہے۔ اس مرض کو انگور کی کسی خاص قسم سے تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ

انگور کے تمام اقسام میں عارض ہوتا ہے۔ اس مرض کا اصلی سبب زیر تحقیقات ہے۔ اور سنوز متعین نہیں ہوا۔ بعض کے نزدیک اس کا سبب وہی سفید رنگ کا عنب ہے۔ ایک فلج کا گمان ہے کہ یہ خود مرض نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے مرض سے پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ بعض باریک کیڑوں سے متعلق ہے جسکو میکروسکوپ کے بغیر نہیں دیکھ سکتے۔ بعض کے نزدیک اس کا سبب فضا کی تاثیر ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب اس مرض کا سبب ہی غیر متحقق ہے تو اسکی دوا کا تجویز کرنا بہت مشکل ہے۔ ملک فرانس کے محققین ۱۸۴۷ء سے اب تک بہت سے علاجات کا تجربہ کیا جن سے کچھ فائدہ بھی نظر آیا۔ لیکن سنوز قابل اطمینان دوا نہیں ملی۔ پہلا طریقہ علاج کا۔ یہ ہے کہ زہر الکبریت لیکر بیمار درخت کے تمام سبز اجزا پر پھونک دیا جائے اور پہونکنے سے پہلے اُن پر پانی چھڑکا جائے۔ اس علاج کا آغاز ۱۸۴۷ء میں کیل نامے ایک باغبان نے کیا۔ پھر اس علاج کو ماری نامے ایک طبیب نے اسکو آزمایا۔ جو ملک فرانس کے شہر اکیوٹن کا باشندہ تھا۔ پھر شہر طومیری کے تمام فلاحون نے ۱۸۵۷ء میں اس دوا کا استعمال کیا جس سے بڑے بڑے نتائج حاصل ہوئے۔ لیکن اس علاج میں جو عیب نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دوا انگور کے خوشون سے چمٹ جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے اُنکی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بغیر پانی چھڑکنے کے اس دوا کا استعمال دشوار ہے۔

دوسرا طریقہ علاج کا۔ ۱۸۵۸ء میں معلم جزیروں کا تجویز کیا ہوا ہے جو شہر ویرسانی میں عنب بر الخضر اوات کاریں نہا وہ کہتا ہے کہ کبریت ایدرات الجیر کا استعمال اس طور سے کیا جائے کہ ۵۰ ڈرام زہر الکبریت اور اسی قدر چونا جو بچھا یا نہ گیا ہو۔ لیکر دونوں کو خوب مخلو کیا جائے۔ پھر اُسکو لوہے کے شفاف ظرف میں ڈالکر پانی بقدر ۳۰ آثار اسیمن ڈالا جائے اور دس منٹ تک جوش دیا جائے۔ پھر اُسکو ایک طرف رکھ دیا

جائے جب کہ وہ جم جائے تو پانی نہ تھار کر صاف کر لین اسی مکسچر کا نام کبریت ایدرت الجیر ہے۔ پہر اسکو ایک بند ظرف میں محفوظ کر دیا جائے تاکہ ضرورت کے وقت اُس کا استعمال کریں۔ اسمین سے جس قدر حصہ لین اسمین سو گو نہ پانی ملا کر درخت بیمار کے سبز اجزا پر چڑھ کرین۔ اکثر فلاحون نے اسکا تجربہ کیا ہے اور اسکا فائدہ طریقہ اول کے مقابلہ میں کم پایا ہے۔

تیسرا طریقہ علاج کا۔ سہ ماہی کی فصل گرما میں معلم روز شہر طومیری کے باشندے نے اس طریقہ علاج کو تجویز کیا۔ وہ یہ ہے کہ زہر الکبریت کا سفوف بدون پانی چڑھنے کے بیمار درخت کے سبز پتوں اور شاخوں پر چڑھکا جائے۔ اس دوا کا استعمال ۳ مرتبہ ہونا چاہئے۔ اول جب کہ انگور کے درختوں میں کلیان نکلنے کا زمانہ قریب ہو اور سبز کلیان نہ نکلی ہوں۔ دوسری مرتبہ جب کہ درخت انگور کا ٹھہرہ شکاری بارود کے دالوں کے برابر ہو جائے۔ تیسری مرتبہ جب کہ دانے چرونجی کے برابر ہو جائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بلا انتظار علامات مرض بطور حفظا تقدم ان تین وقتوں میں اس دوا کا استعمال مناسب ہے تاکہ مرض اُنے ہی نہ پائے۔ جب مرض عارض ہو جائیگا تو پہر علاج میں بہت دقتیں پیش ہو گئی۔ ان تین دفعات میں اس دوا کے استعمال کے لئے زوال آفتاب کا وقت بہتر ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ سہ ماہی میں طومیری کے مقام پر جب اس تدبیر کا تجربہ کیا گیا تو بہت عمدہ نتائج مرتب ہوئے۔ پہر اس سفوف کے چڑھنے کے لئے ایک پھونکی ایجاد کی گئی۔ جسکی ایجاد سہ ماہی میں ہوئی۔ یہ ایک معمولی پھونکی ہے جسکے ایک سرے پر ایک بیضاوی شکل کی لٹیا ہوتی ہے جس میں وہ سفوف بہر دیا جاتا ہے۔ اُس لٹیا میں ۳ سوراخ ہوتے ہیں ایک اسلئے کہ اسمین ہوا گھس کر اُس سفوف کو اڑا دے۔ دوسرا اسلئے کہ اسمین سے سفوف بہر اجلے اور لکڑی کی ڈانٹ سے بند کر دیا جائے اور تیسرا اسلئے کہ جو ہوا اُس لٹیا میں گھستی ہے وہ اپنے ساتھ سفوف لیکر باہر نکلے۔ اس لٹیا کے اندر دو پروے لگا کر خانے بند کئے گئے ہیں۔ ایک

پردہ سات تاروں سے بنتا ہے جو لٹیا کے طول کی چہت میں لگایا جاتا ہے اور تاروں کا فاصلہ آپس میں ایک سینٹی میٹر کا ہوتا ہے اور دوسرا پردہ تانبے کا جالدار ہوتا ہے جو پہلے پردہ کے اسفل میں ایک سینٹی میٹر کے فاصلہ پر جوڑا جاتا ہے اور اسکی ہر ایک آنکھ کا قطر ایک میلیمیٹر کا ہوتا ہے (انسوسس ہے کہ لائق مصنف نے اسکا نقشہ نہیں دیا) پس جبکہ وہ سفوف اس لٹیا میں بہہ رہا جاتا ہے اور پہونکا جاتا ہے تو جو ہوا پہونکنی کے مڑے سے گھسکر سفوف تک پہونچتی ہے وہ اپنے ساتھ سفوف کو کہینچ لاتی ہے اور وہ سفوف گہرے کی شکل پر خفیف سا نکلتا ہے اسکے مہین مہین اجزا درخت انگور کے اُن اجزا پر بیٹھ جاتے ہیں جو اُس پہونکنی سے قریب ہوں۔ اسکا سر انجام نہایت سرعت سے کرنا چاہئے اور سفوف نہایت مہین اور سبک رہنا چاہئے اور اس کام کے کرنے والے کو لازم ہے کہ اپنی آنکھوں کو بچا کر کام کرے کیونکہ یہ سفوف بصارت کے لئے بہت مضر ہے۔

(۱۸) فنگس کا مرض۔ | انسائیکلو پیڈیا نے امراض درخت انگور سے ایک مرض کا ذکر

فرمایا ہے جو فنگس کی قسم سے ہے۔ فنگس ایک زہریلی پھپھوندی ہے۔ میکراسکوپ کے ذریعہ سے بناتی نو کا ایک گنجان جھنڈ قدتی یعنی گلن دھول سے مشابہ نظر آتا ہے جسکو انگریزی میں مشروم کہتے ہیں۔ فنگس سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اُن میں سب سے زیادہ خطرناک آئی ڈیم ٹکری ہے۔ اس بیماری کی ابتدائی تحقیق ۱۸۸۵ء میں انگلستان میں ہوئی اور ۱۸۸۷ء میں ورسلیس اور ۱۸۹۰ء تک یورپ کے اُن کل ممالک میں پھیل گئی جہاں پر انگور زیر کاشت ہے۔ خاصکر اُن حصوں میں جو دریائے ڈیٹیر میں کے کناروں پر واقع ہیں۔ اس بیماری کا بہت زور و شور رہا۔ پھر ڈیٹیر میں بھی پھیل گئی۔ اسمیں ذرا شک نہیں کہ اس بیماری کا وطن بھی فلاکرا (ایک کیرے کا نام) کی طرح امریکہ ہی ہے۔ آئی ڈیم کی قسم میں ابتداءً زم پتوں پر پھپھوندی ظاہر ہوتی ہے جو رفتہ رفتہ پڑانے پتوں پر سے ہوتی ہوئی پھلون پر پہونچ جاتی ہے۔

شروع میں تو پتوں پر صرف چھوٹے چھوٹے بھوری رنگت کے دہتے نظر آتے ہیں مگر آخر پر بڑے بڑے ٹہنی ٹہنی داغ بن جاتے ہیں اور پہل کے مغز کو سڑا دیتے ہیں۔ اور ظاہر صرف تخم ہی بلا مضرت رہ جاتا ہے۔ اس بیماری میں درخت کی چھال کی بالائی سطح پر بھی پھپھوندی پھیلتی ہے جو چھال کے نازک خالوں میں گہسکر جاگزین ہو جاتی ہے۔ اس پھپھوندی کو زائل کرنے والی ایک اور قسم کی پھپھوندی بھی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی درخت انگور کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔

بعض محققین یورپ نے لکھا ہے کہ فنگس بنفسہ ایک قسم کا پودہ ہے جسکے تخم کو سپور کہتے ہیں وہ ہوا۔ پانی اور زمین میں موجود ہوتے ہیں اور ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔ جب مناسب جگہ کسی درخت پر پالیتے ہیں تو وہاں جم جاتے ہیں۔ جب یہ پودے کے کمزور حصہ میں جم جاتے ہیں تو ان سے ریشم کے تار سے بھی یاریک شاخیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان شاخوں میں باریک باریک خانے ہوتے ہیں جو خوردبین کے بغیر نہیں نظر آتے۔ انکی شاخوں کا آپس میں مل جانا ایک بوریہ کی شکل پیدا کرتا ہے۔ انکے نہ پتے ہوتے ہیں اور نہ پھول۔ مگر شاخوں کے سروں پر چھوٹی چھوٹی ڈوڈیاں ہوتی ہیں۔ جنہیں باریک سیاہی مائل سفوف ہوتا ہے اور یہی سفوف اسکا تخم ہے۔ برسات میں بعض زمینوں میں کلاہ باران کو تم نے دیکھا ہو گا جو ایک قسم کی گول چھتری ہوتی ہے۔ یہ بھی فنگی ہی کی قسم کا درخت ہے۔ یہ اکثر مرطوب اور سایہ دار مقام کے درختوں پر پرورش پاتا ہے۔ جہاں دھوپ کا گزر کم ہو۔ یہ صرف البیومن پر پرورش پاتا ہے۔ کاربونک ایسڈ۔ پانی۔ امونیا۔ یا دیگر معدنی اجزاء کا محتاج نہیں ہے۔ اس پودہ کو درختوں کی جڑوں کہنا سجا ہے اسلئے کہ ہر ایک درخت کی زندگی قائم رکھنے والے عرق کو چوس جاتا ہے۔ جس درخت میں ایک دفعہ فنگی کا پودہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسکا اثر اس

درخت کے تخم میں بھی جابرہتا ہے اور جو درخت اُس تخم سے بویا جاتا ہے۔ اُس میں بھی وہ نمو حاصل کرتا ہے۔ لیکن بعض محققین نے انگور کے تخم کو اسکے اثر سے مبرا پایا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا میں اس مرض کا علاج یہ لکھا ہے کہ شبنم کے خشک ہونے سے پہلے گندبک کا سفوف اُس پودہ پر چھڑک دینا چاہئے جو اس عارضہ میں مبتلا ہو۔ یا ایک حصہ نمک اور تین حصہ گندبک اُبال کر پتوں پر چھڑکا جائے۔

اسی بیماری کی دوسری قسم جو خاص امریکہ میں درخت انگور کے لئے ضرر رسان ہے وہ پروناسپراوٹیکولا ہے۔ اس میں بھی پہیونڈی درخت کے سبز حصوں پر پھیل کر ڈالیوں اور خام پہیوں تک پہنچ جاتی ہے۔ پتوں کے بالائی حصہ پر اس سے زرد نشان پڑ جاتے ہیں جو آخر پر سیاہ رنگ کے ہو جاتے ہیں اور حصہ زیرین پر ان داغوں کا رنگ سفید اور پہیونڈی سے بہرا ہوا نظر آتا ہے۔ آخر کار پتے سوکھ کر خستہ اور خراب ہو جاتے ہیں مرض زدہ پہیوں کا نمورک جاتا ہے اور سفید یا زرد ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ اس کا علاج صرف نیلا تھوتا اور چونا یا سلفٹ آف آئرن ہے جس کا سفوف درخت پر چھڑکا جاتا ہے۔

(۱۹) انتہر اک نوز کا مرض | انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ انتہر اک نوز وہ مرض ہے

جو پہلے چار بن یا برینر کے نام سے مشہور تھا۔ یہ بیماری بھی ایک قسم کی پہیونڈی سے پیدا ہوتی ہے جو درخت انگور پر پرورش پاتی ہے اس پہیونڈی کا نام اسفاسلو ما ایم پی لینیم ہے اس کا اثر بھی پتوں۔ ڈالیوں اور پھل تک پہنچتا ہے۔ اس کی ابتدائی علامت یہ ہے کہ ایک خاکی رنگ کا نقطہ تنہ یا پتوں پر اول نمودار ہو دار ہوتا ہے۔ جس کے اطراف ایک بہورے رنگ کا حلقہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ نقطہ تنہ اور ڈالیوں پر بڑی شکل میں اُن کے متوازی رخ پر بڑھتا جاتا ہے اور پتوں اور پہیوں پر دور شکل میں ترقی کرتا ہے۔ بیماری کی شدت میں داغوں کی درمیانی رنگت گہری ہو جاتی ہے اور

اُسکے اطراف لال لال حلقے پیدا ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے جاملتے ہیں۔ پہلے بظاہر اپنی حالت میں قائم نظر آتے ہیں اور اندر سے بگڑتے جاتے ہیں۔

اُس مادہ کا نموجس سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے پوست کی اندرونی باریک تہ میں ہوتا ہے جہاں سے یہ درخت کے باریک اجسام میں تقسیم پا کر تمام جسم میں پھیل جاتا ہے۔ اس مرض کی تاریخ اب تک سرسبتہ ہے۔ اگر اسکا پتہ مل جاتا اور معلوم ہوتا کہ کن کن مقامات اور موسم میں اسکے کیا کیا اشکال ہوتے ہیں تو اسکے دفعیہ میں بہت آسانی پیدا ہو جاتی۔ اس مرض کی اطلاع ممالک یورپ کو سا لہا سال سے ہو مگر اسلئے میں امریکہ میں اسکا بہت زور ہوا جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بیماری پرانی دنیا میں اُسی مقام سے پہونچی۔ اس بیماری سے بچنے کے لئے عام طور پر ایک مرکب دوا استعمال کیجاتی ہے۔ جس میں نصف پانی اور نصف کا پرسلیفٹ شریک ہے اسکے استعمال میں اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ درخت کے نشیبی اور مرطوب حصوں میں نہ لگائی جائے۔ درخت کے باقی حصص میں اس عرق کا لگانا مفید اور نفع بخش ثابت ہوا ہے۔

(۲۰) ہلاک رات کا مرض۔ ہلاک رات کا ترجمہ سیاہ سٹرانڈ ہے۔ بقول انسکلو پیڈیا اس بیماری کا وطن بھی امریکہ ہے اور اسکے وجود کا علم امریکہ کو مسیحیہ میں ہوا مگر فرانس میں یہ پہلے مرتبہ مسیحیہ میں پہیلی۔ ظاہر اسکا سبب ایک طرح کی پہیونڈی ہے۔ جسکا نام فیسا لاس پورا بڈ ویلی ہے۔ اسکا اثر پہیون ہی تک محدود ہے۔ شاخ اور پتے اس مرض میں بہت ہی شاذ مبتلا ہوتے ہیں۔ جب پہلی پختگی کے قریب ہوتے ہیں تو اس مرض کا حملہ شروع ہوتا ہے۔ یعنی جب پہیون کی بالیدگی کامل ہو لیتی ہے تو انپر بھروسے رنگ کا ایک دھبہ نمودار ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ تمام دانے پر پھیل جاتا ہے۔ ابتدا میں تو پہل کی بالیدگی قائم رہتی ہے مگر جب داغوں میں سیاہی آ جاتی ہے۔ تو پل سکڑنے لگتا ہے اور تہ تہ ایک سخت مادہ کی شکل میں تخم سے چٹ جاتا ہے۔

یہ بیماری ایک پہل سے دوسرے پہل پر نہیں منتقل ہوتی اسلئے ایک خوشہ میں بعض دانے مبتلاے مرض ہوتے ہیں اور بعض کی حالت اچھی رہتی ہے۔ اس بیماری کا مادہ سوکھے پہلوں میں سالم سرمانک محفوظ رہتا ہے۔ اسلئے سوکھے مریض پہلوں کو بڑی حفاظت کے ساتھ جلا دینا چاہئے ورنہ آئندہ موسم میں اسی بیماری سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے اسکا علاج یہی اُنہیں مرکبات سے ہوتا ہے جو امراض گزشتہ میں بیان ہوئے۔

(۲۱) مختلف اقسام کی پھپوندی۔ | بقول انسنگلو پیڈیا۔ فیلہ اسکٹا وٹیکولا۔ اور

فیلہ اسکٹا لبراسکا۔ ان دونوں اقسام کی پھپوندی بحالت شدت درخت انگور صرف پتوں ہی کو نقصان پہونچاتی ہے۔ ایک اور پھپوندی اسی قسم کی ہے۔ جس کا نام سرکاسپورہ وٹیس ہے جسکے اجسام مائل بہ طولانی سنبر اور بہوری رنگت کے ہوتے ہیں۔ ان سے صرف اُسی حالت میں درخت انگور کو ایک حد تک نقصان پہونچتا ہے۔ جبکہ موسم نہایت خراب اور ناموافق ہو۔

ایک اور طرح کی پھپوندی ہوتی ہے جو جڑوں کو بہت نقصان پہونچاتی ہے۔ اس کا جسم ریشہ دار ہوتا ہے اور زمین میں جڑوں کے ساتھ ساتھ پھیل جاتا ہے۔ اس مرض کے نشو و نما کے متعلق اسوقت تک لا علمی ہے۔ اکثر اس مرض سے بگڑی ہوئی جڑوں اور اُن جڑوں میں جو کرم فلاکرزا و سٹارٹرکس سے خراب ہو گئی ہوں تمیز مشکل ہے۔ اسکا علاج صرف یہ ہے کہ بیمار درخت جڑ سے اکھیر کر جلا دیا جائے۔ اگرچہ بعض وقت درخت کے اطراف خندق کھودی جاتی ہے مگر اسکا نفع مشکوک ہے۔ ان دس سالوں میں جنوبی فرانس اور سویزر لینڈ کے درختان انگور کو اس بیماری نے بہت کچھ نقصان پہونچایا

(۲۲) ٹانگیان اور زخم۔ | قوثامی نے کہا ہے کہ انگور کے درختوں کے عوارض میں وہ زخم ہی داخل ہیں جو فلاحون کی بے احتیاطی یا اور کسی وجہ سے درخت کے بدن پر لگ جاتے ہیں۔ ان کا سبب آہنی آبلے ہیں۔ بسا اوقات ٹانگی لگانے میں بے احتیاطی کی

جاتی ہے اور ہتالہ کی زمین نرم کرنے میں گدالی سے تنہ یا جڑوں پر مار پڑ جاتی ہے۔ پس اگر زخم زمین سے اوپر کے حصہ میں ہے تو اوپر مہین مٹی جو عمار کی مثل ہو حسین بکری یا بیٹر کی پسپی ہو میٹنگیاں یہی ملائی گئی ہوں لگا دیجائے۔ اگر اس مجموعہ میں روغن نہ تون کی دردی اور میٹھا پانی بھی شریک کر لیا جائے اور اسکا لیبہ مقام زخم پر چڑھا دیا جائے تو اور بھی مناسب ہوگا اور نیز زخمی درخت کے اطراف ہتالہ میں گڑھا کھود کر اسی مرکب مٹی سے اُسکو پاٹ دیا جائے تو زیادہ نفع بختے گا۔

اگر جڑوں کا زخم زمین کے اندر واقع ہو تو صرف کھاد ملی ہوئی مٹی سے اس مقام کو سختی کے ساتھ بہرہ دینا کافی ہوگا۔ ایسے زخمی درخت کو بالکل بلانا اور کسی غرض سے جھکانا مناسب نہیں ہے۔ بسا اوقات ٹانگی لگانے میں سخت بے احتیاطی ہو جاتی ہے اور اُسکے زخم سے زیادہ رطوبت بہنے لگتی ہے اسکے لئے بھی یہ نسخہ زیادہ مفید ہے اور نیز اسکے لئے ہم نے جو تدابیر مرض عارضہ کی قسم دوم میں بتلائے ہیں وہ بھی زیادہ مفید ہیں۔

(۱۱) درخت انگور کے دشمنوں کا بیان

(الف) درخت انگور کے کیڑوں کا بیان

(۱) عربوں کی تحقیق

(۱) بیان عام۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کے دشمن بہت

سے کیڑے ہیں جنکا بیان ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ کریں گے۔ سب سے پہلے اس بات کو سمجھ رکھو کہ جاندار کیڑا بیماریوں سے زیادہ مضر ہے پہونچتا ہے۔ فلاح کو لازم ہے کہ اس پر بہت احتیاط کے ساتھ نگاہ رکھے۔ صغریٰ کا قول ہے کہ کیڑا کسی قسم کا ہوا اسکے دغیہ کے لئے ذرائع (یعنی سُرُخ رنگ کے زہر دار خار رکھنے والے اور اڑنے

والے کیڑے) جو اکثر گلاب کے درخت پر جمع ہو جاتے ہیں۔ جس قدر مل سکیں جمع کئے جائیں اور انکو ایک شیشی میں ڈالکر آسمین روغن زیتون بہر دیا جائے اور پہر اُس شیشی کو دھوپ میں رکھ دیں یہاں تک کہ گرم ہو جائے پہر اُنکو اچھی طرح سے ہلا کر کاٹ چھانٹ کیوقت آئرش پر مل دیا جائے۔ جسکے بعد تمام موذی کیڑے اس تیل کی بوسے بہاگ جائیں گے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر اس تیل میں کسی قدر پانی ملا کر اچھی طرح سے مخلوہ کر دیا جائے اور پہر اُن سے تھوڑا سا لیکر درخت پر چھڑکا جائے تو کوئی موذی کیڑا درخت کے قریب نہ آئیگا اور کیہی تم گائے کے گوبر کی دھونی درخت کے پاس روشن کرو تو اسکا دھوان بھی کیڑوں کو دفع کر دے گا۔ بینی شاو کی رائے ہے کہ پہلون کو کہانے والے کیڑوں کے دفعہ کے لئے گائے کے تازہ گوبر میں بارہ سنگے کے سنگ کا برادہ ملا لو۔ اور اس مجموعہ کو درخت کے پاس آگ پر جلاؤ۔ جسکی بوسے کیڑے درخت چھوڑ کر بہاگ جاوین گے۔ اس دھونی کا اثر پرندوں۔ چوہوں۔ گرگٹوں اور ہر قسم کے حشرات الارض کا دفع ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ پہاڑی بکری کے کھڑ اور ہاتھی دانت کا برادہ اور صنوبر کا بہوسہ اور سوہن کی جڑوں کے مجموعہ کو درختوں کے قریب کسی ایسے وقت میں آگ پر جلانا چاہئے۔ جس میں ہوا بند ہو۔ اسکے اثر سے کیڑے ہلاک ہو جائیں گے۔

انوخا کا قول ہے کہ کیڑوں کے دفعہ کے لئے انسان کے بالوں کو درخت انگور کے نیچے آگ پر جلاؤ۔

صغریٰ نے کہا ہے کہ ان موذی کیڑوں کے ۳ گروہ ہیں ایک وہ ہے جوڑکاریوں کے کیڑوں کے مشابہ ہے۔ انکی غذا انگور کی شاخیں ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے۔ جسکی غذا پختہ پھل اور اُنکی ڈنڈیاں ہیں۔ تیسری قسم جڑوں کی مشتاق ہے۔

قسم اول سبز رنگ زردی مائل ہوتے ہیں اور قسم دوم کا قد اول سے بڑا اور اُنکی دم سے ہمیشہ رطوبت ٹپکتی رہتی ہے۔ انہیں بعض بالکل سفید ہوتے ہیں۔ اور بعض

ہلکی سیابھی لئے ہوئے اور بعض کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے سُرُخ فقط۔ تیسری قسم کا رنگ مثیلا یا جس میں کسی قدر سرخی کی دمک بھی ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ ہر ایک ملک کے اختلاف آب و ہوا کے لحاظ سے اسکے رنگ اور صورت میں خفیف سا اختلاف بھی پایا جائے۔ عموماً ان سب اقسام کے دفعیہ کے لئے یہ تدبیر مفید ثابت ہوئی ہے کہ کسی قدر اندرائُن کو شجرۃ السمراء اور قثاء الحمار کے ساتھ شکھا کر پیس لیا جائے اور اُس سفوف کو سرکہ اور نمک اور خرخرہ میں حل کر کے جوش دیا جائے جب کسی قدر گاڑھا ہو جائے۔ تو پہر دوسری دفعہ اسمین پانی اور نمک اور سرکہ ملا کر جوش دیا جائے۔ اسی طرح تیسری دفعہ بھی اسمین سرکہ اور نمک اور پانی ملا کر جوش دین۔ اور چوتھی بار بھی یہی عمل کریں اسکے بعد تھوڑا سا شہد اسمین ملا کر پہر ایک بار پکا لیا جائے۔ جب اُس مجموعہ کا قوام مثل شہد کے ہو جائے تو اُس وقت اسکا لیپ ہر ایک درخت کے تنہ پر چڑھانا چاہئے۔ یہ لیپ صرف اپنی بو یا اثر سے کہ کم کش ہی نہیں ہے بلکہ اسکا اثر درختوں کے اندر ستر کر گیا اور اُس سے درخت کے ہر ایک مقام کے کیرے گر پڑیں گے اور پہر اوپر سجاٹینگے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ایک قسم کی گھانس ہے جسکو عرب میں صغراء کہتے ہیں۔ پس اُسکے دو چار پودے ہر ایک درخت انگور کے پاس بودے جائیں اسکی بو سے کبھی کیرے درخت انگور کے پاس نہ جائیں گے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ان عام تدابیر سے جو اوپر بیان ہوئے ہیں جیونٹیان۔ دیمک۔ گبریے۔ پردار ہر قسم کے کیرے بالکل دفع ہو جائینگے۔

نیر کیکر بیل کی جڑوں اور اندرائُن کو ہموزن لیکر گائے کے گوبر میں پیسا جائے اور پہر اُسکو پانی میں ملا کر حل کیا جائے۔ اور اُسکو تین دن تک متصل ہر ایک درخت انگور کی شاخوں اور جڑوں پر چھڑکتے رہیں تو کیروں کے تمام اقسام دفع ہو جائینگے۔ مینوشا نے کہا ہے کہ نہری یا دریائی کیکرے تعداد میں گیارہ ایک طرف میں

ڈال دئے جائیں اور اس میں پانی بہہ کر اس کا منہ بند کر دیا جائے اور دس شبانہ روز اس طرف کو میدان میں رکھ دیں اور ہر روز دو مرتبہ ہلایا کریں۔ گیارہویں روز اس طرف کا منہ کھول کر وہ پانی انگور کے درختوں پر چھڑکا جائے جس سے ہر قسم کے کیڑے اور موزہ اور زہریلے جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ اس پانی کا چھڑکنا مناسب ہوگا۔ تا آنکہ کہیت کیڑوں سے بالکل پاک ہو جائے۔

صاحب کتاب الاشمار کا قول ہے کہ کھٹل صاحب کے ہدایات پر عمل کرنے سے کیڑوں کے انسداد کے لئے بہت سے طریقے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یعنی درخت انگور کی پرانی چہال کو توجہ کے ساتھ چیل ڈالنا چاہئے۔ اسی کے نیچے اقسام کے کیڑے لیکن جنکو مار دینا بہت آسان ہے۔ جب انگور کے درخت میں کاٹ چہانٹ کیجاتی ہے۔ تو اسی کے ساتھ پرانی چہال کا نکال دینا بھی ممکن ہے۔ باقی ماندہ تمام شاخوں پر گندہک۔ چونہ اور کوئلہ کا پانی چھڑکا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح دیواروں پر چونہ کی قلعی کیجاتی ہے اسی طرح گرم پانی میں ان اجزا کو حل کر کے گنچی سے تمام شاخوں پر اسکا ضما کرو۔ اس ترکیب سے کیڑے دفع ہوں گے اور نئی کوہلیں زور وار نکلیں گی۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب درخت کی کاٹ چہانٹ سے فراغت حاصل ہو جائے تو ہر درخت کی جڑوں کے چاروں جانب پیالہ رکھ کر اس میں آگ لگا دو۔ یہ عمل اس دن کرو۔ جب کہ ہوا تیز نہ ہو۔ اسی طرح گرم پانی کا چھڑکاؤ بھی گرم کشی کے لئے مفید ہے۔ آپ کی رائے میں مکمل طریقوں سے آخر الذکر طریقہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ پانی کی گرمی ۱۳۰ درجہ سے ۱۵۰ درجہ تک رہے اس سے زیادہ گرمی درخت کو مضر نہ ہوگی۔ تیسری ترکیب یہ ہے کہ گندہک اور کچلہ اور تبا کو اور ولایتی صابون اور کافور اور شراب کا جوہر۔ ان سب کو پانی میں ملا کر جو شس دو۔ جب حرارت صرف سو درجہ کی

رہ جائے تو اُس وقت جو شش دادہ پانی سے درخت انگور کے پتوں کو دھو ڈالو جس سے مادہ کر می دفع ہو جائے گا۔

قسطوس کی رائے ہے کہ لہسن کو کوٹ کر تیل میں مخلو کر لیا جائے۔ یا تیل میں کیچڑ کے کیڑے کوٹ کر ملائے جائیں۔ اور اُس مجموعہ کا لیپ درخت انگور پر کیا جائے تو کیڑے باسانی دفع ہو جائیں گے۔

صاحب فلاحہ رومیہ کہتے ہیں کہ گائے کی چربی یا میٹھکون کا خون انگور کی خشک شاخوں کی راکھ اور اُس مادہ میں جو کاٹ چھانٹ کے وقت درختوں سے ٹپکتا ہے ملا کر ایک گہرے میں بہر لو۔ پہر اُسکو درختوں کے وسط میں گاڑ دو۔ اور گہرے کا منہ کھلا ہوا آسمان کی طرف رکھ چھوڑو۔ اس تدبیر سے انگور کے درختوں کے کیڑے بالکل دفع ہو جائیں گے۔

مؤلف نے چند عام ادویہ کا ذکر اس موقع پر کرنا مناسب خیال کیا ہے جو عام طور پر کرم کش ثابت ہوئے ہیں جنکا تذکرہ محققین یورپ نے اپنے قیمتی تصانیف میں نہایت وثوق کے ساتھ کیا ہے۔

(۱) راکھ۔ بچھا ہوا چونا۔ گندہک اور نمک کا پودوں پر چھڑکنا کیڑوں کے دفعیہ کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔

(۲) تبا کو کو پانی میں دو چار گھنٹے بھگو کر جب اُسکی تلخی اور بو پانی میں پیدا ہو تو اُس پانی کو پودوں پر چھڑکنا مفید ہے۔

(۳) چونے کو پانی میں گھول کر تمام درخت پر اُسکا چھڑکاؤ نہایت مفید ہے۔

(۴) کاربونک اسڈ فالس ایک حصہ لو۔ اور سو حصے پانی میں ملا کر جڑوں اور پتوں پر چھڑکو۔

(۵) گندہک اور تبا کو کی دھوئی کہیت میں جلاؤ۔ تاکہ درختوں میں اُس کا دھواں

پہیل جاے۔

(۶) مٹی کا تیل ایک حصہ اور دودھ آٹھ حصہ لیکر دو نوں کو خوب باہم ملا لو۔ اور جب جہاک آنے لگے تو اسکو شیر گرم کر لو۔ اور پہر پودوں پر خوب چھڑکو۔

(۷) لندن پریل آو ہا پونڈ۔ یا پیرس گرین ایک پونڈ۔ ان دو نوں سے کسی ایک کو بیس پونڈ آٹے میں ملا لو۔ پہر چالیس گیلن پانی اسمین شریک کر کے پودوں پر اس کا چھڑکاؤ کرو۔

(۸) جو کیڑے زمین کے اندر ہوں انکے دفعیہ کے لئے زمین کو کھود کر یا ہل چلا کر مٹی کو تہ و بالا کرنا بہت مفید ہے۔ جب وہ سطح زمین پر آ جاتے ہیں تو کچھ تو پرندوں کی نذر ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ کے لئے آ ن سلیفٹ آد ہا پونڈ ایک گیلن پانی میں ملا کر تہ و بالا کی ہوئی زمین پر چھڑکنا چاہئے۔

(۹) کبیت میں سفید رالی کے چند پودے بو دینے سے بھی اکثر اقسام کے کیڑے کبیت سے نکل جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔

(۱۰) بڑی کہیوں کا دفعیہ | الفو خا کا قول ہے کہ بڑی کہیاں جو نیلگوں ہوتی ہیں درخت انگور کو زیادہ نقصان پہونچاتی ہیں۔ پس مناسب ہے کہ انکے دفعیہ کے لئے کندس عنطریثا (عنطریثا کا پتا مولف کو کسی لغت سے نہیں ملا لہذا فرہنگ میں شریک نہ ہو سکا) کی دھونی درخت کو دیجائے یا اندرائن کا عرق نکال کر اسمین جلی ہوئی عنطریثا کا پانی اور ہتھوڑا ساروغن زیتون ملا لیا جاے اور پہر ہر ایک درخت پر تین مقام میں خفیف خفیف سا چھڑکا جاے تو اسکی تاثیر سے یہ بلا دفع ہو جاے گی۔ اگر اسی مرکب کا لیپ درخت کے تنہ پر کر دیا جاے تو کوئی کیڑا درخت کے پاس نہ پہنچے گا۔

(۱۱) مکڑیوں کا دفعیہ | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ کہی بعض ایسی مکڑیاں درخت انگور میں پائی جاتی ہیں جنکے پیہر بہت دراز ہوتے ہیں۔ ان مکڑیوں سے درخت انگور کو

صرف یہ نقصان پہنچتا ہے کہ تمام درخت اور ہر ایک پتا ان کے جالوں میں جکڑ جاتا ہے اور نشوونما پر اسکا بہت خراب اثر پڑتا ہے انکے دفیہ میں وہی علاج موثر اور مجرب ہے جسکو کمبیون کے دفیہ کے لئے بیان کیا ہے۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ کرم مکہ کی بوسے ہر قسم کی مکڑیاں بہاگ جاتی ہیں پس کرم مکہ کے رس کو پانی میں ملا کر چہرے سے انکا دفیہ ہو سکتا ہے۔

(۴) ایک خاص قسم کے کیڑے کا دفیہ | انگور کے نئے پودوں کی شاخوں میں ایک خاص قسم

کا کیڑا پیدا ہوتا ہے جسکا منہ چوڑا ہوتا ہے۔ یہ آہستہ آہستہ پودوں کی جڑوں تک پہنچ جاتا ہے۔ پہر جڑوں کو کھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جڑیں خشک ہو کر بھوسا ہو جاتی ہیں۔ اور شاخیں بظاہر بہرہی رہتی ہیں۔ جسکو دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ درخت ابھی زندہ ہے۔ پہر یکایک ان کا رنگ زرد ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ شاخیں سوکھ جاتی ہیں۔ اس کیڑے کا دریافت کرنا بہت مشکل ہے۔ ظاہری کوئی ایسی علامت وقت سے پہلے نہیں معلوم ہوتی۔ اس کیڑے کے استیصال کے لئے بہترین علاج یہ ہے کہ اکثر سال میں دو تین دفعہ پودہ پر اس لیپ کا استعمال کرنا چاہئے جسکو ہم نے کہا د کے بیان میں نمبر (۶) پر بیان کیا ہے۔ اس لیپ سے صرف اسی قدر فائدہ نہیں ہے کہ وہ اس موزی کیڑے کو بیخ و بنیاد سے دفع کر دیتا ہے بلکہ اسکی منفعت درخت کے عام نشوونما پر بھی موثر ہے پہلے کثرت سے آتے ہیں اور ان میں شیرہ زیادہ ہوتا ہے۔

(۵) جینگ کا دفیہ۔ | انگور کے پہلے دار درختوں میں ایک جالوز پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ

مڈیوں سے چوٹا اور جینگردن سے بڑا۔ مگر صورت میں جینگردن سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اسکی نسل بہت جلد پہل جاتی ہے اور ہتھوڑے عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے اور انگور کے شیریں دانوں کو کتر ڈالتے ہیں۔ عربوں نے اسکو جینگ ہی سے تعبیر کیا ہے۔ اسکے دفیہ کی تدبیر صاحب فلاحۃ النبطیہ نے یہ بتائی ہے۔

کہ گائے کا گوبر دو حصے اور گندھاک ایک حصہ ملا کر درخت کے نیچے دھونی دیا جائے جس سے یہ جانور بے دم ہو جائیں گے بہران میں سے چند جہنگیوں کو پکڑ کر شراب میں ڈال دیں اور ازروت بھی اس میں شریک کریں اور اس مجموعہ کو دھونی پر جلایں۔ جس سے یہ بلا دفع ہو جائے گی۔ اسکے اثر سے یا تو وہ جہنگی مر جائیں گے یا بہاگ جائیں گے۔

ماسی سورانی نے کہا ہے کہ اس کیڑے کو پکڑ کر کسی قدر میٹھے پانی میں اچھی طرح پر جوش دو۔ پہر اس پانی کو ہنڈا کر کے انگور کے درختوں کی زمین پر چھڑکو۔ احتیاط کرو کہ اس کا کوئی قطرہ درخت پر نہ پڑنے پائے۔ اس چھڑکاؤ کی تاثیر سے یہ بلا دفع ہو جائے گی۔

(۶) چیونٹیوں کا دغیہ۔ | چیونٹیاں بھی انگور کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ یہاں اوقات

درخت پر ہی خوشن کا شیرہ پی جاتی ہیں۔ انکے بعض اقسام صرف رطوبت کے طالب ہوتے ہیں اور انگور کی نازک شاخوں میں جگہ جگہ سے سوراخ کر کے رطوبت چوس لیتی ہیں۔ کاماس نہری نے کہا ہے کہ چیونٹیوں کو بے حقیقت سمجھ کر ان سے ہرگز غافل نہ رہو۔ انکی فوج کثیر اور لگاتار انکی محنت شاقہ تمام حشرات الارض پر فوقیت رکھتی ہے یہ جس قدر نقصان پہنچاتی ہیں۔ شاید ہی کوئی دوسرا کیڑا اس قدر نقصان پہنچا سکے پس ہر ایک فلاح کو لازم ہے کہ جہاں انگور کے کہیت اور درخت پر انکو پائے۔ اگرچہ انکی بہت چھوٹی جماعت نظر آئے لیکن اسکے استیصال میں جان لڑا دے۔ جاننا چاہئے کہ قطران کا شیرہ ان دواؤں میں سے ہے جن سے چیونٹیاں بالطبع نفرت کرتی ہیں۔ لہذا جب کہیں تم چاہو کہ کسی چیز کے قریب چیونٹیاں نہ آنے پائیں تو اسکے اطراف میں قطران کا ایک گول خطا مثل دائرہ کے بناؤ۔ اس عمل سے چیونٹیاں اُس دائرہ کے اندر کہیں نہ پہنچیں گی۔ اگر چیونٹیوں کے سوراخ کے اطراف قطران کا لیپ کر دیا جائے تو اُس مقام سے چیونٹیاں بالکل دفع ہو جائیں گی۔ جبکہ درخت انگور کی جڑوں میں چیونٹیوں کا اجتماع دیکھا جائے تو مناسب ہے کہ اسی تدبیر کو وہاں

بھی عمل میں لایا جائے۔

آدم فلاح نے چیونٹیوں کے دفعیہ کی نسبت لکھا ہے کہ پیڑی صفیر اور سداب
صحرائی اور گندھک ان تینوں چیزوں کو اچھی طرح سے پیس کر سفوف بنا لو۔ پہر اس کو
چیونٹیوں کے سوراخ کے اطراف میں چھڑک دو جس سے وہ بالکل دفع ہو جائیگی
آپ ہی نے فرمایا ہے کہ حلزون جو ایک قسم کا کیرا ہے اُسکی سپی لیکر جلاؤ جب
وہ سفید راگھ ہو جائے تب اُس راگھ کو چیونٹیوں کے سوراخوں کے اطراف میں بھیرا
دو۔ اسکی تاثیر سے چیونٹیاں یا تو بھاگ جائیں گی یا اندر ہی اندر ہلاک ہو جائیگی۔
بنیو شاد کا قول ہے کہ مقناطیس کا پتھر چیونٹیوں کے سوراخ پر رکھ دینے سے
وہ ہرگز باہر نہ نکلیں گی اور اندر ہی اندر یا تو ہلاک ہو جائیں گی یا کسی دوسری طرف
بھاگ جائیں گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ مرے ہوئے چمکا در کو چیونٹیوں کے سوراخ پر رکھ دینے سے
تمام چیونٹیاں مر جاتی ہیں۔ اسی طرح گدھے کے دونوں پاؤں کے سمون کو اُس کی
لکڑیوں میں جلاؤ پہر اُس مجموعہ کی راگھ کو پانی میں جوش دو۔ یہاں تک کہ وہ جوش
کہا کر مثل نمک کے ہو جائے۔ پہر اُس نمک کو لیکر اسی کے تیل یا سرکہ میں بھگو دو۔
اور اُس مقام پر چھڑک دو۔ جہاں چیونٹیاں جمع ہیں۔ جس سے وہ فوراً ہلاک ہو جائیگی۔
ایک تجربہ کار فلاح عرب کی رائے ہے کہ گدھے کا پیشاب کلو سنجی اور ہینگ پرست
دن تک ہٹوڑا ہٹوڑا چھڑکتے رہو۔ یہاں تک کہ یہ دونوں چیزیں گدھے کے پیشاب کو
اچھی طرح سے جذب کر لیں۔ اور پہر انہیں سات دن میں روزانہ ان دونوں چیزوں کو
ہوا میں بھی رکھتے رہو تاکہ خشک بھی ہوتی جائیں۔ ۷ دن کے بعد دھوپ میں اچھی
طرح پر خشک کر کے پیس لو۔ اور اُسکا سفوف چیونٹیوں کے مقام پر چھڑکو۔ یہ اُن کے
لئے سم قاتل ہے۔ نیز اسی سفوف کی دھوئی سدا گلنے سے اکثر اور قسم کے کڑے بھی دفع

ہو جائیں گے اگر اس دھونی میں گدھے کی لید بھی شریک کر لیجائے تو اور زیادہ مفید ہے۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ بصل الفار پچاس درہم کے وزن میں لو اور کلچ یا پتھر کے کھل میں اُسکو بہوڑا تہوڑا کر کے کوڑو۔ جب انڈے کی زردی کے مشابہ ہو جائے تو اس وقت اُسکے نصف وزن میں گدھے کی خشک لید کو کوٹ کر ملا لو۔ اور بصل الفار کے نصف وزن میں گائے کا گو برا اُسکے ساتھ شریک کرو۔ پہر شراب کے عمدہ سرکہ میں اُن سب کو حل کرو۔ جب یہ مجموعہ مثل مرہم کے ہو جائے تب اُسکو کسی طرف میں پہیلا کر ہوا میں رکھ دو۔ جب کسی قدر خشک ہونے لگے تو مٹھو ٹا کر لو۔ یہ دراجیو نیون کی داغ ہے۔ خواہ اُسکو جیو نیون کے مقام پر رکھ دو۔ یا دھونی پر جلاؤ۔ دونوں حالتوں میں اسکے اثر اور بوسے جیو نیون دفع ہو جائیں گی بلکہ اور تمام اقسام کے کیڑے بھی مرجائیں گے۔

(د) فُافس کا دغیہ | صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ کبھی درخت انگور کے

منڈوون کی لکڑی میں ایک خاص کیڑا پیدا ہوتا ہے جسکو زبان عرب میں فُافس کہتے ہیں۔ یہ بقول صاحب محیط اعظم ایک قسم کا سرخ رنگ کھٹل ہے۔ اس کی جماعت منڈوے سے ٹھکر درخت انگور پر پھیل جاتی ہے اور پہر شاخون میں سوراخ کرنے لگتی ہے۔ جس سے درخت کو بہت بڑا نقصان پہونچتا ہے۔ بعض سوراخون سے رس بہنے لگتا ہے اور یہ رس ان کیڑوں کی غذا نہیں ہے۔ اس بلا کو جلد دفع کرنا چاہئے یہ بڑی مہلک بلا ہے۔ پس ان میں سے بعض کیڑے پکڑ کر روغن زیتون کی دردی کے ساتھ جلانا چاہئے۔ یا صرف گائے کا گو برا روغن زیتون میں گوند یا جائے اور پہر اسکی دھونی جلائی جائے۔ جس سے یہ کیڑے مرجائیں گے۔ یہ دھونی دو تین دن تک دن رات میں دو تین مرتبہ دینا چاہئے یا یہ کہ گائے کا گو برا اور روغن زیتون کی دردی اور زفت یعنی ڈامر کو پانی میں ملا کر پکائیں۔ اور قوام پیدا ہونے

کے بعد اُس میں پہر پانی ملا کر درختوں کے اطراف اور منڈ وے کے نیچے اور منڈ وے کی لکڑیوں پر چھڑکین جس سے فاسف دفع ہو جائیگی۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ عشق پیاپن کے پتے اور ماذریوں و دونوں کا سفوف بنا کر اُس پر رغن زیتون ڈالا جائے پہر جس لکڑی پر فاسف نظر آئیں اُس پر اسکا لیپ کیا جائے۔

یا قلعہ لیس اور شبت صافی کو سرکہ میں ملاؤ۔ اور اسکے مجموعہ کا اُن لکڑیوں پر لیپ کرو جن پر فاسف ہون اسکے اثر سے وہ بہاگ جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے یا قتا اٹھار کے درخت اور پتے اور جڑوں کو کوٹ کر پانی میں ملاؤ۔ اور جوش دو۔ پہر اس پانی کو درخت انگور پر چھڑکو جس سے فاسف دفع ہو جائیں گے۔

صغریٹ کا قول ہے کہ اگر تلو خواہش ہو کہ کسی درخت انگور میں فاسف پیدا نہ ہو تو ایک جونک لوجو کہ آدمی کا خون پی چکی ہو۔ پہر اُس خون کو اُس سے پھوڑ کر کھا لو۔ اور اُس مقام پر جہاں فاسف پیدا ہوتے ہیں جا بجا اُسکو لگا دو۔ اسکے اثر سے فاسف پیدا ہی نہ ہونے یا کم ہونے لگے۔

(۸) چھرون کا دفیہ | درخت انگور کے لئے چھر ہی ایک بُری بلا ہے ان سے نہ صرف انسان ہی کو تکلیف پہونچتی ہے بلکہ درخت انگور کو انسان سے زیادہ تکلیف پہونچتی ہے اُنکی کثیر التعداد ٹکڑیاں رات دن نرم شاخوں کے رس کو چوستی پہرتی ہیں خوشہ ہاے انگور کو اٹھا حملہ مضمل بنا دیتا ہے۔ ان کے حملوں سے درخت انگور اُگتا جاتا ہے اور بیماریاں بن جاتا ہے۔ ان کے دفیہ کے لئے آدم فلاح نے تعلیم دی ہے کہ قنہ اور گندہاک کی دُھونی درختوں کے پاس جلانے سے چھر مر جاتے ہیں۔ پہر اسکے بعد میعہ اور قسط اور اسٹنہ یا ان میں سے کسی ایک چیز کی دُھونی جلائی جائے تو اسکا اثر چھر و نکو ہلاک کر دیتا ہے اور اس سے اُنکی آئندہ نسلوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ نیز بقلہ لینیہ یا اس کے پتے یا اسکی سوکھی لکڑیوں کو مع اُسکے تھم کے یا بزر قطنو یا حامی العالم یا ہند بار کے

پتے یا تخم لیکر دھونی جلانے سے چہر ہلاک ہو جاتے ہیں اور بدبودار مہوؤں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ تروتازہ زکھ کو درختوں کے پاس جا بجا ڈال دینا چاہئے اسکے اثر سے چہر بیدا ہی نہ ہوں گے اور نہ آئین گے اور جو آچکے ہوں وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

صغریٰ کا قول ہے کہ اگر تم گھوڑوں اور خچروں کی دم کے بال کا موچر چل بناؤ اور درخت پر اسکو لٹکا دو تو وہاں چہر بالکل نہ آئیں گے۔

گوبر میں بہوسہ ملا کر دھونی کرنے سے بھی چہر بہاگ جاتے ہیں۔ شراب یا سرکہ کی خشک درہی دھونی پر جلانے سے بھی چہر مر جاتے ہیں۔ صنوبر کی لکڑی کا برادہ بہوسہ میں ملا کر دھونی کرنے سے چہر بے دم ہو کر گرتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔

(۹) ذرا بچ کا دفیہ | ذرا بچ جسکو بقول صاحب محیط اعظم ہندی میں تیلنی کہی اور انگریزی میں بلسٹنگ کہتے ہیں۔ ایک زہر دار کیڑا ہے جسکے پر ہوتے ہیں اور اڑتے وقت گونجتی ہوئی آواز دیتا ہے اسکا رنگ سرخ ہوتا ہے اور سیاہ نشانات بھی اُس پر ہوتے ہیں بعض بالکل سبز رنگ ہوتا ہے اور بعض المبق یعنی سفید و سبز۔ یہ بھی انگور کے درخت سے مخصوص ہے اسی درخت میں پیدا ہوتی ہے اور پتوں اور خوشون کی عاشق ہے۔ پتے کتر ڈالتی ہے اسی طرح پہلوں میں بھی سوراخ کر دیتی ہے اسکے دفیہ کے لئے صرف گائے کے گوبر کی دھونی سفید ثابت ہوئی ہے گندہک کا دھوان بھی اسکو دفع کر دیتا، اس دھونی کو زمین پر قائم نہ کرنا چاہئے بلکہ کسی گلی طرف میں روشن کر کے اسکا دھوان درخت کے ہر ایک حصہ میں پہنچانا چاہئے۔ فشار الحمار کی جڑوں کا دھوان بھی اسکا مہلک ہے۔

بنیو شاد کہتے ہیں کہ درخت گلاب کے پتے اور سبھی اور قسط اور سنبل اور عود ہندی اور زعفران۔ ان سب کو ملا کر اسکی دھونی درخت انگور کو دیجائے۔ جس سے ذرا بچ دفع

ہو جائیں گے۔ اسکو ہمیشہ دُہونی سے نفرت ہے خصوصاً خربشوار دُہونی سے۔

ان کیڑوں کے دفعیہ کے لئے جیسے کابانی روغن زیتون کی درزی میں ملا کر لپیٹ

کرنے سے بھی کامیابی ہوئی ہے۔

علامہ نابلسی کا قول ہے کہ: اں کی دُہونی بھی تیلنی یعنی ذرا پیچ کے دفعیہ کے لئے

نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔

(۱۰) ڈانس کا دفعیہ۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ ڈانس ایک مشہور کیڑا ہے جو بہت

بدبودار ہوتا ہے اور اکثر درخت انگور میں اپنے نیشوں سے سوراخ کر دیتا ہے جس سے

ریزش بہتی ہے جو سوراخوں کی باریگی سے دکھلائی نہیں دیتی۔ انگور کے درخت میں

جب یہ کیڑے پاسے جائیں تو گھاسے کے گوبر کے ساتھ روغن زیتون ملا کر درختوں میں

دُہونی کیجائے اور مناسب ہوگا کہ دس پانچ کیڑے پکڑ کر وہ بھی اُسی دُہونی میں جلانے

جائیں اسکی بو سے تمام ڈانس درخت سے نیچے گر پڑیں گے اور ہوشیار فلاح کو آسانی

کے ساتھ ہاتھ آسکیں گے۔ نیز کبکریل کے تیز اور پتے اور جڑوں کو کوٹ کر پانی میں بھگونا

چاہئے پھر انگور جڑیں دیکر درختوں پر چہرہ کرنا چاہئے۔

ڈانس درخت جھاؤ اور سدو کے پاس بالکل نہیں پہنچتے اور ہمیشہ اسکی بو سے

متفر رہتے ہیں۔ پس ان دونوں کی چند شاخیں درخت انگور پر پہلا دینا بھی ڈانسوں

کے دفعیہ کے لئے مفید ہوگا۔ دھنیا جلا کر دُہونی دینے سے بھی یہ کیڑا مر جاتا ہے۔

(۱۱) برغوث کا دفعیہ۔ | صاحب فلاحۃ العظمیہ کا قول ہے کہ برغوث ایک بہت باریک

کیڑا ہے جو پھر سے بھی چھوٹا ہوتا ہے جسکو ہندی میں پستو کہتے ہیں۔ انکی تعداد بھید

حساب ہوتی ہے یہ درخت انگور کی شاخوں اور پتوں اور خوشوں کو اس کثرت سے

لیٹ جاتے ہیں کہ انکی مجموعی مہیت ایک سیاہ رنگ کے مشابہ ہو جاتی ہے یہ اپنی

غذا درخت انگور کے رس سے چوستے ہیں اور سیری کے بعد بھی جدا نہیں ہوتے۔ اگر

اُن کو درخت سے چھڑانے کی فکر نہ کیجائے تو درخت بڑی سختی میں مبتلا ہو جاتا ہے نہ تو اُسکے مسامات کھلنے پاتے ہیں۔ نہ خارجی تازہ ہوا اُسکے جسم میں جانے پاتی ہے اس ہلاکی وجہ سے درخت کی قوت ہاضمہ میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ درخت کی غذا کا بڑا حصہ انکی نذر ہو جاتا ہے۔ پس ہوشیار فلاح کو چاہئے کہ اُسکے دفعیہ کے لئے اُن تداویہ پر عمل کرے جنکو ہم بیان کرینگے۔

خوبق سیاہ لیکر باریک پیس لو اور اسکو روغن زیتون کی دروہی میں مخلوط کر لو۔ اور درخت کے مختلف مقامات میں اُس کو چھڑکو اس عمل کی وجہ سے پستویک نفع دفع ہو جائیں گے۔

صغریٰ کی رائے ہے کہ کون صحرائی اور پہاڑی صخرہ دونوں کو پیس۔ پھر اُس میں پانی ڈال کر پستوؤں کے مقامات میں چھڑکو۔ اسکی تاثیر سے پستو بالکل ہلاک ہو جائینگے آپ ہی کا قول ہے کہ دفلی یعنی کینر کے پتے اور بیج لیکر اُنکا سفوف تیار کریں۔ اور کسی قسم کے تیل میں تر کر کے ایک پیالہ میں بہر دیں۔ اور درخت کے پاس رکھ چھڑیں۔ جسکی بو سے پستو درخت پر سے اُڑیں گے اور اُس پیالہ میں جمع ہو جائیں گے۔ اور آخر پروہیں ڈھیر ہو جائیں گے۔

بنیو شا نے کہا ہے کہ جب بابونہ اور کون صحرائی کو پیس کر اندرائیں کی جڑونکے جوش دئے ہوئے میٹھے پانی میں ملائیں اور اُسکو شیر گرم پستوؤں کے مقام پر چھڑکیں۔ تو تمام پستو ہلاک ہو جائیں گے۔ نیز کسی جانور کا خون ایک طرف میں بہر کر درخت کے پاس رکھ دینے سے تمام پستو درخت سے جدا ہو کر اُسی میں گرین گے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر ہرے کانٹے لیکر اُن کو ٹکڑے کر لیں اور خوبق سیاہ اُن میں ملا کر مجموعہ کو ۷ دن تک پانی میں بھگوئیں اور پھر پانی پستوؤں پر چھڑکیں تو تمام پستو ہلاک ہو جائیں گے۔

- قوثا می نے کہا ہے کہ موزیج جسکو پہاڑی کشمش بھی کہتے ہیں اور چرل اور غفل مع بیجون کے اور خشک کی جڑیں لیکر سب کو پیس لو اور پانی میں گوند ہر پہر کسی طرف پر اُس کا لپ چڑھا دو۔ اور اُس طرف کو اوندھا کر کے زمین پر رکھ دو۔ اس طرح ہر کہ اُس کے کنارے زمین سے کسی قدر اُٹھتے ہوئے ہوں اُس کے بعد تم دیکھو گے کہ ہزار ہا پتہ ہر طرف سے دوڑ کر اُس طرف کے اندر گھسین گے اور ایک بھی باہر نہ رہے گا۔

اگر خشک عوسج اور سوس ان تینوں کی جڑیں پانی میں بھگو کر کسی جگہ ۳ دن تک رکھ دین پہر اُس پانی کو درخت پر چڑک دین تو تمام پتہ دفع ہو جائیں گے۔ اگر کروٹا نمک شراب کے سرکہ میں دن بھر بھگو یا جاے پہر اُس میں ایک مٹی چونا ڈال دین پہر اُس میں پانی ڈال کر ۳ دن تک رکھ چھوڑا جاے پہر اُس مجموعہ کو درخت پر چڑکا جاے تو پتہ دفع ہو جائیں گے۔

اگر تم کیس اور پٹھری کو پیس کر قطران میں گوندہ لو۔ پہر سرکہ میں بھگو کر ۳ دن تک رکھ چھوڑو پہر اُسکو لیکر شاخوں پر چڑک دو تو سب پتہ ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر بصل الفار اور مینگ۔ شراب کے نہایت ترش سرکہ میں بھگو کر ۳ دن تک رہنے دین پہر وہ سرکہ باغ میں چڑک دین تو پتہ کے ساتھ اور قسم کے کٹرے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

- قوثا می نے کہا ہے کہ ہم نے ایک وسیع شیشہ لیا اور روغن زیتون کی دردی سے اُسکو لپ دیا اور اُس کے اندر ایک چھوٹا سا چراغ روشن کر کے رات میں درخت انگور کے پاس رکھ دیا۔ صبح دیکھا کہ تمام پتہ شیشہ پر موجود تھے شیشہ بالکل سیاہ ہو گیا تھا اور درخت انگور بالکل پتوں سے خالی تھے۔

بنیو شاو نے ذکر کیا ہے کہ ذرا ریر کی گہانس کو ہم نے پیسا اور اُس کے ہم وزن سرکہ میں ملایا۔ پہر اُسکو پانی میں گھول کر درختوں پر چڑکا یا خشک ہونے کے بعد اُسکی دھونی

جلائی اور اُسکو پس کر مختلف مقامات پر بھر کر ادا کیا تو اسکے زہریلے اثر سے پتوں مر گئے اور دیگر اقسام کے کیڑے بھی بہاگ گئے۔

(۱۲) ٹڈیوں کا دغیہ۔ صاحب فلاح حتمہ الذبیطہ فرماتے ہیں کہ انگور کو نقصان پہنچانے

والے کیڑوں سے ٹڈیاں بھی ہیں جو اس درخت کی بہت بڑی دشمن سمجھی جاتی ہیں۔ ظامشری کنخانی نے انگور جل کا لشکر کہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ اکثر قحط کے زمانہ میں نکل آتی ہیں۔ عربوں نے انگور کرسنگی کا مقدمہ الجیش کہا ہے۔ ہر ایک فلاح کو مناسب ہے کہ ان پر نگران رہے۔ جب معلوم ہو کہ انکی کچھ جماعت آگئی ہے تو سمجھ لو کہ غفلت کرنے سے درخت انگور کے پہلے۔ پتے۔ شاخیں سب چٹ کر جائیں گی۔ اسلئے کہ یہ اور کسی درخت سے اس قدر خوش نہیں ہوتیں جب قدر درخت انگور سے۔ اسکی لطافت اور نرمی ان کے لئے مالیدہ کا حکم رکھتی ہے۔ فلاح کو چاہو کہ جب انکی آمد کے آثار معلوم ہوں تو فوراً اپنے گھر میں چھپ جائے۔ کوئی شخص کہیت یا راستہ میں نظر نہ آئے۔ انکا خاتمہ ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو نہیں پاتیں تو ڈر جاتی ہیں اور دوسرے مقام کا قصد کرتی ہیں۔ جہاں آدمیوں کو دیکھتی ہیں اگر پہلے ایک ہی شخص کیون نہوسب کی سب اُس طرف رجوع ہوتی ہیں۔

آدم فلاح نے کہا ہے کہ بہت سی آفتیں انسان اپنے یا ہتوں اپنے اوپر لاتا ہے اور اوسکو اُن سے خبر نہیں ہوتی۔ منجملہ اُن آفات کے ایک آفت ٹڈیوں کی ہے۔ جو لوگ ٹڈیوں کو دیکھ کر گھبراتے اور شور مچاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس شور و غل سے وہ بہاگ جائیں گی۔ وہ بڑی غلطی کرتے ہیں۔ جس جس طرح لاشیان بلند کی جائیں۔ اور جیسے جیسے شور مچایا جائے انکا ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ ظامشری کا قول ہے کہ اگر یکا یک کسی کہیت یا گانوں پر ٹڈیاں آپڑیں۔ اور لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوں تو انکو اُس مقام سے غیر معمولی حرکت نہ کرنا چاہئے بلکہ وہ دعا

جبکا نسخہ پہنے ذیل میں لکھا ہے جسکو اسی آفت کے دفعیہ کے لئے پہلے سے تیار کر رکھنا چاہئے انگور کے درختوں پر باہستگی چڑھنا چاہئے۔

(۱) ترس تلخ - - - - - حصہ ۷

(۲) خنظل اور قشار الحار - - - - - حصہ ۳

ان سب کو کوٹ کر ایک مٹھی نمک کے ساتھ پانی میں بھگو رکھو۔ اس دوا کے چھڑکنے میں غیر معمولی طور پر شور مت کرو۔ ہر ایک درخت کی آڑ میں چھپ کر اپنا کام کرو۔ تو اسکے اثر سے مڈھی دل فوراً رخصت ہو جائیگا۔ اور ایک حصہ انکا تلف ہو جائے گا۔ جن پتوں پر یہ دوا پڑی ہو۔ اور مڈیوں نے انکو کھایا ہو فوراً وہ مر جائیں گی۔

صغریٹ نے کہا ہے کہ فلاح کو چاہئے کہ جب مڈیوں کی آمد شروع ہو تو ہر ایک درخت کے نیچے چپکے سے آگ جلائے۔ اس عمل سے مڈیاں خود بخود رخصت ہو جائیں گی۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ہر ایک انگور کے کہیت میں ایک خاص مقام پر جو کہیت درمیانی حصہ میں واقع ہو۔ کانٹے اور گھٹلی دار پہلوں کے خشک درخت اور بہت سا زہل یعنی پیڑا جمع کر رکھو۔ مڈیوں کی آمد پر صرف اسی ڈھیر میں چپکے سے آگ لگا دو جب آگ اور دھواں بلند ہوگا تو وہ دُور دُور سے پلٹ جائیں گی۔ اور وہ گروہ جو آچکا ہے فوراً رخصت ہو جائیگا اگر ممکن ہو تو چند مڈیوں کو پکڑ کر اُسی آگ میں جلا دو۔ اس کی بو سے انکا بہت بڑا حصہ بے دم ہو کر زمین پر پھیل جائیگا۔ اس موقع پر اگر آسانی کے ساتھ گندہک مل سکے تو اُسکو بھی آگ پر ڈال دو۔ جسکی بو سے مڈیاں بہت نفرت کرتی ہیں۔ کچھوے کی مڈیوں کو آگ پر جلانے سے بھی وہ نہایت پریشان ہو جاتی ہیں اور جسکو اسکا دھواں لگ گیا ہو وہ زمین پر گر کر مر جاتی ہیں۔

قوتامی نے کہا ہے کہ ہر ہی پیاز پرانے پنیر کی ٹکڑوں میں ملا کر آگ پر جلانے سے مڈیاں بھاگ جاتی ہیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ دھوئیں کا مزاج گرم و خشک ہے

پس وہ اپنی گرمی کی وجہ سے نفوذ کرتا ہے اور اپنی خشکی کی وجہ سے چمٹ جاتا ہے اور ان حشرات الارض کی روحوں میں انکی حیات کے مخالف تاثیر کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر مخالف دوسرے مخالف سے ہباکتا ہے اور چونکہ ان چیزوں کی دھونی نہایت تیز اور بدبو دار ہوتی ہے لہذا ان جانوروں کی روحوں کو اس سے سخت کراہت ہوتی ہے چونکہ دھوان اپنی حرارت کے لحاظ سے کیڑوں کی برودت کا ضد ہو لہذا اسکے ساتھ دھوئیں میں بدبو ہونے سے بہت جلد یہ کیڑے دفع ہو جاتے ہیں (۱۳۰) بچھوون کا دفیہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ بچھو درخت انگور کے سخت دشمن ہیں انکے مختلف اقسام ہیں۔ بعض بڑے ہوتے ہیں اور بعض چھوٹے کچھ کالے کچھ سیاہ اور کچھ سبز۔ ان میں سے موٹے اور بڑے سبز رنگ کے بچھو انگور کے خوشون کو انکی جڑ سے کاٹ ڈالتے ہیں۔ خوشہ کی ڈنڈھی کٹ جانے سے وہ پژمردہ ہو کر خشک ہو جاتا ہے۔ فلاح کو مطلق اسکا علم نہیں ہوتا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ کوئی مرض عارض ہے۔ ان بچھوون کی دوڑ ایسی تیز ہوتی ہے کہ فلاح نہ انکے سبز رنگ کی وجہ سے پہچان سکتا ہے اور نہ پہچاننے پر پکڑ سکتا ہے۔ انکے دفیہ کا آسان علاج یہ ہے کہ کوشش کر کے تین یا چار یا کم سے کم بحالت بچھووی ایک بچھو کو پکڑو۔ اور اسی مقام پر اسکو آگ پر جلاؤ۔ جسکی بوسے تمام بچھو مصل ہو کر سہا اور ہلاک ہو جائیں گے اور تیز اور قوی بچھو بھاگ جائیں گے۔ آدم فلاح نے یہ نسخہ ہر ایک موذی جانور کے دفیہ کے لئے مجرب بتلایا ہے کہ اسی کے ہم جنس کو پکڑ کر اُس مقام پر جلائیں لیکن تجربہ کار اور حکیم فلاہون نے بچھوون کے لئے یہ تدبیر مخصوص کی ہے۔

صغریٰ کا قول ہے کہ ایک ہاتی دانہ ہے جسکو زبان عرب میں جلاوز کہتے ہیں (پہاڑی بادلم۔ محیط اعظم) اسکی خاصیت یہ ہے کہ جب اُس میں سے تین یا چار لیکر جیب

مین ڈال لئے جائیں یا ازربند مین باندہ رکھیں یا مٹی مین داب لیں تو بچھو بہاگ جاتے ہیں اور اگر اُسکا مغز نکال کر کوٹا جائے اور اُسکے روغن زیتون اور پانی مین بہاگو کر بچھو دن کے مقام پر چھڑکا جائے تب بھی اُس مقام سے بچھو بہاگ جائینگے۔

اگر پہاڑی بکریوں کا خون لیکر اُسکے ہموزن اسمین نکھ ملایا جائے اور مجموعہ کو میٹھے پانی مین پکایا جائے یہاں تک کہ پانی خشک ہو جائے پھر باقی سے کسی قدر لیکر بچھو دن کے سوراخون مین لیپ دیا جائے یا بچھو دن کے مقام مین چھڑکا جائے تو وہاں سے بچھو بہت دور بہاگ جائیں گے اور اگر وہ مین ٹھہریں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اس دوا کے اثر سے بچھو ایسے سُست ہو جاتے ہیں کہ گویا ان مین حس ہی نہیں ہے۔

کافور۔ عود ہندی۔ مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ جوز۔ بویا سے بھی بچھو دن کو طبعی مخالفت ہے۔ ان تمام چیزوں کی بو سے بچھو بہاگتے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ہم اس موقع پر بعض ایسے نسخوں کا بھی ذکر کریں گے جنکے استعمال سے بچھو کا زہر اثر نہ کرے اور کثردم گزیدہ کی تکلیف جاتی رہے۔ جب اسکی ضرورت ہے کہ انگور کے درخت سے ہر ایک فلاح بچھو دن کے دفعہ کی تدبیر کرے تو ممکن ہے کہ وہ اثنائے تدبیر مین اُنکے زہر مین بھی مبتلا ہو۔ پس جاننا چاہئے کہ بچھو کے زہر کو دفع کرنے کے لئے کرم سیدہ مین بہت بڑا اثر ہے یعنی اُسکے روغن زیتون مین گہس کر بچھو کاٹے ہوئے مقام پر لگا دیا جائے تو فوراً تسکین حاصل ہو جائے گی۔

صغریٰ نے ایک عجیب بات بیان کی ہے وہ کہتا ہے کہ بچھو کا کاٹا ہوا شخص گدھے کی تنگی کمر پر سوار ہو جائے تو سوزش اور درد جاتا رہے گا۔ قوشامی نے کہا ہے کہ اگر درد اور سوزش جلد دفع نہ ہو تو چند بار یہ عمل کرے کہ اپنا منہ گدھے کی دم کی طرحت پھیرے اور پھر سر کی طرف۔ اس طرح پر چند بار اُسکی کمر پر حرکت کرنے سے زہر

گدبے کے جسم میں منتقل ہو گا اور انسان سے دفع ہو جائیگا۔

صغریٰ نے کہا ہے کہ مادہ خرم کا پوست اُتار کر بچھو پر رکھ دینے سے بچھو مثل مردہ کے ڈھیلا ہو جائے گا۔

آپ ہی نے کہا ہے کہ بقلہ بارہ کی شاخون اور پتوں اور جڑوں کو سکھا لیا جائے پھر بیڑ کے گہی اور بکری کی چربی اور انار کے دانوں میں اسکو پیس لیا جائے اور اچھی طرح پر ملا کر اسکی دھونی جلائی جائے تو بچھو بہاگ جاتے ہیں حتیٰ کہ سانپ بھی اُس جگہ سے نکل جاتے ہیں۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ خار خشک کو میکس پانی میں حل کریں اور بچھو دُن کے مقام پر چڑھیں تو بچھو بہاگ جائیگے۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ باد روج کا شیرہ جب کہ بچھو کاٹے ہوئے شخص کو پلایا جائے اور اُسکے چند قطرے بچھو کاٹے ہوئے مقام پر ڈالے جائیں تو فوراً آرام ہو جائیگا۔ (۱۴) سانپوں کا دغیہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ سانپ انگور کا دشمن

نہیں ہے اور اُسکی ذات سے درخت انگور یا نثرہ انگور کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔ بلکہ وہ انگور کا بڑا رفیق ہے یا یوں کہو کہ درخت انگور سے اسکو نفع پہونچتا ہے۔ ہر ایک موسم میں انگور کے درختوں میں سانپوں کو بہت بڑی راحت ملتی ہے وہ اسکی خوشبو پر مست رہتے ہیں۔ اور دن رات اُسکے جھنڈوں میں پڑے سوتے ہیں۔ فلاحان انگور کو لازم ہے کہ اس بلاے بے درمان سے ہمیشہ خبردار رہیں۔ اور درخت انگور کے دوست ہونے کا کچھ خیال نہ کریں۔ پس مناسب ہے کہ بارہ سینکے کا سنگ پیس کر اسکے برادہ کی دھونی برابر درختوں میں روشن کیجائے اسکی بو سے تمام سانپ بہاگ جائیں گے۔ اسکے سوا قیتہ اور اصل السوس کی دھونی بھی ہمارے مقصد کے لئے بہت معینہ ثابت ہوئی ہے۔ پہاڑی یا جنگلی بکری کے سٹم کی دھونی بھی بھار آمد ہے اگر اسکے ساتھ چٹا حصہ گندھک کا ملا لیا جائے تو اور زیادہ بہتر ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ انار کی لکڑی اور اسکے چمکون کی دھونی سے سانپ بالکل دفع ہو جاتے ہیں۔ قوثاجی کا قول ہے کہ کالے سانپ اور کوڑیا لے اور ایک اور قسم کا سانپ جسکو عربی میں شجاع کہتے ہیں۔ یہ سب اقسام انار سے کراہت نہیں کرتے۔ پس زیادہ مناسب یہی ہے کہ اول الذکر تدابیر ہی سے زیادہ کام لیا جائے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شونیز یعنی کھونجی اور قنہ اور بارہ سینگے کا سنگ اور کربی کا گھر۔ ان سب کو پیس کر ملا لو۔ اور مجموعہ کو عمدہ شراب کے سرکہ میں حل کر و پھر اسمین انار کا برادہ شریک کر کے خمیر کر لو۔ اور اسکی چنے کے برابر گولیاں بنا کر کالج یا روغنی طرف میں اٹھا رکھو۔ ضرورت کے وقت انہیں گولیوں کی دھونی کثرت سے سلکاؤ جس سے سانپ۔ گرگٹ۔ چپکلی وغیرہ اس مقام سے بہاگ جائیں گے جہاں یہ دھونی روشن ہے۔

(۱۵) حلزون کا دفیہ | حلزون ایک خاص قسم کا کیڑا ہے جس سے درخت انگور کو نقصان

پہونچتا ہے۔ یہ درحقیقت دریائی کیڑا ہے۔ مثل کوڑھی کے جسکے لئے ایک گھر بھی ساتھ ساتھ ہوتا ہے جہین سے وہ نکلتا ہے اور پھر اوسمیں سما جاتا ہے۔ بعض سرد اور مرطوب مقامات پر یہ درخت انگور پر پہونچ جاتا ہے اور فصل بہار میں انگور کے پتوں کو چٹ کر جاتا ہے۔ صبح کے وقت یا اتنا بارش میں یہ سیر کرتا ہے۔ فلاح کا کام ہے کہ اسکو چین کر ہلاک کر ڈالے۔

(۱۶) قوثر کا دفیہ | قوثر ایک کیڑا ہے جسکو مالک مصر میں دودہ بھی کہتے ہیں۔ یہ

کیڑوں کی ایک قسم ہے جو کو کو س سے منسوب ہے۔ جو انگور اور شفتالو کے لئے بڑی آفت ہے۔ جبکہ یہ نشوونما پا کر جوان ہو جاتا ہے تو اسکے زسفیہ غبار میں منہی ہوتے ہیں اور اسکی مادہ گندمی رنگ لیے ہوئے ہوتی ہے جو کہ انگور کی شاخوں کو زور سے چٹ جاتی ہے اور اسی زمانہ میں زور مادہ جفتی کہلاتے ہیں پھر نرمر جاتا ہے۔

اور مادہ انڈے دیتی ہے اسکے انڈے سفید اون کی سی چھوٹی تہیلی میں محفوظ ہوتے ہیں جسکے اوپر مادہ کا جسم گہرا ہوا رہتا ہے۔ جب مادہ ایک ہزار انڈے دے چکتی ہے تو فوراً مر جاتی ہے اور خشک ہو کر انڈوں سے جدا ہو جاتی ہے۔ چند ہی دنوں میں انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ جب یہ بچے جوان ہو جاتے ہیں تو اپنی باریکی کی وجہ سے مشکل سے نظر آتے ہیں۔ پہر یہ بلا انگور کے پتوں اور کوپلون پر پسپیل جاتی ہے اور ان کو کترنے لگتی ہے اور انکارس چوس کر بیکار کر دیتی ہے۔ جب درخت انگور کے پتے اس بلا سے بے درمان کے حملوں سے گر جاتے ہیں تو اس وقت یہ کیڑے پتلی پتلی شاخوں کو چمٹ جاتے ہیں موسم سرما میں یہ اپنے لئے ایک مناسب چھت باغ کے کسی گوشہ میں اختیار کرتے ہیں جہاں یہ جمع رہتے ہیں وہاں ایک گندم گون عبار نظر آتا ہے اسکے بعد انکا پوست رنگ بدلتا ہے انکے دھمکے لئے گرم پانی کا شاخون۔ اور پتوں پر ڈالنا بہت مفید ہے۔ انکی جماعت سرما میں جس مقام پر پناہ گیر ہوتی ہے انکو گندمی رنگ سے دریافت کر کے وہاں آگ جلانا چاہئے تاکہ ایک دم سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔

(۲) انگور کے کیڑوں کے متعلق محققین یورپ کی تحقیق

انسائیکلو پیڈیا سے واضح ہے کہ ۱۸۷۷ء میں کلٹن بیک نامے ایک یورپین محقق نے انگور کے ضرر رساں کیڑوں کی ۳۲ قسمیں بتلائی ہیں۔ اور اسکے بعد تحقیقات جدید نے اس تعداد میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے ہم اس موقع پر بعض ایسے کیڑوں کا بیان کرنا چاہتے ہیں جنکو محققین یورپ نے انگور کے حق میں زیادہ ضرر رساں تسلیم کیا ہے۔

(۱) انگور کے پتے اور اسکی نازک آنکھوں کو نقصان پہونچانے والے کیڑوں میں ایک چھوٹا سا گو بر بلا ہے جو اسکارے بیڈا کے خاندان سے ہے۔ اس کا نام

انا ملا وٹیس ہے یہ جنوبی یورپ میں پتوں کے نازک ریشوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ یہ درحقیقت بھونرے کی ایک قسم ہے جسکا خاندانی نام اوٹیورنکس مشہور ہے۔ اسی خاندان کے کئی اور اقسام بھی ہیں جنکے جوان کیڑے درخت انگور کی آنکھوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جیسے۔ اوٹیورنکس راک۔ اوٹیورنکس مرٹی کاس۔ اوٹیورنکس لی لیس۔ وغیرہ ان سب اقسام کی ضرر رسانی مختلف ممالک کی رپورٹس سے ثابت ہوئی ہے۔ اوٹیورنکس سلکا ٹی۔ انہیں اقسام سے ایک قسم ہے جو رنگینے کی حالت میں جڑوں پر حملہ کرتا ہے جس سے درخت انگور کی نئی نئی شاخیں کمزور ہو کر کٹھڑ جاتی ہیں۔ اور درخت مرجھا جاتا ہے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کیڑوں کے ایسی حالت میں پر نہیں ہوتے جس سے ان کا ضرر ایک ہی جگہ تک محدود ہوتا ہے۔ (۲) ایک اور قسم کا گبریلایپی ڈا پٹرا ہے جو خاندان ایوما لپس وٹیس سے کہا گیا ہے۔ یہ درخت کی نرم آنکھوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی خاندان سونائیا ٹیکا۔ اگر وٹس ٹریٹری وغیرہ میں جو آنکھوں کو چاٹ جاتے ہیں۔

(۳) ٹارٹرپلے ریٹا۔ نامے ایک خاص کیڑا ہے جو شروع موسم بہار میں رنگینے رنگتے نرم پتوں کو آپس میں جوڑ کر گہر بناتا ہے۔ اور اسی میں بیٹھ کر ریشوں کو ضائع کرتا ہے اور جولائی کے مہینہ میں پاتر یعنی تری کی شکل میں باہر نکلتا ہے۔ اور پتوں کی بیرونی سطح پر انڈے دیتا ہے جس میں سے کچھ ہفتوں کے بعد رنگینے ہوئے بچے نکلتے ہیں اور درخت کو چاٹ جاتے ہیں۔

(۴) لبتھرس سیفالوٹس نامے ایک کیڑا ہے جو اسکارا باؤڈا کی ایک قسم ہے ریتلی اور خشک زمین پر لگائے ہوئے ٹاکستانوں میں بہت ضرر پہنچاتا ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا گبریلایپی ہے جو زمین میں سوراخ بنا کر اپنے جوڑے کے ساتھ رہتا ہے۔ نرم ڈالیوں کو موسم گرما میں کتر کتر کر اپنے سوراخوں میں لیجاتا ہے۔ اور سمجھا یہ جاتا ہے کہ

ان ڈالیوں سے وہ اپنے بچوں کی غذا پہنچاتا ہے۔

(۵) انگور کے پتے اور نرم ڈالیوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں میں ایک اور کیڑا ہے جس کا نام ریچنی ٹس بی ٹیولی ہے۔

(۶) کاپنجی لس ایسی کوئلا۔ ایک قسم کی تری ہے جو انگور کے پہلے میں انڈے دیتی ہے اور جب انڈوں میں سے بچے رنگتے ہوئے نکلتے ہیں تو پہلے کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔

(۷) گراٹیولی تھا باڑا نا کی قسم کے کیڑے پھول اور پہلے دونوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

(۸) کوکس ٹیس نامے ایک چھوٹا سا سخت پوست والا کیڑا ہے جسکی پیٹ پر غیر مسلسل زرد نشان ہوتے ہیں۔ یہ انگور کے پرانے اور بے داشت پیڑوں کے چھلکے کے نیچے رہتا ہے اور اندر ہی اندر درخت کا رس چوس کر کمزور اور ناتوان کر دیتا ہے۔

(۹) ان سب سے زیادہ خطرناک اور تباہ کرنے والا درخت انگور کا دشمن جو کیڑوں کی شکل میں ہے وہ خاندان افانڈا کا ایک یادگار ہے جسکو اردو میں جوں کہتے ہیں اس کا نام فلاکڑا و سٹارٹس ہے اس خاندان کے کئی اور اقسام بھی ہیں انکا اصلی وطن شمالی امریکہ ہے۔ ۱۹۳۷ء سے یہ بلا یورپین اقسام انگور پر پائی گئی۔ اسکے آثار فرانس اور ٹراسکن میں پیدا ہوئے اور پھر مقام گارا سے شروع ہو کر سمندر کے جنوبی کناروں سے ہوتے ہوئے شرق و غرب و شمالی مقامات پر پائے گئے یہاں تک کہ فرانس کا جنوبی اور مشرقی حصہ پوری طرح سے متاثر ہوا۔

اسکے پہلاؤ کا دوسرا مرکز بورڈونیک ہے جو جرمنڈ میں واقع ہے یہاں سے

اسکی ابتدا ہو کر جنوبی فرانس میں ہیبلاؤ قائم ہوا۔ جہاں اسکا وجود ۱۸۹۸ء میں دریافت ہوا۔ پھر سویٹزرلینڈ کے باغات سے ہوتے ہوئے انڈس۔ پرنگال۔ ہنگاری۔ اٹلی اور یونان تک اسکا اثر پایا گیا۔

۱۸۹۸ء میں آسٹریلیا کو خبر ہوئی کہ یہ بلا وہاں بھی موجود ہے اور فقیہ کے شمال میں الجیریا سے لیکر جنوب میں کیپ آف گوڈ ہوپ تک اسکا دورہ رہا۔ مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کیڑے کا وجود دنیا بھر میں انگور کے وجود کے ساتھ ساتھ ہے۔ علامات جس سے اس بلا کی تشخیص ہو سکتی ہے یہ ہیں کہ درخت ٹھٹھرتے ہیں۔ پتے کم اور چھوٹے نکلتے ہیں اور شدت مرض میں بد رنگ نظر آتے ہیں جن پر زرد اور صخ داغ نمایاں ہوتے ہیں۔ پتوں کے کنارے اندر کی طرف مڑ جاتے ہیں۔ پہلوں کی بالیدگی رک جاتی ہے اور انکے پوست میں جھریاں پڑ جاتی ہیں۔

درخت کا اگر امتحان کیا جاتا ہے تو اسکی باریک باریک ریشہ دار جڑوں پر بہت سے گول گول آبے پائے جاتے ہیں اور یہ ابتداء میں تو گداز اور زرد رنگ ہوتے ہیں مگر آخر میں سڑ کر انکی رنگت پھوڑی یا سیاہ ہو جاتی ہے۔ اگر اُپرے ہوئے حصہ کا امتحان بذریعہ میکس اس کوپ کیا جائے تو ان پر زردی مائل پھوڑی رنگت کے کیڑے دکھلائی دیتے ہیں۔ یہ ان کیڑوں کی وہ قسم ہے جو جڑوں میں رہ کر نقصان پہونچاتی ہے۔ ان کے جسم کا طول (۷.۸) میلیمٹر پایا جاتا ہے۔ ان کا جسم پھولا ہوا بیضاوی۔ انکے سر۔ سینہ اور پیٹ میں بہت مشکل سے تمیز ہوتی ہے۔ انکے سر میں سرخ چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوتی ہیں۔ اور سر میں دو آلات حس ہوتے ہیں جو تین جڑوں سے مرکب ہیں۔ انکے پچھلے دو جڑ چھوٹے اور تیسرا جوڑ لمبا ہوتا ہے۔ اس کیڑے کے نیچے پاؤں کے درمیان ایک سوڈ ہوتی ہے جو جسم کے طول تک پہونچ سکتی ہے۔ اسی کو وہ درخت کی جڑ میں داخل کر کے ایک جگہ پر قائم ہو کر درخت کا

رس چوستا رہتا ہے۔ اسکا شکمی حصہ سات حصوں پر منقسم ہوتا ہے۔ اسکی پیٹھ پر چار ابھرے ہوئے خطا پائے جاتے ہیں۔

اس کیڑے کا مسکن درخت انگور کی جڑ ہے۔ یہ اپنی سوڈ کو جڑ میں گاڑ کر ایک ہی جگہ جمارہتا ہے اسکو نر کی ضرورت نہیں ہوتی بغیر نر کے انڈے دیتا ہے اور اپنی دم کو چاروں طرف گھما کر اپنے انڈوں کو جمع کر لیتا ہے جو تعداد میں تیس سے چالیس تک پائے گئے ہیں۔ ان انڈوں سے بلخانا موسم کبھی چہ اور کبھی آٹھ اور کبھی بارہ ہفتوں میں بچے نکلتے ہیں۔ انکی شکل مان سے مشابہ۔ رنگت ہلکی زرد۔ انکے چوڑے بلخاؤ جسم کے بڑے ہوتے ہیں۔ یہ کچھ دنوں تک ادھر ادھر جلدی جلدی حرکت کرتے رہتے ہیں اور آخر پر جڑ ہی میں ایک جگہ اپنی سوڈ کو گاڑ کر قائم ہو جاتے ہیں۔ یہ پانچ خول بدل کر تین ہفتوں کی مدت میں کامل جسامت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر بلا تعلق نر کے اپنی مان کی طرح انڈے دیتے ہیں۔ اسی طرح ان کی تعداد ایک حیرت ناک طریقہ پر بڑھ جاتی ہے۔ تجربہ اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کیڑا ماہ مارچ سے انڈے دینا شروع کرتا ہے اور ماہ اکتوبر میں دو کروڑ پچاس لاکھ بچے چھوڑ کر مر جاتا ہے۔

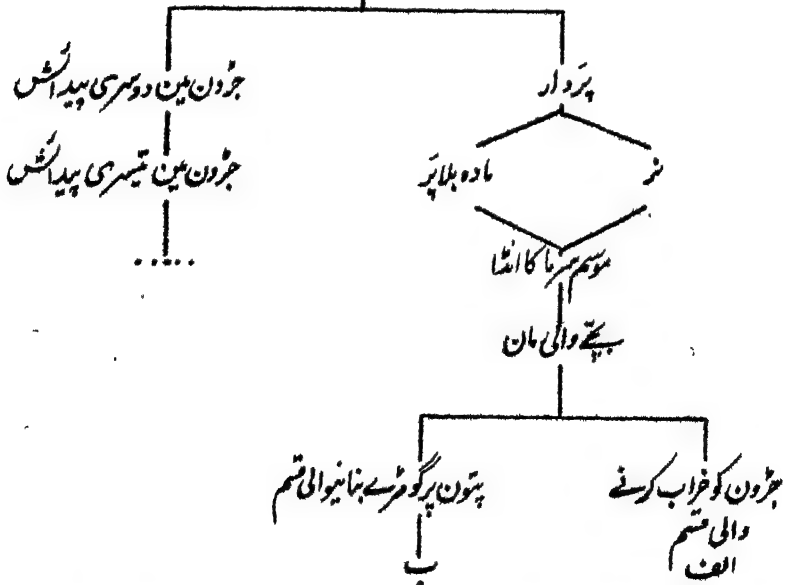
اگر اس کیڑے کی افزائش نسل کا طریقہ معین ہوتا تو اسکی روک ہٹام میں بڑی آسانی ہوتی۔ یعنی مرلیں درخت کے اطراف کوئی خندق کھود دی جاتی جس میں زہر ہلا مادہ مثل تارڑ وغیرہ کے بہر دیا جاتا۔ جس سے انکی پیدائش میں خود بخود انحطاط پیدا ہوتا۔ اور دوسرے درخت اس بلا سے محفوظ رہتے۔ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ جون ہی گرمیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ انہیں کے انڈوں میں سے ایک اور کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ جکے پر نکلتے ہیں۔ اسکا جسم بہ نسبت اوروں کے پتلا۔ جسم کی نابین زیادہ نمایان۔ چند دفعہ خول بدلنے کے بعد اسکی پشت پر چار پر پیدا ہو جاتے ہیں اور اسوقت یہ کیڑا سطح زمین پر آ جاتا ہے اور درخت پر چڑھ جاتا ہے اور سب سے آخر ایک اور

خول بدل کر پردار مادہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور بلا تعلق نر کے اندھے دیتا ہے۔ اس حالت میں اس کا جسم بہ نسبت چوڑائی کے زیادہ لمبا نظر آتا ہے۔ سر بھی محسوس ہونے لگتا ہے۔ اسکے آلات حس بھی تین حصوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ پر نہایت شفاف۔ آنکھیں خانہ دار اور زیادہ چمکتی ہوئیں۔ پروں کے اوپر کا حصہ اُسکی دم سے آگے بڑھا ہوا۔ اس حالت میں اسکے جسم کی کامل لمبائی ایک میلی میٹر ہوتی ہے۔ یہ ماہ جولائی سے اکتوبر تک درخت انگور کا رس اپنے ڈنکوں سے چوس لیتا ہے۔ اور پھر اڑتا پھرتا ہے اور بلا تعلق نر پتوں پر (جہاں ریشون کے ملنے سے زاویے پیدا ہوتے ہیں) اور نیز درخت کی آنکھوں میں یا درخت کے پوست میں اندھے دیتا ہے جو تعداد میں آٹھ سے دس تک ہوتے ہیں اور اگر موسم میں سردی بہت ہو۔ تو یہی اندھے زمین کی سطح کے نیچے دئے جاتے ہیں۔ اندھے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) بڑے اور گول جن سے مادہ کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ (۲) پتلے اور لمبے جن سے اس کیڑے کی مدت عمر میں یہ پہلی دفعہ نر نکلتے ہیں۔ ان نر مادوں کے پر نہیں ہوتے۔ اور انکے وہ ڈنک جن سے وہ غذا چوستے ہیں نظر نہیں آتے بلکہ اونکی جگہ صرف ایک ابھار سا باقی رہ جاتا ہے۔ مادہ کا جسم نر سے بڑا اور اسکے آلات حس تیسرے جوڑے کے پاس مختلف ہوتے ہیں۔ انکی زندگی نر و مادہ کی نمیز کے ساتھ بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ مادہ نر سے حاملہ ہونے کے تین چار دن بعد ایک انڈا دیکر مر جاتی ہے۔ جسکو موسم سرما کا انڈا کہا جاتا ہے۔ یہ انڈا درخت انگور کی کہاں کے شکاف میں دیا جاتا ہے اور اس طرح کی کاریگری کی جاتی ہے کہ اُسکا پالینا بہت مشکل ہے۔ یہ اندھے موسم بہار تک اپنی جگہ بلا تغیر چسپے رہتے ہیں اور موسم بہار اور ماہ اپریل میں عموماً انڈے سے ایک ایک مادہ پیدا ہوتی ہے جو شبا بہت میں جوڑے کے کیڑوں سے مشابہ ہوتی ہے جسکا بیان گزر چکا ہے۔ مگر اسکے آلات حس کا تیسرا جوڑا نوک دار ہوتا ہے۔ اس

حالت میں اس کیڑے کو بچے والی مان کہتے ہیں یہ انگور کی آنکھوں میں رنگتی پھرتی ہے اور جون جون پتے کھنے لگتے ہیں یہ اپنی سوئی کو انکی بالائی سطح میں داخل کر کے رس چوسنا شروع کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے پتوں میں اُن مقامات پر گومڑے بن جاتے ہیں۔ یہ گومڑے کٹوری کی شکل میں اور انکی بیرونی سطح کھلی ہوئی ہوتی ہے۔ ہر ایک گومڑے میں ایک بچے والی مان دو سو انڈوں پر قائم نظر آتی ہے۔ ان انڈوں کے لئے یہی اُسکوز کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ چہرے آہٹہ دن میں انکے بچے نکل آتے ہیں اور انہیں سے بعض تو پتوں پر رنگتے پھرتے ہیں اور بعض جڑوں میں اتر جاتے ہیں اور اپنی نسل بڑانے میں انکے محتاج نہیں ہیں۔ یہ گومڑوں میں رہنے والی قسم بہ نسبت پرانی دنیا کے امریکہ میں زیادہ پائی گئی ہے۔

ان کیڑوں کی پیدائش کا مندرجہ

الف جڑوں میں رہنے والے



اس کیڑے کے قدرتی دشمن بہت کم ہیں۔ ایک دشمن جو بہت ہی چھوٹی جسامت کا ہے وہ ہالپلا فور آرکٹا ٹا ہے۔ ایک اور دشمن گوم کی قسم کا ہے جسکا نام تھیراگلپس

فیلم کرزا ہے اور تیسرا دشمن پلکریس لاگورس یہ تینوں کیڑے اُس نسل کے دشمن ہیں جس کا بیان اوپر ہوا۔

اس بلاے بے درمان کے دفعیہ کے لئے ہزاروں علاج تجویز کئے گئے مگر سبے سود ثابت ہوئے۔ عام طور پر جو علاج ان کے دفعیہ کے لئے بتلایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض زہریلے مادوں کو جڑوں میں داخل کر کے انکے مسکن کو بگاڑ دیا جائے۔ مگر جب ایک بوڑھے محقق بابیانی نے موسم سرما کے انڈے کی طرف توجہ دلائی تو پھر اُسکے لئے ایک قسم کے دستانے ایجاد کئے گئے جو لوہے کے جال سے بنائے گئے ان دستانوں سے درخت کی چھاں جو ایک سال تک درخت پر رہ چکی ہو گر ڈھکی گئی۔ اور پھر اُسکو جمع کر کے جلا دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ عمل مفید ثابت ہوا۔

امریکہ کی ایک مشہور قسم کا پیوند درخت انگور میں لگایا گیا جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس پر کیڑوں کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اس عمل سے اس کیڑے کے دفعیہ میں جو مدد ملی وہ بہت مشکوک ہے مگر اتنا ضرور ہوا کہ ان پیوندی درختوں کے انگور سے شراب تیار ہونے کی نوبت آئی اگرچہ وہ بہت اونے قسم کی تھی۔

آخر پر جو علاج نفع بخش ثابت ہوا۔ وہ یہ ہے کہ بعض اوقات درخت انگور کی جڑ میں کم از کم چالیس روز تک زیر آب رکھی جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر تاجکستان اس ترکیب سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔ اسلئے کہ وہ اکثر پہاڑی مقام پر واقع ہوتے ہیں جہاں یہ عمل بہت دشوار ہے۔

ریتلی زمینوں میں اس کیڑے کا نشوونما اچھی طرح سے نہیں ہوتا اسلئے بعض اوقات وہ تاجکستان اسکے صدر سے بچ جاتے ہیں جو ریتلی زمینوں میں قائم ہیں۔

(ب) چرند اور پرند دشمنوں کا دفعیہ

(۱) چھوہندر کا دفعیہ | جب چھوہندر انگور کے درختوں میں آ جاتی ہے تو جڑوں کی پٹی

اکھڑ دیتی ہے۔ اور پہر جڑوں کو کاٹ ڈالتی ہے اسکی بیٹنیاں بھی درخت انگور کو ضرر پہونچاتی ہیں۔ اسکی بدبو بھی اس درخت کے موافق نہیں ہے۔ لہذا اس کے دھیمے سے ہر فلاح کو واقف ہو رہنا مناسب ہے۔ پس تم کسی ایک جانور کی پنڈلی کی ہڈی لو جس میں سے نلی نکالی گئی ہو۔ یا تانبے یا اور کسی چیز کی پنکھنی بنا لو جسکا ایک سوراخ دوسری جانب کے سوراخ سے زیادہ کشادہ ہو۔ پہر اس پنکھنی میں گیہوں کا بیوسہ اور قطران پسپی ہوئی گندہک کے ساتھ ملا کر بہر دو۔ اور اس میں کوئلہ کی آگ سنگا دو۔ اور تنگ جانب کو چھپو نذر کے سوراخ میں داخل کر دو۔ اور دوسری جانب سے پہونک لگاؤ تاکہ دھوان چھپو نذر کے مقام میں داخل ہو جائے۔ اس تدبیر سے چھپو نذر ہلاک ہو جائے گی۔ یہ دھوان اکثر کیڑوں کو بھی دفع کر دیکھا بشرطیکہ دیر تک رہے۔

(۲) چوہوں کا دھیمہ۔ انگور کے درختوں کے لئے چوہے بھی ایک آفت ہیں نہ صرف انگور کہا جاتے ہیں بلکہ درخت اور اسکی جڑوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ قدیم فلاحون نے ایک خاص قسم کا چوہا پایا ہے جو باغات ہی میں رہنا پسند کرتا ہے۔ آبادی میں نہیں ہوتا۔ یہ موزی انگور کا جانی دشمن ہے۔ صردایا کنفا فی اور ماسی سورانی کی رائے ہے کہ کسی قدر گائے کا پتا جمع کر لیا جائے اور اسکے ساتھ اسکے ہم وزن سرکہ ملا لیا جائے اور اس مرکب سے تھوڑا سا درخت پر چھڑکا جائے اور جڑ میں بھی ڈالا جائے تو چوہے بھاگ جائیں گے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر یہ مرکب دوا خشک ہو جائے تو کچھ ہرج نہیں ہے۔ ضرورت کے وقت اس میں تھوڑا سا پانی ملا لینا کافی ہے۔ صردایا نے کہا ہے کہ سوکران کی جڑوں کو خربق ابیض کے ساتھ ملا کر دولون کو اچھی طرح پرکھو۔ اور پہر اسکو گائے کے پتے میں ملا لو۔ پہر اس مجموعہ کو سرکہ میں بھگو کر حسب ہدایت گزشتہ عمل کرو۔ جس سے چوہے کچھ تو ہلاک ہو جائیں گے اور کچھ بھاگ جائیں گے۔ ماسی سورانی نے کہا ہے کہ چوہوں کو ہلاک کر دینے کے لئے مناسب یہ ہے کہ سوکران

اور خربق دونوں کو ستویا آٹے میں روغن زیتون کی شرکت سے ملا کر اسکی گولیاں بنا لو۔ اور چوہوں کے بلون میں ڈال دو۔ وہ اسکو کھا کر ہلاک ہو جائیں گے۔ **حصہ دایا** کا قول ہے کہ دفلی کے پتے جو کڑے ہوتے ہیں۔ صرف انکو چوہوں کے بلون میں نہیں دینا کافی ہے۔ جب وہ باہر نکلنے کی غرض سے انکو کتریں گے تو دو گھنٹہ میں ہلاک ہو جاویں گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ مردہ سنگ اور اسرخی کو ملا کر پیس لو۔ اور اسکے چھٹے حصہ کے ہم وزن زرد ہر تال اسین شریک کر لو۔ پہر اس مجموعہ کی تہائی کے ہم وزن آٹے میں اسکو گوندہ کر ذرا سا روغن زیتون اسین شریک کر لو۔ پہر اس سے چنے کے برابر گولیاں بنا لو اور انکو بگڑے ہوئے پنیر میں لت کر کے چوہوں کے بلون میں ڈال دو۔ یہ مرکب بھی چوہوں کے لئے زہر قاتل ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ لصل الفار کا نسخہ ہمارے مقصد کے لئے بہت زیادہ مجرب ہے۔ لصل الفار کو آٹے اور چربی اور روغن زیتون اور پنیر میں پیس کر اسکی چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائی جائیں اور چوہوں کے بلون میں ڈال دی جائیں۔ تو چوہے نہ ہوش ہو جائیں گے اور باہر نکل پڑیں گے اور تھوڑی دیر میں پاش پاش نظر آئینگے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ایک ظرف میں روغن زیتون کی درمی جمع کر لو۔ اور خربق اسود کو پیس کر اس میں ملا لو۔ اور اسکو ایک ظرف میں ڈال کر چوہوں کے مقام پر رکھ دو۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسکے آس پاس چوہے نظر آئیں گے اور اسکے پیتے ہی مدہوش بن جائیں گے جنکو ہلاک کر دینے میں آسانی ہوگی۔

نیز فرمایا ہے کہ خربق اسود اور ہتیک اور تقار اسحار کی جڑیں پیکر اسین شہد اور روغن زیتون اور تھوڑا سا آٹا ملا لو۔ اور مجموعہ کو پنیر اور چربی میں گوندہ کر گولیاں تیار کر لو۔ پہر ان گولیوں کو چوہوں کے بلون میں ڈال دو۔

مینو شا د کا قول ہے کہ مردہ سنگ اور تفتار الحمار اور رائی ان تینوں کو پسیر تین دن تک پانی میں بھگوے رکھو۔ پھر اُس پانی میں اٹا یا ستو سادہ پانی کے ساتھ ملا کر گوند ہو پھر ہوتا ساروغن زیتون اُس میں شریک کر کے بلون میں ڈال دو۔ یہ مرکب بھی چوہوں کو ہلاک کر دیگا۔

صغریٰ کی رائے ہے کہ قلعہ سیس اور قنہ کی دُہونی سے بھی چوہے بہاگ جاتے ہیں اور کتے کی کلیجی۔ اصل السوس (ملہٹی) کے ساتھ جلائی جائے تو اسکی بو سے بھی دفع ہو جاتے ہیں۔ نیرتیل اور شہرم کو ملا کر آگ پر جلانے سے چوہے وہ مقام چھوڑ دیتے ہیں۔ جس مقام پر اسکی دُہونی کیجائے۔

آپ کی عام رائے یہ ہے کہ چوہوں کے دفعیہ کے لئے دُہونیوں کے جقد رندہ پر بیان ہوئے ہیں انکی بو اکثر انسانوں کے لئے ناگوار اور مسرت بخش ہوتی ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو اُن ترکیبوں سے کام لینا چاہئے جن کو ہم نے دُہونی کے سوا بیان کیا ہے۔

(۳) لومڑیوں یا دوسرے چار پالوں کا دفعہ۔ | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ لومڑیاں

اور دیگر چار پائے بسا اوقات انگور کا بہت نقصان کرتے ہیں۔ خصوصاً بار آوری کے موسم میں انکا بزدلانہ حملہ یا مخفی ڈاکہ زیادہ رنج رسان ہوتا ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ انکے دفعیہ کی کوشش کیجائے۔ پس ضرور ہے کہ کالے کتے کا میلہ کہیوں کی سیٹ کے ساتھ مخلوط کر کے اسکو انسانی پیشاب میں بھگو دیں اور ۷ دن تک رہنے دیں۔ پھر اس کو درخت انگور کے بعض مقامات پر لگا دینے سے کوئی درندہ اسکے پاس نہ پہنچے گا۔ اگر تم نہ چاہو کہ یہ غلیظ چیز درخت انگور پر لگائی جائے تو آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک کپڑے کی دھچی پر لگا کر اسکو درخت انگور کی کسی شاخ سے بازو دو۔ اور متحد مقامات پر ایسا عمل کرو۔ یہی ایک چیز ہے جس سے چار پالوں کا حملہ رکتا ہے۔

صاحب فلاح تہ رو میہ کا قول ہے کہ پاکستان کے اطراف گہری بارہ قائم کرنے سے بھی ایک حد تک حفاظت ممکن ہے اگر بارہ نہ قائم کر سکو تو دس دس ہاتھ کے فاصلے سے کہیت کے اطراف گرہے کہو دو۔ اور اُن میں چھوٹی چھوٹی تھوئیاں گاڑ دو پہر بیڑے کی رسیاں اُن تھوئیوں میں باندھو۔ اور درخت بھول اور سفید خار اور درخت عقیق کا ٹمرہ جمع کرو۔ پہر اُس کو باہم ملا کر کوٹو مگر احتیاط رکھو کہ انکی گتھلیوں پر کوئی صدمہ نہ پہونچے پہر اس مجموعہ میں کسی قدر ناخواہ بھی ملا دو۔ اور ان تمام جڑوں کو معتدل پانی میں بھگو کر رکھ چھڑو جب وہ جم کر مثل گاڑھے سرے کے ہو جائے تو اُس میں کسی قدر گائے کا گوبر ملا کر اُن رسیوں پر جو تھوئیوں پر پاکستان کے اطراف باندھی گئی ہیں اُسکا لیب چڑھا دو۔ پہر انہیں رسیوں کے متصل ایک طبقہ خندق کا کہیت کے اطراف تیار کر دجسکی نکلی ہوئی مٹی کو اُس رستی کے متصل ڈال دو۔ تاکہ اُس سے وہ رستی چھپ جائے۔

اس تدبیر میں موزیوں سے بچاؤ کے لئے ایک آر خندق کی قائم ہوگی۔ اور اُس رستی میں سے اقسام کے خار دار درخت ایک ہی مہینہ کے عرصہ میں نکل آئینگے جو بہت جلد مثل ایک دیوار کے بلند ہوں گے اور مشبک جال کی طرح حد فاصل بنکر چار پالیوں اور چوروں سے کہیت کو محفوظ رکھیں گے یہ عمل ماہ مئی میں مناسب ہے۔

(۳) چڑیوں کا دفعیہ | صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ چڑیوں کی آفت بھی ٹمرہ انگور کے لئے عجیب ہے۔ بادی النظر میں اسکا نقصان کم دکھائی دیتا ہے مگر ان کا حملہ دانہ انگور پر متصل رہتا ہے۔ اسکی حفاظت صرف بڑے بڑے جالوں کے ذریعہ سے ممکن ہے جو درخت پر پھیلا دئے جائیں۔ بعضوں نے چھوٹے چھوٹے آئینوں سے بھی کام لیا ہے جو دو سطہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جب اُن کو درختوں کے پاس لٹکا دیا جاتا ہے تو چڑیاں وہاں نہیں آتیں۔

مولف نے چمکا درون کے دفعیہ کے ضمن میں ٹین کے ڈبون کی جو تدبیر عرض کی ہے وہ چڑیوں کے حملہ کے لئے بھی مفید ہے۔

(۵) چمکا در کا دفعیہ | چمکا در رات میں انگور کے بار آور درخت پر سخت حملہ کرتی ہے یہ ایسی بلا ہے کہ ایک چمکا در ایک درخت کے سالم ثمرہ کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اس آفت سے ثمرہ کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ یعنی ٹین کے ڈبے جنہیں باریک باریک سوراخ بھی ہوں۔ اور خوشہ کے قد سے کسی قدر بڑے ہوں تیار کر لئے جائیں۔ جنہیں کپھول موج کی کیلین لگی ہوں ہر ایک خوشہ پر ایک ایک ڈبہ پہنا دینے سے ثمرہ اس بلا سے بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ مولف کو دکن میں اسکا تجربہ ہے کہ ان ڈبون سے ہوا کی روک بالکل نہیں ہوتی۔ خوشوں کی بالیدگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور یہہ ڈبے نہ صرف چمکا درون کے حملہ سے ثمرہ کو بچاتے ہیں بلکہ اور مختلف قسم کے چرند و پرند کے حملوں سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ اور برسوں تک ان ڈبون سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ہوشیار فلاح کا کام ہے کہ ان ڈبون کی تیاری اپنی ضرورت کے مطابق کرائے یعنی اس ڈنڈی کے لئے بھی اس میں جگہ رکھے جس پر خوشہ لٹکا ہوا ہے تاکہ اس ڈبے کو خوشہ پر پہنا دینے سے کوئی صدمہ اس کی ڈنڈی پر نہ پہنچے۔ یہ ڈبہ دو گنبدی ہر خوشہ پر شامل ہوتا ہے جو خوشہ کے دونوں جانب سے پہنا دیا جاتا ہے۔ اگر اسکے وزن سے خوشے کی ڈنڈی پر کچھ ہرج کا اندیشہ ہو تو خارجی ذریعہ سے اسکو کسی چیز کا سہارا دینا چاہئے۔ یا ایک ڈوری کے ذریعہ سے اسکے وزن کو کسی شاخ پر ٹال دینا چاہئے۔ حیدر آباد میں ایک ڈبہ ار میں تیار ہوتا ہے جو ساہلے سال کے لئے کام دیتا ہے۔ اس پر اگر کوئی تیل یا رنگ چڑھا دیا جائے تو رنگ جس سے ڈبے کے ناقص ہو جانے کا اندیشہ ہے پیدا نہیں ہونے پاتا۔

(ج) آسمانی اور ہوائی آفات اور ان کی روک

(۱) سخت سردی کی آفت۔ صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ سخت سردی سے جو کہ فصل

خریف اور جاڑے کے موسم میں ہوتی ہے اور سرد شہروں میں فصل بہار میں بھی پڑتی ہے انگور کے درختوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے اور جب کہ سخت سردی کا وقوع فصل خریف میں ثمرہ پختہ ہونے کے وقت اور ثمرہ توڑنے سے پہلے ہوتا ہے تو اس سے کچھ نقصان انگور کے درختوں اور اس کے ثمرہ کو نہیں ہوتا۔ بلکہ سردی کی تاثیر سے انگور کا ثمرہ شیرہ دار ہو جاتا ہے لیکن جب کہ ثمرہ خام رہنے کے زمانہ میں سخت سردی کا وقوع ہوتا ہے تو البتہ ثمرہ کھلا جاتا ہے اور اس کا نمو موقوف ہو جاتا ہے اور نئے لگائے ہوئے پودے سردی کے وقوع سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور اگر بچ جاتے ہیں تو نمو رک جاتا ہے اور انکی کو پلین جنکو پورا نمو حاصل نہیں ہوا ہے بیکار ہو جاتی ہیں جسکی وجہ سے آنے والی فصل بہار میں شاخوں کا نکلنا موقوف رہتا ہے۔ اور جب کہ جاڑے کے موسم میں سخت سردی کا وقوع ہوتا ہے تو اس وقت درختوں کو شدید ضرر پہنچتا ہے جو نقصان فصل ریح کی سردی سے ممالک خارجیہ مصر میں ہوتے ہیں انکا مال یہ ہے کہ درخت بے ثمرہ جلتے ہیں اسکا علاج صرف یہی ہے کہ باریوں اور میٹوں کی آڑ سے انکو بچایا جائے۔

(۲) اولون کی آفت۔ قدامے کسانین نے فلاحوں کو اولون کی طرف خاص طور پر توجہ

دلائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آفات آسمانی سے اُولے بھی درخت انگور کے لئے ایک سخت بلا کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر ترالہ باری کے خوفناک اسباب اور علامات پاسے جائیں۔ تو اُن سے فلاح کو بے فکر نہ رہنا چاہئے۔ صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ اولون کا برنسب سے بڑی مصیبت ہے کیونکہ اولون کی تاثیر سے سال کا کامل ثمرہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور سال آئندہ کے ثمرہ سے بھی مایوسی ہو جاتی ہے اسلئے کہ اولون کے اثر سے عرصہ تک نئی کو پلین اور نئی شاخیں نہیں نکلنے پاتیں۔

ذوانایا کی رائے ہے کہ ایسی حالت میں ایک سانپ پکڑو اور اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر لو۔

اور ایک ایک ٹکڑا اُگ پر رکھتے جاو۔ اس دھونی سے اولون کا ابر بہٹ جائے گا۔ اور ان مقامات سے تل جائیگا جنہیں یہ عمل ہو رہا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اسکے متعلق ساحرون نے مختلف تدابیر اور مختلف اعمال سے کام لیا ہے۔ اور دعائوں اور پرستشوں کا پل بانڈہ دیا ہے مگر ہم کو ایسی باتوں پر اعتقاد نہیں ہے۔ جو کچھ ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ معقولی اور حکیمانہ طرز کا علاج ہے۔ جبکا تجربہ بارہا ہم نے کیا ہے۔ بعض فلاحون کا قول ہے کہ سانپ کو پکڑ کر دو لکڑیوں پر او سکو سولی چڑھاؤ۔ اس طرح پر کہ اُسکا سر ایک لکڑی پر اور اُسکی دُم دوسری لکڑی پر مضبوطی کے ساتھ بانڈہ دیجائے اور وہ دونوں لکڑیاں دریا کے کنارہ پر کھڑی کی جائیں اس سے اُولے نہ کریں گے۔ اور ابر بہٹ جائیگا۔ جس مقام پر یہ عمل کیا جاتا ہے اُسکے حوالی میں دُور دُور تک اُولے نہ کریں گے۔

بعض فلاحون نے کہا ہے کہ جب اولون کا ابر چھا جائے تو ایک موٹی لکڑی لیجا اور اُسکے بچا بچ سورخ کیا جائے اور ایک سانپ کو پکڑ کر اُسکا سر اُس سورخ میں گھسا کر اوپر سے میخ مٹھونک دیجائے۔ پھر اُس لکڑی کو کہیت میں گاڑ دیا جائے۔ اور ہوا کے رخ پر اس میں اُگ لگا دیجائے۔ جہاں جہاں ہوا کے ذریعہ سے اُسکا دھواں جائیگا۔ یا راکھ پہونچے گی وہاں اُولے نہ برسین گے۔ اور اولون کا ابر بہٹ جائیگا۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ تدابیر ایک ٹوٹکے کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کہتا ہے کہ اس میں حکمت کو ضرور دخل ہے۔

کاماس نہری کہتے ہیں کہ اگر تین عورتیں جبکو حیض آ رہا ہو کہیت میں مقام کریں تو کہی اُس کہیت میں اُولے نہ کریں گے۔ ماسی سورانی نے کہا ہے کہ سات مرد کھڑے ہوں جکے ایک ہاتھ میں روٹی کا ایک گالا ہو۔ اور اُس گالے کو ابر کی طرف کر کے اشارہ کریں۔ پھر اُنکی طرف چالیس مرد آئیں۔ اور ایسی آواز میں نکالیں جیسے

پر ندون کو اڑاتے ہیں اور تالیاں بجا ئیں اور شور کریں۔ اس عمل سے بھی اولون کا ابر دفع ہو جاتا ہے۔

نیر آپ ہی کا قول ہے کہ اگر جوان آدمی بچھو یا مگر چھہ کا چڑا لیکر کہیت میں گہما اور پہر اسکو ایک بانس پر لٹکا دے تو اس مقام سے اولے مل جائیں گے۔
قدما کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ایک کچھوا شکار کیا جائے پہر اسکو ایک آدمی اٹا کر کے اپنے ہاتھ پر لیکر انگور کے درختوں کے اطراف تین یا سات دفعہ گہمائے اور آخر کہیت کے سچ میں ایک گڑھا کھود کر کچھوے کو اٹھیں اور اندھا رکھ دے تاکہ وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف ہلاتا رہے تو اس تدبیر سے اولون کا ابر دفع ہو جائے گا۔
صفریٹ نے کہا ہے کہ یہ عمل دن کی چھٹی ساعت یا شب کے وقت زیادہ موثر پایا گیا ہے۔ قوتامی نے اس عمل کی نسبت کہا ہے کہ ہم نے بھی تجربہ سے اس کا اثر پایا ہے۔

مینوشاد کہتے ہیں کہ ایک تندرست آدمی جسمین کوئی عیب دار عضو نہ ہو لوہے کا صیقل کیا ہوا بڑا آئینہ لیکر کھڑا ہو۔ اور اس آئینہ کا صیقل کیا ہوا رخ ابر کی طرف کر دے اور چمکائے تو اولے ہرگز نہ گرین گے۔
الوفا اور صفریٹ نے کہا ہے کہ اگر انگور کے کہیت میں باقلا کی کاشت کی جائے تو اولے یا پالے کی سردی سے درخت انگور کو نقصان کم پہنچے گا۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ہوا کے رخ پر گیہون کے بہوسہ کی دھونی بھی اولے یا پالے کے سرد اثر کو بہت جلد دفع کر دیتی ہے۔

صفریٹ کا قول ہے کہ موسم اور گہی اور دھن سہی کی دھونی اولون کی مضرت کو دفع کرنے میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ خصوصاً اسوقت جب کہ زمیتوں کے سالم پیل بھی اس دھونی میں شریک کر لئے جائیں۔

حکیم طامش می کفانی نے کہا ہے کہ انگور کے درختوں کو اولون یا پالے کی سردی سے بچانے کے لئے ریچھ کی چربی کو کسی قدر حمل یعنی اسپند کے ساتھ کوٹا جائے۔ اور پھر روغن زیتون اس میں ملا کر چھوڑ دیں اور درختوں پر اسکا ضاد کر کے اُسے کاٹ چھانٹ کا کام لیا جائے تو اس طریقہ عمل سے درختوں سے سردی دفع ہو جائے گی۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ اولون یا پالے کی سردی سے جو درخت ضعیف نظر آئیں اور شترہ بگڑتا ہوا پایا جائے تو ایسے شترہ کو اُسکے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ اور درخت کی چھوٹی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اس طریقہ عمل سے سال اُسندہ کی بار آور ہی درست ہوگی۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر درخت انگور کی جڑیں اولون کے صدمہ سے سڑ جائیں تو پتوں پر ایک قسم کی سرخی نمودار ہوگی یہ اُسکی خاص علامت ہے۔ پس تم خرفہ کی ترکاری کو کوٹ کر بڑوں پر اُسکا لیپ چڑھاؤ۔ اس سے اولون کی سردی کا اثر دفع ہو کر درخت کو صحت حاصل ہو جائیگی۔

قسطوس اور صاحب فلاحۃ رومیہ کی رائے ہے کہ جس موسم میں اولون سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو مناسب ہے کہ انگور کے کھیتوں میں ہوا کے رخ پر گوبر اور لید کی ڈھیریاں قائم کر رکھوں۔ اور باد لون کے آثار پانے پر اُنکو ٹلگا دو۔ جب اون کا دھوان پھیل جائیگا تو اُولے نہ بریں گے۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ جو انگور کے درخت جلد پھیل جاتے ہیں اُنہیں پر اولون کا ضرر زیادہ پہونچتا ہے۔ پس جب کہ اولون کے آثار نظر آئیں تو ایسے درختوں کو فوراً سیراب کر دینا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اولون کے حفظاً ما تقدم کے لئے چرچر کی کاشت انگور کے کھیت میں کر دیا جائے۔ جب اُسکے کاٹنے کا زمانہ آئے تو غلہ اُٹھا لیا جائے اور درخت

اور جڑوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اسکے اثر سے بھی اُو لے نہ بر سین گے۔

(۳) پالہ کی آفت۔ | مینوشاد کا قول ہے کہ جب شکو معلوم ہو کہ پالہ گر رہا ہے۔ تو

تم جھاؤ اور آس کی لکڑیوں کی راکھ لو۔ اور انگور کے درختوں پر کثرت سے چھڑ کو اور خصوصاً
انگوروں پر زیادہ ڈالو تو اس تدبیر سے پالے کا اثر درخت انگور کو بہت کم نقصان پہونچا سکتا

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ کسی قدر ایندھن بغیر پتوں کے جلاؤ۔ اور اسکے ہم وزن
میدان کی باریک مٹی کا اعتبار اُسمین ملاؤ۔ اور اس مجموعہ کا ایک حصہ انگور کے درختوں
پر چھڑ کو اور دوسرا حصہ جڑوں میں بہر دو۔

پالے کا ضرر اون قلموں کو زیادہ مضرت بخش ہے جو درخت انگور سے تراش کر
بوکے جائیں اور جو پودے جڑوں سمیت لگائے جاتے ہیں اُن پر پالہ کم اثر کرتا ہے
اسلئے کہ اول الذکر پودوں سے آخر الذکر میں قوت زیادہ ہوتی ہے۔ پس کم قوت
پودوں پر پالہ کے زمانہ میں ٹیٹوں کا سایہ بہت ضروری ہے۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ انگور کے درختوں میں باغیلا کی کاشت کرنے سے
پالے کا ضرر انگور کو ہرگز نہ پہونچے گا۔

(۴) کھیرے کی آفت۔ | علامہ نابلسی نے کتاب علم الملاحۃ میں فرمایا ہے کہ کھیرے کی

کثرت سے انگور کے درخت ہلاک ہو جاتے ہیں اور جل جاتے ہیں۔ انکا رنگ کالا ہو جاتا
ہے۔ جب کھیرا گرنے لگے تو بانس کے بوریوں کو آگ لگا کر رات میں کئی بار انگور کے
درختوں میں گھمانا چاہئے اور درختوں پر بانس کے بوریوں کے سائبان بھی قائم
کئے جائیں۔ ترمی اور رطوبت کی کثرت معلوم ہو تو آنکی جڑوں کی مٹی خالی کر کے
اسکے عوض سوکھی ہوئی لال مٹی بہر دینا چاہئے۔ اور نہر کے کنارے کی بالو پُرانی کھاد
میں ملا کر اُن کی جڑوں میں ڈالنا چاہئے۔ ان تدابیر سے ترمی اور رطوبت کا اثر دفع
ہو جائے گا۔

(۵) سرد ہوا کی آفت۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ سرد ہوا کا اثر درخت انگور کو بعض وقتوں میں بہت ضرر دیتا ہے۔ اسلئے معلوم کرنا چاہئے کہ روغن زیتون اور پانی کا مجموعہ انگور کے لئے آب حیات کا حکم رکھتا ہے۔ خشک درختوں کو یہی گاہ گاہ اس سے فائدہ پہونچا ہے۔ الغرض جس درخت کو سرد ہوا کے اثر سے نقصان پہونچا ہو۔ اُسکے لئے مندرجہ ذیل دوا کا استعمال کرنا چاہئے یعنی آدمی کا میلہ اور کبوتر کی بیٹ اور بکریوں اور چمکا دروں کی میٹگیان اور روغن زیتون کی دردی ان سب کو ملا کر اور ایک مدت تک سڑا کر خشک کر رکھنا چاہئے۔ جب سرد ہوا کے اثر سے درخت کی شاخیں اور پتے ڈھیلے نظر آئیں تو اس تیار مجموعہ کو بطور کھاد کے درخت کی جڑوں میں ڈالنا چاہئے اور گرم پانی میں روغن زیتون ملا کر آب پاشی کرنا چاہئے۔ اگر ۶۰ برس کی عمر کا بڑا قلع اس پانی کو اپنے مٹھ میں لیکر درخت پر پہونکا کرے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

(۶) سیلاب کی آفت۔ علامہ نابلسی کہتے ہیں کہ انگور کے درخت سیلاب کے صدر میں مبتلا ہوں تو انکی حالت دو طرح کی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اکثر درخت سیاہ ہو کر بالکل ہلاک ہو جائیں یا بعض درختوں میں کچھ جان باقی رہ جائے اور خفیف سی سبزی اُن میں پائی جائے۔ حالت مابعد الذکر میں سیلاب کے ہٹ جانے کے بعد میٹھے پانی سے خفیف سی آب پاشی کرنا چاہئے۔ پہر دو دن کے بعد اس سے زیادہ آب پاشی کی جائے اور تھوڑا سا میٹھا پانی درختوں پر چھڑکا بھی جائے۔ پہر درختوں کی جڑوں کے پاس کی مٹی کھودی جائے اور تازہ مٹی بہر کر میٹھے پانی کی آب پاشی کی جائے۔ پہر انکے اطراف چھوٹے قد کی کوئی فصل نوراً بویا جائے جو انگور کے خفاہوں (۷) برف کی آفت۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر برف باری کثرت سے ہو تو انگور کے درختوں کو ضرر پہونچتا ہے۔ اُسکا علاج یہ ہے کہ شاخیں بچھنے کے زمانہ

تک شاخوں کو نہ چھانٹا جائے اور جبکہ برف پڑنے کا اندیشہ ہو تو جھاڑ اور مور دکا بند
جمع کر کے ایک جگہ جلائیں اور اسکی راکھ انگور کے درختوں پر چھڑکی جائے۔ یہ تدبیر برف
باری شروع ہونے کے پہلے اور بعد یہی مفید ہوگی۔ اگر برف کے گرنے کے بعد اُس کے
نقصان سے درخت انگور متاثر پایا جائے تو ایندھن کی راکھ اور مدت تک دھوپ
کہائی ہوئی مٹی درخت کی جڑ میں ہتھوڑی ہتھوڑی کر کے ڈالنا چاہئے یا درخت کے پہل
توڑ کر اسکو تراش دینا چاہئے۔

صاحب حسن الصنائع کا قول ہے کہ انگور کے اکثر درخت برف زدگی سے جل
جاتے ہیں اور اس آفت کا نام عربوں نے تھلدر کہا ہے۔ یہ آفت جب درخت
کے اوپر کے حصہ میں آتی ہے تو رفتہ رفتہ جڑوں تک اسکا اثر پہنچ جاتا ہے جسکا
نتیجہ ہلاکت ہے لہذا بروقت علاج کرنے میں ہرگز تساہل نہ کرنا چاہئے۔

(۸) ٹوک کی آفت۔ علامتہ نابلسی فرماتے ہیں کہ کبھی درخت انگور کو مثل بعض اور
درختوں کے ٹوک لگتی ہے۔ یعنی آفتاب کی گرم دھوپ اور گرم ہوا سے وہ مڑ جھا
جاتا ہے۔ بسا اوقات وہ پیاس کی شدت سے خشک ہو جاتا ہے یا ٹوک کے صدمہ
سے اسکے پھل بگڑ جاتے ہیں یا جھڑ جاتے ہیں یا اُس درخت کی بار آور ہی کم ہو جاتی
ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ زمیوں کا چھوٹا سا پہل جو لو بیئے کے قد میں ہو لیکر پتھر
کے کھری میں کوٹا جائے اور کسی قدر بارش کے پانی کے ساتھ صاف اور شفاف
غرف میں ملا لیا جائے۔ پہر ظرف کا منہ بند کر کے ۱۴ دن تک رکھ چھوڑیں۔ پہر اسکو
سجھڑ کر دوبارہ کوٹیں اور دوسرے سجھڑیں اور عرق کو مٹھونا کرتے جائیں اور تیسری
مرتبہ پہر کوٹ کر سجھڑیں تاکہ اُس میں بالکل عرق باقی نہ رہے۔ پہر اس جمع شدہ عرق
کو ٹھنڈے مقام میں ۱۱ دن تک رکھ دیں۔ یہ عرق عجیب چیز ہے۔ اس عرق میں سے
دو مثقال لین اور پچاس رطل سیٹھے پانی میں اسکو ملائیں اور آفت رسیدہ درخت

کی جڑوں میں ڈالیں اور متواتر کئی روز تک یہ عمل جاری رکھیں اور اسی میں سے تھوڑا سا پانی آفت رسیدہ درخت کی شاخوں اور پتوں پر بھی چھڑکیں۔ اس تدبیر سے وہ سخت جو لو کے لگنے سے پیدا ہوئی ہے درخت کے جسم سے زائل ہو جائے گی۔

(۱۲) بناتانی دشمن اور دوستوں کا احوال

(۱) عام بیان | ڈوانا یا کا قول ہے کہ عام معنوں میں اگرچہ انگور کے دشمن سے وہ پرند بھی مراد ہو سکتے ہیں جو شرہ کو تلف کرتے ہیں یا وہ کیڑے بھی جو پتوں کو چاٹ جاتے ہیں اور وہ چرند بھی جو بلیوں کو چر جاتے ہیں اور وہ عوارض بھی جو درخت کو ہلاک کر دیتے ہیں جنکا بیان ایک خاص باب میں گزر چکا ہے۔ لیکن ہمارا مقصد اس باب میں اُن دوستوں اور دشمنوں سے ہے جو نباتات کی قسم سے ہیں۔ قدمائے فلاہین اور علمائے فن نباتات نے سخت تاکید کی ہے کہ ایک ایسے فلاح کو جو انگور کی کاشت کا قصد رکھتا ہے بہت ضرور ہے کہ انگور کے بناتی دشمن اور دوستوں سے واقف ہو رہے اور اوسکا فرض ہے کہ اپنے کہیت کو بناتی دشمنوں سے صاف پاک رکھے اور موافق نباتات کی کاشت بقدر ضرورت کرے جبکہ قرب سے بسا اوقات درخت انگور کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(۲) مختلف اقسام انگور باہم دشمن ہیں۔ | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عموماً انگور کے کل اقسام کی نسبت تجربہ کاروں کی یہ رائے ہے کہ ایک قسم دوسری کے ساتھ ملائی نہ جائے لیکن سفید پہل والی قسم کی نسبت خصوصاً یہ تاکید ہے کہ اوس کو دوسرے اقسام کے ساتھ نہ لگانا چاہئے۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ دو دو یا چار چار شاخیں مختلف اقسام کی ملا کر اس طرح پر نہ لگائی جائیں کہ ایک قسم دوسری قسم سے متصل ہو۔ مقتضایہ احتیاط یہ ہے کہ مختلف اقسام کو قریب قریب بھی نہ لگائیں۔ انگور کے مختلف اقسام کے طبائع میں باہم اختلاف ہے۔ بعض نا تجربہ کار فلاحون کا خیال ہے کہ

تمام اقسام انگور کے جب ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں اور انکی اصل ایک ہے تو پھر قرب و بعد سے نقصان کیوں ہونے لگا لیکن انکا یہ خیال غلط ہے اسلئے کہ ہر ایک قسم کی طبیعت جدا ہے اور اختلاف کا ایک معین سبب ہوتا ہے۔ مثلاً ایک قسم کی بار آورچی کا وقت کچھ ہے اور دوسری قسم کی بار آورچی کا وقت کچھ اور۔ اسی طرح پہلوں کے پختہ ہونے کی مدت ہر ایک کے لئے جدا جدا ہے۔ رنگ کا اختلاف بھی طبعی اختلاف سے متعلق ہے۔ پس ایسی حالت میں ہتھوری سی مخالفت سے اُنہیں بہت بڑا فرق آ جاتا ہے۔

بینوشتا اور طامشری کفانی کی رائے یہ ہے کہ ہر ایک چمن یا ہر ایک منڈا۔ یا ہر ایک درخت۔ ہر ایک قسم کے لئے مخصوص رہے۔ ایک چمن میں مختلف قسم کے انگور کے درخت ہرگز نہ لگائے جائیں۔ اسی طرح ایک منڈوے یا ایک درخت پر مختلف اقسام کے انگور کی بیلین کیہی نہ چڑھائی جائیں اگر اسکے خلاف عمل ہوگا تو بسا اوقات بیماریوں کے علاج میں تندرست درخت کو نقصان پہونچے گا۔ اور بسا اوقات ایک ایسا پہل جسکے پکنے کا زمانہ دور ہے دوسری قسم کے پختہ پہل کے اثر سے پکنے لگے گا۔ ہم اس موقع پر ہزار ہا اختلافات اسی قسم کے بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن سمجھ دار کے لئے صرف ایک دو مثالیں کافی ہیں اور ہمارے وسیع تجربہ کے لحاظ سے ہمارے قول پر کچھ ہر وہ بھی ضرور ہے۔ خاص کر سیاہ و سفید انگوروں کی نسبت ہماری اس نصیحت پر بہت زیادہ عمل کرتا چاہئے اسلئے کہ ان دونوں کی طبیعت اور امراض میں تباین ہے اور اسباب مرض بھی دونوں اقسام کے لئے جدا جدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ دونوں کا مرض ایک سا ہو۔ پس انہیں تمام محالطات کی وجہ سے لایہدی ہے کہ ایک قسم دوسری قسم کیساتھ ملا کر یا قریب میں نہ بوئی جائے۔ صاحب فلاحۃ النبیطیہ فرماتے ہیں کہ اس خاص مسئلہ میں اس حد تک احتیاط لازم ہے کہ مختلف اقسام کے انگوروں کا شیر و نمک نہ ملایا جائے

ورنہ شیرہ مخلوط بہت جلد خراب ہو جاسے گا۔ اور اصلی مزہ اس اختلاط کی وجہ سے باقی نہ رہے گا۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ سیاہ و سفید انگور کو باہم مخالف سمجھو۔ اور کبھی دو لون کی ایک جگہ پر کاشت نہ کرو۔ اور اُن کا شیرہ ملا کر پھوڑو۔ بلکہ احتیاط کرو کہ ایک دوسرے کے ساتھ قریب ہی نہ ہونے پائے۔

(۳) وہ نباتات جو انگور کے | احمد بن حشیش فرماتے ہیں کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ مولیٰ دوست اور دشمن ہیں۔ اور انجیر اور کرم کلمہ کے درخت۔ انگور کے دشمن ہیں۔ ان

درختوں کا قرب انگور کی بار آورجی کو گھساتا ہے۔ انگور کا قرب ان درختوں کیلئے بالکل مضرت بخش نہیں ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایک کمیت میں انگور کے ساتھ ان مخالف درختوں کو ملا کر نہ بونا چاہئے بلکہ کسی قدر فاصلہ سے دوسرے مقام پر ان کی کاشت ہو۔ جبرس اور کفایت شعار فلاح جو زمین کو بیکار نہیں رکھنا چاہتے۔ اکثر انگور کے درختوں کے درمیان چھوٹے قد کی ترکاریاں بو دیتے ہیں۔ اُن کو خیال رہے کہ ان ترکاریوں میں مولیٰ یا کرم کلمہ ہرگز نہ بوئیں یا انجیر کے درخت پر انگور کی بیلین نہ چڑھائیں۔

نووانا نے کہا ہے کہ بعض فلاح انگور کی بیلون کو انجیر کے درخت پر چڑھانے کو مفید خیال کرتے ہیں لیکن یہ اُنکی غلطی ہے۔ وہ طبائع کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ اُنکے غلط تجربہ نے یہ نتیجہ تو ضرور پایا ہو گا کہ انجیر بہت شادابی کے ساتھ حاصل ہوئے ہوں گے۔ لیکن اُنہوں نے اس بات پر اپنا خیال نہ جمایا کہ انگور کی سپید اوار کو کس قدر نقصان پہنچا۔

پھر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ میروج اور سیزون کا قرب بھی انگور کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ عام طور پر تیز جی اور چرچر امیٹ رکھنے والے اجناس کو انگور

کی بیلون سے قریب نہ ہونا چاہئے۔

گوہی کا قرب بھی مضر ثابت ہوا مگر نہ اُس قدر جب قدر کہ مندرجہ بالا درختوں سے مضر ہے۔ مینوشا د نے کہا ہے کہ انجیر کا قرب سرد ملکوں میں چندان مضر نہیں ہے۔ لیکن گرم ملکوں میں اس سے بہت بڑا خطرہ رہتا ہے۔

قوثا می کا قول ہے کہ میں نے اپنے تجربہ میں انجیر کے درخت کو انگور کا سخت دشمن پایا لیکن میرا تجربہ گرم مقامات سے مخصوص ہے۔

مینوشاد کا قول ہے کہ شلجم اور ہالون کا درخت انگور کا دشمن ہے لیکن حقیدر اور چنا اور دھنیا اُس کے دوست ہیں جہاں کہیں ہم نے تجربہ کیا ہے۔ آخر الذکر مینوشا اقسام کی کاشت انگور کے کہتیوں میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ بیکار زمین کو خالی رکھنے سے ان تین اقسام کی کاشت بہت مناسب اور مفید ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ خالی زمین میں جو انگور کے درختوں کے درمیان پڑی رہ جائے۔ باقلہ اور لوبے کی کاشت باطلین کرو جس سے کوئی مضر انگور کو نہ پہنچے گی۔

صغریٰ نے کہا ہے کہ کہیرا۔ گلڑھی۔ کدو۔ کرلا۔ انگور کے وفادار دوست ہیں انگور سے انکو کچھ نفع نہیں پہنچتا۔ لیکن انکا قرب انگور کے لئے نہایت نفع بخش ہے۔ بعض وقتوں میں انگور کے اکثر نقصانات ارضی و سماوی کو یہ جھیل تلپے میں خصوصاً شور زینات یا بالودار زینات میں جب کہ انگور کو آکلہ کا مرض لاحق ہوتا ہے تو یہ وفادار دوست خود اس مرض کے اسباب کو جذب کر لیتے ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ انکے طباغ پر وہ اسباب کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ عام طور پر یہ کلیتہً یاد رکھو کہ جو نباتات گرم و خشک طبیعت رکھتے ہیں یا زیادہ خشکی پیدا کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ محبت میں

تر زبان ہوں لیکن انکی دُوری ہی بہلی ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ زیتون اور انار کو مین اپنی رائے اور اپنے تجربہ سے انگور کے لئے مفید خیال کرتا ہوں۔ اگرچہ بعض فلا حون نے کہا ہے کہ ان پر انگور کی بیل چڑھائی جاسکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس اختلاف کو جو ہمارے باہمی اور انکی تجربہ میں واقع ہے بُرا نہ جانو بلکہ اس سے تم ایک مفید نتیجہ حاصل کرو۔ مثلاً اگر کسی اور باب میں تم کو یہ اجازت ملی ہو کہ زیتون کے درخت پر انگور کی بیل چڑھائی جاسکتی ہے۔ اور اس باب میں ہمارے تجربہ سے تم کو معلوم ہوا کہ ہم زیتون کو انگور کا مخالف خیال کرتے ہیں تو تم اُس راہ کو اختیار کرو جو مناسب اور معتدل ہے۔ یعنی زیتون کے درخت پر منڈوے کو ترجیح دو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جس شے کو (خواہ وہ نباتات سے ہو یا غیر نباتات ہی) انگور کا کہنا شیرہ خراب کر دیتا ہے وہ شے درخت انگور کی دشمن ہے۔ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ انگوری شراب کرم کلمہ پر چڑھنے سے ہٹوڑی دیر میں کرم کلمہ سیاہ ہو کر کھلا جاسکا۔ اور جب کرم کلمہ کی ترکاری انگوری شراب سے ملا کر پکائی جائے تو وہ ہرگز نہ گلے گی اور بد رنگ ہو کر رہ جائیگی۔

صغریٰ کا تجربہ ہے کہ جو شخص کرم کلمہ کھانے کے بعد شراب پی لے تو اسکو ہرگز نشہ نہ ہوگا۔ ایک طریق اس موقع پر کہتا ہے کہ کرم کلمہ انگور کا حقیقی دوست اور ظاہری دشمن ہے۔ اسلئے کہ شراب انگوری کو حلال کر دیتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب قدر اشیاء کو ہم نے انگور کا مخالف بیان کیا ہے ان سب میں یہی اثر پایا ہے کہ وہ شراب انگور ہی کے نشہ کو بیکار اور باطل کر دیتے ہیں۔ ماسی سورانی کا قول ہے کہ جو درخت اپنے سایہ سے انگور کو ڈھانپ لیں انگور بھی من وجہ دشمن مالوہ اسلئے کہ دھوپ اور ہوا کی روک سایہ کی کثرت یا ضرور انگور

کو مفرت بخشنے گی۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ میری رائے میں زیتون کا درخت انگور کے درختوں کے آس پاس بویا جاسکتا ہے لیکن کسی قدر فاصلہ ضرور ہے۔ فاصلہ ہی پر انگور کے لئے مفید اور اس کا دوست ہے۔ دُور ہی اس وجہ سے تجویز کی گئی ہے کہ انگور جڑیں زیادہ پہیلی میں ایسا نہ ہو کہ محبت کے لحاظ سے انگور کی جڑوں سے لپٹ کر بلاے جان ہو جائیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی اکثر ضرورتوں پر روغن زیتون کے سوا گزیر نہیں اور جہاں کہیں اسکی ضرورت بیان ہوئی ہے اُس سے ثابت ہوا ہے کہ روغن زیتون بے بہا فوائد درخت انگور کو پہنچاتا ہے۔ اور پہر یہ خوبی کیا کہ ہے کہ جہاں کہیں زیتون کا درخت ہو گا وہاں افی یا اور کسی قسم کا سانپ نہ آئیگا۔ اسلئے کہ درخت زیتون کی ہوا سے سانپ بیمار ہو جاتا ہے اسلئے اُنکے قرب وجوار سے احتراز کرتا ہے اور یہی حال بہڑوں اور بچھوڑوں اور ہر قسم کے زہر دار کیڑوں کا ہے جس مقام پر زیتون کا عرق یا پھل یا شاخیں یا جڑیں یا اسکی شراب یا سرکہ رکھا ہوتا ہے تو ہر قسم کے حشرات الارض اور زہریلے اور موزی جانور وہاں سے خوفچکر ہو جاتے ہیں۔ اسکی محبت درخت انگور کے ساتھ اس درجہ میں بڑھی ہوئی ہے کہ اسکے امراض بالکل درخت انگور کے امراض کے مشابہ ہیں۔ اور اُنکے علاجات تمام تر وہی ہیں جو امراض درخت انگور میں بیان ہوئے ہیں۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ دو موافق درخت ایک جگہ ہونے سے آپس میں نشوونما پاتے ہیں اور ہر ایک سے دوسرے کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور دو مخالف درخت ایک جگہ ہونے سے اسکے برخلاف عمل کرتے ہیں۔ پس لازم یہ کہ فلاح اس کا خیال رکھے کہ مخالف کا قرب حتی الوسع نہ ہو۔

انگور اور بیر کے درختوں میں الفت ہے جسکی وجہ سے ہر ایک دوسرے کو پسند کرتا ہے اور اسکے قرب سے قوت پاتا ہے اور اسی طرح انگور اور زیتون کے درختوں میں الفت ہے مگر زیتون کا کسی قدر فاصلہ سے ہونا انگور کو نافع ہے۔

اسی طرح انگور و کدو میں الفت اور انگور اور میس میں موافقت ہے اور ہر ایک دوسرے کے قرب کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سیب کو انگور سے خاص الفت ہے۔ کرم کلمہ سے انگور کو اس قدر عداوت ہے کہ جب کہی انگور کے ساتھ کرم کلمہ بولتے ہیں تو انگور کی بلیں خود بخود اسکی جانب سے لوٹ جاتی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ رفتہ رفتہ اُسکے قرب کی وجہ سے انگور ہلاک ہو جاتا ہے اگر مہوا کے ذریعہ سے کرم کلمہ کی بو انگور تک پہنچ جائے تو انگور کے درخت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح میٹھی کا قرب درخت انگور کو ہلاک کر دیتا ہے اسلئے کہ دونوں میں سخت عداوت ہے۔ چقدر کی کاشت انگور کے قرب ہونے سے انگور کی بلیں خشک ہونے لگتی ہیں۔ انگور کو دخت خرما اور دخت غار کا قرب بھی ضرر پہنچاتا ہے۔ اسی طرح شیرم اور شامی کرم کلمہ۔ انگور کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ جن مقامات کی مہوا گرم ہے وہاں انجیر کے قرب سے انگور کو ضرر پہنچتا ہے البتہ سرد شہروں میں اسکے برخلاف نفع پایا گیا ہے۔

شلم۔ موی۔ زمرہ سے بھی انگور کو نقصان پہنچتا ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ بعض فلاحتوں کی رائے ہے کہ جبرجیر یعنی زمرہ اور ناسخا کی کاشت انگور کے درختوں میں ضرر کرنا چاہئے۔ اسلئے کہ یہ نباتات انگور کے موافق اور اسکے دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرنے والے ہیں۔ یعنی کپڑوں کو انگور کے کہیت میں پیدا ہونے اور پٹنے نہیں دیتے۔ بعض کا قول ہے کہ کپڑو اور کپیرے کے درخت بودے جاویں۔ جن سے ایک اعلیٰ قسم کی رطوبت درخت انگور

اور اسکی جڑوں کو حاصل ہوتی ہے لیکن لائق مولف فرماتے ہیں کہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ کسی درخت کو انگور کے کہیت میں نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہر درخت جو غیر انگور ہو یا تو انگور کو نقصان پہونچا سکتا یا انگور سے اسکو نقصان پہونچنے کا۔ اور خصوصیت کے ساتھ کرم کد کو انگور کا قاتل سمجھ رکھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ دیمقر اٹیس اور قسطوس نے بھی ہماری رائے سے اتفاق کیا ہے۔ اور ان دونوں نے کہا ہے کہ درختان انگور کی آب رسانی کی نالیوں میں سوسن اور سکسوس کے بونے کی البتہ اجازت ہے اسلئے کہ ان سے انگور کی بار آوری بڑھ جاتی ہے اور پیلون کا شیرہ عمدہ تاثیر پیدا کرتا ہے۔

اصل چہارم متعلق بہ نتیجہ کاشت

(الف) انگور کی بار آوری کا بیان

(۱) عام بیان۔ صاحب کتاب الاشمار کا قول ہے کہ انگور کا بار باعتبار آب ہوائے ہندوستان برشکال سے پہلے پختہ ہو جانا چاہئے ورنہ بارش کی وجہ سے انگور کے دانے ضائع ہو جائیں گے۔ بارش سے پہلے پختہ ہونے کی یہ صورت ہے کہ اس درخت کی کاٹ چھاٹ اُسی وقت اور انہیں ہدایات کے مطابق کیجائے جو باب متعلقہ میں بیان ہوئے ہیں۔

آپ ہی کا قول ہے کہ انگور ون کے پختہ ہونے کا بہترین زمانہ وکن کے لئے ماہ مارچ۔ اور بنگالہ و بہار کے لئے ماہ مئی اور اضلاع ممالک مغربی و شمالی کیلئے ماہ جون ہے۔

(۲) بار آوری کی عمر کا اندازہ علامہ نابلسی بطور عام کلیتہ کے فرماتے ہیں کہ جو درخت سچ یعنی دانہ سے بویا گیا ہے۔ جسمیں درخت انگور بھی داخل ہے وہ چار سال

میں بار آور ہو گا۔ اور جن انگوروں کی کاشت قلموں کے ذریعہ سے ہوئی ہے وہ تیسرے سال پہلے دیتے ہیں۔ بشرطیکہ اون کی نگرانی اختیار کر کے ساتھ کی جائے۔ صاحب کتاب الاثمار نے ہندوستان کے متعلق اپنا تجربہ بیان فرمایا ہے کہ کوہی مقامات میں ابتدائے زمانہ نصب سے چار برس کے اندر انگور کو بار آتا ہے لیکن میدانی حصوں میں اس سے بھی زیادہ زمانہ بار آوری کے لئے ضروری ہے۔

مولف دولت باغبانی کا قول ہے کہ انگور کا وہ درخت جو اپنے مستقل تنہ پر قائم ہوتا ہے چوتھے سال بار آوری کے قابل ہو جائے گا اور پہلے دیگا۔ لیکن پہلی بار قریب ڈھائی سیر کے اُس سے پہلے لینا چاہئے۔ اس سے زیادہ پہلے لینے سے درخت کمزور ہو جائیگا۔ اور اس اندازہ کا خیال خوشوں کے آغاز ہی میں رکھا جائے۔

(۳) بار آوری کی مقدار کا اندازہ ماسی سوریانی فرماتے ہیں کہ سمجھدار فلاح کو درخت انگور کی حالت اور خوشوں کی تعداد پر نظر رکھنا چاہئے اگر خوشے کثرت سے نکل آئیں۔ اور درخت کی عمر کم ہو یا اسکا تنہ باریک اور درخت کی تندرستی میں خلل ہو تو ابتدائی حالت ہی میں خوشوں کی تعداد کو گھٹا دینا چاہئے تاکہ باقی ماندہ خوشوں کے دانے بڑے ہوں اور درخت کی قوت قائم رہے۔

الو خا کہتے ہیں کہ اس تدبیر سے وہ دانے بڑے نہ ہوں گے جو قسم کے اعتبار سے چھوٹے ہیں بلکہ درخت کی نا طاقی اور خوشوں کی زیادتی کی وجہ سے اپنی اصلی حالت سے کم ہونے نہ پائیں گے۔

صاحب دولت باغبانی کا قول ہے کہ اگر کاٹ چھانٹ کا عمل اسی طریقہ پر جاری رکھا جائے۔ جسکا احوال باب متعلقہ کے ضمن (۷) پر بیان ہوا ہے تو پہلے سال ڈھائی سیر مرثہ حاصل ہو گا اگر اس سے زیادہ مرثہ کے آثار پائے جائیں تو اسکو ابتدائی حالت ہی میں توڑ دینا چاہئے اور ہر سال اسی قدر بڑھتا جائے گا۔

تا آنکہ ایک درخت سے تیس سیر پہل حاصل ہوں گے۔ اگر یہ خیال کرتے ہو کہ درخت کی عمر بڑھنے سے اسی اندازہ سے ٹمرہ بھی بڑھتا جائیگا تو یہ خیال غلط ہے۔ یہ منہا ئی اور معتدل مقدار ہے جسکو ہم نے بیان کیا ہے اس سے زیادہ ٹمرہ حاصل کرنے کی فکر میں مت پڑو۔ اس لئے کہ اسمین درخت کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ اور ٹمرہ کے لئے ہمیشہ تنہ پر نگاہ رکھو۔ اگر ننہ ہر سال ترقی نہ کرتا جائے تو سمجھ لو کہ ٹمرہ بھی ترقی نہ کرے گا۔ بعض ہند کے فوق البہرک کاشتکار اپنی صناعی کے اظہار میں فی درخت چالیس سیر ٹمرہ کا دعوے کرتے ہیں۔ ایسی ابھی دکن میں ایک بزرگ وارد ہوئی ہیں جنہوں نے متعدد مالکان باغ سے اسی دعوے پر ٹھیکہ لیا ہے اور شرط یہ کی گئی ہے کہ ۴۰ سیر کا ٹمرہ دیکھا کر اپنا حق السعی حاصل کر لیا جائیگا۔ محتاط زمینداروں کو انکے حال سے بچنا چاہئے۔ اگر باتفاق وہ اپنے وعدوں میں پورے بھی اتریں تو سمجھ لو کہ اسی سال اُس درخت کا خاتمہ ہو چکا۔ فلاں عرب نے بعض ایسی کہادوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے نشوونما اور بار آورجی پہلے ہی سال خلاف توقع کثیر مقدار میں ہوتی ہے۔ لیکن انہیں کی تاکید ہے کہ ایسے اعمال سے سخت احتراز کرو جن سے اکثر درخت ضائع ہوئے ہیں۔

(دہ) پختگی سے پہلے ٹمرہ کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ۔ قسطوس کا قول ہے کہ اگر تم دریافت کرنا چاہو کہ انگور کے ٹمرہ سے کس قسم کا شیرہ نکلیگا تو خوشوں سے چند دانے توڑ کر دیکھو۔ اگر دالون یا انکی ڈنڈیوں سے دودھ نکلے تو یہ علامت اسکی ہے کہ اس سال کے ٹمرہ میں عمدہ اور کثیر شیرہ نکلیگا۔

صاحب فلاحتہ یونانیہ نے بعض تجربہ کاروں کا قول نقل کیا ہے کہ جس مقام میں جس سال گہوں کی پیداوار کثیر ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ اُس سال انگور کا ٹمرہ بھی کثیر اور اُسکا شیرہ عمدہ حاصل ہوگا۔

(۵) بار آوری کے زمانہ کی آبپاشی۔ | فلاحان عرب کا قول ہے کہ عموماً میوہ دار درختوں کو بار کی ابتدائی حالت میں سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہئے اور یہی حکم انگور کے درختوں کے لئے بھی ہے لیکن جب ثمرہ پختہ ہونے کا زمانہ آجائے تو آب رسانی میں کمی کر دینا چاہئے تاکہ ثمرہ میں شیرینی زیادہ ہو۔ پختگی کے زمانہ میں آب پاشی کی کثرت میوہ کو پسیکا یا ترش کر دیتی ہے۔

صاحب کتاب الاثمار کا قول ہے کہ ہندوستان میں انگور کی پختگی کے زمانہ سے کچھ روز پہلے پانی بالکل موقوف کر دینا چاہئے کیونکہ اس زمانہ کی سیرابی سے پہلوں کی مٹھاس کم ہو جائے گی۔

مولف کے تجربہ میں آب پاشی کا بالکل روک دینا مفید ثابت نہ ہوا۔ البتہ آخر زمانہ بار آوری یعنی ثمرہ کی پختگی کے زمانہ میں آب پاشی کا گھٹا دینا ضروری ہے۔ مثلاً اگر اس سے پہلے روزانہ آب پاشی کیجاتی تھی تو اس موسم میں ہفتہ وار کیجائے۔ اگر آب پاشی بالکل مسدود کر دی جائے گی تو اندیشہ ہے کہ پہل خشک ہو کر گر جائیں۔

(۶) زمانہ بار آوری میں بعض پتوں کا دور کرنا۔ | صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ بار آوری

کے زمانہ میں درخت انگور کے بعض پتوں کو کم کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ انگور کے خوشے درخت کی مائی قوت کو زیادہ قبول نہ کریں اور انکے رس کی پورے طور سے اصلاح ہو جائے اور عمدہ طور پر ان کو پختگی حاصل ہو۔ یہ امر روشن ہے کہ فصل سرما سے پہلے قوی کو پلوں کا نکلنا ایک زمانہ تک موقوف رہنے سے اُسڈہ سال میں عمدہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور اس عمل سے اور نیز بعض کو پلوں اور شاخوں کو نکال دینے کے عمل سے بہ نسبت گرم شہروں کے سرد شہروں میں زیادہ نفع حاصل ہوا ہے۔ پس بعض پتوں کو دور کرنے کا عمل نہایت احتیاط کے ساتھ کرنا چاہئے ورنہ ثمرہ کو نقصان پہونچے گا۔ اس عمل کے لئے مستحسن طریقہ یہ ہے کہ دو مختلف وقتوں میں یہ عمل

کیا جائے پہلے اس وقت جب کہ تم دیکھو کہ انگور کا پہل شفاف نظر آئے اور اپنا نمونہ پورے طور سے حاصل کر چکا ہو۔ اس وقت سے پہلے اس عمل کو جاری کرنے سے ٹمرہ کا نمورک جائیگا۔ اور اُسکی خوبی میں فرق آئیگا۔ پس صرف وہی پتے توڑ دئے جائیں۔ جو کہ خوشون پر آفتاب کی گرمی پہونچنے کے مانع ہوں اور نیز وہ تمام کو پلین دفع کیجائیں جو غیر نافع ہوں۔ دوسری دفعہ اس عمل کو پہلے عمل سے پندرہ دن گزرنے کے بعد پھر جاری کرو۔ اور اُسکا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے اوپر ٹلٹ یا نصف پتے چھڑ دو۔ اور باقی پتے توڑ کر جدا کر لو۔ پتے دور کرنے کے وقت اونکی ڈنڈیاں کو پلون کے ساتھ باقی رکھی جائیں تاکہ کو پلون میں مرض پیدا نہ ہونے پائے۔ یہ توڑے ہوئے پتے انسان اور مویشی کی غذا کے کام میں آسکتے ہیں۔

(۷) ٹمرہ انگور کی پختگی کے علامات اور اس کا وقت۔ | قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاح ترمو

نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات ناواقفیت کی وجہ سے پختگی سے پہلے ٹمرہ انگور توڑ لیا جاتا ہے جسکی وجہ سے سال آئندہ کے ٹمرہ میں کمی ہو جاتی ہے اور سال حال میں اُس ٹمرہ نا پختہ سے نہ شکر عمدہ بن سکتی ہے اور نہ شیرہ اور نہ اور کوئی چیز۔ نا پختہ ٹمرہ میں سردی جلد اثر کرتی ہے اور جو چیز اُس سے تیار ہوتی ہے۔ وہ جلد بگڑ جاتی ہے۔ پس محتاط فلاحتوں کا فرض ہے کہ اپنی کی کرائی محنت کو برباد نہ کریں۔ اور اچھی طرح سے پختگی پر اطمینان حاصل کرنے کے بعد ٹمرہ کو توڑیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب ٹمرہ انگور توڑنے کا وقت آ پہونچے تو بعض دانے توڑ کر چکھے جائیں اور اونکو آزمایا جائے تاکہ اونکی حالت پر یقینی طور پر علم حاصل ہو جائے کہ وہ پختہ ہو چکے ہیں۔ و میقرطیس اور برنیوس جو کہ اس فن کے علما سے گزرے ہیں ان دونوں کا قول ہے کہ جب انگور کی سیاہ قسم کے دانے پختگی کی وجہ سے سیاہ اور چمکدار ہو جائیں اور سفید قسم کے دانے پختہ ہو کر شفاف

نظر آنے لگیں تو اس وقت سے ۱۰ دن کے بعد انکو توڑنا چاہئے۔

خٹکی پر زیادہ اطمینان حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ایک دانہ لیکر پھوڑا جائے۔ پس اگر اس کا تخم پھوڑنے کے بعد صاف اور چکنا اور بے آلائش نکلا تو سمجھ لیا جائے کہ ٹمرہ پختہ ہے۔

کبھی دانہ کی سختی اور نرمی سے بھی خٹکی کی کیفیت دریافت ہوتی ہے یعنی دانہ انگور کا نرم اور ڈھیلہ ہونا بھی اسکی خٹکی کی علامت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ماہ آب کے نصف گزرنے کے بعد ہمارے ملکوں میں انگور پختہ ہو جاتے ہیں۔ کبھی ماہ آب کی ابتدا ہی میں اور کبھی اُسکے بیس دن کے گزرنے کے بعد۔ لیکن ہر ایک ملک میں یہی وقت لازمی نہیں ہے۔ اور علامات بمینہ زیادہ محسوس ہیں۔

صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ انگور کا ٹمرہ درخت سے جدا کرنے کا معین وقت اُسکی خٹکی ہے اور خٹکی چہ علامتوں سے پہچانی جاتی ہے۔ پہلی علامت یہ ہے کہ خوشون کی ڈنڈیوں میں سبزی کے عوض گندمی رنگ آجائے۔ دوسری علامت خوشون کا لٹک جانا ہے۔ تیسری علامت انگور کے دانوں میں خشکی دفع ہو کر رقت اور شفافیت پیدا ہو جانا۔ چوتھی علامت یہ ہے کہ دانے بہرہلت ڈنڈیوں سے جدا ہو سکیں۔ پانچویں علامت یہ ہے کہ دانوں کا رس شیریں۔ ذائقہ دار۔ گاربا۔ چپ دار ہو۔ چھٹی علامت یہ کہ دانہ انگور کا بیج پس دار مادہ سے علیحدہ ہو سکے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ رنگیں انگوروں کے اقسام میں یہ علامتیں سفید انگوروں سے پہلے پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض حالتیں ایسی بھی ہیں جنہیں ان علامات کے ظہور سے پہلے ہی ٹمرہ توڑ لیا جاتا ہے۔ اور بعض وقتوں میں ان علامات کے ظاہر ہونے کے بعد بھی ٹمرہ توڑنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا۔ یہ صرف مقامی آب و ہوا کی

خصوصیت ہے جیسے فرانس کے شمالی حصہ میں چند ایسے شہر ہیں جنہیں انگور کا شترہ ان علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے پختہ ہو جاتا ہے اور اس خوف سے توڑ لیتے ہیں کہ فصل خریف کی رطوبت کی تاثیر سے سڑ نہ جائے۔ نیز انگور کے وہ اقسام جن کا شترہ قرح میں ڈالتے ہی اُس میں کف اُٹنے لگتا ہے۔ اور کما شترہ بھی کامل پختگی سے پہلے توڑ لینا مناسب خیال کیا گیا ہے اسی طرح سفید انگور کی وہ قسم جس کے شترہ میں کیلے کا مزہ ہوتا ہے اس کا شترہ بھی کامل پختگی سے قبل توڑا جاتا ہے۔

انگور کا جو شترہ دیر تک درختوں پر رہتا ہے اُسی سے عمدہ قسم کی شرابیں تیار ہوتی ہیں۔ جریرہ۔ کنڈیہ۔ قبرص میں فلاحون کا معمول ہے کہ انگور کے شترہ کو پختگی کے تمام علامات ظاہر ہونے کے بعد بھی درخت پر رکھ چھوڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب اس پر جھڑیاں پڑنے لگتی ہیں تو اُس وقت اس کو درخت سے توڑتے ہیں۔ اور یہی طریقہ ملک ہسپانیہ میں مروج ہے۔

(۸) شترہ توڑنے کا وقت اور طریقہ۔ صاحب حسن الصنائع فرماتے ہیں کہ جب انگور کا

شترہ پختہ اور تیار اور توڑنے کے قابل ہو جائے تو اس وقت توڑنا شروع کرو۔ جب کہ آفتاب کی شعاعوں کے اثر سے شترہ کے اوپر کی رطوبت زائل ہو جائے۔ ایسے شترہ کا شترہ عمدہ نکلے گا۔ اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ پختہ شترہ کو دن کے ابتدائی حصہ میں نہ توڑنا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جس شترہ سے عمدہ شترہ نکالنا مقصود ہو اس کو تین مرتبہ کر کے درختوں سے اتارا جائے۔ یعنی پہلی مرتبہ صرف وہ خوشے توڑے جائیں جو دیکھنے میں لطیف اور پختہ ہوں اور ان کو علیحدہ رکھنا چاہئے۔ دوسری مرتبہ صرف وہ خوشے توڑے جائیں جنکی پختگی متوسط درجہ کی ہو۔ ان کا شترہ بھی متوسط درجہ کا ہو گا۔ تیسری مرتبہ باقی خوشوں کو توڑیں اور مناسب ہو گا کہ شترہ توڑنے والوں کی تعداد کافی ہو۔

اگلے زمانہ میں انگور کے خوشے کاٹنے کے لئے وہی چٹری کام میں لائی جاتی تھی جس سے درخت کی کاٹ جھانٹ کیجاتی تھی۔ اب ایک خاص قسم کی قینچی اس خاص کام کے لئے رواج پا گئی ہے جس سے باسانی خوشے درخت سے جدا ہوتے ہیں آپ کی رائے ہے کہ خوشون کو درخت سے توڑ لینے کے بعد اونکو لکڑی کے ایسے طرف میں رکھتے جاؤ جس سے شیرہ نہ ٹپک سکے یا بڑے ٹکے میں جمع کرو۔

پھر آپ ہی فرماتے ہیں کہ عام رائے یہ ہے کہ ٹمرہ جب تک خوب پختہ نہ ہوئے انگور درخت سے جدا نہ کرنا چاہئے جس قدر تاخیر سے توڑا جائیگا اسی قدر زیادہ لذیذ اور رس دار ہوگا۔ اور مناسب ہے کہ خشکی کے وقت میں توڑا جائے اور ہر ایک خوشہ کو مع او سکی ڈنڈی کے پکڑ کر درخت سے علیحدہ کیا جائے اور یہ عمل مقراض کے ذریعہ سے بہتر ہے پھر ان خوشون میں سے وہ خوشے جدا کر لیے جائیں جو محفوظ رکھنے کے قابل ہیں جن کے دانے بڑے اور چھدرے اور زیادہ گنجان ہوں۔

قسطوس کا قول ہے کہ انگور کا ٹمرہ توڑنے کا عمدہ زمانہ وہ ہے جب میں چاند برج سرطان یا اسد یا میزان یا عقرب یا جدی یا دلو میں ہو۔ اور مناسب وقت یہ ہے کہ چاند زمین کے نیچے ہو یعنی مہینہ کا آخری زمانہ۔

صاحب فلاحۃ النبیطیہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو انگور کا پختہ پہلے دوپہر سے غروب آفتاب تک منڈوے یا درخت سے نہ توڑا جائے۔ آفتاب کے غروب ہونے سے ایک گھنٹہ کے بعد پہلوں کو درخت سے توڑنا چاہئے اسی طرح شیرہ بنانے کا کام بھی اسی وقت میں کرنا چاہئے۔ ہماری اس رائے کا ماخذ فلاحان تجربہ کار کے اقوال اور انکا تجربہ ہے۔ اگر اوقات ممنوعہ میں یہ کام کیا جائے گا تو نقصان واقع ہوگا۔ انگور کے خوشون کو آفتاب کی حرارت کے وقت توڑنے سے اس مقام کے ذریعہ سے جس سے خوشہ جدا ہوا ہے ایک گرم ہوا میں حرارت میں

کرے گی۔ اور درخت کی قوت کو نقصان پہنچائے گی۔ علیٰ ہذا اگر موقت میں جو شیرہ انگور سے نکالا جائے گا وہ بہت جلد ترش ہو کر بگڑ جائیگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ننھے فلاحان بجز یہ کار کی صرف رائے پر بہرہ رسانہیں کیا ہے بلکہ خود بھی اس کلیہ کو آزمایا (۹) شیرہ انگور پیشہ کی حالت
 صاحب فلاحتہ رو میہ فرماتے ہیں کہ انگور کا شیرہ توڑنے
 کے وقت اگر اسکے کچہ دانے درخت سے چٹے ہوئے
 معلوم ہوں تو سمجھ لو کہ ادنکا شیرہ جلد ترش ہو جائیگا۔

(۱۰) خوشون کی حفاظت کا طریقہ مصنف محیط اعظم فرماتے ہیں کہ ارسطاطالیس کا قول ہے کہ اگر انگور کے خوشون پر جب کہ وہ درخت میں لگے ہوتے ہیں روغن زیتون مل دیا جائے تو ان پر بہرین وغیرہ موزی جا لوز نہیں آتے۔ اور اگر انگور کے خوشے توڑنے کے وقت خوشون کو خرفہ کے تازہ پودوں کے عرق میں بھگو دیا جائے تو بہت مدت تک خوشے محفوظ رہتے ہیں اور دنے نہیں بگڑتے۔ سونے کی بہا جی کے عرق میں ادنکو بھگو لٹکا دینے سے بھی ایک سال تک تازگی باقی رہتی ہے۔

صاحب حسن الصناعہ کا قول ہے کہ خوشے توڑیے جانے کے بعد کسی قدر کلو اور الکالسیڈیم کا استعمال یہی کرنا چاہئے تاکہ انگور بد شکل نہ ہو جائیں اور جب ادن کو کچھ دنوں تک رکھنا منظور ہو تو مخزن الفواکھہ اسکے لئے کافی ہے ایسی حالت میں انگور دن کو لکڑی کے تختوں پر بچھا دینا چاہئے تاکہ تھوڑی سی جگہ میں بہت سامیوہ مخزن میں سما سکے۔ خوشون کے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہر خوشہ کو ڈنڈی کی جانب سے چھوٹے چھوٹے کانٹوں کے ذریعہ سے لوبے کی زنجیروں میں لٹکا دیں۔ جب وہ خشک ہو جائیں تو سٹرنے سے محفوظ رہیں گے پھر ان کانٹوں کو لکڑی کی کہوٹیوں میں لگا کر مخزن کی چہت میں لٹکا دیں اور چھوٹی چھوٹی چرخوں کے ذریعہ سے انکو حرکت دیجایا کرے۔ جبکہ کثیر الشمار انگور دن کی حفاظت مقصود ہو تو کہوٹیوں کے عوض لکڑی کی تختیاں

لی جائیں جنکا طول ۳۶۔ اور عرض ایک میٹر ہو۔ اور اون پر لکڑی کی میخیں ۲۰ سنٹی متر کے فاصلہ سے لگی ہوں اور اون کے اسفل میں کڑیاں لگائی جائیں جنہیں انگور کے خوشون کے کانٹوں کو لٹکا دیا جاسکے۔ ان تختیوں کو مخزن الفواکہ کی چہت میں لٹکا دینا چاہئے اس طرح پر کہ وہ تمام چہت کی گنجائش کو گھیر لیں اور اون تختیوں کو بھی چرخوں کے ذریعہ سے حرکت دیتے رہنا مناسب ہے باوجود اس تمام اہتمام کے جو انگور لٹکائے جاتے ہیں وہ کسی قدر بد شکل ہو جاتے ہیں اور ان کی خوبی میں فرق آ جاتا ہے۔ تختوں پر پہیلیاں، ہوسے انگور بہ نسبت لٹکائے ہوئے خوشون کے اچھی حالت میں رہتے ہیں۔

فرانس کے شہر طومیرمی میں معلم شارمومن نے چند سال سے حفاظت انگور کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ جو تمام طریقوں سے بہتر اور مفید ثابت ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مکان بنایا جائے پہر اوکے اندر کی جانب تمام دیواروں میں لکڑی کی کھونٹیاں نصب کی جائیں جس طرح ہتھیاروں کے لٹکانے کے لئے لگائی جاتی ہیں اور انکی صفوں میں ۳۰ سنٹی متر کا فاصلہ رکھا جائے اور مکان کے وسط میں ستون یا شہتیر قائم کئے جائیں جنہیں اور بہت سی کھونٹیاں لگائی جاسکتی ہیں۔ پہر کھونٹیوں کے درمیان کے خالی مقامات میں طاقتی بنا کر ان میں معمولی شیشے رکھے جائیں جھکے اندر ۳ سرج کی مقدار میں پانی بہر دیا جائے اور اس پانی میں ایک مٹی پے ہوئے لکڑی کے کوئلے کا سفوف ڈالا جائے تاکہ وہ پانی سڑنے سے محفوظ رہے۔ پہر انگور کا ٹرہ جبکہ معمولی وقت پر درختوں سے توڑا گیا ہو اُس میں سے زیادہ لطیف اور عمدہ خوشون کو اس طرح سے منتخب کیا جائے کہ ایک ڈنڈی میں ایک ہی خوشہ ہو پہر ہر ایک خوشے کی بڑی ڈنڈی کا سر اُن شیشوں کے اندر پانی میں ڈبو دیا جائے۔ ممکن ہے کہ ایک شیشہ کے منہ پر چھوٹے چھوٹے متعدد خوشے اس طریقہ سے رکھے جاسکیں یا بڑا خوشہ صرف ایک۔ ہر آٹھویں دن انکو دیکھتے رہنا چاہئے جو دانہ کہہ ہو گیا ہو اسکو قینچی سے بحفاظت علیحدہ کر لینا چاہئے۔ اس مکان

کی رطوبت دفع کرنے کے لئے کسی قدر کلور ورائکالسیوم بھی استعمال کیا جائے مگر اسکا استعمال زیادہ مقدار میں نامناسب ہے اس طریقہ پر عمل کرنے سے ۳ مہینہ تک انگور کامیوہ محفوظ رہ سکتا ہے اور اس عمل میں پورے طور پر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ نہ انگور بد شکل ہوئے ہیں اور نہ ڈنڈیاں بگڑتی ہیں بلکہ اصلی حالت پر باقی رہتی ہیں۔

قسطوس کا قول ہے کہ جب انگور کا ٹرہ اول ظاہر ہو تو اسکو گرا دین اور پہر بعد میں جو ٹرہ ظاہر ہوتا ہے اسکو باقی رکھیں یہاں تک کہ خوشے تیار ہو جائیں اور اس وقت ہر خوشے کو بغیر توڑنے کے مٹی کے مرتبان میں داخل کر کے اوسکے اوپر گچی کا لپ چڑھا دین تاکہ اوسمیں ہوا نہ پہونچے پاسے پہر ان مرتبانوں کو درخت انگور کی بعض شاخوں کے سہارے سے لٹکا دین اس طریقہ سے مدت تک وہ خوشے خراب نہ ہوں گے۔ اور تازہ رہیں گے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ درخت انگور کے اطراف میں کلڑی کی ہتھونیاں قائم کی جائیں اور اون پر چہر ڈال دین جسکا سایہ انگور کے درختوں پر ہو جائے۔ پہر بلیتون کے سہارے سے شاخوں کو اوپر کی طرف اٹھا دین تاکہ خوشے اُس چہر کے قریب ہو جائیں۔ اور انگور کے منڈوے سے اس چہر تک شاخوں کو کسی چیز سے باندھ دین اور بارش سے بچنے کے لئے اُس چہر کے اوپر سوسن بچھا دیجائے۔ پس اس عمل سے اُس درخت کے خوشے فصل سرام تک محفوظ رہیں گے۔

قسطوس کا قول ہے کہ ٹرہ انگور کو اگر موسم سرما کے استعمال کے لئے محفوظ کرنا چاہو تو اُسکے توڑنے کا آغاز اوسوقت کرو جبکہ قمری مہینہ کے تیرہ یا بارہ دن باقی رہ جائیں۔ اور آخر ہائیک اس کام کو ختم کر دو۔ اس ٹرہ کو ایسے دن درخت سے جدا کرو جس میں مطلع پر ابر نہ ہو۔ اور چار گھنٹی دن چڑھے کے بعد اپنا کام شروع کرو تاکہ رات کی شبنم وغیرہ کی غمی درخت پر باقی نہ رہے اور پہر اس کام کو شبنم کے آغاز سے پہلے ختم کر دو پہر

جب مثرہ درخت سے اُتار لیا جائے۔ تو اُسکیج وہ دانے چن لوجوزم اور ڈھیلے ہوں۔
 خیال رکھو کہ ان خوشون کو بغیر تیز درانتی یا چٹھری کے اور کسی چیز سے قطع نہ کیا جائے
 پہر اس مثرہ کی دُنڈیوں کو روشن قارمین ڈبونا چاہئے جسکے اثر سے مثرہ دیر تک محفوظ رہتا
 ہے۔ جب ان خوشون کے لٹکانے کی نوبت آئے تو اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ ایک
 خوشہ دوسرے خوشہ سے متصل نہ رہے بلکہ کسی قدر فاصلہ پر لٹکایا جائے۔ اس لٹکانے کا
 موقع نہ ملے اور زمین پر رکھنا مقصود ہو تو بالقلہ کا بہوسہ زمین پر بچھا کر رکھنا چاہئے۔ اس
 بہوسہ میں خاص تاثیر ہے کہ ہمیشہ اُس میں خشکی رہتی ہے اور اسی بہوسہ کے اثر سے جنگلی
 چوہے مثرہ کے پاس نہ پہنچیں گے۔ اگر بالقلہ کا بہوسہ نہ مل سکا تو دوم درجہ میں ناخاہ۔
 مسور یا جو کا بہوسہ ہی کافی ہے۔ اگر ان غلوں کے بہوسے ہی نہ مل سکیں تو خشک
 گچھی سے اون کا عوض ہو سکتا ہے۔

بعض تجربہ کار دن کی راتے ہے کہ مثرہ کی حفاظت کے لئے قارکار و غن چڑھائے
 ہوئے ظرف مہیا رکھی جائیں اور ان میں لکڑی کے برادہ کو باجرے کے آٹے میں ملا کر
 ہر ایک ظرف کی تہ میں بچھا دیں۔ پہر اُس پر انگور کے خوشے قریب قریب بچھا دئے
 جائیں اور ان پر اسی مخلوط بُوڑے کو اسطرح ڈال دیں کہ خوشے نظروں سے چھپ
 جائیں۔ اسکے بعد اُس پر خوشون کی دوسری تہ قائم کی جائے۔ اور پہر ان پر وہی مخلوط
 بُوڑا ڈالا جائے۔ جب اسی طرح تہ بہ تہ خوشون سے ظرف بھر جائے تو اس وقت
 اسکو کسی بلند تپائی پر زمین سے بلند کر کے رکھ دیں یا چھت کے سہارے سے
 لٹکا دیں۔

بعض تجربہ کار خوشون کو پانی اور نمک اور کسی قدر مشراب کے مجموعہ میں ڈبو کر
 جو کے بہوسہ میں تہ بہ تہ بچھا دیتے ہیں۔ اور بعض خوشون کو مکان میں ہر طرف
 لٹکا دیتے ہیں اور انکے نیچے گہیوں کے انبار لگا دیتے ہیں۔ جب تک اس انبار کا

عبار خوشون تک پہنچنا رہتا ہے۔ وہ خوشے تروتازہ رہتے ہیں بلکہ اُس عبارت کی تاثیر سے خوشون کے دانوں میں حلاوت بڑھ جاتی ہے۔

صاحبِ فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ بارش کا پانی لیکر اوسکو خوب جوش دیا جائے جب ایک ٹلٹ باقی رہ جائے تو اوسکو ٹھنڈا کر کے کسی شیشے یا مٹی کے ظرف میں بہر لیں۔ پھر اُس ظرف میں جقدر خوشے سما سکیں ڈال دیں۔ اور آخراً اوس کا مٹہ گتھی سے بند کر دیا جائے اس طریقہ عمل سے خوشے تروتازہ رہیں گے اور انکا رس نمیندگی نسل ہو جائے گا اور تمام موسم سرما میں وہ کام دیں گے۔ اون کا مزہ ہرگز نہ بد لیکھا۔ اونکی لطافت بدستور باقی رہے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض لوگ اس مٹہ کے خوشون کو شیرہ کے مشکون سے لٹکا دیتے ہیں اس طرح پر کہ شیرے سے جدا رہیں پھر اونکو چمپا دیتے ہیں اور بعض اونکو توڑ کر مٹی کے ظرف میں بہر دیتے ہیں اور اُس ظرف کا مٹہ گتھی سے بند کر دیتے ہیں۔ غرض ان تمام طریقوں سے انگور پختہ عرصہ دراز تک محفوظ اور تروتازہ قائم رہتے ہیں۔

علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ جب کہ تم انگور کے خوشون کو عرصہ تک محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو مناسب ہے کہ اون پر انجیر کی لکڑیوں اور پتوں کی راکھ چھڑک کر رکھ دو جسکے اثر سے وہ سڑنے اور بگڑنے نہ پائیں گے۔

یا اگر پہلے مٹی کے پانی میں اونکو ڈبو کر لٹکا دیا جائے۔ تب بھی ایک سال تک اونکی تروتازگی قائم رہے گی۔

اسی طرح سال کی لکڑی کا براہ اور چاول اور درخت انگور کے ایندھن کی راکھ ان تینوں کو پانی میں ڈالکر اونکا لعاب نکالا جائے پھر اُس میں خوشہ ہائے انگور کو دبا دیا جائے اور پھر اُس سے نکال کر کسی صاف جگہ پر چھین رطوبت نہ ہو لٹکا دیا

جائے تو ایسے خوشے بہت مدت تک محفوظ رہیں گے۔

یا کسی قدر گائے کا گوبر سفید مٹی میں ملا کر اُسکا ایک طرف بنایا جائے اور اُسکو مستحکم اور خشک کر کے ادرمیں انگور کے خوشے رکھے جائیں اور پھر اُس طرف کاٹنے مٹی سے بند کر کے کسی صاف و پاک جگہ میں اُس کو رکھ دیا جائے تو خوشے عرصہ دراز تک نہ بگڑیں گے۔

یا عمدہ خوشوں کو کسی مٹی کے پختہ ظرف میں بہر کر لال مٹی کا گارا جو کہ زیادہ پتلانہو اُن پر ڈال دیا جائے تو وہ اپنی تازگی کے ساتھ محفوظ رہیں گے۔

یا تنک کے پانی میں خوشوں کو ڈبو کر ترمس یا باقلا یا باجرہ کے بیہوسہ پر کسی ایسے مقام میں پہیلا دئے جائیں جہاں نہ دُھوپ لگے اور نہ آگ کی گرمی تو اس تدبیر سے بھی مدت تک خوشے تروتازہ محفوظ رہتے ہیں۔

یا خوشوں کو مٹی کے پختہ اور کورے ظرف میں بہر کر اُسکا ٹنڈ چمڑے سے اچھی طرح پر کس کر بند کر دیا جائے۔ پھر اُس ظرف کو زمین میں دفن کر دیا جائے تو خوشے بخوبی محفوظ رہیں گے اگر اُس ظرف کو گلے تک یا نی میں ڈبو دیا جائے تب بھی یہی فائدہ حاصل ہوگا۔

یا خوشوں کو مع اُن کی ڈنڈیوں اور پتوں کے درخت سے توڑ کر ڈنڈیوں کے سروں کو لپیٹے ہوئے قارمین ڈبو دیا جائے اور اسی حالت میں لٹکا دیا جائے تو تمام موسم سرما میں وہ خوشے تروتازہ رہیں گے۔

یا خوشوں کی ڈنڈیوں کو جو کہ ڈھیر میں گھسا دینے سے بھی وہ محفوظ اور تروتازہ رہتے ہیں۔

آپ کا قول ہے کہ بخیر یا انگور کی لکڑیوں کی راکھ کو پانی میں جوش دیکر ادرمیں انگور کے خوشے ڈبا دیں پھر اُنکو لٹکائی کر خشک کر لیں تب اُنکو بیہوسہ کی تہ میں چھپا

دین تو مدت دراز تک وہ تروتازہ رہیں گے۔

یا کتان کی تہیلیاں بنا کر ہر ایک تہیلی میں ایک ایک خوشہ رکھ دین اور تہیلی کا منہ خوشہ کی ڈنڈی سے باندھ دین تو اس عمل سے بھی مدت تک وہ تروتازہ رہیں گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ درخت انگور کی پہلدار بیلین جنہیں کثرت سے خوشے ہوں گاٹ لو۔ اور اون کو موڑ کر بڑے پیالوں میں رکھ دو۔ اور ان پیالوں کو ایک ایسے گڑھے میں جسکی گہرائی سو سینٹ کی ہو۔ اور جسکی تہ میں خشک اور صاف ریتا بچھا ہوا ہو۔ اون کو لٹکا دو۔ پہر گڑھوں کو سوسن کے پتون سے ڈھانپ کر مہین مٹی سے پاٹ دو۔ اس عمل سے وہ خوشے مدت دراز تک تروتازہ حالت میں باقی رہیں گے۔

یا ایک بہت بڑا سکا زمین میں گاڑ دیا جائے اور اوسمیں خوشون سے مملو شاخیں اس طرح لٹکا دی جائیں کہ خوشے اُس سٹکے کی تہ سے نہ لگنے پائیں پہر اُس سٹکے کے منہ کو بند کر کے اوپر سے مٹی پاٹ دی جائے تو اس عمل سے تمام موسم سرما میں وہ خوشے تروتازہ رہیں گے۔

(ب) بار آوری کے لواحق کا بیان

(۱) وقت سے پہلے مڑھ پینوشاد کا قول ہے کہ ہم نے کچھ کشمشیں لین اور انگور کے پودوں کی جڑوں میں صرٹ دو انگل عمیق گڑھے کھود کر ان حاصل کرنے کا طریقہ۔

گڑھوں میں اونکو ڈال دیا اور نئی مٹی سے پاٹ دیا اُسکے بعد ان میں پانی دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پہر اسی عمل کو دوبارہ کیا اور اسی طرح سہ بارہ کی فوبت آئی۔ پہر ہم نے بچشم خود تجربہ کیا کہ اون درختوں کا نشو و نما ترقی کر گیا اور وقت سے پہلے بار آوری پائی گئی۔ معمولی زمانہ سے جلد پہل پختہ ہونے لگے۔ پہلون میں رس بہت زیادہ تھا۔

ہم نے اس تجربہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پہر ایک ایک مہینہ کے فاصلہ سے چار مرتبہ اس عمل کو جاری رکھا۔ جب دوسری دفعہ بار آوری ہوئی تو وہ بیج کی فصل تھی۔ پتون کے ساتھ

پہلے نکلنے شروع ہو گئے اور پوری کامیابی ثابت ہوئی۔ پہریم کو اسکا موقع ملا کہ اس تجربہ کو ایک پُرانے فلاح سے بیان کریں اُس نے ہم سے کہا کہ کشٹون کے ساتھ کسی قدر انگور کی لکڑیاں اور پتے بھی کوٹ کر ملا لو۔ اور اسکا مجموعہ جڑوں میں دفنا دو۔ جب ہم نے اسکی ہدایت کے مطابق عمل کیا تو بار آوری میں ترقی ہوئی۔ تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ بار آوری وقت سے پہلے اور جلد ہونے سے بعض اوقات میں ضرر بھی ہوتا ہے۔ یعنی آئندہ دو سال تک بار آوری میں نقصان آجاتا ہے اور درخت ضعیف ہو جاتے ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے لیکن جب دوسرے اور تیسرے سال لگاتار تم اس مقوی نسخہ کو جاری رکھو تو کبھی وہ نقصان عائد نہ ہوگا۔ بشرطیکہ فلاح ہوشیاری کے ساتھ نگرانی کرے اگر غفلت سے کام لیا جائے یا نگرانی کا موقع نہ رہے تو ایسے مصنوعی تدابیر سے بازار ہنا زیادہ مناسب ہے۔ ایک دفعہ یہ عمل کر کے پہر چھوڑ دینے سے دوسرے اور تیسرے فصول میں یہ خرابی ضرور پیدا ہوگی کہ پہلے چھوٹے ہون گے اور ان میں شہرہ کم ہوگی اور ممکن ہے کہ کبھی کچھ اور نقصان بھی لاحق ہو۔ لیکن ہماری بیان کی ہوئی اس تدبیر پر کام کرنے سے درخت کی طاقت کبھی کم نہیں ہوتی۔ یہ تدبیر خصوصاً ان مقامات پر بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ جہاں عادتاً بارش کے موسم میں پہلے پختہ ہوتا ہے یا اور کسی غیر موسم میں ثمرہ ہاتھ آتا ہے۔ سمجھ دار فلاح کا دل چاہتا ہے کہ اس موافق وقت میں تغیر پیدا کرے اس وقت اور اُس مقام میں ہمارا بیان کیا ہوا نسخہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ یہی تدبیر خرما کی بار آوری میں موسمی تبدیل پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے یعنی خرما کی شاخیں اور اون کے پہلے دونوں کو کوٹ کر جڑوں میں پہنچانے سے اس درخت کی بار آوری کا وقت بدل جاتا ہے اور جلد بار آور ہوتا ہے۔

(۲) بار آوری بڑھانے کا طریقہ | ساہی فلاح کا قول ہے کہ اگر تم انگور کے درخت کو جسکے پتوں اور شاخوں میں کاٹ چھانٹ کی گئی ہو۔ بار آوری سے پہلے کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دو تو بار آوری وافر ہوگی۔ اور پھر دوسرے سال اسکو اسی خاص وقت میں اُسکے اصلی مقام پر منتقل کر دینا چاہئے۔ آپ ہی نے کہا ہے کہ وہ مقام جو یک سالہ عارضی ہوا خوری کے لئے تجویز کیا گیا ہے ایسا مقام ہونا چاہئے جس میں کسی چیز کی کاشت نہ کی گئی ہو۔ اور نہ اسمین ہل چلا یا گیا ہو وہ ایسا مقام ہو جس میں دھوپ کا گزر ہو۔ کسی بلند ٹیلے یا پہاڑ یا درختوں کا سایہ اُس پر نہ گرتا ہو۔ اور دھبی اور نرم ہوا کا گزر برابر ہونا ہوتا ہو۔ اس تدبیر سے انگور کے نشو و نما اور بار آوری میں بڑا تغیر ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انگور کا درخت اپنے قدیم مقام سے بہت جلد اکتا جاتا ہے اور پیچ کاشت رہتا ہے۔ جب اسکو ایک سال کے لئے نقل مقام اور تبدیل ہوا کی نعمت ملتی ہے۔ تو اسکی تندرستی میں بہت بڑی ترقی ہو جاتی ہے۔ اگر بد قسمتی سے اسکو ایسا موقع نہ ملے تو کم سے کم سال میں ایک دو بار اسکے پتوں کے اطراف کی مٹی سے دھت عمیق میں نکال کر کسی دوردست مقام کی عمدہ مٹی یا نہر جاری کے باریک بالوں سے بدل دینا چاہئے تاکہ اسکو اس تبدیلی سے کسی قدر تسکین نصیب ہو۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ اس انتقال مقامی میں اسکا خیال ضرور رکھو کہ وہ مقام جسکو انگور کے پودوں کی تبدیل آب و ہوا کے لئے تجویز کیا گیا ہے بہ نسبت مقام سابق کے رومی نہ ہو۔ ورنہ خاؤدہ کے عوض نقصان پہونچے گا۔ اسلئے کہ جب ایک اچھی زمین میں پرورش پائے ہوئے درخت کو ناقص زمین ملتی ہے تو اسکی تندرستی خاک میں مل جاتی ہے اور بہت جلد وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر زمین مجوزہ بہ نسبت زمین سابق اعلیٰ درجہ کی نہ ہو تو کم سے کم ایسی ہونا چاہئے جو زمین سابق کے مساوی ہو۔ اگر دولوں زمینیں ایک قسم کی ہوں تو چندان ہرج نہیں چینج سے ضرور

فائدہ پہونچے گا۔

(۳) انگور کا شیرہ بڑھانے کا طریقہ | مینو شاد کا قول ہے کہ انگور کا شیرہ زیادہ ہونے کے لئے یہ تدبیر بہت مفید ثابت ہوئی ہے کہ پختہ انگور تر۔ یا کشمیں یعنی خشک انگور یا دونوں کو جمع کر کے انکو بھگو دیا جائے اور اسکے بعد انگور کے پودوں یا پڑنے درختوں کی جڑوں کے ایک طرف انکو ڈالا جائے۔ اس طرح ہر کہ کہی تو ہاتھ سے جڑوں پر ہتھوپا جائے اور اور کہی جڑوں کی ایک جانب گڑھا کر کے اور اسکو اس گڑھے میں بہر دیا جائے اس عمل سے دو اثر پیدا ہوں گے۔ ایک یہ کہ پہل پختہ ہوں گے اور ان کا رس زیادہ ہوگا۔ اور شیرہ زیادہ نکلے گا۔ دوسرا یہ کہ وہ شیرہ بہت زمانہ تک اچھی حالت میں رہے گا یعنی اس میں تغیر پیدا نہ ہوگا۔ یہ عمل کچھ عجیب اثر رکھتا ہے۔ اکثر تجربہ کار فلاح نجیب کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ایک مٹی کشمشوں سے ایسی تاثیر کیونکر پیدا ہو سکتی ہے انکے ان شکوک کا ایک ہی جواب ہے یعنی وہ تجربہ کر دیکھیں ہمنے بار بار تجربہ کیا ہے اور اسکا اثر ویسا ہی پایا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا

(۴) شیرہ کو درخت ہی پر مٹھا کر نیچا طریقہ | قسطوس کا قول ہے کہ میں نے روم کے شہروں میں چند لوگوں کو جو مینولنس کے قبیلہ کے تھے دیکھا ہے کہ وہ انگور کا ثمرہ توڑنے سے ایک مہینہ قبل درخت انگور کے پتے کم کر دیتے تھے تاکہ ثمرہ کو دھوپ لگے پہر خوشون کی ڈنڈوں کو پلٹ دیتے تھے تاکہ پہول جائیں مگر ٹوٹنے نہ پائیں پہر اس ثمرہ کو اسکی اصلی شکل پر کر دیتے تھے۔ جب اس میں مکھلانے کے آثار پیدا ہوتے تھے تب ثمرہ توڑ لیا جاتا تھا۔ اس ثمرہ سے جو شیرہ نکلتا تھا وہ نہایت شیریں ہوتا تھا۔

صغریٹ نے کہا ہے کہ جو شخص انگور سے خوش ذائقہ اور شیریں شربت بنا نا چاہے تو اسکو چاہئے کہ دو طریق پر عمل کرے۔ ایک یہ کہ فلاح اون درختوں کو منتخب کرے۔ جنہیں خوشے لگے ہوں جنکے خوشون سے شربت بنا نا مقصود ہے۔ پہر ایک مہینہ تک

اون درختوں کو پانی نہ دے اور تشنہ رکھے جبکہ بعد آفتاب کی گرمی اور پیاس سے انگور زیادہ پک جائیں گے اور فضول رطوبتیں جذب ہو کر پہلوں میں خشکی اور مٹھاس پیدا ہو جائے گی۔ پہر ان پختہ پہلوں کو درخت سے توڑ کر اون کا شربت بنائے۔ یہ شربت ہنایت لذیذ اور شیرین اور دیر پا رہے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خرما کا شیرہ میٹھے پانی میں گھولا جائے اور برابر اس پانی سے درخت انگور کی آب پاشی کی جائے یہ عمل خوشہ تیار ہونے سے پچاس دن پہلے کیا جائے جب خوشہ توڑنے کا وقت آجائے تو پانچ دن تک درخت کو تشنہ رکھ کر خوشہ اٹاری جائیں (۵) شہرہ سے سرکہ حاصل کر لیکھا طریقہ

صغریٰ نے کہا کہ جب ہم انگور کا عمدہ سرکہ تیار کرنا چاہیں تو وہ تدبیر کرو جس سے کہ پہلوں کا شیرہ ترش ہو جائے اور درخت کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے اسکے لئے سب سے پہلے یہ کام کرو کہ خوشوں کو کانٹے دار شاخوں اور پتوں وغیرہ کے چھینکے باندھ کر چھپا دو تاکہ ہوا کا گزر ان تک نہ ہو سکے اور ہوا ان کو ہلا کر متفرق نہ کر سکے اس طریقہ سے آفتاب کی گرمی بھی خوشوں سے دور رہیگی اور ان چھینکوں پر دس دن میں ایک دفعہ میٹھے پانی کا حقیف سا چھڑکاؤ کرتے رہو۔ اس طرح ہر کہ وہ چھینٹا انگور دن تک پہونچ جائے اور کسی قدر ان کو تر کرے اس عمل کی وجہ سے انگور دن کے پکنے میں ضرور تاخیر ہوگی اور اونکی اندرونی رطوبت ترش ہو جائے گی اور ان پہلوں کا شیرہ ہنایت ترش نکلے گا۔ جس سے عمدہ سرکہ تیار ہو سکے گا۔ لطف یہ ہے کہ اس تدبیر سے پہلوں کی اصلی حالت میں کچھ تغیر پیدا نہ ہوگا۔

یاور کہو کہ جس طرف میں یہ شیرہ پھوڑ کر رکھا جائے گا اسکو دھوپ میں ہرگز نہ رکھیں بلکہ سایہ میں رہنے دیں جہاں ہوا کا گزر زیادہ نہ ہوتا ہو بلکہ وہاں ہوا سے ایک طرح کی آڑ اور پردہ ہو۔ شیرہ پھوڑے جانے سے ساڑھے دن کے بعد یہ شیرہ سرکہ ہو جائیگا اور اونکی ترشی میں ایک لطیف مٹھاس بھی رہے گی۔ اور باوجودیکہ ترشی بہت زیادہ ہوگی

اُس میں تیزی اور خراش نہ ہوتی گی۔

ایک اور طریقہ ہے جس سے انگوروں کا شیرہ درخت پر سرکہ بکرا اترے وہ یہ ہے کہ تم کسی درخت انگور کو اس خاص غرض کے لئے منتخب کر لو اگرچہ وہ درخت اون اقسام میں سے کیوں نہ ہو جبکہ پہلوں کا مزہ طبیعت تلخ ہو جاتا ہو جیسے سوہٹانی انگور کے درخت جبکہ پہل بالکل آخر موسم میں پکتے ہیں۔ پس اس منتخب درخت کی تمام شاخیں کاٹ دو۔ بجز اوس موٹے تنہ کے جس میں جڑیں قائم ہیں۔ پہر کو ٹکوں کی آگ روشن کر کے درخت سے اس قدر قریب لیجاؤ کہ اُس کی گرمی کا اثر درخت کے تراشے ہوئے مقامات پر پہونچے اور اون مقامات کو اس قدر گرم کر دے کہ اُن پر اُٹھکی رہ سکتے ہوں گرمی محسوس ہو مگر خیال رہے کہ درخت کا کوئی حصہ جل نہ جائے تھوڑی دیر کے بعد آگ کو ہٹا دیا جائے اور قطع شدہ مقامات پر ترش سرکہ چسکایا جائے تاکہ اچھی طرح پر جذب ہو۔ اسی طرح آگ سے جڑوں میں بھی گرمی پہونچائی جائے۔ اور پہر آگ ہٹا کر سرکہ جڑوں میں ڈال دیا جائے۔ بعض فلاحون نے درخت کو اس قدر تراشا کہ سطح زمین پر تنہ کے ایک ٹکڑے اور جڑوں کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ پہر انہوں نے اُس تراشیدہ مقام پر راکھ جادی۔ پہر راکھ پر کوٹوں کی آگ سلکا دی۔ جب وہ مقام تپنے لگا تو آگ کو ہٹا کر جڑوں پر سرکہ ڈالا۔ پہر اس عمل کے بعد اُن جڑوں کو پانی سے سیراب کیا۔ یہ عمل آخر شب سے طلوع آفتاب تک کیا گیا اور بعد طلوع آفتاب آب رسانی جاری کی گئی۔ پہر حسب معمول لگاتار سیرابی کے ساتھ پانی دیا گیا۔ جب شاخیں نکلیں اور پھوٹی پہلین تو اون کا ٹرہ ایسا ہلکا کہ او کو چھوڑنے سے تیار سرکہ یا تہہ آیا۔ اور اوس میں خفیف سی ایسی ملیج مٹھاسی بھی تھی۔ جو طبیعت کو پہلی معلوم ہوتی تھی۔ اس شیرہ پر جون جون زمانہ گزرتا گیا اور ترشی زیادہ ہوتی گئی۔

فصل چہارم متعلق صنایع کاشت

اصل اول انگور کے اُن درختوں کے بیان میں جنکے ثمرہ
اور شیرہ میں خاص قسم کے تاثرات پیدا کئے جاتے ہیں۔

(۱) کرمۃ الدرباق کا بیان

(۱) بیان عام | کرمۃ الدرباق اور اس درخت انگور کو کہتے ہیں جسکے شیرہ میں جبکہ اُسپر
چہہ مہینہ گزر جائیں تریاق کا اثر پیدا ہوتا ہے جس سے سائپون - بچوڈن اور تمام
زہر دار کیڑوں کے کاٹے ہوئے کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ ایک جماعت نے کہا ہے
کہ بہڑوں اور ریشے کے کاٹے ہوئے کو یہاں تک کہ مہلک دواؤں کے استعمال
کئے ہوئے شخص کو جسکی زندگی کی امید منقطع ہو چکی ہو۔ اس شیرہ کے استعمال سے
شفا ہو جاتی ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ کبھی اسکا شیرہ ترش ہو کر سرد کہ
بجھاتا ہے اور اس سرکہ کے استعمال سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو اوپر بیان
ہوا ہے لیکن بقول صاحب فلاحۃ البطلیہ اس سرکہ میں ایک ٹکٹ میٹھا پانی اور کچھ قطرات
روغن زیتون کے ملانا ضرور ہے۔ اس انگور کی شراب کا اثر اس خاص مقصد کے
لئے شیرہ اور سرکہ سے زیادہ مانا گیا ہے۔ اس درخت کے چند پختہ انگور خاص طریقہ
پر جسکا بیان آگے آچکا کہا لینے سے بھی زہر کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ یہ ایک سرف
رنگ کا انگور ہے جسکے دانے گول اور بعض کسی قدر دراز اور خوشے چھوٹے ہوتے
ہیں۔ اس درخت کے دانوں کا مزہ میٹھا ہوتا ہے جس میں کسی قدر سیلاب بھی پایا
جاتا ہے اور کسی قدر تمنی بھی ہوتی ہے مگر بہت کم۔ جو کہ کمال شنگلی کے دخت کبھی
زائل بھی ہو جاتی ہے۔ اس درخت کا نشو و نما ملک بابل میں اچھی طرح ہوتا ہے
کہہ انیون نے اس درخت کا نام الکرمۃ المجدہ بھی دیا ہے۔ اسلئے کہ اس کی

شاخیں دوسرے اقسام کے انگوری درختوں کی طرح دراز نہیں ہوتیں۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں اور اسکے پتے۔ شاخیں۔ پہل۔ ڈنڈیاں کم ہوتی ہیں۔

صفریٹ کا قول ہے کہ قدیم زمانہ میں قوم منبط نے اسکا نام انہیں خصوصیات کی وجہ سے جعدہ رکھا تھا جب ذوانا یا کازمانہ آیا تو اسنے کرمۃ الدریاق نام رکھا تاکہ اسکے معنوں سے اسکے اصلی منافع ظاہر ہو جائیں۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جب آدم خلیفہ کو ذوانا یا کی رائے سے اطلاع ہوئی تو اسنے بہت سے فوائد اور طریقہ کاشت میں بہت سی نزاکتیں دکھائیں۔

فلاحان عرب کی رائے یہ ہے کہ سرخ رنگ کے انگوروں میں سے اون صفات کے لحاظ سے جو اوپر بیان ہوئے کسی ایک قسم کا منتخب کر لینا معمولی بات ہے لیکن یہ خاص صفت جو اسکے ثمرہ میں پیدا ہوتی ہے وہ صرف صنایع کا نتیجہ ہے۔ اسکے صاحبان تصانیف نے اس قسم کا بیان بطور خاص اپنی کتابوں کے ایک جداگانہ حصہ میں کرنا پسند کیا ہے تاکہ وہ تمام نزاکتیں جو اسکی کاشت اور نگہداشت کے متعلق بیان ہوئی ہیں عام بیان میں مخلوط نہ ہو جائیں۔ ہر گاہ اسکا فائدہ غم غصہ کا نتیجہ مانا گیا ہے تو ہر ایک فلاح کا فرض ہے کہ خفیف خفیف اشاروں پر بھی تہات غور کے ساتھ عمل کرے۔

(۲) تخم کا انتخاب | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ سرخ رنگ کے انگوروں سے جبکی سرخی خفیف اور ہلکی ہو۔ اولی ایک ایسے خوشہ سے تخم حاصل کرو جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ ایسے دانے جب تک خوشن کی ڈنڈیوں سے وابستہ ہوں۔ کسی قدر دہے ہوئے اور پیچھے ہوتے ہیں اور یہ کیفیت صرف ایک جانب میں ہوتی ہے وہ دوسری جانب میں پچھا ہیں نہیں ہوتا۔ یہ دانے ایسے ہوں جو ایک دوسرے سے

کم لے ہوں اور متفرق نہ ہوں۔

(۴۱) دس زمین کی دستی۔ اسکے بعد اعلیٰ قسم کی زمین تجویز کرنا چاہئے یعنی ایسی زمین جو انگور کے لئے موافق طبیعت رکھتی ہو۔ اسکے متعلق تم کو اس کتاب کی فصل اولین سے بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے پہر اس زمین کو نہایت اہتمام کے ساتھ نرم اور ہموار کیا جائے اور تمام زمین کو دو فینٹ کے عمق میں کھودا جائے اور سخت ڈھیلوں کو توڑ کر مٹی کو صاف کیا جائے اور خود رو درختوں اور لنگروں سے بالکل پاک کیا جائے۔

(۴۲) مگر ہوں کا بیان | آپ ہی کا قول ہے کہ ہم نے ایسے متعدد خوشے بوئے اور استادوں کی ہدایت کے مطابق ہر ایک خوشہ کا گڑ یا دوسرے گڑ سے ۳ ہاتھ یعنی ساڑھ چار فینٹ کے فاصلہ پر رکھا اور اگر اسکی دوئی مقدار بھی تجویز کی جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ ان گڑھوں کا عمق زمین میں ۳ فینٹ رکھا گیا۔

(۵) کاشت کا طریقہ | صفات مندرجہ بالا کا ایک خوشہ لیکر اوسکو روغن زمیون میں ڈبا لو اور پہر گڑھ میں سطح زمین سے ایک بالشت کے عمق پر رکھ کر مٹی سے پاٹ دو۔ اور اسی وقت خفیف سا پانی اوپر چھڑک دو۔ دو روز تک اوسکو اویسی حالت پر چھوڑ دو۔ اور پہر اوسکو اچھی طرح پر سیراب کرو۔

صفریٹ نے کہا ہے کہ پستہ کا مغز دوحصہ لو۔ اور پسا ہوا قطر ان پل۔ اویسی جو سی سفید اور صاف سبھی پل ان سب کو باہم مخلوط کر کے ۳ دن تک زیر سمار رکھا جائے اور پہر اوسمین روغن زمیون ملایا جائے۔ اور اس مجموعہ میں اون خوشون کو تر کیا جائے جبکو تم بونا چاہتے ہو۔ اور بونے کے بعد اسی مجموعہ میں پانی ملا کر آبپاشی کی جائے۔ مولف کی رائے ہے کہ اسباب میں متعدد استادوں کے جن آما کا ذکر ہوا ہے ان سب پر عمل کرنا مناسب ہے اسلئے کہ جس کام کو تم کر رہے ہو وہ بہت ہی نازک اور اعلیٰ درجہ کا نتیجہ بخش کام ہے۔

(۷) کاشت کا وقت | اس کام کے لئے ماہ ایلول یا نثرین اول کا وسط مناسب ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اول الذکر وقت میں کاشت کئے ہوئے تخم کے پودوں کا نشوونما بہت عمدہ حالت میں نہیں ہوا۔ برخلاف اسکے آخر الذکر زمانہ کی کاشت زیادہ مفید ثابت ہوئی۔ صاحب فلاحتہ البنیطیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا تجربہ یہ ہے کہ خوشہ کو بونے کے بعد تین تین دن کے فاصلے سے برابر آب پاشی کیجائے اور درخت نکلنے تک یہی عمل رہے۔ یہ عمل نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

(۸) تخم سے پودوں کا نکلتا اور لکھا دے ان کی پرداخت۔ | پہر جب ان خوشوں سے پودے پہوٹ نکلیں تو ان کے اطراف میں خفیف اور ہلکی قسم کی سبزی لگا دی جائے پہر گاسے کے گوبر میں بکری کی میٹیناں اور کسی ایک قسم کے درخت انگور کے پتے ملا کر اس مجموعہ سے ان کے ہتالوں کو اسطرح پر پاٹ دیا جائے کہ اول اون پودوں کے اطراف میں سے کسی قدر مٹی خالی کیجائے اور پہر اس مرکب کھاد کو اس میں بہر دیا جائے پہر اوپر سے کسی قدر مٹی ڈال دیجائے۔ اسی مرکب کھاد کو ہر مہینہ میں دو مرتبہ بدلتے رہنا چاہئے۔

سردی کے موسم کے اواخر پر اس مرکب کھاد کی مقدار کو کسی قدر بڑھا دینا مناسب ہے۔ جب ماہ ایار کے آغاز کو دو چار دن باقی رہیں تو ان پودوں کی جڑوں سے مٹی کھود کر ہر ایک پودے کی جڑوں میں دو دو انار شیرین پھوڑ دئے جائیں۔ صاحب فلاحتہ البنیطیہ کا قول ہے کہ ہماری یہ ہدایت اور ہماری ہر ایک تدبیر ان پودوں کے ساتھ خود رانی پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ صنایع فلاحتوں کے ہدایات پر مبنی عمل کیا ہے جو ان کے تصانیف سے پائے گئے۔ پہر اون اناروں کے چھلکوں اور گھٹلیوں کو بطور کھاد اسی کھودی ہوئی مٹی میں شریک کر کے گڑھوں کو پاٹ دینا چاہئے۔ اس خاص عمل پر مہناخون نے بہت زور دیا ہے اور آئندہ زمانہ میں جو صفات اس درخت کے ثمرہ

میں پیدا ہونے والے ہیں اُن پر موثر پایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم نے کہا دینا چاہا۔ سب سے پہلے تہالوان کی زمین کو نہایت حفاظت کے ساتھ نرم کیا۔ اس طرح پر کہ پودوں کی جڑیں محفوظ رہیں۔ جڑوں کے اطراف کی مٹی جو کہ جڑوں پر محیط تھی نرم اور ڈھیلی کی گئی۔

صغریٰ نے تاکید کی ہے کہ بہتہ کے درخت کی شاخیں اور پتے اور پہل بھی لئے جائیں اور پہلوں کو چھلکے سے نہال لیا جائے۔ پہرا دسکی شاخوں اور پتوں اور چھلکوں کو آگ میں جلایا جائے اور اوسکی راکھ جمع کر کے ان پودوں کی جڑوں میں ڈال دیجائے۔

(۸) سردی کے موسم میں حفاظت | جب سردی کے موسم میں جاڑا زیادہ ہونے لگے

تو ان پودوں پر بوریوں کی آڑ کر دیجائے تاکہ پالے وغیرہ کی آفت سے وہ محفوظ رہیں۔ اور آڑ ایسی نہ رکھی جائے جس سے ہوا بالکل گرے۔ جب جاڑے کا موسم کم ہونے لگے تو ان بوریوں کو بتدریج ہٹا دیا جائے۔ صنّاع فلاحون نے فرمایا ہے کہ ان پودوں کی شاخیں بہت نازک ہوا کرتی ہیں۔ خفیف سی سردی ہی انکو نقصان پہونچاتی ہے لہذا سردی کے موسم میں بہت زیادہ انکی حفاظت ضرور ہے۔

(۹) ۳ سال کی عمر میں کیا کرنا چاہئے۔ | جب ان پودوں کی عمر ۳ سال کی ہو جائے اور

چوتھا برس شروع ہو تو انکے لئے لکڑیوں یا بانس کی تھونیاں تجویز کی جائیں۔ تاکہ اُن پر شاخیں پھیلیں۔ تھونیوں کی تیاری اُسی قاعدہ پر کی جائے جیسا کہ منڈوون کی تیاری میں کی جاتی ہے۔ استادون نے کہا ہے کہ ان درختوں کی بیلیوں کو زمین پر نہ پھیلا نا چاہئے بلکہ منڈوون ہی سے کام لینا چاہئے۔

(۱۰) نشوونما بڑھانے کی تدبیر۔ | صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ان درختوں کے نشوونما کو بڑھانے کے لئے ہم نے امتدادون کی ہدایت کے موافق بلوط کے ٹکڑے لئے اور

اُن کے ساتھ کرستہ کی لکڑی کے باریک باریک ریزے ملائے پہر اس مجموعہ کو ان درختوں کی جڑوں کے پاس بتاڑ میں دفن کر دیا۔ اور پائٹے سے پہلے گیہوں کا بہو اور باقلہ دونوں کو پیشاب میں مڑا کر شکھلایا اور پہر اس میں انار کے چپکے ملا کر بطور کھاد سال میں ایک دفعہ موسم بہار سے پہلے استعمال کیا۔

کبھی یہ کیا کہ گاسے کے گوبر میں انار کے چپکے مخلوفا کئے اور پہر دونوں کو پس لیا اور اس میں مہینہ سی مٹی ملائی اور اس مجموعہ کو پودوں کی جڑوں میں دفن کیا۔ اور کبھی نشوونما کے بڑانے کے لئے انگور کے پختہ دانے یا کشمش کی مسلم گہلیاں ان پودوں کی جڑوں میں گاڑ دیں اور زیادہ کوشش اس بات پر کی کہ یہ پختہ دانے اور کشمشیں اس پودہ کی مان کے ٹرہ سے مل سکیں کیونکہ وہ اس پودہ کے لئے بہ نسبت اور انگور دن کے زیادہ مفید ہیں۔

اور کبھی انگور کے خوشون کی ڈنڈیاں بھی اس میں شریک کر دیں جس سے بالخصوص بار آور ہی میں مدد ملی یعنی پہل بہت جلد پختہ ہوئے۔

پہر اُستنان کو پکا کر صاف کر لیا اور روغن زیتون اور گاسے کے گوبر اور مٹی میں مخلوفا کر کے پودوں کی جڑوں میں کبھی کبھی ڈالا اور تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ یہ عمل اس درخت کے لئے بہت مفید ہے۔

(۱۱) آب پاشی کا بیان | آپ فرماتے ہیں کہ اس درخت کی آب رسانی ہمیشہ سیرابی کے ساتھ کرنا چاہئے اور پانی میں تھوڑا سا روغن زیتون بھی شریک کرنا چاہئے۔ جب وہ اپنی طبعی قوت سے غذا اور پانی کو جذب کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس تیل کا اثر اُس کے جسم میں سرایت کرتا ہے اور زمین کے لطیف اجزاء اسی تیل کے اثر سے جذب ہوتے ہیں۔

صغریٰ نے کہا ہے کہ پتہ کا جو مرکب ہم نے بیان کیا ہے۔ جس میں پونے سے پہلے خوشے ڈبوئے جاتے ہیں۔ اس کو اس درخت کے ۳ سال کی عمر تک روزانہ آب رسانی

میں شریک رکھنا چاہئے۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ نے اپنے تجربہ سے اس پانی میں تھری سی سی سی ہوی زعفران کے ملانے کا حکم دیا ہے۔

(۱۲) آگ کی گرمی پہلے سال | صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جب کرمۃ الدریاق کا

پودہ ایک سال سے کم عمر کا تھا تو ہم نے استادوں کی ہدایت کے مطابق اسکے قرب میں درخت انار اور دیگر اقسام انگور اور اسکی لکڑیاں کا ایندھن جمع کیا۔ بہار یہ عمل سرد موسم میں تھا۔ پہر اس ایندھن میں آگ روشن کر دی۔ یہ آگ درخت مذکور سے ایسے مستدل فاصلہ پر ایک عمیق گڑھے میں تھی کہ جس سے درخت انگور کی جڑوں کو صرف گرمی پہنچتی رہی۔

اس ایندھن کے جلنے سے جو راکھ جمع ہوتی رہی اسکو ایک جگہ پر جمع کر لیا۔ پانچ پانچ دن کے فاصلہ سے ہم نے یہ عمل آہستہ دفعہ کیا۔ اور ہر ایک دفعہ ہم بتدریج ایندھن کی مقدار کو کم کرتے گئے۔ اسکے بعد روغن زیتون کو پانی میں ملا کر آب پاشی کرتے رہے۔ تا آنکہ

آخری عمل کے بعد سے کامل ۸۴ دن گزرنے پر جمع کی ہوئی راکھ کو کسی قدر مٹی اور روغن زیتون کی دردی کے ساتھ ملایا اور پہر ہند بار کے پتے اور جڑیں اور سین شریک کیں اور ۲۰ دن تک اٹتے پھلتے رہے۔ اور اس مدت میں ہر روز پانی اوپر چھڑکائے۔ جب وہ

مجموعہ سڑ کر باہم مخلوط ہو گیا تو کسی قدر گائے کا گوبر بھی اس میں شریک کیا گیا۔ اور پھر آہستہ دن کے بعد اس پر انگوری سرکہ اور شراب چھڑک کر اسکو پھیلا دیا۔ جب وہ خشک ہو گیا تو پھر اسکو کوٹ کر مثل عبار کے ہارک کر دیا گیا۔ پہر اس میں سے ایک حصہ

پودوں کی جڑوں میں مثل کہا د کے دیا گیا۔ اور تھوڑا سا عبار پودوں کے پتوں اور کوپلن پر بھی چھڑکا گیا۔ اس عبار کے چھڑکنے سے پہلے تھوڑا سا میٹھا پانی بھی اون پر چھڑکا اور ہر دس دن کے فاصلہ سے یہی عمل جاری رکھا اور ہر روز روغن زیتون لے ہوئے پانی سے آب پاشی بعد ضرورت کی گئی۔

(۱۳) منج کی قربانی دوسرے سال۔ | آپ ہی کا قول ہے کہ جب ان پودوں کی عمر ایک سال

کی ہو کر دوسرا سال شروع ہوا تو ہم نے عالم فلاحون کی ہدایت کے مطابق ایک سفید مرغ لیا۔ جبکی کیسر بڑی ہتی اور اوسکا سر کاٹ کر اوسکی کیسر میں چبید کیا اور ایک سیاہ ریشم کا دوڑا اوسمیں پرویا اور اوس پودہ کی جڑ سے قریب کر کے باندھ دیا۔

(۱۳) شراب پاشی تیسرے سال۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب ان پودوں کی عمر سے دو سال گزر کر تیسرا سال شروع ہوا تب ہم نے ہر مہفتہ میں ایک بار انگور ہی شراب سے پودوں پر خفیف سا چھڑکاؤ شروع کیا۔ یہ عمل برابر ایک سال تک جاری رہا۔

(۱۵) کبابی عمل چوتھے سال جب ان پودوں کی عمر سے ۳ سال ختم ہو کر چوتھا سال شروع ہوا تو ہم نے استادوں کے حکم کی تعمیل میں فی پودہ ایک ایک مرغ لیا اور اوسکو مسلم مہال و پر جلایا اور اوسکا سوختہ ڈبا نچہ ہر ایک پودہ کے تنہ سے لگا کر باندھ دیا۔ کہا گیا ہے کہ یہ عمل اگر چوتھے سال نہ ہوا تو پانچویں سال کرنا چاہئے غرض یہ سوختہ مرغ جب تک پاش پاش ہو کر خاک نہ بنگیا اوسی طرح پودہ کے تنہ سے بندھا رہا۔

(۱۶) سراج القطب کی کاشت آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ پودے ترقی کرنے لگے تو دوسرے تیسرے سال کسی وقت سراج القطب کے تخم انکے اطراف میں بودے گئے اوسکا قرب بھی اوس خاصیت پر موثر ہے جو کرمۃ الدریاق میں پیدا ہوتی ہے۔ انکے مہساگی سے انگور کے درختوں میں ایک خاص قسم کی تازگی محسوس ہوتی ہے۔ عالم فلاحون نے اسکی ضرورت کو بہت تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔ اور اسکے اثر کو ثابت کیا ہے۔ لیکن ہم اسکے تفصیلی بیان میں کوئی نتیجہ نہیں پاتے ایک ہوشیار فلاح کے لئے اس قدر ہدایت کافی ہے جو کہ اپنے تجربہ اور عمل سے جیسے بیان کر دیتی ہے۔

(۱۷) بیماری اور علاج۔ ان درختوں کو بباوقات وہ امراض بھی لاحق ہوئے۔ جنکا بیان باب الامراض میں گزر چکا ہے۔ ہم نے انہیں تمام ہدایات کے مطابق مجاہد

کی فکر کی جبکی صراحت اس باب میں ہے لیکن ہر ایک مرض کے علاج کے ساتھ اس قدر اور اضافہ کیا اور یہ صنایع استادوں کی خاص ہدایت تھی کہ ہٹوری ہٹوری انگوری شراب کسی قدر وقفہ کے ساتھ بیماریاں درخت پر اور اسکے تہالہ میں چہرے کئے رہے۔ یہ چہرے کاؤ نہ صرف بیماری میں جاری رکھا بلکہ ہر مہینہ کے بعد۔

(۱۸) ان درختوں سے قلم لیا۔ ہم نے ماہ شہباز کے وسط سے ماہ ادرتک ان درختوں

سے قلم حاصل کئے۔ صفر میٹ کی راے ہے کہ یہ کام ماہ ادر کے آغاز ہی سے کرنا چاہئے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کام کو ایک ایسے وقت میں کرنا چاہئے۔ جب کہ شدت سرما کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ اگر فصل ربیع میں بھی سردی غالب ہو تو تاخیر ضرور ہے پھر ان شاخوں کی نگہداشت میں اونہیں تمام قواں عمل کیا جو اس خاص قسم کی کاشت کے متعلق اسی باب میں بیان ہوئے ہیں۔

ہم نے ان قلموں کو کسی آلہ سے نہ تراشا بلکہ اصل درخت کو بچا کر اپنے ہاتھوں سے توڑ لیا۔ اور صرف سہارے کے لئے درخت کی پشت سے مدد لی۔ ہمارا پر احتیاط عمل ایسا تھا جیسا کہ کسی پودے کو اکھیڑنے میں یعنی اصل درخت کے اس حصہ کو جو شاخ کے نیچے تھا مصنوعی کے ساتھ ہم نے تھاما اور پھر شاخ کو جھکایا اور درخت کی پشت کا سہارا دیا اور پھر اس حصہ کو جبکہ جدا کرنا مقصود تھا نوچ لیا۔ اسی قاعدہ سے گڑھ تیار کئے گئے تھے جسکا بیان اسی باب کے ابتدا میں ہوا ہے۔ پس ان قلموں کو فوراً اون میں بویا کہاد کے دینے اور نگہداشت کے متعلق بھی اونہیں تمام اقوال پر عمل کیا جو اس خاص باب میں بیان ہوئے ہیں۔

ان قلموں کے سروں کو بونے کے وقت ایک بالشت تک روغن زیتون میں ڈبو کر مناسب خیال کیا۔ یہ تعلیم بخیرہ کار استادوں نے کی ہے جسکا خاص اثر ہے۔ باوجود ان تمام کوششوں کے ان پودوں کے ٹرہ میں تریاقتی اثر نہ تھا یہ عجیب بات

جان رکھنے کے قابل ہے۔

(۱۹) نیچے کاشت جب ان تمام تحلفات اور احتیاطات کے ساتھ کرمۃ الدریاق کے

درخت بار آور ہوئے اور بار پختہ ہوا۔ اور خوشے درختوں سے اتارے گئے تو پہنے اتاروں کی ہدایت کے مطابق اس کا شیرہ بقدر نصف رطل ایک پیالہ میں لیا۔ یہ ایسا پیالہ تھا۔ جس میں ایک رطل ہی کی وسعت تھی۔ پہر اوسمیں ایک منقال لال مٹی اور ایک قیراط زعفران ملائی گئی۔ اس موقع پر معلوم رہنا چاہئے کہ اگر مریض گرم مزاج ہو تو زعفران کا وزن بقدر دو گہونگہی کافی ہے۔

جب یہ مرکب شیرہ ایسے مریض کو پلایا گیا جو خود زہری چکا تھا تو یہ اس کے حق میں تریاق ثابت ہوا۔ اور نیز مختلف اقسام کے ساینوں اور مہلک کچھوٹوں اور زہریلے کیتروں کے زہر کو بھی دفع کر دیا۔ واضح ہو کہ اس مرکب عرق کے پلانے کے ساتھ ہی اس پیالہ میں کسی قدر گلاب ڈال کر خوب ہلانا چاہئے اور پہر اوسکو بھی پلا دینا چاہئے۔ بنیوشاد کا قول ہے کہ اس درخت کی چار ادویہ شراب میں دو ادویہ اسکی شراب کا سرکہ اور نصف رطل نہر کا پانی ملا یا جائے۔ اور پہر اوسمیں دو درہم گل ارنی ملائی جائے اور اچھی طرح سے مخلوط کر لیا جائے۔ پہر زہر خوردہ بیمار کو یہ عرق پلا دیا جائے اور اوسکے بعد مونی کی جڑ کی گول گول قاشیں تراش کر کہلائی جائیں۔ اگر بینک کے تخم بھی کسی قدر لئے جائیں تو زیادہ مفید ہوگا۔ ان بیجوں کا ملانا اس طرح پر مفید ہے کہ سرکہ اور پانی ملانے کے بعد ان بیجوں کو کوٹ کر اٹکا سفوف اوس پر چھڑک دینا چاہئے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ اس درخت کے پختہ انگور یا اسکی کشمش کو ایک رطل کے وزن میں اخروٹ اور سداب کے پتوں کے ساتھ زہر خوردہ کو بہت جلد کہلا دینا چاہئے اور جب وہ کہا چکے تو ایک ایک گہونٹ کر کے سات گہونٹ اسی درخت کی شراب کے

سرکہ سے کسی قدر روغن زیتون کے ساتھ پلا دینا چاہئے۔ اور جبکہ سرکہ معدہ میں پہنچ جائے تو اسوقت ایک بڑی مونی کی جڑ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کھلانا چاہئے۔ پہر اس کے بعد اسی سرکہ میں !نی ملا کر پلا دینا ضرور ہے۔ یقین ہے کہ اس عمل کے بعد ۳۳۲ ہونگی اور زہر کا اثر زائل ہو جائیگا۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مسموم کو تازہ دودھ بقدر نصف رطل پی لینا چاہئے۔ پہر کرمۃ الدریاق کی شراب کا استعمال کرنا چاہئے۔ اگر بیمار زہریلے جانور کا کاٹا ہوا ہے تو اس مقام پر گل ارمی کو اس شراب اور سرکہ اور دودھ میں حل کر کے لپ کر دینا چاہئے۔

پلانے کے لئے دودھ کی مقدار حسب قدر زیادہ ہو او لے ہے اور اوسمیں کسی قدر پسی ہوئی شکر بھی ملا لینا بہت نافع ہے۔

ماسی سورانی کا قول ہے کہ اس درخت کا ہر ایک جزو زہر کے لئے تریاق ہے پتے اور جڑ کے کہانے سے بھی زہر کا اثر باطل ہو جاتا ہے اور اسی طرح اس درخت کی لکڑی سے مسواک کرنا بھی موثر ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس درخت کے پتوں کا پھوٹا ہوا عرق اثر میں شراب سے کم نہیں ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ پتوں کا رس یا شراب کا استعمال ایک دفعہ کافی نہیں ہے بلکہ کئی روز تک دہوے ہوئے جو یا جوار کی روٹی کا مالیدہ دودھ اور سرکہ اور شراب مذکور میں ملا کر ہتھوڑا سا پسا ہوا نمک اس پر چھڑک کر بطور غذا کھانا چاہئے بہتر یہ ہے کہ اس پر کسی قدر پودینہ اور کترھی ہوئی سداب بھی ڈال دیجائے۔ اور اس مرکب غذا کو ایک ساعت تک رکھنے کے بعد ہتھوڑا سا روغن زیتون اسپر ڈال کر کھانا چاہئے اور بعد از غذا اسی درخت کے پختہ انگور خواہ خشک ہوں یا تر استعمال کئے جائیں۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جب روٹی کا مالیدہ بنا لیا جائے تو اول اُسمین روغن زیتون ملائیں۔ پہر لپا موانک او سپر چہر لکین۔ اور ایک دوسرے طرف میں اس درخت کی شراب جسمین سرکہ اور دودھ ملا یا گیا ہو لیں اور اُسمین کوٹی ہوئی کراوی اور کمون شریک کریں اور ایک گہنٹہ تک اوسکو رکہ چہوڑیں۔ پہر اوسکو مالیدہ کے ساتھ ملا کر چمچے سے کھائیں۔ غذا کے لئے یہ تدبیر زیادہ تر مفید ثابت ہوئی ہے۔

(۲۰) خاتمۂ بیان۔ ماسی سورانی کا قول ہے کہ اس درخت کے بونے میں اس امر کا خیال رکھو کہ ثمر اوسوقت ستارہ مریخ کے دونوں خانوں میں سے کسی ایک میں ہو۔ دوسرے فلاحون نے برج اسد کو مناسب خیال کیا ہے۔

دوانا یا سے منقول ہے کہ اس درخت کے مثرہ میں جو تاثیر دفع زہر کے لئے بیان کی ہے اُسمین ایک مجموعی خاصیت کو دخل ہے جو کہ تدبیر اور صفت سے پیدا کی جاتی ہے۔

اسکی شراب خام انگور وں سے نہ نکالنا چاہئے بلکہ بختہ انگور سے کام لینا چاہئے اور کوئی چیز اوسمین شریک نہ کرنا چاہئے بلکہ صرف سیرہ کو عرصہ تک رکہ دینے سے اوسمین تیزی پیدا ہو کر شراب بن جاتی ہے۔

قسطوس کا بیان ہے جبکو صاحب فلاحۃ رومیہ نے نقل کیا ہے کہ کرمۃ الدریاق کا ثمرہ اور پتے اور سیرہ۔ ساپ اور دیگر موذی جانور وں کے کاٹے ہوئے کے لئے تریاق دوا ہے۔ آپ نے اس درخت کی کاشت کی نسبت بہت ہی سادہ طریقہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو قلم کاشت کے لئے درخت انگور سے حاصل کیا گیا ہے اس کے اسقدر حصہ کو جو زمین میں گاڑنے کے قابل ہے چیر دو۔ اور اوسکے جوت سے تمام گودا نکال کر اوسکی جگہ منجھد تریاق بہر دو۔ پہر اوسکو بید کی چہال سے مضبوط باندھ دو۔ اور اوپر تریاق کا لپ کر کے بودو۔ جب اُسمین نشوونما پیدا ہو گا تو کہا

جائیگا۔ کہ یہ کرمۃ الدریاق ہے۔ ضرورت پر اسکا ثمرہ اور اسکا شیرہ اور اسکے پتوں کا کھانا تریاق کا کام دینگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس عمل سے گویا ہم نے تریاقی دوا کو اس درخت میں بہر دیا۔ تاکہ اُسکے افادت سے خلق اللہ وسیع پیمانہ پر مستمتع ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس درخت سے جو قلم لیا جائیگا یا جو پیوند حاصل کیا جائیگا۔ اوسمین تریاقی اثر کی امید مت رکھو۔ اسلئے کہ تجربہ سے یہی ثابت ہوا ہے کہ وہ اثر صرف اُس بوئے ہوئے درخت سے محدود ہے۔ مولف حقیر کہتا ہے کہ اگر اس درخت سے لئے ہوئے قلم یا پیوند کے بونے کے وقت وہی عمل کیا جائے جو کرمۃ الدریاق کے بونے کے وقت کیا گیا ہے تو یہ بات قرین عقل ہے کہ اس نئے درخت میں بہ نسبت پہلے درخت کے تریاقی اثر زیادہ پیدا ہو۔

صاحب فلاحۃ رومیہ فرماتے ہیں کہ کرمۃ الدریاق کے پہلون کا بچوڑا ہوا یا جوش دیا ہوا شیرہ یا مربے یا سرکہ یا سادہ پہل یا کشمش سب اپنے اثر میں مساوی ہیں۔ جنکے استعمال سے زہر کا اثر بالکل دفع ہو جائیگا۔ اور مجبوری کی حالت میں اس درخت کے پتوں کو چبانے اور پتوں کو پیکر زہریلے مقام پر لپ لگانے سے بھی شفا حاصل ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں کہ انگور کے بیان میں ہمکو اس بات کا پابند رہنا چاہئے کہ غیر انگور کا بیان اُسکے ساتھ نہ ملائیں لیکن محض اس خیال سے کہ زہر کا تریاق کوئی آسان چیز نہیں ہے۔ ہم بے ساختہ اسنے ایک اور تجربہ کو یہی اسی کے ساتھ بیان کئے دیتے ہیں کہ اگر ضرورت پر کرمۃ الدریاق یا نفس تریاق نہ مل سکا تو گارے کا پیشاب اور اسکا دودھ اور اوسی کا گہی ان تینوں کو ہم وزن لیکر آپس میں مخلوط کر لو۔ اور مسموم کو پلا دو۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد اوسکو قے کراؤ۔ جس سے زہر کا اثر باطل ہو جائے گا۔

(۱) انگور کا وہ درخت جسکے غرہ اور شیرہ اور پتوں کے کھانے سے دست آئیں۔

صاحب فلاح نے رویمہ نے فرمایا ہے کہ اگر تم انگور کے قلم کے نیچے کے حصہ کو جسکو زین میں دفن کیا چاہتے ہو۔ بونے کے وقت چیر کر اسکا گودہ نکال دو۔ اور اس کے عوض کوئی مسہل دو ابھر دو۔ تو اس شاخ سے جو درخت تیار ہوگا۔ اس کے غرو۔ شیرہ اور پتوں میں مسہل کا اثر ہوگا۔ پہر آپ تاکید فرماتے ہیں کہ مسہل کی دواؤں کو اچھی طرح پر کوٹ کر ملا لینا چاہئے اور اس مجموعہ کو قلم انگور کے حصہ زیرین میں بہرنے کے بعد مجوزہ گرہے میں وہی دوا اس مقدار میں ڈالنا چاہئے کہ وہ دفن شدہ حصہ کے اطراف میں آجائے۔ پہر اس کے بعد مٹی سے وہ گڑھا بہر دیا جائے۔ یہ طریقہ ہمارے مقصد کے لئے زیادہ موثر ہے۔

مولف لکھتا ہے کہ اگرچہ انگور کی بوباس بدلنے کے لئے اسی قسم کے بعض تدابیر اسی فصل کے اُتدہ حصہ میں بیان کئے جائیں گے لیکن یہ خاص عمل جو تریاقتی اور اسہالی اثر کے لئے اس باب میں بیان ہوا ہے لاثانی ہے۔ ایک فلاح نے کہا۔ کہ ہم اسی اصول پر بعض درختان انگور میں ایسا اثر پیدا کر سکیں گے جسکے پیل کے استعمال سے نشہ ہو جائے یا نیند آجائے یا اساک ہو جائے۔ مولف اس خیال کو تسلیم نہیں کر سکتا اس لئے کہ تجربہ کار عالمون نے اسکا ذکر نہیں کیا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ یہ تاثرات مخصوص ہوں جنکی نسبت و ثنوں کے ساتھ ہدایت کی گئی ہے۔ ہم کسی نئے عمل کی نسبت اس وقت تک بہرہ و سائکرین گے جب تک کوئی ذہی علم فلاح خود تجربہ کر کے اسکی ہدایت نہ کرے۔

اصل دوم میوہ انگور میں تغیر پیدا کر نیکے مشعلق

(۱) ایک درخت انگور میں مختلف علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ ایک درخت میں مختلف اقسام کے خوشو پیدا کر نیکھا طریقہ۔ اقسام کے انگور پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مختلف اقسام انگور کی شاخیں درخت انگور کے تنہ میں اسی قاعدہ سے ملائی جائیں جیسا کہ

باب تعلیم میں بیان ہوا ہے۔

مولف کو اسکا تجربہ ہے کہ سیاہ انگور کی کاٹی ہوئی شاخ سفید انگور کے درخت پر ایک بار ایک شاخ کے ساتھ اس طرح پر پیوند کی گئی کہ اول ایک شاخ کو سیاہ انگور سے کاٹ کر کوٹھے میں جما دیا گیا۔ اور پھر جب اوسمیں جڑیں نکل آئیں اور نشوونما ہوا تو وہ کوٹھا سفید انگور کے منڈوے کے پاس رکھ کر اُس نئے پودے کا قلم سفید انگور کے ایک شاخ سے باندھا گیا۔ مہینہ میں شاخ مل گئی۔ پھر کوٹھے والے درخت کو تنہ سے کاٹ دیا گیا۔ یہ شاخ بڑھنے لگی۔ کئی سال کے بعد اس میں بار آیا اور سیاہ انگور لگے۔ لیکن اسکا اثر یہ ہوا کہ سفید انگور کے مستقل درخت کی بار آوری کم ہو گئی۔

مولف خیال کرتا ہے کہ یہ نقصان غالباً اسوجہ سے ہوا ہے کہ سفید و سیاہ میں مخالفت ہے اور دو مخالفوں کے ایک درخت میں جمع ہونے سے سپید انگور کو نقصان پہنچتا۔ لیکن اگر سفید گول انگور کو سفید لانسے انگور سے یا سیاہ کو سرخ سے یا سبز کو سفید سے ملائیں تو شاید یہ نقصان پیدا نہ ہوگا۔ اسلئے کہ ان دونوں کا اختلاف سخت نہیں ہے۔ نیز ممکن ہے کہ اسی قسم کا نقصان اون میں بھی ظاہر ہو۔ اسلئے کہ قد مارنے مختلف اقسام کو ایک جگہ بونے کی ممانعت کی ہے لیکن اس ممانعت میں سپید و سیاہ کی نسبت سخت تاکید ہوئی ہے کہ ایک دوسرے سے قریب نہ ہو۔ الفرض یہ اعمال صنائع میں داخل ہیں۔ جو بدل بہلانے کی چیز ہے۔ جو شادابی ایک ہی قسم کے درخت میں رہ سکتی ہے انکی امید ان مصنفین کی اعمال میں غالباً نہ رکھنا چاہئے۔

صاحب دولت باغبانی فرماتے ہیں کہ اگر ایک شاخ انگور سفید کی اور دوسری خنجاں انگور سیاہ کی لیکر شاخ انگور سیاہ کے خولوں میں شیرہ منقعی بہر دین۔ اور پھر اون دونوں کا باہم پیوند باندھ دین تو ایک ہی درخت سے ۳ قسم کے انگور یعنی سرخ۔ سپید۔ اور سیاہ حاصل ہوں گے۔ آپ نے اس پیوند کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے۔ فرماتے

ہیں کہ دو سالہ یا سہ سالہ زوردار پودے کی شاخ کو ایک فٹ کی بلندی پر ایک آنکھ سے دوسری آنکھ تک لکڑی سے چیلو اور پہراوسکی اندرونی لکڑی کو صفائی کے ساتھ چاقو سے کرید کر اس قدر نکال ڈالو کہ اوسمیں صرف موٹے کاغذ کے برابر لکڑی اور چیلکا باقی رہے اور خول کے مثل ہو جائے۔ اسی طرح بڑے درخت میں بھی اوسی شاخ کی جسامت میں ایک سبز اور زوردار شاخ تلاش کرو جسکی آنکھوں کا فصل بھی اوسی چھوٹے پودے کے مطابق ہو۔ پہر چاقو کی نوک سے اوسمیں خول بناؤ۔ پہراں دونوں خولوں میں سفلی کے کوٹے ہوئے سچ کو تھوڑے سے شہد میں ملا کر بہر دو۔ اور پہراحتیاط سے دونوں شاخوں کو آنکھ سے آنکھ ملا کر بانڈ دو۔ اور اوپر سے کپڑا لپیٹ کر لپ کر دو۔ تو عہدگی کے ساتھ میوہ نڈ مل جائیگا۔

(۲) نمرہ انگور کے چلی رنگ کی تبدیل کا طریقہ۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ بڑے درخت سے قلم لینے اور اوسکے ذریعہ سے کاشت کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے جسکو ذی علم فلاحون نے صنعت میں داخل کیا ہے۔ اس سے نمرہ کا اصلی رنگ تغیر ہو جائے گا۔ یعنی کالا انگور سفید یا سفید انگور سیاہ یا سرخ ہو جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب کوئی شاخ زیادہ طاوت رکھتی ہو یعنی مائل خشکی ہو۔ اور اتفاقاً اُسکے پہلو میں دوسری نئی شاخ نکل آئے اس طرح پر کہ نئی اور پرانی دونوں کا نسبت ایک ہو تو چاہئے کہ اُس نئی شاخ کو پانی میں بہگوئی ہو می تیز درانتی سے قطع کر دیا جائے اور اوسکے ساتھ ہی پرانی شاخ سے ایک انچ چھوڑ کر باقی حصہ کاٹ دیا جائے۔ پہراوسکے بعد پرانی شاخ کے اوس ٹکڑے کو جو باقی رہ گیا ہے درانتی سے چیرا جائے۔ پہر جدید شاخ مقطوعہ کے سرے سے اوس جانب سے کہ جس جانب تراش واقع ہوئی ہے چھلکا نکالا جائے اور بے پوست حصہ کو پانی میں بہگو کر پرانی شاخ کے اوس حصہ میں داخل کیا جائے جو بقدر ایک انچ درخت

میں لگا ہوا ہے۔ جسمین تنکاف کیا گیا ہے اور پہر اوپر سے ایک مضبوط ڈوری سے باندھ دیا جائے۔ اس عمل کے لئے ڈوری یا رستی سے زیادہ بہتر اور سفید۔ سن یا درخت انگور ہی کی نشین ہیں جو اس کام کے قابل ہوں۔ الغرض اس عمل کے کچھ دنوں کے بعد وہ پیوندی مقام مل جائیگا اور شاخ پیوند شدہ سرسبز نظر آئیگی۔ پہر اس پیوندی سرسبز شاخ سے قلم لیکر کاشت کیا جائے تو اسکے پہلے اصلی درخت سے زیادہ صاف اور شفاف اور مختلف اللون اور کثیر المتعداد اور خاصیت اور مزے میں بہتر ہونگے مختلف اللون سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ اصلی درخت اگر کالے یا لال انگور کا ہے تو اس شاخ سے بنے ہوئے درخت کا پہلے سفید ہوگا۔ اور اصلی پہلے سے بڑا ہوگا۔ یہ نکتہ یاد رکھنے اور عمل کرنے کے قابل اور صنائع میں داخل ہے۔

(۳) میوہ انگور کی شکل کی تبدیل کا طریقہ۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ میوہ انگور کی شکل

و شبہ است اور بو مصنوعی طریقہ پر بدلنا ممکن ہے۔ قدمائے فلاطین نے اسکے متعلق مختلف طریقے دکھائے ہیں مثلاً اگر چاہو کہ انگور کے دانے دراز ہوں تو قلموں کی سی پہونکنیاں بنالو۔ اور ہر ایک خوشہ میں ایک ایک دانہ پر ایک ایک پہونکنی چڑھا کر اوسکو ایک تاگے کے ذریعہ سے خوشہ کی ڈنڈی پر باندھ دو۔ تاکہ دانے پہونکنیوں سے جدا نہ ہو جائیں۔ جب وہ دانے بڑھنے لگیں گے تو عرض میں پہونکنی سے نہ بڑھ سکیں گے اور اپنی تمام قوت کو طول میں صرف کریں گے۔ اگر یہ پہونکنیاں تانبے کی ہوں اور اومین سوراج بھی رکھے جائیں تو دانہ انگور مستطیل وضع کا خاردار عجیب وضع کا تیار ہوگا۔ اگر پہونکنیاں تانبے کی ہوں تو نزاکت کے ساتھ ان میں ایسی کیل رکھنا چاہئے کہ میوہ انگور کی سختگی کے بعد اونکو کہوں کر انگور نکال لے سکیں۔ اگر مٹی یا قلم کی ہوں تو اونکو توڑ دینا آسان ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ میوہ انگور میں اسکی صلاحیت ہے کہ جس قسم کا قالب

اوپر پہنا دو۔ وہ پختگی کے زمانہ میں اسی قالب کے ہم شکل ہوگا۔ بعض متاعون نے میوہ انگور پر اسی قاعدہ سے اپنا نام ہی قائم کیا ہے۔ اور اگر قالب قلم یا مٹی کا ہے تو وہ اکثر میوہ انگور کی پختگی کے زمانہ میں اندر کے دباؤ اور زور کی وجہ سے خود بخود ہیٹ جاتا ہے۔

(۴) ایک خوشہ میں مختلف رنگ اور قسم کے دانے پیدا کرنے کا طریقہ۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو کہ ایک خوشہ میں تمام اقسام کے رنگ ہوں اور لائبے گول اور بیضاوی اقسام ہی مخلوط رہیں تو ان تمام اقسام کے درختوں سے اوس موسم میں جس میں پانی کی تراوش جاری رہی ہے ایک ایک شاخ لو۔ مثلاً سفید انگور کی ایک شاخ۔ سیاہ کی ایک شاخ۔ دراز کی ایک شاخ۔ گول اور بیضاوی کی ایک شاخ۔ پہر اون سب شاخوں کو جمع کر کے چکنی لکڑی سے ایک پر ایک رکھ کر کچلا جائے اور آنکھوں کو کچلنے سے محفوظ رکھا جائے۔ پہر کچلے ہوئے مقام کو ایک دوسرے سے ملا کر کسی بڑے ہوئے مضبوط تانگے سے کسکر باندھ دیں۔

بعض فلاخون کی رائے ہے کہ اون شاخوں کے اطراف کو قطع کر کے قد میں برابر کر لیا جائے۔ اور اس طرح پر اوکنا ایک گٹھ باندھا جائے کہ ایک شاخ کی آنکھ دوسری شاخ کی آنکھ پر برابر بیٹھے۔ اس طریقہ عمل میں شاخوں کو کچلنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پہر اس ہڈل کو یا اوس ہڈل کو جو طریقہ اول الذکر کے مطابق تیار کیا گیا ہے بیل کے سینگ یا دوسری کسی اور چیز کے کئی ایک حلقوں میں داخل کر کے گاسے کا تازہ گوبر اوپر بہر دیا جائے۔ اس طرح پر کہ وہ ہڈل ایک جسم نظر آئے۔ پہر اس ہڈل کو عمدہ مٹی والی زمین میں کھرا گاڑ دیں۔ اس طرح پر کہ اُن شاخوں کا پتلا سر زمین سے ۳۔ اوٹھل باہر رہے اور اسکی احتیاط کیجائے کہ کم سے کم ہر ایک شاخ کی چار چار آنکھیں زمین کے اندر ہوں۔ نیز اسکا لحاظ رہے کہ ایسی شاخیں باہر وارد درخت سے

حاصل کی گئی ہوں۔ الحاصل جب آب رسانی کا اہتمام جاری رکھا جائے تو تین سال کے بعد یا بقول بعض دو ہی سال میں وہ سب شاخیں آپس میں ملکر ایک تنہ کی شکل میں ہو جائیں گی۔ اس سے جو شاخیں نکلیں گی ان میں سے ہمیشہ ایک ہی شاخ قائم رکھی جائے اور دوسری شاخوں کو برابر کاٹ دیا جائے۔ جب وہ ایک شاخ دراز ہوگی تو اوسمیں رنگ بزرنگ اور مختلف اقسام کے انگور لگیں گے۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اس مطلب کو ہم ایک اور طریقہ سے بھی حاصل کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ان مختلف اقسام کی شاخوں کا متوسط حصہ چیرا جائے۔ یہ تراش انگور کے درمیانی حصہ میں واقع ہو۔ اور ان کے مغز پر موثر نہوں۔ پہر ایک ایک شاخ کو لیکر دوسری شاخ کے شوق سے ملائے جائیں اور متصل کر کے مضبوطی کے ساتھ ان سب کو ایک بٹی ہوئی ڈور ہی میں باندھ دیں اور پہر گائے کے گوبر اور عناب کے پتوں میں اوس بٹل کو لپیٹ کر مٹی یا پسے ہوئے کوئی کاندیسے اوس پر لپ چڑھا دیں پہر اوس کو زمین میں قائم کر دیں۔ اوس سے جو درخت نکلیگا۔ اس کے ثمرہ میں تمام قسم کے رنگ بزرنگ گول۔ لانسے۔ بیضاوی انگور لگیں گے۔

بعض نے کہا ہے کہ پہلے ہر ایک شاخ کا جوف شوق کریں اور ہر قسم کے رنگ کی نصف نصف شاخ لیکر سب کی سب زمی سے کچلی جائیں اور ان کو آپس میں ملا دیں اور پہر ان سب کا ایک بٹل مضبوطی سے باندھا جائے اور اوس پر گائے کے گوبر کا لپ چڑھا کر عمدہ زمین کے ڈیڑھ فٹ کے عمیق گڑھے میں ایک جانب جھکا کر بوندیں اور سطح زمین کے اوپر ہر ایک کی دو آنکھیں رکھی جائیں اور آب پاشی میں اہتمام کیا جائے اس عمل سے وہ سب شاخیں ایک ہو جائیں گی۔ اور اس درخت سے جو خوشے حاصل ہوں گے اوسمیں مختلف قسم کے انگور ہوں گے۔

بعض کا قول ہے کہ اس درخت کو دو سال کے بعد دوسرے مقام پر منتقل کرنا چاہیے۔

تاکہ شادابی میں ترقی ہو۔

قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاح تہ رومیہ نے بیان کیا ہے کہ سیاہ اور سفید اور سرخ انگور کے درختوں سے ایک ایک شاخ منتخب کرو۔ پہر ہر ایک شاخ سے بعد تین میٹ کے ایک ایک قلم کاٹو۔ اس بات کا خیال رکھو کہ ہر ایک قلم میں انگہوں کی تعداد مساوی اور ایک انگہ سے دوسری کا فاصلہ بھی تینوں میں مساوی رہے۔ پہر ان قلموں کو طولانی جہت میں اس طرح پر چیرو کہ ہر ایک قلم سے نصف نصف دو ٹکڑے نکل آئیں۔ پہر ان چھ حصوں کو مخلوط کر کے اس طریقہ پر جاؤ کہ سب کی انگہیں برابر ایک جگہ رہیں۔ اس بنڈل پیڑ سے کی رستی لیٹ دو۔ اور اوپر گائے کا تازہ گوبر مل دو۔ اور سب سے آخر خالص مٹی کا لپ اوپر چڑھاؤ۔ پہر اس بنڈل کو اس طرح پر زمین میں بودو کہ اسکا نصف زمین کے اندر رہے اور نصف دیگر باہر۔ خیال رکھو کہ جس طرح شاخ یا قلم کو جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بنڈل بھی محرف طریقہ پر جھکا ہوا ہو یا جائے اور تین تین دن کے وقفہ سے آب پاشی جاری رکھو جب ہمیں جڑیں نکل آئیں گی اور بیلین دراز ہونگی تو ایک خوشہ میں مختلف رنگ کے انگور لگائیں گے

(۵) دانہ لے انگہ میں صندل | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو کہ انگور کے پہلوں سے صندل کی بو آنے لگے تو تم انگور کے قلم بولتے وقت ان پر اس کی شاخ لپیٹ دو۔ اسکا اثر یہ ہوگا کہ اس شاخ انگور کے پہلوں میں صندل کی بو رہے گی۔ اور مزہ اور لطافت میں کوئی خلل نہ آئیگا۔

(۶) بے گٹھلی کے انگور پیدا کرنے کا طریقہ۔ | صاحب فلاح تہ البیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو کہ بے گٹھلی کے انگور پیدا ہوں تو چاہئے کہ سطح زمین سے متصل درخت انگور کے تنہ کو عرضاً بچا بیچ شوق کرو۔ اور اس کے درمیان کا مغر سلائی سے باہستگی نکال لو۔ اور اس شوق کو طوائش سے بچاؤ۔ پہر اسکو مضبوط تاکے سے جکڑ کر باندھ دو۔ اور اس حصہ کو

زمین میں اُتار دو۔ اور آب رسانی کا استہمام جاری رکھو۔ ہر آٹھویں دن شکر کا شیرہ پانی میں ملا کر جڑوں میں ڈال کر دو۔ اس عمل کے بعد جو شیرہ اس درخت سے حاصل ہوگا۔ اوسمیں تخم نہ ہوں گے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ ایک ایسا درخت انگور لو جو قلم سے پیدا کیا گیا ہے پہر اوسکی جڑ کو زمین کے اندر چیر کر دو حصہ کر دو۔ اور آہستگی کے ساتھ دونوں حصوں سے مغز جدا کر لو۔ مغز نکالتے وقت خیال رکھو کہ جڑیں چر نہ جائیں پہر ان دونوں حصوں کو ملا کر پیڑے کے پتوں سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دو۔ اور گالے کے ترگوں پر سے اوسپر لپ چڑھا دو۔ اور پہر بدستور سابق اوسکو مٹی میں چپا کر سطح زمین درست کر دو۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اگر گالے کے گوہر کے عوض اشکبیل یعنی عویج کالیپ چڑھا سکو تو زیادہ مفید ہوگا۔ بعض فلاخ جڑ کو چیرتے نہیں بلکہ کان کا میل نکالنے کی سلائی سے جڑ کا مغز بذلیہ ایک سوراخ کے نکال لیتے ہیں۔ اس سے نہ جڑ شق ہوتی ہے اور نہ اوسکے جوف میں کسی فراش کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے پہر مغز کے مقام میں کسی مرتبے کا گھاڑا شیرہ بہر کر پیڑے کے پتوں کی رستی اوس پر لپیٹ دیتے ہیں اور کچھ عرصہ تک آٹھویں دن اوسکی جڑوں میں شیرہ ملا ہوا پانی پہنچاتے ہیں جبکہ اثر سے اوس درخت کا پہل بے تخم ہو جاتا ہے۔

(۱) میوہ انگور میں مختلف چیزوں کی بو اور ذائقہ پیدا کرنے کا طریقہ۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ انگور کی شاخ کو اوسکی درازی میں چیزیں۔ بعض فلاخوں کی رائے ہے کہ صرف

ایک بالشت تک چیرنا کافی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک شاخ کو منتخب کر کے درخت سے کاٹ لیں اور سالم شاخ کو ایسا چیریں کہ گودے کو کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے پہر اُسکا مغز خالی کر کے شکر یا شہد یا پسے ہوئے بادام یا المی یا تریاق یا ایلوہ یا اور کسی قسم کی خوشبودار چیز جیسے مشک یا کافور یا لونگ کا سفوف اوسمیں بہر دیلی پہر دونوں شقوں کو

ملا کر مضبوط ڈور دن سے متعدد مقامات پر متصل باندھ دیں۔ پہر گائے کا تازہ گوبر تمام شاخ پر مل دیں اور میدان کی مٹی اور چار پا یون کی لید کو پسی ہوئی مٹی میں سان کر اوس پر بطور لپ کے چڑھا دیں اور اوس کو زمین میں بودیں اور سیراب کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ یہ آگ آئے۔ جب یہ شاخ نشو و نما پا کر بار آور ہوگی تو اوس شے کا مڑہ اور بو اور تاثیر پہلون میں پیدا ہوگی۔ جسکو شاخ میں داخل کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عمل کا تجربہ بارہا کیا ہے اور صحیح پایا ہے اور یہ بہترین صنعت ہے جو انگور کے درخت میں کیجاتی ہے جس سے میوہ انگور میں مختلف ادویہ کا اثر اور ذائقہ اور بو حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی مقصد کے لئے صاحب فلاح تھرومیہ فرماتے ہیں کہ قسطوس نے تجربہ کیا ہے کہ انگور کی شاخیں درخت آس کی شاخوں کے ساتھ ملا کر لگانے سے انگور اور اوس کے مڑہ میں آس کی خوشبو پیدا ہوگی۔ اور اسی طرح اون شاخوں کے ہونے کے وقت اونکی جڑوں کا مغز نکال لیں اور اوسکی جگہ کوئی خوشبودار چیز بہرین تو اوس کے مڑہ میں اوسی چیز کی خوشبو پیدا ہوگی جسکو جڑ میں بہا ہے۔

اصل سوم درخت انگور کا پیوند غیر انگور کے ساتھ قائم کرنا کی مطلق

(۱) مراتب ابتدائی | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ ایک قسم کے درخت کا پیوند دوسری قسم کے ساتھ صنعت میں داخل ہے۔ اگرچہ مولف نے اس کتاب کے حصہ ششم میں تبہیم مکمل مضامین بیان کئے ہیں۔ لیکن وہ بیان انگور ہی کے دو درختوں کے باہمی پیوند کے ساتھ مخصوص ہے۔ درخت انگور کے ساتھ غیر انگور کے پیوند کا بیان اس خاص باب میں کیا جاتا ہے۔ کیونکہ قدامر فلاحین نے اوسکو صنعت میں داخل کیا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ انگور کا پیوند۔ ساہل اور سیب میں لگایا جاسکتا ہے اور بڑے آلو بخارے کے درخت میں بھی اسکا عمل بخوبی ہو سکتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ انگور کا پیوند ترنج کے درخت میں عجب صفات

پیدا کرتا ہے۔ جس سے ثمرہ زیادہ ہوتا ہے اور ذائقہ بڑھتا ہے۔ اسی طرح انگور کا پیوند سیاہ آلو بخارے کے درخت میں لگانے سے خوب پہلتا ہے اور بار آور میں ترقی کرتا ہے۔

اسی طرح اگر انگور کی شاخ آلو بالوسے پیوند کی جائے تو اوسپر انگور کا پہل فصل بہار میں بہت پہلا معلوم ہوتا ہے اور ذائقہ میں بہت لطف ہوتا ہے۔
زمیون کا پیوند انگور کے درخت میں لگانے سے زمیون اور انگور دونوں کا پہل آتا ہے۔ اور انگور میں زمیون کا مزہ پیدا ہوتا ہے۔

صاحب فلاحتہ رومیہ فرماتے ہیں کہ انگور کا پیوند درخت آس۔ کلاسیہ۔ اور سیب میں نفع بخش ہے جسکا تفصیلی بیان اسی باب میں آئندہ ہوگا۔

(۲) انگور کے پیوند کا طریقہ عام غیر انگور کے ساتھ۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ درخت انگور

کی جڑ سے اُن درختوں تک جسکے نام اوپر بیان ہوئے ہیں ایک نالی کھود دی جائے جسکی گہرائی دو بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہو۔ پہر درخت انگور کی ایک شاخ لیکر اوسکو اوس نالی میں بچھا دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ اوس دوسرے درخت کی جڑ میں جا ملے جس سے ملانا مقصود ہے۔ پہر اوس درخت کی جڑ میں ایک ایسا سوراخ کرو۔ جس میں شاخ انگور کا سر سمائی سکے پہر اوس سوراخ میں انگور کی شاخ کو پرو کر آگے بڑھاتے چلے جاؤ۔ جب اس شاخ کا موٹاپا اوس سوراخ میں نہیں جاے تو سوراخ کے پاس پکنی مٹی کا لپ کر کے سوراخ کو چھپا دو۔ اور اوس نالی کو مٹی سے پاٹ دو۔ جس میں سے انگور کی شاخ لائی گئی ہے۔ اور برابر آبپاشی جاری رکھو۔ جب شاخ کا وہ حصہ جو سوراخ میں سے آگے نکل آیا ہے۔ نر و نازہ ہو کر پھلنا شروع کرے اور موٹا ہو جائے تو سوراخ دار درخت کے تنہ اور سوراخ کے قریب سے وہ سلسلہ قطع کر دو۔ جو زمینی نالی میں بچھا ہوا ہے۔ اس عمل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اوس

شاخ انگور پر جو دوسرے درخت میں جم چکی ہے انگور کا پہل لگے گا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اسی طریقہ سے شاخ انگور کو غیر انگور کے تنہ سے بھی ملا سکتے ہیں لیکن یہ پیوند دو سال میں جمیگا۔ اسی طرح درخت کے اوپر کے حصہ میں بھی کسی شاخ انگور کا پیوند قائم کر سکتے ہیں۔

بڑے آلو بخارے کے درخت سے جب شاخ انگور مل جاتی ہے تو انگور کا پہل جو اس شاخ پر لگتا ہے اپنی اصلی حلاوت اور خوبیاں پر باقی رہتا ہے۔ اور بار آور ہی جلد جلد ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے سفید بید سے شاخ انگور کا پیوند ملانے سے انگور کے پہل کی اصلی حلاوت کم ہو جاتی ہے۔

(۳) درخت انگور سے درخت | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ گلاب کا قلم انگور کے درخت گلاب کے پیوند کا طریقہ۔

میں لگانا چاہو تو ضرور ہے کہ درخت گلاب کو اس کے پینڈے میں مٹی قائم رکھ کر زمین سے نکالا جائے۔ پھر اس کو اس کے سخت مقام سے قطع کیا جائے اور ایک مٹی کا کوٹھا جس کے پینڈے میں سوراخ کیا ہوا ہو لیکر انگور کی شاخ اس کے پینڈے سے پروئی جائے۔ پھر اس شاخ سے گلاب کے اوس پودہ کا پیوند باندھا جائے جو اسی غرض سے لایا گیا ہے اور مقام پیوند کو اس کو ٹڈے کے اندر تھکا کر اوسپر اونی کپڑا لپیٹ دیں تاکہ ہوا کا گزر مقام پیوند پر نہ ہونے پائے اور کوئی تدبیر ایسی کریں جس سے پانی کا تقا طر شبانہ روز اوسپر جاری رہے۔ اس طریقہ سے امید ہے کہ پیوند جم جائیگا۔

گلاب کا پیوند انگور کی مختلف شاخوں سے باندھ دینے سے انگور کے مندوں پر جا بجا گلاب کے پہل بہت خوش نما نظر آتے ہیں اور ثمرہ انگور سے گلاب کی بو مہکے لگتی ہے۔

(۴) انگور کا پیوند کلاسیک کے درخت کے ساتھ۔ | صاحب فلاح رحمہ رو میہ فرماتے ہیں کہ درخت کلاسیک

مین انگور کا پیوند لگانے سے انگور کی بار آوری جلد جلد ہوتی ہے اور نیز شمرہ بہت جلد پختہ ہو جاتا ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ انگور کا ایک ایسا درخت منتخب کرو جسکے قریب کلاسیہ کا درخت ہو۔ پہر دونوں کی شاخوں کو آپس میں ملا کر پیوند لگادو اور دونوں کو انکے بنیت سے جدا نہ ہونے دو۔ جب پیوند مل جائے تو اسوقت انگور کی شاخ کو اسکے اصلی درخت سے قطع کر دیا جائے اور مقطع سرے پر مٹی کا لپ چڑھا دیا جائے۔ اس عمل کے لئے بنیان کے آخر کا زمانہ مناسب تجویز ہوا ہے جو درخت کلاسیہ میں شاخوں کے نکلنے کا زمانہ ہے۔

پس اس شلخ پیوند شدہ۔ سے انگور کا شمرہ بہت جلد حاصل ہوگا۔ اور وقت سے پہلے پختہ ہو جائے گا۔

(د) انگور کا پیوند درخت سبکے ساتھ۔ | صاحب فلاح شمرہ و میہ کا قول ہے کہ جب کہ سب کا درخت انگور کے درخت کے قریب ہو اور اسکی بعض جڑوں کے نزدیک انگور کی بیل پہونچ سکے تو درخت سب کی جڑ میں سطح زمین سے قریب ایک سوراخ کیا جائے پہر درخت انگور کی شاخ لیکر اسکا سرا اس سوراخ میں گھسایا جائے اور اس پر مٹی ڈال دیجائے۔ جب پیوند مل جائے اور وہ شاخ موٹی ہونا شروع ہو اور اس میں پتے نکل آئیں تو اسوقت مقام پیوند کو کھول کر اطمینان کر لیا جائے۔ اگر پیوند کے مل جانے پر اطمینان ہو تو اسوقت انگور کی بیل کے سلسلہ کو سوراخ سے متصل کاٹ دیا جائے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسا پیوند دو سال میں مل جاتا ہے۔ پہر درخت سب کی فضول شاخوں اور پتوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ جس سے شاخ انگور کو زیادہ طاقت اور قوت حاصل ہوگی۔ جو شمرہ انگور کا اس شاخ میں لگے گا وہ بہت بڑا اور وافر اور عمدہ لبو پاس کا ہوگا۔

اصل چہارم اور تمام طلسمات کے بیان میں جو درخت انگور پر فربہ

(۱) بیان عام | علامہ نابلسی نے اپنی قیمتی تالیف علم الملاحۃ فی علم العلاۃ میں لکھا ہے کہ بعض طلسمات ایسے ہیں جنہیں درخت انگور کے لئے عجیب و غریب تاثیرات پائے گئے ہیں۔ فلاحون کو ان سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ مولف نے ان طلسمات کو گزشتہ بابوں میں اسلئے داخل نہیں کیا کہ انکے بعض تدابیر قبح خیز ہیں اور قدامت ان کا جواثر بیان کیا ہے وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ ان حضرات نے اپنے تالیفات میں یہی ان کو ایک جداگانہ حصہ میں رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولف نے یہی اپنی اس کتاب میں اونکی پیروی کی ہے۔

(۲) درخت انگور کو مختلف آفات سے محفوظ رکھنے کا طلسم۔ ایک طلسم ایسا ہے جسکی وجہ سے انگور کے درخت مختلف آفات یعنی پانی اور ابر اور موسم سرما کی مضر ہواؤں کے ضرر سے محفوظ رہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ سنگ مرمر یا لکڑی کا ایک تختہ لو۔ اور اوپر اس میں ایک ایسے درخت انگور کی تصویر بناؤ جس میں انگور بکثرت لگے ہوں یا صرف پختہ انگوروں کے خوشن کی صورت بنا دو۔ یہ کام کانون دوم کی بائیسویں تاریخ سے شہاد کی چوتھی تاریخ تک جس دن چاہو کرو۔ پھر اس تختہ کو انگور کے درختوں کے بیچ بیچ گاڑ کر کھڑا کر دو اور خداوند تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اسکے اثر سے انگور کے درختوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور نشو و نما میں ترقی ہوگی اور عمرہ کثیر حاصل ہوگا۔

(۳) انگور کے کیڑوں کے تمام اقسام کو دفع کرنے والا ایک طلسم۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ ہم ایک طلسم کا نسخہ دکھلاتے ہیں جس سے تمام اقسام کے کیڑے درخت انگور سے ایک دم دفع ہو جائینگے۔ ایک کولی کا نڈا بوجھا وزن پچاس درم کا ہو۔ پھر اسکو بہتر کے کہرل میں تھوڑا تھوڑا کر کے کوٹا جاے اور اس کے جملہ اجزاء کو مہین اور باریک کر لیا جاے۔ پھر اسکی نصف مقدار میں گائے کا پس پھاگو برچی طرح پھلایا جاے۔ اور شراب کے ہر کسے اور مہنگو دین اور مجموعہ کو پیکر غلوٹا کریں۔ جب مرہم کی شکل میں ہو جائے

تو اوسوقت اوسکو سنگ مرمر پر پیلا کر خشک کر لیں اسکی دھونی چہ گہنٹہ تک جاری رہنے سے تم عجیب کیفیت دیکھو گے کہ کوئی کیڑا خواہ وہ کسی قسم کا ہو درخت انگور پر باقی نہ رہے گا۔ اسی طرح اگر بچھو کی کہاں بعد ایک بالشت کے انگور کی جڑ میں لٹکا دین تو کوئی کیڑا اوس درخت کے پاس نہ آے گا۔

(۴) ٹڈیوں کو دفع کرنے کا طلسم۔ | بقول علامہ نابلسی یہ ایک طلسم ہے جس سے ٹڈیاں منتشر اور متفرق ہو کر دفع ہو جاتی ہیں۔ یعنی ٹڈی کی شکل کا ایک پتلا بناو اور اس میں ایک ٹڈی کو گہسا کر موم سے اوسکو بند کر دو۔ اور اوسکو اوس مقام میں دفنا دو۔ جہاں ٹڈیوں کو دفع کرنا مقصود ہے اسکا اثر تم دیکھو گے کہ تمام ٹڈیاں دفع ہو جائیں گی۔

(۵) سانپوں کے دفعیہ کا طلسم۔ | علامہ نابلسی کا قول ہے کہ سانپ کی ایک مورت تانبے سے بنائی جائے اور اوسکے اندر بارہ سینکے کا دہنا سینک داخل کر کے سانپوں کے دھام پر اوسکو جلایا جائے۔ اس طلسم کا عجیب اثر پائو گے۔ ایک سانپ اوس مقام پر باقی رہے گا جہاں پر یہ عمل ہوئے۔

(۶) برف اور پالے کو روکنے کا طلسم۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ انگور کے خوشے اور پھلون کی کھجیاں جن سے مختلف دروازے کھولے جاتے ہیں جب کہ رستی میں باندھ کر انگور سے کہیت یا باغ میں لٹکا دے جائیں۔ تو اس مقام میں اسکا عجیب اثر ظاہر ہوگا۔

جہاں برف یا پالا گرنے کا خوف ہے حق قفالے کے حکم سے وہ مقام ان آفات سے محفوظ رہے گا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ ہم اس طلسم کے اثر سے متعجب ہیں۔ جسکو ہم نے بابا آزمایا ہے۔

(۷) کباد کا ایک طلسم۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ انگور کے درختوں کے لئے کہا دکا ایک طلسم عجیب ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اذخر کو لیکر دھوپ میں پیلا دو۔ اور تمام دن اوسکو فضا میں لوٹ پوٹ کرتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ خوب خشک ہو جائے۔ پھر تر

مقام میں اوسکو رکھ دو۔ اور اوس پر پانی چھڑکا کرو۔ سات یا نو روز تک یہی عمل کرو۔ یہاں تک کہ وہ شکر سیاہ ہو جائے۔ پہر دھوپ اور مہو میں اوسکو سکھلا لو۔ تا آنکہ اوسکی تری زائل ہو جائے۔ پہر اوسکو پیس لو اور بقدر اوسکے چھٹے حصہ کے بلوٹا کی راکھ اوسمیں ملا دو۔ اور کسی قدر روغن زیتون کی دردمی اوسمیں شریک کرو۔ پہر جب تم اس مجموعہ کو درخت انگور کی جڑوں میں ڈالو گے تو اونکی توانائی سے تم تعجب کرو گے اسلئے کہ کہاد کے ذریعہ سے جو قوت درختوں کو پہونچتی ہے وہ اسکے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ بظاہر ایک مرکب نسخہ ہے مگر اسکے غیر معمولی اثر کی وجہ سے ہم نے اسکا نام طلسم رکھا ہے۔

(۸) نثرہ کی حفاظت کا طلسم۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر نثرہ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو درخت کے چند مقامات پر لہسن کی جڑیں لٹکا دو۔ پرندے اوس درخت کے قریب نہ بیٹھیں گے۔ یہی طلسم ذات لہسن میں بھی ہے یعنی جبکہ اسکو کوٹ کر درخت کے اکثر حصص میں مل دین تو کوئی پرندہ درخت کے طرف رخ نہ کرے گا۔

(۹) مرے ہوئے درخت انگور کو | صاحب فلاحتہ النبطیہ نے کہا ہے کہ مرض (عارضہ) کی قسم زندہ کرنے کا طلسم۔ | دوم کے علاج میں جس لیسپ کا نسخہ ہم نے بیان کیا ہے حسین سریش بھی شریک ہے اگر اسمیں میٹھا پانی اور روغن زیتون ملا کر اچھی طرح پر حل کر لیا جائے اور پہر خشک درخت پر متعدد بار لگایا جائے۔ اور آب رسانی میں بھی اسکو شریک کہا جائے تو بسا اوقات خشک درخت سرسبز ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب محرب نسخہ ہے جبکو درخت انگور کے حق میں آب حیات کہنا چاہئے۔ طاشری کنفانی نے بھی اس بخر بہ کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

احمد بن وحشیہ کا قول ہے کہ میں نے ملک بابل میں ایک ساحر کی تصنیف سے یہ نسخہ پایا کہ روغن زیتون کو پانی میں ملا کر خشک درخت انگور کی آبپاشی وادست کے ساتھ

کرنے سے وہ سرسبز ہو جاتا ہے۔ اسکی آب رسانی طلوع آفتاب کے وقت بلا ناغہ جاری رکھنا چاہئے اور چاند کے عروج کے زمانہ میں بوقت شب یہ کام کیا جائے۔

کاماس نہری نے کہا ہے کہ جس درخت انگور کو خشک ہونے کی وجہ سے اسکی جگہ سے نکال دیا جائے۔ اوپر کوئی ایسا لکسم نافع نہیں ہوتا جب تک وہ خشک درخت اپنی جگہ میں جما ہوا ہوتا ہے اور اپنے بنت سے اکٹرا نہیں گیا ہے۔ اور کسی دوسری جگہ منتقل نہیں کیا گیا ہے اس کے لئے یہ عمل مفید ثابت ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایسے خشک درخت کو مردہ تصور نہ کرو بلکہ اسکی مثال ایک ایسے انسان کی ہے جو سخت ناتوانی سے فریض اور اسکے چہرہ پر مُردنی چہا کر بے ہوش ہو۔ یا سکتہ کے عارضے میں مبتلا ہو۔ انگور کے درخت مہینوں ایسی خشک حالت میں کھڑے رہتے ہیں۔ بادی النظر میں وہ مُردہ ہی تصور کئے جاتے ہیں لیکن اگر ذرا ہی اوہن جان مخفی ہے تو یہ طریقہ انکو تندرست کر دیتا ہے۔

خاتمہ متعلق بہ نتیجہ بار آوری

(الف) شیرہ انگور کا بیان

(۱) شیرے کے اوصاف اور منافع | قسطوس کا قول ہے جبکو صاحب فلاح رحمہ نے لکھا ہے کہ سیاہ انگور کا شیرہ تمام اقسام کے شیروں سے عمدہ اور پرورش دار اور مقوی ہے۔ اور سفید انگور کا شیرہ عمدگی اور غذائیت اور قوت میں متوسط درجہ رکھتا ہے۔ سرخ انگور کے شیرہ میں بہ نسبت سیاہ کے لذت اور فرحت زیادہ ہوتی ہے۔ تمام اقسام انگور کا شیرہ فرا جا گرم مگر نیا شیرہ بہ نسبت پُرانے شیرے کے سرد ہوتا ہے اور خشکی میں کم۔ اور پُرانا شیرہ گرم و خشک اور پاکیزہ۔ خوشبودار اور عمدہ ہوتا ہے۔ یہ صفات پُرانے شیرے میں اسوجہ سے پیدا ہوئے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اسکی فضول رطوبتیں اور کف دفع ہو کر خاص قسم کی خوبی اس میں پیدا

ہوتی ہے اسی لئے پُرانے شیرے کو بہت سا پانی ملانے کے بغیر نہ پینا چاہئے اور پانی ملانے کے بعد کچھ دیر تک اسکو رکھ دینا چاہئے تاکہ پانی اس کے اجزائیں سرایت کرے اگر اس کے خلاف عمل ہوگا تو بدن اور دماغ کو نقصان پہونچے گا۔ جبکا اثر غصہ اور تسخر کو بڑھائے گا۔

جاڑے کے موسم میں پُرانے شیرہ کا استعمال ابدان کو قوت بخشتا ہے اور نئے شیرے کے پینے سے بدن میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ شیرہ کے صفات اور اس کے فوائد کا بیان ہم نے اجمالاً کیا ہے۔ اور اس موقع کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ اب ہم شیرے کی تیاری اور اسکی نگہداشت اور صفائی وغیرہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ آئندہ بابوں میں کریں گے۔

(۲) شیرہ انگور کی تیاری کا مکان۔ | قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور کے نکالنے کے

لئے جو مکان بنایا جائے وہ کسی قدر وسیع ہو تاکہ جب کہیں شمرہ کی مقدار معمول سے زیادہ ہو جائے تو وہی مکان اسوقت بھی کافی ہو سکے۔ علی ہذا اس حوض کو بھی وسیع بناؤ جو شیرہ کے لئے اس مکان میں بنایا جاتا ہے۔ زبان عرب میں ایسے مکان کو معصرہ کہتے ہیں۔

آپ کی رائے ہے کہ اس مکان کی چہت اور دیواریں اور زمین گچ سے پختہ بنائی جائے تاکہ وہ موزمی اور زہریلے کیڑوں وغیرہ سے محفوظ رہے اور اس کے ہر جانب روشندان بھی بنائے جائیں جنہیں سے روشنی پہونچتی رہے۔ اسکا دروازہ وسیع ہو تاکہ آمد و رفت آسانی کے ساتھ ہو سکے۔

پھر اس مکان کے اندر شیرہ پھونڈنے کا ایک بلند مقام ہو۔ اور ایک پختہ نالی اس مقام سے گزر کر ایک ایسے حوض میں ختم ہو۔ جو شیرہ انگور کے لئے اسی مکان میں تعمیر ہوا ہو۔ اس حوض کو عربوں نے مخزن العصیر کہا ہے۔ اس حوض اور نالی کو تنک

اور گرم پانی سے دھو کر صاف کیا جائے اور کسی کپڑے سے صاف کر کے چھڑا جائے تاکہ اچھی طرح پر خشک ہو جائے۔ اس حوض پر ایک سرلوپش بھی رہے تاکہ اُس کے دھابنے سے شیرہ محفوظ رہے اور کوئی کپڑا یا نجس چیز اس میں گرنے نہ پائے۔ جب یہ حوض شیرہ کے کام سے فارغ ہو جائے تو پھر اس کو گرم پانی اور نمک سے دھو دینا چاہئے تاکہ سال آئندہ تک محفوظ اور صاف رہے۔ واضح ہو کہ اس حوض میں ایک باریک سی نالی خاص کر اس غرض سے قائم کرو۔ جو حوض کو دھونے کے بعد اس کے پانی کو باسانی خارج کر سکے۔ اور اس نالی کے سوراخ میں ہمیشہ ایک ستھرا کارک لگائے رکھو جبکہ ضرورت کے وقت کھول دیا جاسکے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ اس مکان میں دو دروازے ہونے چاہئیں۔ ایک موسم سرما کے لئے اور دوسرا موسم گرما کے لئے۔ اور روشندان بھی دو ہوں۔ ایک جاڑے کے موسم کے لئے دوسرا گرمی کے موسم کے لئے۔ موسم سرما کا روشندان اور دروازہ خوب کی جانب ہو۔ اور موسم گرما کا روشندان اور دروازہ شمال کی جانب۔

یہ مکان ہمیشہ بدلو اور سجاست سے صاف رہنا چاہئے اور پانی اور تری اور جانوروں کے مقام اور باورچینا لون اور اخروٹ اور انجیر کے درختوں سے فاصلہ پر رہنا چاہئے۔ اس مکان میں کسی جانور کی کھال یا لہسن یا پیاز کی سی بدبو دار چیزوں سے کوئی چیز نہ لائی جائے اور نہ رکھی جائے بلکہ یہ چیزیں اس مکان کے قریب ہی نہ ہوں۔ ان چیزوں کی صرف بو سے شیرہ بدبو دار اور خراب اور فاسد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شیرے کے ظروف کو بھی ہمیشہ ان چیزوں سے محفوظ اور ایک طرف کو دوسرے طرف سے کم سے کم ایک ہاتھ کے فاصلہ پر رکھنا چاہئے تاکہ مہتممین اور محافظین کے گزرنے کے لئے راستہ کھلا رہے اور ایک طرف کو جھپکانے سے دوسرے طرف کی ٹکر نہ لگنے پائے اور ایک طرف کا شیرہ بگڑ جانے سے اس کا اثر دوسرے طرف کے شیرہ تک نہ پہنچ سکے۔

جس ملک کا شیرہ انگور رقت اور صفائی اور مائیت زیادہ رکھتا ہے اوس ملک میں ظروف مذکورہ کی دوہائی زمین میں مدفون رہے۔ یعنی اوس مکان میں ایسے پختہ کرٹھے بناؤ۔ جنہیں ظروف کا دو ٹکٹ حصہ اتر جاسکے۔ ایسے ظروف ہمیشہ معصرہ یعنی اوس مکان کے شرقی یا غربی جانب میں رکھے جائیں۔ جس ملک میں انگور کا شیرہ پختہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ وہاں ظروف کو زمین میں اتارنے کی ضرورت نہیں ہے ایسے ملک کے مکان میں شیرہ کے ظروف ہمیشہ غربی یا جنوبی دیوار سے متصل رکھے جائیں۔ اگر ایسے ملک میں بھی شیرہ کے ظروف کا نصف حصہ زمین میں رہے تو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ شیرہ کی عمدگی اور پختگی بڑھ جائیگی۔ آپ نے تاکید کی ہے کہ جس مکان میں ان ظروف کے لئے پختہ کرٹھے بنائے گئے ہوں اونکی اندرونی سطح میں بہوسہ یا سوکھی گہانس یا راکھ بچھا دو۔ تاکہ ٹپکا ہوا شیرہ وقت بوقت خشک ہوتا جائے۔

(۳) شیرہ کے ظروف کی اصلاح اور مرتبہ بیان | قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور کے رکھنے کے لئے

جو ٹپکے بنوائے جائیں وہ پختہ مٹی کے ہوں اور آوے سے نکلتے ہی ان میں اندر کی جانب قار (ایک چیز ہے جو چشمہ کے اندر سے اُبلتی ہے اور سیاہ رنگ مائل بسرخی ہوتی ہے) مل دیا جائے جسکو عربی میں قیر اور فارسی میں کزف کہتے ہیں۔ پُرانے مٹکوں میں قار اس وقت ملا جائے۔ جب کہ ستارہ شہرہ کا طلوع ہو۔ یہ وہ ستارہ ہے جو جوزا کے بعد نکلتا ہے۔ بعض لوگوں کا عمل یہ ہے کہ وہ ہر سال میں ایک مرتبہ شیرہ انگور کے مٹکوں کے اندر قار کا روغن ملتے ہیں اور بعض لوگ دو سال میں ایک بار اسکا استعمال کرتے ہیں۔ اور آپ کی ذاتی رائے یہ ہے کہ روغن قار کی قلعی اس وقت کی جائے جب کہ اونکے اندر قار کی پہلی قلعی کا اثر باقی نہ رہے۔ آپ کی رائے ہے کہ اس کام کو اس وقت کرنا مناسب ہے جب کہ آفتاب جوزا میں ہو کر برج اسد تک پہنچے۔ اور یہی وقت شیرہ کی تیاری کے آغاز کا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ شیرہ کی تیاری کے وقت سے پہلے

ظروف درست اور آراستہ ہو کر تیار رہیں۔

(۴) شیرہ نکالنے والوں کے فرافق۔ | قسطوس کی رائے ہے کہ وہ لوگ جو شیرہ بنانے کے

کام پر متعین ہوں اون کو لازم ہے کہ اول شیرہ انگور کو با احتیاط جمع کر لیں پھر جو دانے خشک یا خام یا خراب ہوں اون کو چنکر الگ کر دیں اور نیز شیرہ میں جو کچھ پتے وغیرہ ہوں اونکو بھی نکال لیں۔ اس کام کی ندرت اس لئے ہے کہ خام اور بکڑے ہوئے انگور کی شرکت سے شیرہ بدمزہ اور خراب ہو جاتا ہے۔

شیرہ سچوڑنے والوں پر واجب ہے کہ انگور کا شیرہ کچلنے میں پہلے ہی ربلہ میں سخی اور شدت عمل میں نہ لائیں بلکہ آہستگی سے سچوڑیں جبکہ اونکے پاؤں گرم ہو جائیں۔ تب شدت کے ساتھ پیرون سے کچلنا چاہئے۔ اون کو لازم ہے کہ اپنے پیرون کو صفائی کے ساتھ دھو کر یہ کام شروع کریں۔ اور اس کام کے وقت اونکے پاس ایک صاف رومال رہنا چاہئے جس سے وہ ہر وقت اپنا پسینہ پونچھا کریں۔ اس کام کے کرنے والوں کو شیرہ انگور کا کھانا ممنوع اور مذموم ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ اوس زمانے کا طرز عمل ہے جس میں یہ کام کلون اور مشینوں سے نہیں لیا جاتا تاہی زمانہ ہر ایک کارخانہ میں خاص کر اس کام کے لئے عمدہ مشینیں مہیا ہیں (۵) شیرہ کو مشکون میں بہرنے کا بیان۔ | قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور کو مشکون میں

بہرنے سے پہلے اون مشکون کو پانی اور نمک سے خوب دھونا چاہئے۔ پھر کندرو گوئند کی دھونی ان میں دیجاے۔ اسکے بعد شیرہ بہرا جاے۔ ظرف کو اس قدر خالی رکھنا چاہئے کہ اُبلنے اور جوش مارنے کی حالت میں صرف اوس کا کھٹ باہر نکل سکے۔ بہرے ہوئے ظروف میں جو کھٹ اوپر آتا ہے اوسکو ہاتھوں سے علیحدہ کر کے نکال لینا مناسب ہے اور اسکو مخزن العصیر سے بہت فاصلہ پر پہنیک دینا چاہئے اوسکی بو سے عمدہ شیرہ بھی خراب اور بدمزہ ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور پھر بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔

(۶) جاڑے اور گرمی کے موسم میں شیرہ انگور کو گرم مقام میں رکھنا چاہئے۔ علی ہذا گرمی کے موسم میں ٹھنڈے

مقامات اور سکے لئے مفید ہیں۔

(۷) شیرہ کے جوش کو کم کرنے کی تدبیر۔ قسطوس کا قول ہے کہ جبن نامی ایک ترکاری

ہے اور نیز ایک بہا جی ہے جسکو رومی زبان میں جرجون کہتے ہیں اسکی ٹوبیان بنا کر شیرہ کے مشکون کے منہ پر چڑھا دینا چاہئے اور ایک تازہ خوشہ کو ملا کر اسکو مشکون کے اندر کی جانب مل دین اس تدبیر سے شیرہ میں جوش پیدا نہ ہوگا اور نہ وہ اُبلنے پانگیا۔

(۸) شیرہ پھوڑ کر اسی دن استعمال کرنیکی تدبیر۔ قسطوس کی رائے ہے کہ تازہ شیرہ جس دن

پھوڑیں اُسی دن استعمال کے قابل بنانا چاہو تو ایسے شیرہ کا ایک گہرا لو۔ اور اوسمیں میٹھا سرکہ ملا دو۔ اور رکبہ دو۔ شام کے وقت وہ شیرہ استعمال کے قابل اور نہایت خوش ذائقہ ہو جائے گا۔

(۹) زمانہ دراز تک شیرہ کی حفاظت کا طریقہ۔ صاحب فلماحتہ رومیہ کا قول ہے کہ انگور کے

ڈھیرے جو شیرہ خود بخود بغیر پھوڑنے کے بہتا ہے اسکو ایک ایسے ظرف میں جمع کر لو جس میں روغن قار کی قلعی ہو لیکن خیال رکھو کہ ایسا شیرہ صرف نصف ظرف میں بہرین اور نصف باقی خالی رکھیں۔ پہر اوس ظرف کا منہ گچ سے بند کر دو۔ جس میں ہوا جانے نہ پائے۔ ایسا شیرہ مدت دراز تک بلا کسی فساد کے محفوظ رہیگا۔

بعض قدما نے کہا ہے کہ عمدہ قسم کی رائی لیکر کوٹی جائے پہر اسکو پانی میں ملا کر شیرہ انگور کے ظرف میں مل دیا جائے اور اس کے بعد اوسمیں شیرہ انگور اس قدر بہا جائے کہ اس کے منہ تک نہ آنے پائے بلکہ کچھ حصہ خالی رہے پہر فوراً اوس ظرف کے منہ کو بند کر دیا جائے اور بلندی پر رکھ دیا جائے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ تین دن تک اُس ظرف کو کھلا ہوا رکھیں۔ پہر ایسے سرلوپش سے بند کریں کہ اوسمیں چند سوراخ ہوں اور سرلوپش

کے نیچے رائی کی پوٹلی لٹکا دین جو شیرے تک نہ پہنچ سکے۔ پہرہ رکھ مین پانی ملا کر اوس ظرف کے سرپوش پر اوسکالیپ چڑھایا جائے اس طریقہ عمل سے شیرہ حلاوت کے ساتھ مدتوں محفوظ اور بغیر کسی فساد اور خرابی کے قائم رہیگا۔

(۱۰) شیرہ انگور کی حفاظت اور شیرینی بڑھانیکا طریقہ۔ قسطوس کا قول ہے کہ ایک ظرف مین قار کی مالش کرو۔ پہرہ اوسمیں انگور کا شیرہ نصف ظرف تک بہر دو۔ پہرہ باغت دار چڑھے سے اوس کا منہ بند کر کے کوٹین یا گرم پانی مین اوسکو اس طرح ڈال دو کہ پانی اوسکے اندر نہ جانے پائے ۱۵ دن اور رات کے بعد اوسکو نکال لو۔ اور رکبہ چوڑو یہ شیرہ بہت میٹھا ہو کر عرصہ دراز تک بغیر کسی فساد کے محفوظ رہے گا۔

(۱۱) انگور کے اوس شیرہ کی حفاظت کا طریقہ جسکے ثمرہ پر بارش برستی ہو۔ قسطوس کا قول ہے جسکو صاحب فلاحتہ رومیہ نے بیان کیا ہے کہ انگور کے جس ثمرہ پر بارش برستی ہو اوسکو

دیکھنا چاہئے کہ اوسمیں کسی قسم کا فساد تو پیدا نہیں ہوا اگر نہیں ہوا ہے تو خواہ اُس سے شیرہ نکال لو۔ یا کشمش بنا لو۔ یا موسم سرما تک محفوظ کرنے کے سامان کرو۔ کسی طریقہ مین کوئی ہرج نہیں ہے۔ اگر کچھ خرابی کے آثار پیدا ہو جو ہوں تو اولے اور مناسب یہ ہے کہ اوس سے سرکہ بنا لیا جائے اگر وہ زیادہ مقدار مین ہے تو بہتر ہے کہ اوسکو بارش کے پانی مین جوش دیا جائے۔ جب پانی ایک ثلث باقی رہ جائے تو اسوقت اوس پانی کو ثمرہ فاسدہ کے شیرہ مین اوسکے دسویں حصہ کے اندازہ مین ملاؤ۔ اور پہرہ اوس مجموعہ کو پکاؤ یہاں تک کہ اوس مجموعہ کا دسواں حصہ باقی رہ جائے پہرہ سیاہ مٹی کے ظروف مین اوسکو بہر کر اٹھاؤ منہ مضبوطی کے ساتھ بند کر دو۔ اور چالیس دن تک دھوپ مین رکبہ چوڑو اوسکے بعد اوسکو ایک سال تک اٹھاؤ کہو اور پہرہ اوس شیرہ کا استعمال کرو۔ یہ نہایت عمدہ شیرہ ہو جائے گا۔

بعض لوگ ثمرہ فاسدہ کو صرف جوش دے ہوئے پانی مین ملا کر جوش دیتے ہین اور جب

پانی کا ایک ٹنٹرہ جاے تو اوسکو بطور شربت استعمال کرتے ہیں۔ اسی کا نام عربوں نے ظلار کہا ہے۔

و میقراطیس نے کہا ہے کہ جس ثمرہ انگور پر توڑنے سے پہلے یا بعد بارش برسی ہو اوسکی اصلاح کے لئے ضرور ہے کہ اوسکا شیرہ فوراً نکالیں اور حکمین اگر ضرہ نکلیں ہو تو اوسکو کسی طرف میں بہر کر چھوڑ دیا جاے جب اوسمیں جوش پیدا ہو کر اوپر آئے اور دوسری پہ نشین ہو جاے تو آہستگی سے اوسکو تیار کر دوسرے طرف میں بہر لیں پھر اوسکے میں کڑون کی مقدار میں نصف تفیر نمک ڈالیں جس سے وہ شیرہ درست ہو جاے اور فساد باقی نہ رہے گا۔

بعض لوگ ایسے شیرہ کو صرف پکاتے ہیں جب اوسکا بیوان حصہ کم ہو جاتا ہے تو اوس میں کسی قدر خام چونہ ڈال دیتے ہیں جس سے اوسکی خرابی جاتی رہتی ہے یونان میں ایک جماعت کی رائے ہے کہ بارش زوہ ثمرہ انگور کا شیرہ نکال کر پکا لیا جائے۔ جب وہ بقدر خمس کم ہو جاے تو پھر اوسکو مشکون میں بہر کر چار برس تک رکھ چھوڑنا چاہئے۔ اس مدت کے بعد وہ خود بخود درست ہو جائیگا۔ برونیوس کا قول ہے کہ جس سال خوشون کی سختگی کے زمانہ میں بارش کثرت سے برسی ہو۔ اون انگوروں کے شیرہ میں تھوڑا سا شہد ضرور ملا دیا جائے جس سے وہ شیرہ محفوظ رہے گا اور اوسمیں کوئی فساد پیدا نہ ہونے پائیگا۔

(۱۲) شیرہ کی نگرانی کا بیان | صاحب فلاح تہ رومیہ فرماتے ہیں کہ انگور کا شیرہ مشکون میں بہر کر رکھ دینے کے بعد اوسکی نگرانی ایک ضروری چیز ہے۔ قسطوس کا قول ہے کہ ایک خاص نگران کا کام ہے کہ وہ مشکون کو کہوں کر شیرہ کی کیفیت دریافت کرتا رہے لیکن ایسے وقت میں ہرگز نہ کہوںے جب کہ موسم گرما کا اختتام یا فصل خریف کھا آواز۔ یا تشرین اول کا زمانہ یا فصل سرما کا اختتام یا ربیع کی آمد ہو۔ یا میوہ

انگور کی تازگی کا زمانہ یا گلاب کی سختگی کا وقت یا ہواؤں اور بارشوں کی کثرت یا بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک شدت کے ساتھ ہوتی ہو۔ یا تیریا کے طلوع اور غروب کا وقت ہو۔ یا ستارہ شعلی کے طلوع کا زمانہ ہو۔ ان اوقات میں مشکون کو کہوٹنے سے شیرہ میں فساد پیدا ہوگا۔

اگر ظروف کو دن کے وقت کہو لین تو دھوپ سے حفاظت کیجائے اور رات کے وقت چاندنی سے بچایا جائے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ شمالی ہوا کے چلنے کا زمانہ اس کام کے لئے بہت مفید ہے۔ جو شخص شیرہ کی کیفیت چکھ کر معلوم کرنا چاہتا ہے اس کو مناسب ہے کہ غذا سے پہلے ہمارے چکھے اگر کچھ کھا چکا ہو تو وہ سکین غذا نہو اس لئے کہ سکین غذا کھانے کے بعد شیرہ کی کیفیت کو وہ ذائقہ سے معلوم نہ کر سکے گا۔ نرم اور ہلکی غذا کھا چکا ہو جو سکین نہو تو البتہ وہ اپنا کام اطمینان کے ساتھ کر سکتا ہے۔ لیکن چلو معدہ کو ہر طرح پر تر جج ہے۔

(۱۳) شیرہ انگور کو ایک طرف سے قسطوں کا قول ہے کہ بعض اوقات میں شیرہ کی دوسرے طرف میں منتقل کر دیا جائے۔ حفاظت کے لئے طرف کی تبدیل کی ضرورت لاحق

ہوتی ہے۔ تم خیال رکھو کہ یہ انتقالی عمل جنوبی ہوا چلنے کے زمانہ میں ہرگز نہوٹے پاس بلکہ شمالی ہوا کا زمانہ اس کام کے لئے مفید ہے۔

اگر شیرہ پتلا ہے تو اس کو اختتام سرما کے بعد ماہ مینان میں ایک طرف سے دوسرے طرف میں منتقل کر سکتے ہیں۔ گھاڑ ہے شیرہ کے لئے فصل خریف کا زمانہ مناسب خیال کیا گیا ہے۔

اے قسم کے نئے شیرہ کو سرما کے زمانہ کے بعد بدلنا چاہئے۔ جو شیرہ ماہ قمری کے وسط میں بدلا جائیگا وہ یقیناً ترش ہو کر سرکہ بن جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ شیرے کو ایک طرف سے دوسرے طرف میں بدلنے کا مناسب وقت ماہ قمری کے پہلے دو ہفتہ میں اور بہتر ساعت وہ ہے۔ جب کہ چاند مطلع پر نہ ہو بلکہ اس وقت غروب ہو چکا ہو۔

سود یوں کا قول ہے کہ قمری مہینہ کی پہلی یا دوسری رات گزری ہو۔ جس میں ہلال باند نہوا ہو۔ دوسرے علماء فلاحیت اور خاکسکار استار پیس کا قول ہے کہ جب تبدیل طرف کے لئے ایک مسکا کہو لا جائے تو اول اور پر کا شیرہ یعنی شکے کا چھٹا حصہ ایک طرف (الف) میں بہر دو۔ اور اس کے نیچے کا چھٹا حصہ دوسرے طرف (ب) میں نکال لو۔ پہر اس کے نیچے کا شیرہ تیسرے طرف (ج) میں ڈالو۔ اور چوتھے طرف (د) میں سب سے نیچے کا شیرہ نکال لو۔ یہی چوتھا طرف اول استعمال کے قابل ہے اور اس کے بعد طرف (الف) پہر طرف (ج)

(۱۴) شیرہ سے دردی جدا نہ کر نیکی تاکید۔ | قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور میں جو دردی پٹنشین ہوتی ہے اس کو ہرگز نہ ہلانا چاہئے یعنی صفائی شیرہ کی غرض سے اس کو طرف سے جدا نہ کرنا چاہئے ورنہ شیرہ پتلا اور کمزور ہو کر کم قیمت ہو جائیگا۔

(۱۵) شیرہ کو بگڑنے سے محفوظ رکھنے کا طریقہ۔ | صاحب فلاحیت رو میہ فرماتے ہیں کہ منجملہ اون تدابیر کے جن سے شیرہ انگور بدمزہ نہیں ہونے پاتا۔ ایک تدبیر یہ ہے کہ لوہے کا ٹکڑا یا درخت غار (جس کو فارسی میں دہشت۔ اور انگریزی میں لاوس کہتے ہیں۔ محیط اعظم) کی لکڑی شیرہ انگور کے ظروف کے سر لپٹون پر رکھ دی جائے۔ اسکی تاثیر سے بادل کی گیس کا فساد دفع ہو جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ملح محرق (نہک سوختہ) کی ایک مٹی شیرہ کے طرف میں ڈال دینے سے اس منگہ کا شیرہ کبھی نہ بگڑے گا اور زیادہ جوش نہ ماریگا۔ اور زیادہ کہ نہ لایگا۔ نیز شیروں کے مشکون میں دو دو مٹی کا دام کا مغز جو کڑوا ہونو

ڈال دیا جائے تو شیرہ فساد سے محفوظ اور دیر پا رہے گا۔

بعض قدما کی رائے ہے کہ ہر ایک منگے میں دو دو مٹھی کشمشیں جو ایک دن اور رات لوہے کے میل اور سرکہ میں بھگو کر صاف کر لی گئی ہوں ڈال دیجائیں یا دو دو مٹھی چونا ڈال دیا جائے تو اس سے بھی شیرہ کی حفاظت ہوگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ نصف تغیر مٹھی سکھلا کر کوئی جائے اور پھر اسکا سفوف شیرہ کے منگنوں میں ڈال دین تو شیرہ خرابی سے محفوظ رہے گا۔

یالو ہا گرم کر کے شیرہ میں بچھا یا جائے یا بھونا ہوا مازو یا انگور کی شاخوں کی راکھ بقدر نصف تغیر لیکر ہم وزن پانی میں ملائی جائے اور شیرہ میں ڈال دیجائے تو کوئی فساد اس میں پیدا ہونے نہ پائیگا۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ اگر کسی منگے کے شیرہ کے بگڑنے کا خوف پیدا ہوا ہو تو اسکو قدیم ظرف سے نتہا کر دوسرے ظرف میں جو قارکار و غن کیا ہوا ہو منتقل کر لیا جائے اور جس کو ٹھہری میں وہ منگے رکھا ہوا تھا اسکو بھی بدل دیا جائے تو فساد پیدا نہ ہونے پائیگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر مقامی سردی یا گرمی سے بگڑنے کا اندیشہ ہو تو نقل مقام اولے سے یعنی سرد مقام کا شبہ ہو تو گرم مقام میں منتقل کرو۔ یا گرمی کا شبہ ہو تو سرد مقام بخویر کرو۔

آپ ہی کی رائے ہے کہ اگر سیٹا سپاری کا پہل یا اسکی لکڑیاں جلا کر راکھ بنالیں پھر اس راکھ کو پرائے شیرہ میں گھول کر منگے میں ڈال دیں تو اس سے بھی شیرہ کا فساد دفع ہوگا اور وہ بگڑنے نہ پائے گا۔

اور جب کہ کالے چنے لیکر گولے جائیں اور اونھا سفوف شیرہ انگور میں گھول کر منگے میں ڈال دیا جائے تو وہ بھی فساد کا مانع ہوگا۔ مگر اس طریقہ پر جو شیرہ محفوظ کیا گیا ہو

اوسکے پینے والے کو اکثر سلس البول کا عارضہ ہوا ہے لہذا اس طریقہ سے احتراز اولیٰ ہے۔ جب کہ موسم اور قرار دونوں کو پہلا کر مخلوط کر لیا جائے اور پھر مجموعہ کو شیرہ انگور میں ملا دیا جائے تو یہ تدبیر بھی شیرہ کی حفاظت کے لئے مفید ہے لیکن شیرہ کا ذائقہ اس سے کسی قدر بدل جاتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ہموکھنڈ نسخہ مرکب دواؤں کے لئے ہیں جنکے استعمال سے شیرہ انگور کی حفاظت ہوتی ہے جبکہ ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

(پہلا نسخہ) (۱) ایلوا - - - - - ۳۱ مثقال

(۲) حماما - (جبکہ فارسی میں مایلو کہتے ہیں) - - - - - ۳۱ مثقال

(۳) سنبل الطیب (جبکہ فارسی میں آیکنے لاد اور ہندی میں چڑوال چڑ کہتے ہیں) ۳۱ مثقال

(۴) مٹر (یہ ایک مغربی درخت کا جاما ہوا پانی ہے جو نہایت کڑوا ہوتا ہے) ۳۱ مثقال

(۵) بسباسہ - - - - - ۲۶ مثقال

(۶) سانج ہندی - - - - - ۲۶ مثقال

(۷) کشنہ (جبکہ عربی میں کشنج کہتے ہیں اور اردو میں سانپ کی چھتری) ۶ مثقال

ان ساتوں دواؤں کو مخلوط کر کے کوٹیں اور سفوف بنا کر رکھ لیں پھر جبکہ انگور کے شیرہ کو اوسکے ظرف سے نکال کر صاف کیا جائے تو اس وقت ہر ایک ظرف کے اندر اس سفوف کی ایک ایک پوٹلی اوسکے سر پوش سے باندھ کر لٹائیں اور ۳ دن تک اوسمیں رہنے دیں۔ جبکہ اثر سے شیرہ دیر پا ہوگا۔

(دوسرا نسخہ) (۱) زعفران - - - - - ۱۶ درم

(۲) ملک سفید صاف شدہ - - - - - ۲۴ درم

(۳) سانج ہندی - - - - - ۱۰ درم

ان تینوں ادویہ کو خوب کوٹ کر مخلوط کر لیا جائے اور اوسکے مجموعہ سے شیرہ انگور کے

ہر ایک طرف میں جبکہ دردی سے علیحدہ کر کے اوسکو صاف کر لیا گیا ہو۔ دو دو چمچے اس درامکے ڈال دیں جبکہ اثر سے شیرہ فساد سے محفوظ رہے گا۔ اور دیر پا ہو گا۔ شیرہ فساد کے اثر سے شیرے کا رنگ۔ ملک کی وجہ سے اوسکی سختگی اور سانچ ہندی سے اوسکی خوشبو بھی عمدہ ہو جائے گی۔

(تفسیر نسخہ) (۱) کرمانہ (جسکو فارسی میں کرم دانہ کہتے ہیں)۔

(۲) اصل السس یعنی مٹھی۔

(۳) شیشہ جو خالص اور شیرین ہو۔

(۴) سبیل الطیب (چھڑ و بال چھڑ)۔

(۵) بسباسہ (جاو تری)۔

(۶) دار چینی۔

(۷) پرسیا و شان (جسکو ہندی میں ہنس راج کہتے ہیں)۔

(۸) بورق اسبازری (جسکا ہندی نام پا پڑی لون ہے)۔

(۹) قسط (حمید ہندی)۔

ان نو دو اون سے متساوی لیکر سب کو مخلوط کر کے کوٹین اور چھان کر اونکا سفوف بالین اور شیرہ انگور کے ہر ایک طرف میں ایک ایک چمچ اس سفوف سے ڈال دیں جبکہ اثر سے شیرہ محفوظ رہے گا اور بگڑنے نہ پائے گا۔

(۱۰) عمدہ اور خراب شیروں کی علامتیں۔

علامتیں بیان کرتے ہیں جن سے عمدہ اور خراب اور دیر پا اور جلد بگڑنے والے شیروں کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔ اس خاص مقصد کے لئے دردی کو شیرہ خالص ہے جدا کر کے دوسرے طرف میں ڈال دو۔ اور ایک سرپوش سے اوس طرف کو چھ دن تک بند کر کے رکھ چھوڑو۔ پھر اوسکو کھول کر دردی کو دیکھو۔ اگر اوسمیں سے بدبو

آئے۔ لگے یا اوسمیں پستو پیدا ہو۔ گئے ہوں تو سمجھ لو کہ خالص حصہ ہی جلد نیکر نے والا ہے۔ اگر دردی اچھی حالت میں پائی گئی تو خالص شیرہ ہی عمدہ حالت میں رہنے والا ہے۔ بعض تجربہ کار ایک بانس کی نلی کو ٹٹکے میں ڈبوئے ہیں جب وہ اوسکی تہ میں پہنچ جاتی ہے تو اپنے منہ سے دردی کو کھینچتے ہیں۔ اگر دردی کا مزہ اچھا پائے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ شیرہ عمدہ ہے اگر دردی بدمزہ ہو گئی ہے تو شیرہ کی خرابی پر یقین کر لیتے ہیں۔

بعض قدما کی رائے ہے کہ تھوڑا سا شیرہ کسی مٹی کے ظرف میں لیکر اوسکو آگ پر جوش دین جب جوش کہانے لگے تو چوبیسے سے اُتار کر ٹھنڈا کر لین اور پھر حکم کر دیکھیں اوس کے مزہ سے خرابی اور فساد فوراً معلوم ہو جائیگا۔ قسطوس کی رائے ہے کہ ٹٹکے کے سرپوش کو سونگھ کر دیکھنا بھی کافی ہے۔ جو شیرہ جلد خراب ہونے والا ہے اوسکے سرپوش میں خوشبو نہ ہوگی۔

کبھی شیرہ انگور کا حال اوسکو صاف کرنے کے بعد اوسکے کف کے رنگ سے دریافت کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر کف ارغوانی رنگ کا ہے تو یہ علامت شیرہ کی دیرپائی کی ہے اگر مٹیلے رنگ کا ہے تو وہ شیرہ خراب قسم کا ہے اگر کف کارنگ سرخ یا سیاہ ہے تو یہ علامت شیرہ کے پتلے پن کی ہے۔ اگر کف جمع ہو کر تمام ٹٹکے کھٹکے پر چھا گیا ہے یا اکثر حصہ پر چھایا ہوا ہے تو یہ اوس شیرہ کے جلد ترش ہو جانے کی علامت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ کبھی شیرہ کی کیفیت مزہ سے دریافت ہو سکتی ہے۔ یعنی اگر مزہ انگور سے شیرہ نچوڑنے وقت سریش کی طرح ہاتھوں سے چٹ جائے تو سمجھ لو کہ وہ شیرہ عنقریب ترش ہو جائیگا۔

اگر نچوڑنے کے وقت شیرہ گاڑا فطر آئے تو یہ علامت اوسکے دیرپا اور عمدہ ہونے کی ہے۔

اگر شیرین اور پتلا معلوم ہو تو سمجھ لو کہ وہ جلد خراب ہو جائے گا۔ پہر آپ فرماتے ہیں کہ کبھی شیرے کی حالت اوسکے ظرف پر ہاتھ رکھنے سے معلوم کیجاتی ہے۔ پس اگر شیرہ کا ظرف اوسپر ہاتھ رکھنے سے گرم یا شیر گرم معلوم ہو تو اوسکا شیرہ جلد خراب ہونے والا ہے۔ اگر ٹھنڈا معلوم ہو تو دیر پا ہے۔

لائق مولف فرماتے ہیں کہ اگر ماہ نسیان میں شیرہ چکھنے سے گرم معلوم ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ بہت جلد بگڑنے والا ہے اگر اسی مہینہ میں ذائقہ میں ٹھنڈا معلوم ہو تو جان لو کہ دیر پا ہے۔

پہر آپ نے لکھا ہے کہ اگر مٹکے کا سرپوش خشک نظر آئے تو اوسکے اندر کا شیرہ عمدہ اور دیر پا ہوگا اگر خم دار نظر آئے تو یہ اسکی علامت ہے کہ اوسکے اندر کا شیرہ خراب ہو گیا ہے۔

بعض تجربہ کار مٹکے کے اندر ہاتھ ڈالکر اوسکے نصف شیرہ تک لیجاتے ہیں اور پہر ہاتھ کو نکال کر سونگھتے ہیں۔ ترش بو آئے تو سمجھ لیتے ہیں کہ شیرہ بگڑ چلا ہے۔ ورنہ اوسکو اچھی حالت میں قیاس کر لیتے ہیں۔

قسطوس کی رائے ہے کہ تھوڑا سا شیرہ مٹی کی ہنڈیا میں لیکر اوسکا منہ بند کرو۔ اور تین دن تک اُس ہنڈیا کو پانی میں رکھ چھوڑو۔ پہر اوسکو نکال کر شیرہ کو چکھو۔ اگر مزہ درست ہے تو شیرہ عمدہ قیعم کا ہے اور مزہ بگڑ چکا ہے تو سمجھ لو کہ وہ متغیر ہو چلا ہے۔ کبھی یہ کرو کہ ایک ظرف میں صاف ریتا لیکر کسی قدر شیرہ اوسپر ڈالو جب وہ ریتا شیرہ کو پی لے تو پہر شیرہ اوس سے بچوڑ کر صاف کر کے چکھو اگر اوسکا مزہ اچھا ہے تو سمجھو کہ شیرہ بھی اچھا ہے اگر مزہ بگڑ گیا ہے تو جان لو کہ شیرہ خراب ہو گیا ہے۔

صاحب فلاحہ رومیہ کا قول ہے کہ پیسے یا تانبے یا رانگ کی تختیاں پتلی پتلی تیار کرو جنکا طول و عرض تین تین انچل ہو۔ اور انکو مٹکے میں موم کے سہارے

سے اس طرح پر جھا دو کہ وہ شیرے سے ملنے نہ پائیں یا سرپوش کی اندرونی سقف میں چپکا دو۔ پہرہ ٹکے کو بند کر دو۔ ۴۰ دن کے بعد اون تختیوں کو نکال لو۔ اگر وہ بیسے کی تختی ہے اور سفید رنگ ہو گئی ہے اور کوئی چیز مثل سفیدی کے اوپر جم گئی ہے تو یہ علامت اسکی ہے کہ شیرہ قریب بگڑنے والا ہے۔ اگر وہ تختی رانگ کی ہے تو بحالت فساد شیرہ اس پر کوئی چیز مثل سریش کے چھٹی ہوئی معلوم ہوگی۔ اور اسکا مزہ ترش ہوگا۔ اور اگر وہ تختی تانبے کی ہے تو خرابی شیرہ کی علامت اور سپر مثل غدود اور ستوں کے دانہ دار نظر آئیگی۔ جسکی بومکر وہ ہوگی اگر ان تختیوں کی حالت متغیر نہیں ہوئی تو یہ علامت اس شیرہ کی خوبی اور دیر پا ہونے کی ہے۔

(۱۷) ہدمزہ شیرہ کی اصلاح کا طریقہ | قسطوس کا قول ہے کہ اگر کسی ٹکے کا شیرہ ہدمزہ ہو جائے

تو اسکی اصلاح کی آسان تدبیر یہ ہے کہ عمدہ بالولیا جائے اگر بالونہ ملے تو دھوپ میں خشک کی ہوئی مٹی لیکر ایک چھوٹے سے ظرف میں منہ تک بہر دیا جائے۔ پہرہ اسکے منہ کو خوب اچھی طرح پر بند کر کے اس پر ایک رستی باندھی جائے پہرہ اس رستی کے ذریعہ سے اس ظرف کو شیرے کے ٹکے میں آہستگی کے ساتھ اتار دیا جائے تاکہ اسکی تہ میں پہرہ چکر ٹھہر جائے ایک رات اور ایک دن کے گزرنے کے بعد اس شیرہ انگور کو کسی صاف ظرف میں بدل دیا جائے اس تدبیر سے شیرہ کا فساد دفع ہو جائیگا۔

(۱۸) ترش شیرہ کا علاج۔ | قسطوس کا قول ہے کہ جبکہ انگور کا شیرہ ترش ہو جائے تو اسکا

علاج یہ ہے کہ مٹی کے کورے اور سننے ظرف میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی بہر کر اسکا منہ جلے ہوئے چمڑے سے بند کر دیا جائے اور اس چمڑے کو وسط میں ایک سوراخ رکھا جائے جس میں اٹھکی داخل ہو سکے پہرہ اس ظرف کو ترش شیرہ کے ظرف میں لٹکا دیا جائے اس طرح کہ اسکی تہ میں جا کر ٹھہر جائے جب اس عمل پر تین دن گزرین تو پہرہ اسکو نکال کر اسکا پانی پینک دیا جائے اور دوبارہ نیا پانی ڈالکر وہی عمل کریں جو پہلی دفعہ کیا گیا تھا۔ بہترین دن

مین پانی بد لکڑی ہی عمل برابر جاری رکھنا چاہئے۔ اس عمل کا فائدہ یہ ہے کہ لٹکایا ہوا طرف شیرہ کی ترشی کو تبدیل چوس لیگا اور اسکا پانی ہر تبدیل کے وقت سرکہ بنجائیگا۔

(۱۹) شیرہ کی بدبو دھونے کی تدبیر۔ صاحب فلاحۃ یونانیہ فرماتے ہیں کہ جب شیرہ مین مقامی گندگی یا اور کسی وجہ سے بدبو پیدا ہو جائے تو درخت انار کے پتے لیکر کوٹے جائیں اور اس مین سے ایک مٹھی لیکر اسکا دسواں حصہ ہر ایک گہڑے مین ڈالکر چار دن تک رہنے دیں پھر شیرہ کو اس طرف سے دوسرے طرف مین منتقل کریں امید ہے کہ اس تدبیر سے بدبو بالکل دفع ہو جائے۔

بعض قدما کا قول ہے کہ مٹی کا کورا طرف لیا جائے اور اوس مین بیٹھا پانی بہر کر شیرہ انگور کے شکے مین شیرہ کے اندر اس طرح لٹکا دیں کہ وہ اوس شکے کی نہ مین ٹھہر جائے پھر چھ دن کے بعد اوسکو نکال لیں اس عمل سے اوس نکالے ہوئے طرف کا پانی بدبو دار ہو جائیگا اور شیرہ کی بدبو دفع ہو جائیگی۔

بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ مٹی کا کورا طرف لیکر آگ پر تپا لیں جب وہ خوب گرم ہو جائے تو اوسکو بدبو دار شیرہ کے شکے مین ڈال دیں اس عمل سے بھی شیرہ کی بدبو جاتی رہے گی۔

قسطوس کا قول ہے کہ جو کی گرما گرم روٹی پھاؤ پھر اوس کو ایک قفیز کے اندازہ مین ایک زنبیل مین بہر کر بدبو دار شیرہ کے طرف مین تین دن تک لٹکائے رکھو جس سے شیرہ خوشبودار ہو جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ تازہ پیئر بنایا جائے تو اوسکے پانی مین سے تھوڑا سا پانی ہر ایک شکے مین ڈال دیں یا اجمود کے پتے لیکر اونکو خشک کرنے کے بعد کوٹ لیں اور پھر اوسکی ایک مٹھی کا دسواں حصہ ناقص شیرہ کے شکے مین ڈال دیں۔ ان تدابیر سے شیرہ کی بدبو دفع ہو جائے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض لوگ درخت غرب (حبکو عربی مین اسفیدار۔ فارسی مین بدہ و نارون۔ بربری مین درخت برکتے مین) کی لکڑیاں سکھلا کر کوٹ لیتے ہیں۔ اور شیرہ انگور کے گہرے مین اوسکی ایک مٹھی کا دسواں حصہ ڈال دیتے ہیں۔ جس سے بدبو دار شیرہ اصلح طلب پذیر ہو جاتا ہے۔

(۲۰) شیرہ انگور کی کدورت دفع کرنے کا طریقہ۔ | قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ شیرہ انگور گدا اور مکدر ہو جائے تو مرغی کے مین بیضے لیکر اونکی سفیدی کو زردی سے جدا کرو۔ اور پھر سپیدی مین کسی قدر نمک اور طلا چھڑک دو۔ پھر انڈے کی سپیدی کو نمک اور طلا سے حل کر کے اوسکے مین حصہ کرو۔ اور ہر ایک حصہ مکدر شیرے کے ایک ایک ٹکے مین ڈال دو (واضح ہو کہ ایک مٹھی ۱۰ گہڑن کے برابر ہوتا ہے) پھر اون پر سرپوش ڈھانپ کر بند کر دو۔ جب ایک دن اور ایک رات گزر جائے تو وہ شیرہ صاف ہو جائیگا اور کدورت باقی نہ رہے گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جبکہ زیتون کے پتوں کو پانی مین جوش دیا جائے اور ایک ٹلٹ جل کر دو ٹلٹ باقی رہ جائے تب اوسکا ایک ٹلٹ مکدر دس گہڑن مین ملا دیا جائے تو اس تدبیر سے وہ شیرہ صاف ہو جائیگا۔

(۲۱) شیرہ کے مزہ اور خوشبو کو بڑھانے کی تدبیر۔ | صاحب فلاحۃ یونانیہ فرماتے ہیں کہ شیرہ انگور کا مزہ اور خوشبو بڑھانا مقصود ہو تو مناسب ہے کہ درخت مورد کے بیج لیکر کوٹ لین پھر شیرہ انگور کو دردی سے صاف کر کے علیحدہ کر لین۔ جب اوسکا جوش ٹھہر جائے تب اوسکے پائسو مشکون مین ایک قفیر اس سفوف مین سے ملا دیں پھر مشکون کو بند کر کے دس دن تک چھوڑ دیں اس تدبیر سے خوشبو پیدا ہوگی اور شیرہ کا مزہ بڑھ جائیگا۔ اگر مزہ اور بو کو زیادہ عمدہ بنا نا چاہو تو میٹھا سیب یا ناشپاتی یا درخت سرو کے پتوں کو کسی ظرف مین ایک دن اور رات تک بھگو دیں۔ پھر اوس پانی کو صاف کر کے رکھ لین۔ شیرہ انگور کے استعمال کی وقت اس پانی سے تھوڑا سا اوسین شریک کر کے پی لین۔

آپ ہی کا قول ہے کہ خوشبودار چیز دن میں سے کسی ایک کو شیرہ انگور کے ٹکے میں اندر کچا بنب مل دو۔ اور چار یا پانچ دن تک اس ظرف کو اسی حال پر رہنے دو پہر او کو دھو کر خشک کرنے کے بعد شیرہ انگور اوسمیں بہر دو۔ اس عمل سے اس شیرہ کی بو اور مزہ میں ترقی ہو جائیگی۔

نیز آپ کا قول ہے کہ خوشبودار چیزوں میں سے ایک یا چند اقسام کو لیکر باہم ملا دیں اور پہر او کو کٹ کر کتان کے کپڑے میں باندھ دیں اور شیرہ انگور کے ظرف یا اس کے سر پوش میں اس طریقہ پر لٹکا دیں کہ وہ پوٹلی شیرہ سے ملنے نہ پائے۔ پہر کچھ دنوں کے بعد اس کے کٹال دیں اس عمل سے شیرہ نہایت خوشبودار ہو جائیگا۔

(۲۲) نئے شیرے کو پُرانا بنانے کی تدبیر | قسطوس کا قول ہے کہ انگور کا پُرانا شیرہ بہ نسبت نئے کے قیمتی اور لطیف اور خوشبودار اور پُر ذائقہ ہوتا ہے۔ پس نئے شیرہ کو پُرانے کا قائم مقام بنانے کے لئے یہ تدبیر ہے کہ باوام تلخ اور وہ دوا جکانام ردوی زبان میں آئیں۔ ہے اور درخت سینا سپاری کے پتے اور بیہونی ہوئی مٹی ان چاروں کو ہم وزن لیکر مخلوط کر لو۔ اور کوٹو پہر اس کے سفوف سے ہر دس گھنٹوں میں دس مثقال کی مقدار میں ملا لو۔ پہر اوں پر سر پوش ڈھانپ کر پندرہ دن تک چھوڑ دو جس کے بعد وہ شیرہ جمیع صفات میں پُرانے شیرے کے قائم مقام ہو جائیگا۔

آپ ہی کا قول ہے کہ ایک پُرانا سٹکا لو جس میں پُرانی دردی رہ گئی ہو۔ اور اس کے اوپر کا حصہ توڑ کر نکال دو۔ اور باقی ماندہ حصہ کو مد دردی کے کوٹ کر باریک کر دو۔ پہر اس سفوف میں سے ایک قفیز کے بقدر دس گہڑے نئے شیرے میں ملا دو۔ اور اوں سب پر سر پوش ڈھانپ کر ۵ دن تک رکھ کر چھوڑو جس سے تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

آپ ہی نے کہا ہے کہ شیرہ انگور کی دردی لیکر ایک ہانڈی میں پکائی جائے جب وہ جل کر سوکھ جائے تو اس وقت اس ہانڈی کو کوٹ کر ہر دس گہڑوں میں اس سفوف سے بقدر ایک قفیز ملا دو۔ اور ان گہڑوں کو پندرہ کے ۱۵ دن اور رات رکھ کر چھوڑو۔ اس ترکیب سے بھی تمہارا مقصد حاصل ہو جائیگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ وہ دو اجکو نارسا میں سانس کہتے ہیں آئہ منقال کے ہم وزن لو اور اُس میں مٹھی بقدر چوبیس منقال اور ایلوا بقدر سولہ منقال ملا کر مجموعہ کو کوٹ کر چھان لو پھر اس میں سے دو چمچے ہر دس گہڑوں میں ملا دو۔ اس طریقہ سے یا شیرہ پُرانے کے مماثل ہو جائیگا (۲۳) اون علامتوں کا بیان جسے معلوم ہو جائے کہ شیرہ میں پانی ملا ہوا ہے۔

قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور میں چند خالص نامہیاتان ڈال دیجائیں۔ اگر شیرہ میں پانی ملا ہوا ہے

تو وہ ظرف کی تہ میں بیٹھ جائیں گی اور اگر خالص ہے تو سطح شیرہ پر تیرتی رہیں گی۔ اگر شیرہ انگور ایک سال کا رکھا ہوا ہے تو اس کے ظرف میں پختہ سبب ڈال دو۔ اگر وہ تہ میں بیٹھ گیا تو جان لو کہ اوس میں پانی ملا ہوا ہے اور اگر اوپر تیرتا رہا تو سمجھ لو کہ خالص ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ پیرے کی نے یا اس کے پتوں کی جھٹی کو لیکر اوپر کسی تیل کی مالش کیجئے۔ پھر اس کو صاف کر کے شیرہ انگور میں ڈبو کر تہ نشین کر دیں۔ پھر فوراً کھال لین اگر اوس شیرہ میں پانی ملا ہے تو اوپر رطوبت کے آثار ظاہر ہونگے والا فلا۔

صاحب فلاحتہ رومیہ کا قول ہے کہ جس شیرے کو جانچنا مقصود ہو تو اوس میں سے ہوڑا سا شیرہ مٹی کے ایک کورے ظرف میں ڈال کر لٹکا دیا جائے۔ پس اگر اوس سے رطوبت نکلے تو جان لو کہ اوس میں پانی ملا ہوا ہے اور اگر رطوبت ظاہر ہو کر نہ نکلے تو وہ شیرہ خالص ہے۔ نیز آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شیرہ انگور کو جوش دو۔ جب وہ کھولنے لگے تو اس کو مٹی کے ایک پختہ ظرف میں لیکر اوس ظرف کو اس کے منہ تک تحت السما مٹی میں دفن کر دو۔ اور منہ کھلا ہوا رکھو۔ ۳ دن کے بعد اگر وہ ترش سرکہ ہو گیا تو سمجھ لو کہ اوس میں پانی ملا ہوا ہے۔ والا فلا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ پختہ چونے کے پتھر پر شیرہ کو ڈال کر دیکھو اگر چونے کا ڈھیلہ پیٹ جائے تو شیرہ میں پانی ملا ہوا ہے اور اگر نہ پھٹے بلکہ جگر منقبض ہو کر رہ جائے تو خالص ہے آخر آپ نے لکھا ہے کہ ایک ہاڈی میں تیل یا گھی لیکر اس کو جوش دیں۔ پھر اوس پر

ایک چھٹا اوس شیرہ کا دین اور دیکھیں اگر اوس سے کف نکلنے لگے تو وہ مخلوط ہے ورنہ خالص۔

(۲۴) پانی کو انگور کے شیرہ سے جلا کر نیچے تدبیر | قسطوس کا قول ہے کہ جب شیرہ انگور میں پانی ملا ہوا ہو تو اوسکو شیرہ سے جدا کرنا ایک نازک کام ہے۔ پس تم ایک پتھر کو جسکا نام رومی زبان میں الدا اور فارسی میں حراہ ہے۔ شیرہ کے طرف میں ڈال کر اوس طرف کا منہ موئے بادل سے بند کر دو۔ اس تدبیر سے تمام پانی اوس شیرہ کا اڑ کر خالص شیرہ رہ جائے گا۔

دوسری تدبیر یہ ہے کہ موئے بادل کا ایک ٹکڑا لو۔ اور اوسکو تلوں کے تیل میں ڈبا کر پھوڑ لو۔ پھر اس سے شیرہ انگور کے طرف کا منہ بند کر دو۔ شیرہ کا تمام پانی موئے بادل میں آجائے گا اور شیرہ خالص رہ جائے گا۔

(۲۵) شیرہ کا رنگ بدلنے کا طریقہ۔ | قسطوس کا قول ہے کہ اگر تم سفید شیرے کو سیاہ یا سیاہ کو سفید بنانا چاہو تو وہ بمشقال کے وزن میں عمدہ نمک لیکر سفید انگور کی شاخوں کی راکہ میں اوسکو ملا لو۔ اور پھر اس مجموعہ کو باریک میکس مخلوط کرو۔ پھر سیاہ شیرہ انگور کے دس گہروں میں اوسکو ڈال دو۔ اور چالیس دن تک روزانہ اوسکو ایک مرتبہ کسی صاف لکڑی سے ہلایا کرو۔ اس عمل سے سیاہ شیرہ سفید ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر درخت انگور کی شاخوں کی راکہ کے ساتھ سفید جو کا آٹا مخلوط کر کے چھان لیں اور پھر اوسکو سیاہ انگوروں پر چھڑک دیں تو اون پر سفید ہی محسوس ہونے لگے گی اور ان سے سفید شیرہ نکلے گا۔

اگر تم بقدر نصف تغیر سیاہ انگور کی شاخوں کی راکہ لیکر چھان لو۔ اور اوسکو سفید شیرے میں ڈال کر چالیس دن تک ہر روز ایک مرتبہ اوسکو لکڑی سے ہلایا کرو تو وہ شیرہ سیاہ ہو جائے گا۔

پہر آپ فرماتے ہیں کہ سیاہ یا سرخ شیرے یا سرکے کو سفید بنانے کی تدبیر یہ ہے کہ اسکو قرع میں ڈالیں اور کچھ اوچھا رکھیں یعنی قرع کو شیرے یا سرکے سے بالکل بہرہ دین پہر قرع پر انبیق کو خمیری آٹے یا بیگے ہوئے کپڑے سے مضبوطی کے ساتھ جائیں۔ اور انبیق کے ٹپکنے کے مقام کے نیچے ایک نفرت رکھیں جبکا نام عربوں نے قابلہ رکھا ہے اور نرم آنچ سے اسکو مقطر کریں جب بقدر نصف مقطر ہو جائیگا تو ٹپکنا موقوف ہو جائیگا ٹپکے ہوئے نصف کا رنگ نہایت سفید ہوگا اور نصف باقی جو قرع میں رہ گیا ہے۔ وہ بدستور اپنے اصلی رنگ پر رہے گا۔ واضح ہو کہ جسطح مقطر سرکہ کی ترشی تیز اور اسکی لطافت بڑھاتی ہے اسی طرح مقطر شیرہ بھی بہت لطیف ہو جاتا ہے اور اسکی رطوبت اور غذائیت کم ہو جاتی ہے جسکے استعمال سے پیشاب زیادہ آنے لگتا ہے۔

(۲۶) تھوڑا سا شیرہ بڑی جماعت کے لئے کافی ہونے کا طریقہ

قسطوس کا قول ہے کہ ایک درخت ہے جس کا نام رومی زبان میں ہلابہ ہے اس درخت کی جڑیں اور پتے لیکر کوئین اور خلوط کریں پہر اسکو شیرہ انگور میں ایک رات دن ڈالے رکھیں۔ جب اس شیرہ کو چھان کر اوسمیں بہت سا پانی ملایا جائے گا تو بغیر کسی بد مزگی کے بڑی جماعت کے استعمال کے لئے کافی ہو جائیگا۔

(۲۷) زہر طے ہوئے شیرہ کی اصلاح کا طریقہ

صاحب نلاحہ رومیہ فرماتے ہیں کہ بد مزہ جو کہ شیرہ انگور کا خرا اور اسکی بوقوی ہوتی ہے لہذا اوسمیں زہر طے کی حالت میں انسان اسکو چکھنے یا سونگھنے سے مطلق نہیں پہچان سکتا۔ اگر کسی شیرہ میں شبہ ہو تو احتیاط اسی کی مقتضی ہے کہ تم اسکو ہرگز نہ پیو۔ لیکن اگر پینا چاہو تو لوہے کا برادہ بقدر ایک مٹھی کے اوس شیرہ میں ملا دو۔ یہ برادہ زہر طے اثر کو چوس لیتا ہے۔ اور شیرہ کو صالح بنا دیتا ہے اگر یہ برادہ دستیاب نہ ہو سکے تو گیہوں کی گرم روٹی لیکر اوسکے باریک باریک ریزے کر لو پہر اوس سے بقدر ایک قفیز کے مشبہ شیرہ کے دس

گہروں میں ملا دو۔ زہر آمیزتہ شیرہ انگور کے لئے یہ بھی تریاق ہے۔

(۲۸) شیرہ انگور کی بوچھیا نے کا طریقہ | قسطوس فرماتے ہیں کہ شیرہ انگور خواہ کم پیو یا

زیادہ اوسکی خوشبو سے دوسرا شخص واقف ہو جائے گا۔ اگر استعمال کرنے والے کو اوسکا
اظہار مقصود نہ ہو تو بہاری ملہتی ترہو یا خشک کسی قدر چا لینا چاہئے۔ جسکے بعد شیرہ انگور
کی بو نہ معلوم ہوگی۔

یہی اثر سعد کے چبانے میں بھی ہے۔ جسکو ہندی میں موہتہ اور فارسی میں مشک نیر
زمین اور عربی میں قراح السجل کہتے ہیں اسکے تین چار دانے چا لینے سے شیرہ انگور
کی بو دفع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر چند پتے سداب کے منہ میں رکھ لیں تو اوسوقت بھی شیرہ انگور کی
بو جاتی رہے گی اور ان سب سے زیادہ قوی ایک دوا ہے جسکا نام جلاج ہے اسکی
تاثیر یہ ہے کہ شیرہ انگور پینے کے وقت اوسکو منہ میں لیکر ایک طرف سے دوسری طرف
پہرایا جائے اور جو کچھ اوس سے خلیل ہوتا رہے اوسکو گھلا جائے جس سے شیرہ انگور
کی بو بالکل باقی نہ رہے گی۔

اسی طرح جب کہ شیرہ انگور کا پینے والا چند گھونٹ روغن زمیون کے پی لے تو اسیر
شیرہ کی بو ظاہر نہ ہوگی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم شیرہ انگور کی بو کو مکروہ سمجھ کر اوسکے دفعیہ کے تدابیر کو
نہیں بیان کر رہے ہیں بلکہ اون لوگوں کے لئے ایک تدبیر دکھلا رہے ہیں جسکو پی
ہو ہی چیز کی بو منہ سے آنا مقصود نہیں ہوتا۔

(۲۹) اوس شیرہ انگور کی حفاظت کا | قسطوس کا قول ہے کہ شیرہ انگور کو دریائی آب و
بیان جو دریائی سفر میں ساتھ رہے۔ ہوا مضربے اور جلد بگڑ جاتا ہے پس اگر عرض ملک

اوسکو دریائی سفر میں ساتھ رکھنے کا اتفاق ہو تو اوسکی حفاظت خاص طریقہ سے کرنا چاہیے

یعنی زیتون کے ہرے پتے لئے جانیں جنکی مقدار۔ ہر دس گہڑوں کے لئے چار توغیر کے ہم وزن ہو۔ پہر اون پتون کو کوٹ کر اس کے شیرہ کو جوش دین۔ جب وہ اونٹ کر نصف رہ جائے تو اس وقت اسکو صاف کر کے اس کے ہم وزن عمدہ اور صاف شہد اوس میں ملایا جائے پہر اس مجموعہ کو اول شیرہ انگور کے خالی ظرف میں ڈال کر اس کے بعد اوسمین شیرہ بہر دین اور اسکا مٹہ مصبوطی سے بند کریں اس عمل سے دریائی ہوا شیرہ کو متغیر نہ کرے گی۔

(۳۰) شیرہ انگور کو بگاڑ دینے کا طریقہ۔ | مرقوس نامے ایک عالم یونانی کا قول ہے کہ اگر تم مولی کو لیکر کوٹو اور پہر اسکو عرق پھوڑ کر شیرہ انگور کے دس گہڑوں میں بقدر ایک ٹلوک ڈال دو تو تمام شیرہ اس کے اثر سے فاسد ہو جائیگا۔

صاحب فلاحۃ یونانیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے شیرہ انگور کے بگاڑنے کا صرف ایک نسخہ اس باب کی جامعیت کے لئے لکھ دیا ہے۔ صد ہا نسخے ایسے ہیں جنکے بیان کرنے پر سکوت کو ترجیح ہے اس لئے کہ خلایق کو ان تدابیر سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

(۳۱) حفظ ماقدم کیلئے ایک دھوکا بازی کا بیان۔ | اگر کوئی شخص عمدہ قسم کا شیرہ چکھ کر خرید کر لے جاتا ہے تو اسکو پنیر اور اخروٹ کی مدارات سے انکار کرنا چاہئے جو باطل کی جانب سے ہو۔ جب پنیر یا اخروٹ کھا کر شیرہ انگور چکھیں تو فاسد شیرہ کا ذائقہ یہی عمدہ معلوم ہو گا۔

نیز جس گہڑے میں شیرہ بھرا ہوا ہے اوسمین سے ہتھوڑا سا شیرہ نکال کر فاصلہ پر لے جا کر چکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ بعض دغا باز عمدہ شیرہ کو ایک کورے گہڑے میں بہر کر پہر نکال لیتے ہیں اور اس کے بعد خراب قسم کا شیرہ اوسمین بہر دیتے ہیں۔ بدینہ وجہ کہ کورے گہڑے میں اعلیٰ قسم کا شیرہ جذب ہو چکا ہے۔ شیرہ فاسدہ کی بو باس مشکل سے پہچانی جاسکتی ہے۔

(۳۲) مٹہ انگور کے فضل سے کیا کام لیا | صاحب فلاحۃ رومیہ کا قول ہے کہ ایک دفعہ مٹہ سے عمدہ شیرہ حاصل ہونے کے بعد جو فضلہ رہ جاتا ہے۔

اس سے بھی نفع حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اسکو ایک سخت مقام پر جمع کر کے اوس پر پانی

چھک دیتے ہیں اور ایک شبانہ روز کے بعد اسکو کھنڈل کر اور پھوڑ کر پھر شیرہ نکالتے ہیں۔
ایسا شیرہ روغنی ظروف میں بہر دینے کے بعد ۶۰ روز تک دھوپ کھانے سے قابل استعمال
اور شیرین ہو جاتا ہے جسکو کسان اور مزدور اپنے استعمال کے لئے بہت پسند کرتے ہیں فضلہ
کو دھوپ میں سکھانے کے بعد جائزوں کے چارہ میں شریک کر دیا جاتا ہے۔ اور تخم سے
تیل نکالا جاتا ہے جو روشنی کے لئے کام دیتا ہے۔

(نسخہ نمبر ۱) صاحب فلاح تہ رو میہ کا قول ہے کہ بہار کی
شیرہ انگور کی شرکت سے ہوتا ہے۔ گلاب سوکھا ہوا اور شبنم (یہ ایک قسم کی ترکیبی ہے)

اور شہد اور زعفران کو مساوی وزن میں ملا کر کوٹا جائے اور کتان کے کپڑے میں انکی
پوٹلی بنا کر اسکو شیرہ انگور میں ڈال دیا جائے اور پانچ دن کے بعد اسکو نکال لیں پھر
اوس شیرہ کا استعمال دردمعدہ اور آنتوں کی ریاخ غلیظہ اور خون گرانے والی کھانسی
کو نافع ہوگا۔

(نسخہ ۲) شبنم کے تھوڑے سے بیج لیکر کتان کے کپڑے میں باندھیں اور اس پوٹلی
کو شیرہ انگور میں ڈال دیں تو اس شیرہ کا استعمال کھانے کو جلد مضیم کرے گا۔ نیند لائے گا۔
پیشاب کی دشواری کو دفع کرے گا اور محمل ریاخ اور آنتوں کے درد کو تسکین بختے گا۔
(نسخہ ۳) قسطوس کا قول ہے کہ تھوڑی سی اینسون لیکر کتان کے کپڑے میں
باندھو اور اس پوٹلی کو شیرہ انگور میں پانچ روز تک پڑی رہنے دو۔ تو اس شیرہ کے
استعمال سے پیشاب کاڑکا و دفع ہوگا۔ اور وہ شیرہ اون سدون کو دفع کرے گا۔ جو پتی
اور آنتوں میں پیدا ہو کر مرض یرقان کا سبب ہوتے ہیں۔ نیز آنتوں کے تمام درد اسکے
استعمال سے دفع ہو جائیں گے۔

(نسخہ ۴) قسطوس کا قول ہے کہ ایک گہڑے بہر شیرہ انگور میں بیس دانے ناشپانی
کے ڈال دیں اور ۳ دن تک رہنے دیں۔ تو اس شیرہ کا استعمال معدہ کو قوی اور رنگ کو

صاف کرے گا۔

(فسخہ نمبر ۵) قسطوس کا قول ہے کہ تہوڑی سی وہ دوا جسکو رومی زبان میں اسارون کہتے ہیں لیکر کتان کے کپڑے میں او سکو باندھو۔ پہر اس پوٹلی کو پانچ دن تک شیرہ انگور میں ڈال رکھو۔ اس شیرے کے استعمال سے یرقان اور جس بول اور اس ریاچ کو نفع ہوگا جو کمر میں پیدا ہو جاتی ہے اور بلغمی اور سوداوی بخاروں اور جگر کے سدوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ (فسخہ نمبر ۶) آپ ہی کا قول ہے کہ ایک مٹی وہ ترکاری لو جسکو جبق کہتے ہیں۔ جسکا نام ہندی میں جگلی پودینہ ہے۔ پہر اسکو تڑھو یا خشک مع پتوں اور ڈنڈیوں کے گہرے بہر شیرہ انگور میں ملا کر جوش دو جب اس کے دو حصے جگر ایک حصہ شیرہ کا باقی رہ جائے۔ تب اسکو صاف کر کے کاج یا مٹی کے روغنی ظرف میں بہر لو۔ اس شیرہ کے ایک رطل کا استعمال ساپ اور نیر دوسرے زہریلی جانوروں کے کھائے ہوئے شخص کو نفع بخشنے گا اور موسم سرما کے صدمہ پہنچانے والی سردی کے ضرر سے محفوظ کرے گا معلوم رہے کہ یہ نسخہ حاملہ عورتوں کے لئے مضر ہے جس سے اسقاطا حمل کا اندیشہ ہے۔

(فسخہ نمبر ۷) آپ ہی کا قول ہے کہ درخت غار کے ثمرہ اور اس کے پتوں سے مٹی لیکر کتان کے کپڑے میں باندھ دیں پہر اس پوٹلی کو گہرے بہر شیرہ انگور میں پانچ دن تک ڈال رکھیں۔ ایسے شیرہ کا استعمال جس بول۔ درد سینہ۔ کھانسی۔ جھپٹس اور خاص کر عمر رسیدہ لوگوں کو نہایت نافع ہے۔ اور رحم کی بیماریوں کو عمدتاً معینہ اور سانپوں اور دیگر زہر دار جانوروں کے زہر کا تریاق اور کان کے درد کے لئے سرریع الاثر اور دافع ہے۔

(فسخہ نمبر ۸) آپ ہی کا قول ہے کہ راز پانچ کی پوٹلی جسکو ہندی میں سولہ اور فارسی میں بادیان کہتے ہیں کتان کے کپڑے میں باندھ کر شیرے میں ڈال دیں اور چند دنوں تک اسکو اسی میں رہنے دیں۔ پہر اس شیرہ کا استعمال کریں جس سے عمدہ نہایت

قوی اور کہا نا جلد مضام اور ریاحین تحلیل اور مینائی کو قوت حاصل ہوگی اور نزلہ اور کنبہ کھائی کو نفع حاصل ہوگا۔

(نسخہ نمبر ۹) آپ ہی کا قول ہے کہ ایک قسم کی دوا ہے جسکا نام کبارہ ہے اسکی ایک پوٹلی کتان کے کپڑے میں باندھ کر شیرہ انگور میں ڈال دیں اور پھر اس شیرہ کا استعمال کریں تو یرقان اور درد معدہ اور موزی جانوروں کے زہر کو دفع کر چکا۔

(نسخہ نمبر ۱۰) آپ ہی کا قول ہے کہ جب اجمود اور قطرا سالیون کو ملا کر کتان کے کپڑے میں باندھ دیں اور اسکی پوٹلی کو پانچ روز تک شیرہ انگور میں ڈال رکھیں تو اس شیرہ کے استعمال سے معدہ کو بڑا نفع ہوگا اور ریاحون کی تحلیل ہوگی اور سنجوابی جاتی رہیگی۔

(نسخہ نمبر ۱۱) آپ ہی فرماتے ہیں کہ سداب کو کتان کے کپڑے میں باندھ کر پانچ روز تک شیرہ انگور میں ڈال رکھو۔ اس شیرے کے استعمال سے زہر دار کیڑوں کے زہر کا اثر نہ ہوگا۔ لیکن کسی قدر خشکی بڑھ جائے گی اور حاملہ عورتوں کو ضرر کرے گا۔

(نسخہ نمبر ۱۲) آپ ہی کا قول ہے کہ کسی قدر مٹی کو کتان کے کپڑے میں باندھ کر شیرہ انگور میں ڈال دو۔ اس شیرہ کے استعمال سے جگر کے امراض دفع ہونگے۔

(نسخہ نمبر ۱۳) آپ ہی کا قول ہے کہ روپہ کو صاف کر کے کتان کے کپڑے میں اسکی پوٹلی باندھ کر شیرہ انگور میں ڈال دو۔ اس شیرہ کے استعمال سے معدہ ملین اور اجابت صفا ہو لی اور مضام بڑھ جائیگا۔

(نسخہ نمبر ۱۴) آپ ہی کا قول ہے کہ کرفس یعنی اجمود کے بیج لیکر کوٹے جائیں اور پھر کتان کے کپڑے میں انکو باندھ کر شیرہ انگور میں ڈال دیں۔ جب اس شیرہ کا استعمال ہوگا تو وجع مفاصل اور جس بول اور عموماً سردی کی بیماریوں اور آنتوں کے درد کو نفع حاصل ہوگا۔

(نسخہ نمبر ۱۵) آپ ہی کا قول ہے کہ پہاڑی پودینہ کو سکھا کر کوٹیں اور گہوڑے شیرہ

انگور میں اسکو بقدر دو مہٹی کے ڈال دین اور ظف کاٹنے میں سے بند کر دین تو چالیس دن میں اس میں ایک خاص تاثیر پیدا ہوگی یعنی بچوں کو دودھ پلاسٹے والی عورتوں کو اس شیرہ کا استعمال روزانہ بقدر ایک کوک بہت نفع دیکھا اور دودھ میں زیادتی ہوگی۔ اگر اسی شیرہ میں کسی قدر صاف شہد ملائیں تو اسکا استعمال سردی کی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا اور آنٹن کو قوی کر دینا اور ریاحین تحلیل ہوگی۔

(نسخہ نمبر ۱۶) آپ ہی کا قول ہے کہ ۳۰۔ انار شیریں جو مہنوز پختہ نہ ہوے ہون لے جائیں پھر اسکے دانوں کو چھلکوں کے ساتھ کوٹ لیں اور شیرہ انگور کے پانچ گہروں میں ملائیں اور رکھ چھوڑ دیں۔ ایک مہینہ کے بعد وہ شیرہ عارضہ پھش اور درد شکم کو بہایت نافع ہوگا۔ (نسخہ نمبر ۱۷) آپ فرماتے ہیں کہ ایک خاص قسم کا شربت شیرہ انگور سے بنایا جاتا ہے جسکو رومیوں نے سودارو سے موسوم کیا ہے اس کے بنانے کی ترکیب یاد رکھنے کے قابل ہے۔

- (۱) یورقا۔ تروتازہ ایک درہم کے وزن میں۔
- (۲) سافج ہندی جسکو ہندی میں پترج کہتے ہیں۔ ایک ” ”
- (۳) قسطن کے پتے۔ ” ” ”
- (۴) رکتہ۔ ” ” ”

ان چار دن ادویہ کو کوٹ کر چھان لو۔ پھر ایک گہرے برصاف شہد میں اسکو ملا لو پھر اس مجیدہ کو پانچ گہرے شیرہ انگور میں شریک کرو۔ اور ۲۰ دن تک رکھ چھوڑو۔ پھر اس میں سے بقدر نصف رطل لیکر گرم پانی میں ملاؤ۔ اور ہستیا کے مریض کو پلاؤ۔ جسکو بہت نفع ہوگا۔ یہ شربت درد جگر اور ریاح بارد کو دفع کر دینا اسکے استعمال سے بدن کا رنگ صاف اور جلاوار اور چٹھن اور جوڑوں کے لئے مقوی۔ رومی غفلت اور ہر قسم کی ریاحوں کو دفع کر دینا۔

(نسخہ نمبر ۱۸) آپ فرماتے ہیں کہ ایک خاص قسم کا شربت شیرہ انگور سے تیار ہوتا ہے جس کا نام رومیون نے ابا دریس رکھا ہے۔ جو انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ اجمود کے بیج بقدر ۳ درم اور سداب کے بیج اور پتے بقدر ایک درم لیکر دو فون کو کوٹ لو۔ پہر اس کے سفوف کو چھان کر خالص ایک گہڑے شہدین ملا دو۔ پہر شیرہ انگور کے پانچ گہڑوں کے ساتھ اس کو مخلوط کرو۔ چوبیس دن کے بعد یہ شربت قابل استعمال ہو جائے گا۔ جس میں سے روزانہ ایک رطل لیکر شیر گرم پانی میں ملا کر استعمال کر سکتے ہیں۔ تب لرزہ کہنہ۔ استسقا۔ گردہ کے امراض۔ جس حیض۔ جس بول۔ آنتوں کے ضعف اور ریاح کو دفع کرے گا۔

(نسخہ نمبر ۱۹) آپ ہی کا قول ہے کہ شراب الفلفل کے نام سے ایک مشہور شربت ہے جس کو قدما نے انسان کے لئے نہایت مفید کہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ کالی مرچوں کو دھو کر سکھلا لو۔ پہر اون کو پیس کر بقدر ۳ درہم ایک گہڑے خالص شہدین ملا دو۔ پہر اس مجموعہ کو چار گہڑے انگور سفید کے پراسے شیرہ میں مخلوط کرو۔ اور ایک مثکہ میں بہر کر بیس راتوں تک رکھ چھوڑو۔ پہر اسمین سے نصف رطل لیکر گرم پانی میں ملا کر استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ شربت بہت سے امراض کے لئے نافع ہے۔ کہا نا جلد ہضم کرتا ہے۔ مصفی رنگ ہے اور سرد مزاج والوں کو سردی کے ضرر سے بچاتا ہے اور بعض اخلاص کی عفونت کو روکتا ہے۔

(نسخہ نمبر ۲۰) آپ ہی کا قول ہے کہ ایک شربت ہے جس کو فارسیوں نے میخجج کہا ہے اور طبیبوں نے اس کو انسان کے لئے نہایت مفید تجویز کیا ہے۔ یہ اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ عمدہ قسم کے تیس دانے پیہی کے لو۔ اور سخت لکڑی کے چھڑے سے اونکو خراشو۔ پہر اونکے تخم نکال کر پینک دو۔ اور شیرہ انگور کے ۳ گہڑوں میں اونکو شامل کر کے خوب پکاو۔ جب دو حصے شیرہ کے جل کر ایک حصہ باقی رہ جائے تب اس کو صاف کر کے

سیاہ مٹی کے طرف میں بہر کر رکھ چھوڑو۔ اسکا استعمال روزانہ آدھے رطل کے وزن میں ضعف معدہ اور امراض بارد کو دفع کرتا ہے خاص کر جب کہ اوسکو عود اور مصطکی اور سنبل الطیب اور قصب الذریرہ سے خوشبودار کیا گیا ہو تو اوسکا نفع دو بالا ہو جاتا ہے انسان اسکے استعمال سے حسین بن جاتا ہے۔ حرارت اصلی کو قوت بخشتا ہے اور اخلاط کی عفوئت کو دور کرتا ہے۔ مقوی معدہ و جگر ہے۔

(ب) انگوری شکر کا بیان

(۱) انگور سے شکر بنانے کا طریقہ۔ | برٹش انڈیا کے محکمہ زراعت مالک متحدہ آگرہ واوڈ

نے بذریعہ رسالہ مفید المزارعین جلد ۱۲ نمبر ۸ مجریہ یکم مارچ ۱۹۰۷ء لکھا ہے کہ انگور کی شکر پختہ انگور سے بن سکتی ہے یعنی پختہ انگور کو سایہ میں خشک کرنے سے وہ خیر بن جاتی ہے جسکو ہم کشمش کہتے ہیں۔ کشمش کو پہاڑ کر دیکھو تو اسمین متعدد سفید کر کے درے نظر آئیں گے۔ اسکا ذائقہ شیرین ہوتا ہے۔ اسی چیز کو عرف میں انگور کی شکر بولتے ہیں اور انہیں شیرین ذروں کی وجہ سے انگور۔ کشمش۔ منشی میں شیرینی ہوتی ہے۔ انگور کی شکر پانی میں بہت جلد حل ہو جاتی ہے۔ اس محلول میں قدوے خمیر مایہ ملا دینے سے بہت جلد اسمین تخمیر یعنی سڑا ہند پیدا ہو جاتی ہے۔ اس تخمیر یا جوش کے نتیجے میں پہلے ایک نشہ مثل کمزور شراب کے پیدا ہوتا ہے اور بعد ازاں تخمیر کے فعل کے جاری رہنے سے وہ عرق مثل شراب ترش یا سرکہ کے ہو جاتا ہے۔ دمشق میں ایک شیرین عرق انگور سے بنایا جاتا ہے جو مصر میں دیس یا دیس کے نام سے فروخت ہوتا ہے قدماے عرب کا قول ہے کہ شیرہ انگور کو قوام پر لانے سے اسے قسم کی انگوری شکر تیار ہوتی ہے جو بہت قیمتی ہے لیکن شیرہ اوس سے زیادہ قیمتی ہے لہذا عربوں نے شکر کے بنانے میں زیادہ توجہ نہیں کی۔

(ج) انگوری سرکہ کا بیان

(۱) سرکہ بنانے کا طریقہ۔ صاحب فلاحۃ رومیہ فرماتے ہیں کہ سرکہ وہی عمدہ ہوتا ہے جو انگوری شراب سے بنایا جائے۔ مولف کہتا ہے کہ اگرچہ سرکہ انگور کے شیرے سے بھی بنایا جاسکتا لیکن ہم اس موقع پر صرف اسی سرکہ کا تذکرہ کریں گے جو شراب انگوری سے بنایا جاتا ہو۔ قطع نظر اس ترجیح کے جسکو صاحب فلاحۃ رومیہ نے بیان کیا ہے۔ ہمارا اصلی مقصد یہ ہے کہ جو لوگ سرکہ کے طالب ہیں اگر وہ شراب انگوری ہی سے سرکہ بنائیں تو شراب کی مقدار تبدیل، ماہیت کی وجہ سے کبٹریگی۔ اور قطرہ قطرہ سیلے کا مصداق ہو کر خلافت کو اپنے سودی اثر سے محفوظ رکھے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ چندر کی ترکاری کو کتر کر باربک باربک ٹکڑے کرو۔ اور پھر شراب انگوری میں او سکودا لکر رکھ چھوڑو۔ تین دن کے بعد عمدہ قسم کا تیز سرکہ بن جائے گا۔ اسی طرح کرم کلمہ کی جڑوں کو کتر کر شراب انگوری میں ملائے۔ ۳ دن میں عمدہ سرکہ بن جاتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جس شراب سے سرکہ بنانا چاہیں اور میں آٹھواں حصہ یا فی ملائیں اور اس کے طرف کو کسی ایسی چیز سے بند کریں جو ہوا کے لئے مانع نہ ہو جیسے لیف خرما، خیرہ پس وہ شراب چند ہی دنوں میں سرکہ بن جائے گی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ شراب کے ہر ایک گہڑے میں کیلے کی ایک ایک پہلی کا سلم چھلکا ڈال دو اور بند کر کے رکھ دو چند دنوں میں وہ شراب سرکہ ہو جائیگی۔ اسی طرح روٹی کا گودا بقدر ۳۰ مثقال شراب کے ایک گہڑے میں ڈال دیئے سے چند روز میں عمدہ قسم کا سرکہ تیار ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اگر انگور کا ایک تازہ خوشہ لکڑی اور سس کا پتھر اگڑے پھر شراب انگوری میں ڈال دیں اور اسکا منہ لیپے سرپوش سے بند کر دیں جہیں ہوا کا گزر ہوا کرے تو بہت جلد وہ شراب سرکہ سے بدل جاتی ہے۔

(۲) اس سرکہ کا بیان جو مصلح عمدہ ہے۔ قسطوس کا قول ہے کہ جبکہ غصیل یعنی کوئی کا ندہ

کو بقدر نہ درم لیکر آٹھ درم پودینہ نہری اور ۷ درم کشنہ کے گودے کے ساتھ شریک کر لین اور ان تینوں کو کوٹ کر چھان لین اور اوسکو بیس گہرے سرکہ میں ملا دین اور ۲۰ راتوں تک رکھ چھوڑین تو یہ سرکہ نہایت اعلیٰ قسم کا ہوگا جسکے استعمال سے خاص کر معدہ کو بہت نفع پہونچے گا۔ اگلے علما کی عادت تھی کہ وہ کوئی کاندے کی جڑ کے اوپر کا پوست چیلکر لکڑی کے چہرے سے کشتی نما کٹے کر لیتے تھے۔ پھر اون ٹکڑوں کو اُون کے دوسے میں پرو کر بار کی شکل بناتے تھے۔ پھر انگوری تیز سرکہ کو چوڑے مُنہ کے گہروں میں بقدر نصف بہر کر اون میں ایک ایک ہار اس طرح لٹکا دیتے تھے کہ وہ ہار سرکہ سے ملنے پائے پھر اون گہروں کو بند کر کے چالیس دن تک زمین میں دفن دیتے تھے۔ اور اوسکے بعد گہروں کو نکال کر سرکہ کا استعمال کرتے تھے ایسے سرکہ کی تعریف علما نے بہت کچھ لکھی ہے اون کا قول ہے کہ ایسا سرکہ تمام امراض کے لئے مفید ہے اسکی کھٹی سے دانت نہایت مضبوط ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کا درد دفع ہوتا ہے۔ فاسد مواد گرنے نہیں پاتا۔ انہیں کا قول ہے کہ اگر شبث کی ترکاری بھی کسی قدر اوس میں ملائی جائے تو ایسا سرکہ ہلے ہوئے دانتوں کو بالکل جادیتا ہے اور جب ہی سرکہ میں اوسکے ہنوز شکر ملا کر آگ پر جوش دیا جائے تو اس شربت کا استعمال جگر اور تلی اور سہون کو نہایت نافع ہوتا ہے اور اخلاص کے نقص کو دفع کرتا ہے ہضم کو بہت مفید ہے۔ سنگ مثانہ کو توڑ کر نکال دیتا ہے۔

(۳) تیز سرکہ کو شیرین اور مدہ قسطوس کا قول ہے کہ جب بہت ترش اور تیز سرکہ میں ایک پائے کی ترکیب - مقدار مناسب شیرہ انگور کی ملائی جائے تو بہت جلد وہ سرکہ

تیز اور مدہ ملاوت رکھنے والا ہو جائے گا۔ اور اوسکی ترشی مناسب مقدار میں ہو جائے گی اور معدہ تک اسی صفت پر باقی رہے گا۔ بعض لوگ دو گہرے تیز سرکہ میں ایک گہرا شیرہ کا ملا دیتے ہیں اور پھر انکو پکالتے ہیں۔ جب مجموعہ کا ثلث حل جاتا ہے اور دو ٹکٹ باقی

رہ جاتا ہے تب اسکو صاف کر کے کسی ظرف میں بہر لیتے ہیں اور ۲۰ راتوں تک رکھ کر چھوڑتے ہیں۔ اس ترکیب سے سرکہ میں ترشی کے ساتھ شیرینی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض قدما نے دو حصے تیز سرکہ میں ایک حصہ شیرہ انگور ملانے کا حکم دیا ہے اور نیز فرمایا ہے کہ اسکے علاوہ ۳ گہرے میٹھا اور صاف پانی بھی اوس میں اضافہ کریں اور مجموعہ کو جوش دین تا آنکہ ایک ثلث گھٹ جاوے اوس وقت اسکو ۲۰ دن تک رکھ چھوڑیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جب کہ انگور کا شیرہ سچوڑا جاوے تو اوس وقت ایک فغیر شیر کو ایک گہرے تیز سرکہ میں ملانا چاہئے اور نیز سو عمدہ خوشے انگور کے اوس میں ڈال دینا چاہئے۔ پہر گہرے کاٹنے مٹی سے بند کر کے ۳ مہینہ تک رکھ چھوڑنا چاہئے اس طریقہ سے سرکہ کی لطافت اور عمدگی بڑھے گی اور تیزی کم ہوگی۔

بعض لوگ بیس مثقال کو نوزہ اور ۲۰ مثقال نوزہ فراہم لیکر دونوں کو کوٹ اور چھانک تیز سرکہ کے دس گہروں میں ملا دیتے ہیں اور پہر اون کو ۲۰ دن تک دھوپ میں رکھ دیتے ہیں پس وہ سرکہ نہایت عمدہ قسم کا ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ نہایت تیز سرکہ سے چوتھا یا پانچواں حصہ لیکر باقی کو جوش دیتی ہیں۔ جب اسکا ایک ثلث جل جاتا ہے تو پہر اوس میں نکالا ہوا حصہ ملا دیتے ہیں اور مجموعہ کو ایک ظرف میں لیکر آٹھ دن تک رکھ چھوڑتے ہیں جس سے سرکہ کی خوبی بڑھ جاتی ہے۔ بعض قدما کی رائے ہے کہ مٹی بہر زیب لیکر اوسکے ہم وزن فوہیت (یہ ایک قسم کی گہانس ہے) اوسکے ساتھ ملا لیں۔ اور پہر اوس کی قدر ناشپاتی کے پتے اور سعد لہنی موتہ اوسکے ساتھ شریک کریں۔ پہر ان سب کو کوٹ کر اوس میں سے دو مٹی تیز سرکہ کے ایک گہرے میں ملا دیں۔ اور اوس گہرے کو ایک مہینہ تک رکھ چھوڑیں۔ اس تدبیر سے سرکہ اعلیٰ صفات پیدا کرے گا۔

(۴) خراب سرکہ کو تیز بنانے کا طریقہ | قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ پسپی ہوی سیاہ مرچیں

مٹھی بہر لیجا مین اور ترنج کے پانی میں اونکو گوندھا جائے پھر اونکو سرکہ میں ڈالا جائے تو وہ سرکہ تیزی کے ساتھ دیر پا ہوگا۔

آپ ہی فرماتے ہیں کہ اور ایک تدبیر ہے جس سے سرکہ کی تیزی زائل نہیں ہونے پاتی یعنی درخت انگور کے پتے لیکر سرکہ کے ٹنگے میں اندر کی جانب اس طرح پر لٹکائے جائیں کہ سرکہ سے ملنے نہ پائیں۔ پس اُس سرکہ کی بو عمدہ ہوگی اور سرکہ دیر پا ہوگا۔

اسی طرح درخت آس یعنی مور و کا عمدہ ٹمرہ لیکر سایہ میں سکھلا لیا جائے اور پھر اسکو سرکہ میں ڈالا جائے تو وہی منافع حاصل ہونگے جو اوپر بیان ہوئے۔

نیز جنون کو پانی میں جوش دیکر اس پانی کو صاف کر لیں اور پھر کسی ظرف میں رکھ دیں تاکہ اس کے اجڑے غلیظہ نیچے بیٹھ کر پانی تہر جائے پھر تہر اٹھوا پانی ایک گہڑے کی مقدار میں لیکر سرکہ کے دس گہڑوں میں ملا دیا جائے جس سے سرکہ تیز اور قوی ہو جائیگا۔
باتقہ کا آٹا ترنج کے سرکہ میں گوندہ کر انگوری ناقص سرکہ میں ملانے سے بھی اوسکی تیزی زیادہ ہو جاتی ہے۔

جب کہ چکی کا پتھر گرم کر کے گرام گرم خراب سرکہ میں ڈالا جاتا ہے تو اوسکی تیزی اور قوت بڑھ جاتی ہے۔

اور بہونے ہوئے جو کوٹ کر انگوری سرکہ میں ملانے سے بھی یہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ علی ہذا گیہون کا بہوسہ دھو کر سرکہ میں خوب لت کرنے سے سرکہ ترش اور تیز ہو جاتا ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ دو مٹھی سالم سیاہ مرچیں لیکر کتان کے کپڑے میں اوسکی پوٹلی باندھ لو اور سرکہ کے اوس ظرف میں جس میں دس گہڑے سرکہ ہو اوسکو ڈال دو۔ پھر اوس ظرف کا منہ مٹی سے بند کر کے ہوا سے بچاؤ۔ اور آٹھ دن تک اوسکو اسی حالت میں رہنے دو۔ اس تدبیر سے نہ صرف سرکہ تیز ہو جائیگا بلکہ اوسکا استعمال ہضم کے لئے

ایک خاص قسم کا نفع دیگا۔

۷) پانی ملے ہوئے سرکہ کے علامات | قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ سرکہ کو کسی طرف

میں لیکر اوسمیں کسی قدر بورق البجیر (پاٹری لون) ڈالا جائے تو اوسمیں ایک جوش پیدا ہوگا اگر اس جوش کے ساتھ کھٹ نہ لائے تو سمجھ لو کہ اوسمیں پانی ملا ہوا ہے۔ اور اگر جوش کے ساتھ کھٹ ہی لائے تو یہ خالص ہونے کی علامت ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ سرکہ میں تھوڑا سا باقلہ کا بہو سا ڈالنا چاہئے اگر بہو سا اوپر تیز نے لگے تو یہ علامت پانی ملنے کی ہے اور اگر نیچے بیٹھ جائے تو سرکہ خالص ہے۔ اسی طرح جب کہ کھاری مٹی پر کسی قدر سرکہ ڈالنے پر وہ جوش کھائے اور کھٹ لائے اور مٹی کو اکھیر سے تو سمجھ لو کہ خالص سرکہ ہے اور اگر یہ کیفیت ظاہر نہ ہو تو اوس میں پانی ملا ہوا ہے۔

۸) سرکہ کی مقدار کو دو فی کر دینے کی ترکیب۔ | قسطوس کا قول ہے کہ گہڑا بہر یا سرکہ کو حسین تر سفی غالب ہو۔ اور گہڑا بہر سمندر کا پانی اوسمیں ملاؤ۔ یا تھوڑے سے جو کہ سو دن تک پانی میں بہہ کر اوسکا پانی مساوی مقدار میں اوس سرکہ میں ملا دو۔ اور پھر بہونا ہوا نمک بقدر ایک مٹی کے اوسمیں ڈال دو۔ اور اس مجموعہ کو کسی ایک ظرف میں بہہ کر رکھ دو۔ اس ترکیب سے سرکہ کی مقدار دو چہد ہو جائے گی اور مرزہ اور بویا خاصیت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

۹) سرکہ کے کیزوں کو دھو کر نیکی ترکیب۔ | قسطوس کا قول ہے کہ جب کہ سرکہ میں کیزے پڑ جائیں تو گہڑے بہر ایسے سرکہ میں ایک مٹی پنا ہوا نمک ملائے سے وہ کیزے اٹھتے ہو جائیں گے اور سرکہ قابل استعمال رہے گا۔

(د) انگور سے کشمش بنانے کا طریقہ

۱) کشمش کی تیاری کا طریقہ۔ | علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ اگر انگوروں سے کشمش بنانا

منظور ہو تو خوشون کو درخت سے توڑنے سے پہلے پتھلی کے بعد اسکو ٹوڑ دیا جائے تاکہ اونکی ڈنڈیاں پہٹ جائیں اور درخت سے غذا حاصل نہ کر سکیں اور ٹمرہ مرجھا کر خست ہی پر خشک ہو جائے۔ پھر اسکے بعد خوشون کو توڑ کر سایہ میں لٹکا دینا چاہئے۔ تاکہ اور زیادہ خشک ہوں۔ پھر مٹی کے پختہ ظروف میں درخت انگور کے خشک پتے بچھا کر اونکو بہر دیا جائے اور کچھ پتے اونکے اوپر ڈال دئے جائیں اور اس ظرف کا منہ مٹی سے بند کر دیا جائے اور اونکو ایک ایسے سرد مکان میں رکھ دیں جہاں دھوپ کا مطلق گزر نہ ہو۔ یہ کشمشیں لذیذ اور کسی قدر تر اور مائل بسفیدگی ہوں گی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جن انگور دن کی ترشی اور تلخی جا کر اون میں علاوت پیدا ہو جائے اونکو سکھا کر کشمش بنانے سے کم علاوت کشمش تیار ہوگی۔ جن انگور دن کو سکھلانے کے لئے پہیلا دیا جائے وہ رات بہر ہوا اور ترشی سے سرد ہو جائیں گے صبح کو اونکو ایک جگہ پر جمع کر لینا چاہئے جب دھوپ نکل آئے تو اسوقت اونکو خرمائے پتون کے بور یوں یا پٹیرے کی چٹائیوں پر دھوپ میں پہیلا دینا چاہئے۔

غلیظ القوام انگور کو سکھا کر کشمش بنانے سے اون کا وزن پہلے کی بہ نسبت ایک ثلث رہ جاتا ہے۔ اسی طرح رقیق القوام اور قمری یا سبر انگور دن کا وزن خشک ہونے کے بعد چوتھائی سے بھی کم ہو جاتا ہے۔

اگر افتادہ زمین سرخ مٹی والی ہو اور گہا لنس وغیرہ سے پاک اور صاف ہو تو صرف اسی پر انگور کو پہیلا کر سکھلانا زیادہ بہتر ہے۔ اس پہیلا وکے وقت ایک دانہ دوسرے پر نہ رہے بلکہ دانے جدا جدا رہیں۔ راستوں کے قریب یا کھنڈوں کے پاس انگور دن کو نہرگز نہ سکھلانا چاہئے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ جب انگور کا ٹمرہ غلیظ یعنی موٹے قوام کا ہو یا معمولی وقت سے دیر میں توڑا گیا ہو تو اسے کشمش تیار کرنے کے لئے چاہئے کہ چنے یا باقلا وغیرہ

کی راکھ لیکر اوسکو پانی میں ایک دن رات رکھیں پھر اوس پانی کو نتہار کر جو ش دین جب کہ تین چار مرتبہ جو ش کہا چکے تب اوسکے کہولنے کی حالت میں انگور کے خوشون کی ڈنڈیوں کو کسی پُرانے کپڑے کی صافی کے ذریعہ سے پکر کر خوشون کو اوس پانی میں لٹکا دیں اور پھر دانوں کے پھٹنے سے پہلے اونکو اسمین سے نکال کر خشک ہونے کے لئے گہانس وغیرہ پر دھوپ میں پھیلا دیں پھر دوسرے دن آمستگی سے اونکو لوٹ پوٹ کریں۔ جب کہ وہ اچھی طرح سے خشک ہو لیں تب انکو محفوظ کر لیں۔

اگر تم چاہو کہ کشمش نیلگون ہو جائیں تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ انار کے چمکے لیکر اونکے چار چند وزن میں وہ پانی اور مین ملاؤ جو چنوں یا باقلا کی راکھ سے نتہار نکالا گیا ہو۔ اور کچھ دیر تک اسی حال پر چھوڑ دو۔ پھر اوس پانی کو نتہار کر تانبے کے بڑے دیگچے میں آگ پر رکھ دو۔ جبکہ وہ خوب جو ش کہا لے تب خوشون کو کہولتے پانی میں حسب ہدایات گزشتہ اس طرح پر لٹکا دو کہ کل شمرہ اوس پانی میں ڈوب جائے۔ پھر اوسکو پانی سے نکال کر دوسری بار ڈباؤ۔ پھر اوسکے بعد اوسکو دھوپ میں پھیلا دو۔ اور دوسرے دن الٹ پلٹ کرو اور چھوڑ دو۔ تاکہ خوب خشک ہو جائے پھر ایک مرتبہ اور الٹ پلٹ کر کے ظروف میں بہر دو۔

بعض کا قول ہے کہ اوس کہولتے پانی میں جبکا ذکر اوپر ہوا ہے کسی قدر روغن زیتون کا ملا لینا زیادہ مفید ہے۔

صاحب حسن الصناعہ فرماتے ہیں کہ جن شہروں کے انگور وں میں شیرینی کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے اونکو سکھلا کر رکھنا بہت آسان ہے اور اسی وجہ سے تجارت کے کاروبار میں جنوب اور بعض اون بلند مقامات کے انگور مشہور ہو گئے ہیں جنہیں اس خاص غرض سے انگور کے عمدہ اقسام بوسے جاتے ہیں۔ جیسے ہسپانیہ میں شہر لمجا۔ اٹالیہ میں شہر کلابرہ مصر کے تمام شہر اور فرانس کے جنوبی حصہ کے کل شہر

ایک خاص قسم کی کشمش جب کا نام زربب مورہ ہے۔ شہر قوزینہ سے آتی ہے۔
 ان زربب ورن میں کشمش بنانے کے لئے جو طریقہ استعمال ہے وہ یہ ہے کہ جب انگور کی
 پختگی کا زمانہ نزدیک ہو تو خوشنوں پر کوئی چیز لپیٹ دیجائے۔ پہر درخت کے کچے پتے
 جدا کر دئے جائیں تاکہ آفتاب کی شعاعیں پختہ انگور ورن پر زیادہ پڑیں اور رطوبت
 زائدہ جلد خشک ہو جائے پہر خوشے توڑے جائیں اور اون میں سے پختہ والے جدا
 کر لئے جائیں باقی خوشنوں کو ایک دن دھوپ میں رکھیں دوسرے دن محلول قلوئی
 کو انگور کی راکھ میں (جس میں کسی قدر خرمائی یا حصی البان یا اور کوئی شے بناتا ت
 عطربہ سے) جوش دیکر اس میں ۳ بار ان خوشنوں کو ڈبا کر دیکھا جائے اگر انگور کے
 دانے کسی قدر پھٹ گئے ہوں تو سمجھ لو کہ محلول قلوئی کسی قدر خراب ہے۔ اور اگر
 ڈبوئے کے بعد خوشے ہر جانب سے پھیل جائیں تو سمجھنا چاہئے کہ محلول قلوئی بہت
 خراب ہے اور اگر سالم نکلیں تو اسکو ٹھنڈا اور صاف ہونے کے لئے رکھ دو۔ پہر
 اسکو موٹے کپڑے میں چھان لو اور چھنے ہوئے عرق کو دوبارہ آج پر رکھو۔ جب
 جوش کہانے لگے تو اس میں ہر ایک خوشہ کو تین تین مرتبہ غوطہ دیکر تختیوں پر پھیلا کر
 دھوپ میں رکھ دو۔ شام میں ان تختیوں کو سایہ میں اٹھا لاؤ۔ تین یا چار دن میں انگور
 سوکھ جائیں گے اور عمدہ کشمشیں تیار ہو جائیں گی۔

مقام قورنتمہ میں انگور ورن کو سکھانے کا طریقہ اور طرح پر ہے۔ وہاں کافی پختگی
 سے کچھ دن پہلے انگور کے خوشے توڑ لئے جاتے ہیں پہر تنگ سوراخوں کی چھلنیوں میں
 دھوپ کہانے کے لئے رکھ دیتے ہیں یا چار دن پر پھیلا دیتے ہیں۔ جب کہ دائمی خوشن
 سے ڈنڈیوں سمیت جدا ہو جاتے ہیں۔ تب انکو چھوٹی چھوٹی قھچھون سے پیٹتے ہیں پہر
 چھلنیوں میں رکھ کر ہلاتے ہیں تاکہ مہین ڈنڈیاں ان سے جدا ہو جائیں پہر تنگ سوراخوں
 کی چھلنیوں میں ہلا کر اون کے کوڑا صاف کر لیتے ہیں۔

قسطوس کا قول ہے کہ کشمش بنانے کا جو طریقہ بکلو پسند ہے وہ یہ ہے کہ عمدہ انگور منتخب کئے جائیں جو کہ پختہ ہو کر کمال کی انتہا کو پہنچ چکے ہوں اور خوشون کے جھکانے سے نرمی اور آہستگی سے جدا ہو سکیں پس ایسے انگور ون کو اونکی موجودہ حالت پر درخت پر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ منقبض ہو کر مرجھا جائیں پھر جب کہ اونکے خوشے خشک ہو جائیں تو اس وقت اونکو درخت سے توڑ کر درخت کے سایہ میں لٹکا دیا جائے پھر اونکو موجودہ حالت پر ایک طرف میں بہر دیا جائے اور اسکو کسی ایسے سرد مقام میں رکھ دیا جائے جہاں ہوا کا گزر نہ ہو۔ اور نہ وہاں پانی کی تری ہو۔ جو کشمشین اس تدبیر سے تیار کیجاتی ہیں وہ بہت عمدہ اور دیر پا ہوتی ہیں۔

(۵) شراب انگور کا بیان

(۱) شراب کو زیادہ میٹھی بنانے کی ترکیب | قسطوس کا قول ہے کہ جب خوشے پختہ ہو جائیں اور وہ تدبیر جس سے شراب کی عادت ترک ہو جا۔ | تو فوراً اونکو توڑ کر اونکا شیرہ سیاہ مٹی کے ظرف میں بہر دو۔ اور اس ظرف کے منہ کو مضبوطی کے ساتھ بند کر دو۔ پھر اسکو دھوپ میں رکھ دو۔ جب تک کہ آفتاب برج سنبلہ میں رہ کر جد ہی میں منتقل نہ ہو۔ اس وقت تک وہ ظرف دھوپ ہی میں رہے۔ اس طریقہ سے جو شراب تیار ہوگی وہ بہت شیرین ہوگی۔

آپ ہی کا قول ہے کہ بعض لوگ شیرہ کو جوش دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی ایک تہائی جل جائے۔ پھر اس کے بعد اسکو سیاہ مٹی کے ظرف میں لیکر خوب مضبوطی کے ساتھ اونکا منہ بند کر کے دھوپ میں رکھ دیتے ہیں۔ جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو انہیں ہذیت میٹھی شراب تیار ہو جاتی ہے۔

مولف حقیر کہتا ہے کہ اگرچہ شیرہ انگور سے شراب بنانے کی صد ہا ترکیبیں محققین عرب نے بیان کی ہیں لیکن مولف نے ان کے بیان کو دانستہ ترک کر دیا ہے۔ اور یہ مختصر بیان محض اس لئے رکھا گیا کہ مفرز ناظرین کو اسکے ذریعہ سے یہ بات معلوم جا سکے۔

کہ دُہوپ کے اثر سے شیرہ میں سُکر پیدا ہو جاتا ہے تاکہ وہ شیرہ انگور کو ہمیشہ دُہوپ سے بچایا کریں۔ اسی موقع پر ایک عجیب دوا بیان کی جاتی ہے جس پر لوہان کے قدیم علمائے اپنا وثوق ظاہر کیا ہے۔ اسکا اثر یہ ہے کہ اسکے استعمال سے شراب خوار کو شراب سے نفرت کُلی ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک مہلک بلا سے نجات حاصل کرتا ہے بدنیوجہ وجہ کہ وہ نسخہ درخت انگور ہی سے بنایا جاتا ہے۔ لہذا اس کتاب میں اسکا بیان بے محل نہیں ہے اور خاص کر اس باب سے اسکو خاص تعلق ہے۔

فیثا غورث حکیم نے کہا ہے کہ انگور کی شاخوں کو تراشنے کے وقت جو پانی شاخوں سے ٹپکتا ہے وہ جمع کر لو۔ اور اس سے بقدر ایک لٹوک کے مخمور کو حالت مستی میں اوسوقت پلا دو جب کہ وہ تشنگی سے پانی مانگے اور اوسپر یہ ظاہر نہ کرو کہ یہ فلاں قسم کا پانی ہے۔ اسکا قوی اثر یہ ہوگا کہ اوسکو شراب سے نفرت کُلی ہو جائے گی۔

تمام شد کتاب کاشت انگور

۲۶ ر آذر ۱۳۱۵ھ

فرہنگ الفاظ مندرجہ کتاب کاشت انگور

نفاذ کنندہ	الفاظ	معانی
۱	۲	۳
آغاز فرہنگ		
۱	آب	ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو کہ ہندی میں بہادون سے ادنیٰ فرق کے ساتھ مطابق ہے۔ (غیاث اللغات)
۲	آبکامہ	ایک مرکب غذا کا نام ہے۔ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔
۳	آبی	زبان فارسی میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر ۱)
۴	آدم	بفتح وال ہملہ ایک مشہور فلاح کا نام ہے جس نے ابتداء میں فلاحات اور علم نباتات کی تعلیم فلاطین کو دی۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے اور پیغمبر اولین کا بھی یہی نام تھا۔ علیہ السلام۔
۵	آسٹریٹ	انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر ۱)
۶	آکلمہ	زبان عرب میں انگور کے ایک خاص مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ ۲۲۷
۷	آبادریس	بفتح اول ایک خاص قسم کے مرکب شربت کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۷۸ کا صفحہ ۳۷۸) غالباً فرانسیسی زبان کا لفظ ہے۔
۸	ابن ماسویہ	ایک طبیب کا نام ہے۔
۹	ابن وحشیہ	مصنف فلاحۃ النبطیہ کی کنیت ہے جنکا نام احمد تھا۔
۱۰	اجسام مرکبہ خارجیہ	سے وہ اجسام مراد ہیں جو خارج میں پائے جاتے ہیں اور مختلف طبائع سے مرکب ہیں جیسے حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔

۱۱	اجمود	بفتح اول وسکون جیم وضم میم وسکون واو جھول ہندی کی ایک دوا ہے جسکو عربی زبان میں کرفس کہتے ہیں اور ہندی میں اجمود (محیط اعظم)
۱۲	احشاء	بفتح اول وسکون ثانی عرب میں باطنی اعضا کو کہتے ہیں جیسے آنتیں۔ دل۔ جگر وغیرہ۔
۱۳	احمر -	بفتح اول وسکون ثانی وفتح ثالث زبان عربی کا لفظ ہے بمعنی سرخ رنگ (منہی الارب)
۱۴	اِزار -	بکسر اول ایک سریانی مہنیہ کا نام ہے جو رومیوں کے یہاں رائج ہے بقول صاحب زبان قاطع موسم بہار کا پہلا مہنیہ۔
۱۵	اِذخر -	بکسر اول وسکون ذال معجم وکسر خا معجمہ۔ یونانی یا عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اسکو تبن مکہ و خلال مامون کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ خلیفہ مامون رشید اس سے خلال کرتا تھا۔ اور فارسی میں اسکو کاہ مکی و علف گورخر و گورگیاہ اور ہندی میں مرجا گندہ و گندھیل و راج ہنس وغیرہ۔ (محیط اعظم)
۱۶	آرلی ہمبرگ	بفتح اول انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۶)
۱۷	ارون -	بفتح اول۔ روسی آرمینا کے ایک مقام کا نام ہے۔
۱۸	اسارون	بفتح ہمرہ وکسر آن نیز وضم راے مہملہ۔ سریانی زبان کا لفظ ہے اسکو یونانی میں سرائیون اور ہندی میں تگر۔ گہٹونہ۔ سکندبالا۔ کراسن۔ بندکہر کہتے ہیں (محیط اعظم) یہ ایک گھاس کی جڑ ہے۔ جو کہ گرہ دار اور کچھ دراز اور کچھ اور ہلکی سے کسی قدر پتلی اور قوی و خوشبو دار ہوتی ہے۔

۱۹	آسالس آغریا	روحی زبان میں انگورگی ایک قسم کا نام ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۸)
۲۰	استار بیس -	ایک یونانی عالم کا نام ہے جو علم نباتات کا بڑا ماہر تھا۔
۲۱	استرخا -	بکسر اول و سکون ثانی امراض انگور سے ایک خاص مرض کا نام ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۳۷) جسمیں اسکی تعریف بیان ہوئی ہے۔
۲۲	استلاف	بکسر اول فرانسیسی زبان کا لفظ ہے۔ ترجمہ بیضا کا یہ ایک لفظ ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۳) میں بیان ہوئی ہے۔
۲۳	اسسرج -	بضم اول و سکون سین مہملہ و فتح رائے مہملہ و سکون فون و جیم - عربی زبان کا لفظ ہے اسکو فارسی میں شکرگت اور ہندی میں سینڈور کہتے ہیں (محیط اعظم)
۲۴	افاسلو ما ایم پی لینم -	بفتح اول ایک پہیو ندی کا نام ہے جو امراض درخت خرما میں شمار کی جاتی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۵۱)
۲۵	اسقاط -	بکسر الف و سکون سین مہملہ زبان عربی کا لفظ ہے۔ اصطلاح طب میں مدت سے پہلے حل کرنے کو کہتے ہیں۔
۲۶	اسقین -	بکسر اول۔ (دیکھو صفحہ ۱۵۹)
۲۷	اشقر -	بفتح اول و سکون شین مجملہ و فتح قاف - زبان عرب میں اس چیز کو کہتے ہیں جسکے رنگ میں سپیدی پر سرخی غالب ہو (منہی الارب)
۲۸	اسکیل -	بکسر اول و سکون ثانی و کسر ثالث سکون پاس مجملہ - فارسی میں عوسج کو کہتے ہیں (محیط اعظم)
۲۹	اشنان -	بضم ہمزہ و فتح آن نیز و سکون شین مجملہ عربی لفظ ہے اور اسکو عربی میں حرمین اور فاسول بھی کہتے ہیں۔ اور فارسی میں اشنان کا فون

		اور ہندی میں کنول کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۳۰	آشنہ	بضم اول و سکون ثانی و فتح نون عربی لفظ ہے۔ اسکی فارسی دوامہ اور دو الک اور ہندی چٹریہ و چریہ ہے۔ یہ ایک طرح کی لطیف اور باریک بیل ہے جو کہ تاگون کے مشابہ اور صنوبر و بلوط و جوز وغیرہ کے اکثر درختوں پر پیدا ہو جاتی ہے۔ (محیط اعظم)
۳۱	اصابع الغدای	بفتح اول۔ زبان عرب میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۰ کا نمبر (۲)۔
۳۲	اصل السوس	بفتح اول۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ ایک دو اکا نام جسکو فارسی میں پنج تہک اور ہندی میں مہٹی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۳۳	اگروٹس ٹریسی	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۳۴	الدا -	بفتح اول۔ ایک قسم کا پتھر ہے جسکو فارسی میں حراہ کہتے ہیں۔
۳۵	آنا ملاویس	بفتح اول۔ یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۳۶	آنباس -	بفتح اول و سکون نون۔ بقول محیط اعظم زبان یونانی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔
۳۷	ابنیق -	بالکسر۔ ایک شیشہ کا نام ہے جو قلع کے سر پر رکھا جاتا ہے جو پانی مقطر کیا جاتا ہے وہ اسی کی نلی سے قابضین ٹپکتا ہے۔
۳۸	انتہراک نوز	بالکسر اول۔ امراض و رخت انگور سے ایک خاص مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ (۲۵۱)
۳۹	اندمال -	بالکسر اول و سکون ثانی۔ عربی زبان کا مصدر ہے جسکے معنی زخم

		کا بہر جانا اور چٹکا ہونا ہے۔ (مختی الارب)
۴۰	انزروت	بفتح ہمزه وسکون فون وفتح زائے مجملہ وضم رائے مہملہ۔ عربی لفظ ہے اسکو فارسی میں گنجدہ اور ہندی میں لاہی اور لائی کہتے ہیں اور یہ ملک فارس کے ایک خاردار درخت کا گوند ہے۔ (محیط اعظم)
۴۱	انساکلو پیدیا۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان کے الفاظ میں۔ ایک مبسوط کتاب کا نام جس میں موجودات عالم کی تاریخ لکھی گئی ہے۔
۴۲	انگرتہ۔	بفتح اول۔ ملک فارس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۴۳	انگلیان	بفتح اول۔ ایک محقق یورپ کا نام ہے۔
۴۴	الوفا۔	بفتح اول۔ ایک محقق کلدانی کا نام ہے جو فن فلاحیت اور علم نباتات میں نامی گزرا ہے۔
۴۵	اوٹیورنکس	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۶	اوٹیورنکس اک	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۷	اوٹیورنکس سکائی	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۸	اوٹیورنکس لی لیس۔	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۴۹	اوٹیورنکس مرئی کاس۔	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۷۶)۔
۵۰	اورنگ آباد۔	بفتح اول وسکون ثانی حیدر آباد دکن کے ایک مقرر صوبہ کا نام

		اور انگور کی ایک انگریزی قسم بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۳)۔
۵۱	اوسی بوفروس	رومی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۸۔
۵۲	اوقیتہ -	بضم ہمزہ و سکون واو و کسرتا و تشدید یا سے تھمائی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور ایک وزن کا نام ہے جسکی مقدار قدیم زمانہ میں سات مثقال یعنی چالیس درم کے بقدر ہتی جس کو صاحب عیث اللغات نے ۱۱ تولے ۸ ماشہ لکھی ہے۔ اور اب بلعیوں کی اصطلاح میں ایک استار اور دو ثلث استار۔ اوقیہ کا سادہ ہے اور ستار دس درم کا ہوتا ہے۔ پس اوقیہ تقریباً ۵ تولہ کا ہوا۔ (صرح و مہنی الارب)
۵۳	اویڈیون -	انگور کے امراض سے یہ ایک مرض ہے جسکی تعریف صفحہ ۲۴۶ پر بیان ہوئی ہے۔
۵۴	ایار -	ایار بالفتح ایک رومی مہینہ کا نام ہے جس میں آفتاب برج ثور میں رہتا ہے اور وہ ہندی مہینہ جیہڑ سے مطابقت رکھتا ہے (عیث اللغات)
۵۵	ایلول -	بفتح اول۔ ایک رومی مہینہ کا نام ہے جس میں آفتاب برج سنبلہ میں رہتا ہے۔ جو خفیف سے تفاوت کے ساتھ ماہ ہندی کنوار کے مطابق ہے۔ (عیث اللغات)
۵۶	ایکونن -	ملک تونس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۵۷	بالونہ -	یہ فارسی لفظ ہے اسکا معرب بالونج ہے اور مغربی لوگ اسکو

		با بونق کہتے ہیں۔ فارسی میں اسکو کرمانک اور ہندی میں سونہیل و سوناموتی و مرہی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۵۸	بادر و ج -	بفتح با ر عربی و سکون دال مہملہ و ضم راء مہملہ و سکون واد جیم۔ نبطی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو عربی میں حوک اور فارسی میں ترہ خراسانی۔ اور ہندی میں با برہی و جنگلی تلسی کہتے ہیں (محیط اعظم)
۵۹	بار -	ہندوستان کے مالک مغربی و شمالی میں زمین کی ایک قسم کا نام ہے جو ریتیلی اور رقیق ہوتی ہے اسی کو ہٹل بھی کہتے ہیں دکن میں اسی کا نام بلون ہے۔ اسکی سیرابی کے لئے پانی زیادہ درکار ہوتا ہے۔
۶۰	بار پروسا -	انگریزی انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۴)۔
۶۱	بارما -	ملک بابل کے ایک موضع کا نام ہے۔
۶۲	برشیم -	بفتح اول۔ مصری زبان کا لفظ ہے یہ ایک قسم کی گہانس ہے۔ جسکو فارسی میں راسپت کہتے ہیں۔ عربی میں اسکے خشک پودوں کو قسٹ کہتے ہیں اور تازہ کو نصفصہ۔ اکثر اس گہانس کا استعمال چارپایوں کی تقویت کے لئے کیا جاتا ہے۔ اسی گہانس کو ترکی میں بونچہ کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۶۳	برخوش -	بفتح اول۔ ایک بہت باریک کیتڑا ہے۔ جسکو ہندی میں پتو کہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ (۲۶۶)
۶۴	برک -	بفتح اول۔ انگریزی زبان میں ایک درخت کی چہال کو کہتے ہیں جو غروف سے مشابہ ہوتی ہے۔ امریکا کے جنوبی حصہ سے لائی جاتی ہے جسکو جروٹیس برک بھی کہتے ہیں۔ اسلے پتے میں بونہین ہوتی اور

۶۵	برنیر -	امراض درخت انگور سے ایک خاص بیماری کا نام ہے۔ دیکھو (۲۵۱)
۶۶	برونیوس -	ایک یونانی عالم کا نام ہے جو فن فلاح اور علم نباتات میں لاثانی رہا۔
۶۷	بریمی -	بفتح بے عربی ورے مشدود۔ ان اقسام انگور کا نام ہے جو میدانون اور جنگوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ زبان عرب میں وہ ہر شے جو خشکی سے منسوب ہو بریمی کہلاتی ہے۔ لیکن اصطلاح نباتات میں بریمی بستانی کا مقابل ہے۔
۶۸	برر -	بفتح اول و سکون ثانی۔ زبان عرب میں تخم اور کاشت بذریعہ تخم کو کہتے ہیں (منہی الارب)
۶۹	برر قطونا -	بکسر اول و سکون ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ فارسی و ہندی میں اسکو اسپنول کہتے ہیں (محیط اعظم)
۷۰	بسباسہ -	بفتح اول و سکون سین مہملہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے اسکو فارسی میں بزباز اور ہندی میں جاوتری کہتے ہیں۔ اور یہ جوز بوائے اوپر لپٹا ہوا پوست ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)
۷۱	بستانی -	بضم اول و سکون ثانی۔ انگور کے ان اقسام کا نام ہے جو باغات میں بوئے جائیں یہ زبان عربی کا لفظ ہے۔
۷۲	بصل الفار -	بفتح اول عربی زبان کا لفظ ہے۔ بقول صاحب محیط اعظم ایک دو آہ جسکو فارسی میں پیاز دشتی اور ہندی میں کوئی کاندہ اور کنڈ کہتے ہیں۔

۷۳	بغلّاش -	بفتح اول - کسدانی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ (۴۵) میں کرمتہ البرکات بیان -
۷۴	بقلمہ بارودہ -	بفتح اول و سکون ثانی عربی زبان کا لفظ ہے ایک قسم کے بیدار درخت کا نام ہے جسکو فارسی میں لبلاّب اور ہندی میں چاندنی بیل کہتے ہیں۔ اس درخت کا خاصہ ہے کہ اسکی بیلین قریب کے درخت پر لپٹ جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے عرب اسکو عاشق الشجر بھی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۷۵	بقلمہ لبنیہ -	بفتح اول و سکون ثانی عربی زبان کا لفظ ہے جسکو فارسی میں خرفہ اور ہندی میں قلفہ اور خلفہ کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۷۶	بگلیٹ سویت وائر -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۰ کا نمبر (۵)۔
۷۷	بلاک راٹ -	انگریزی زبان میں امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۵۲)۔
۷۸	بلوٹا کا درخت -	بفتح اول و تشدید لام - بلوٹا زبان عربی کا لفظ ہے۔ درخت بلوٹا سے سینا سپیاری کا درخت مراد ہے جسکو فارسی میں درخت بالوط کہتے ہیں۔
۷۹	بلیک الیکیانٹہ -	بکسر اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۶)۔
۸۰	بلیک برگنڈی -	بکسر اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۷)۔
۸۱	بلیک پرنس -	بکسر اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۸)۔

۸۲	بلیک ٹرنٹھن۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۱ کا نمبر (۹)۔
۸۳	بلیک مسکٹ	بکسر اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۰)۔
۸۴	بلیک ہمبرک	بکسر اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۱)۔
۸۵	بٹنی رڈ -	بفتح اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۲)۔
۸۶	بٹڈل -	بفتح اول۔ انگریزی زبان کا لفظ۔ چند چیزوں کو ملا کر بانڈھا ہوا ایک مجموعہ۔
۸۷	بٹنیو شاو -	بفتح اول۔ ایک محقق فنِ خلافت اور عالم علم نباتات کا نام ہے۔
۸۸	بوڈو مسکٹ -	بضم اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۳)۔
۸۹	بورڈینک -	فرانس کے ایک مقام کا نام ہے۔
۹۰	بورق اسبازری	بورق بضم اول معرب ہے لفظ بورہ کا جسکو ہندی میں پاپری لون کہتے ہیں (محیط اعظم) اسبازری سے غالباً کسی خاص ملک کا بورق مراد ہے لغت سے اسکا کچھ پتا نہیں چلتا ہے۔
۹۱	بورق الجیر -	یہ عربی زبان کا مرکب لفظ ہے بورق کے معنی پاپری لون ہیر کے معنی چونا۔ مجموعہ کے معنی چرنے کا پاپری لون ہے (محیط اعظم)
۹۲	بورق رومی -	بورق بضم باے مودہ و سکون واو و فتح راے مہملہ معرب ہے

		بورہ فارسی کا جسکو ہندی میں پاڑی لون کہتے ہیں اور یہ ایک طرح کا نمک ہے جو ستورہ زار میں پیدا ہوتا ہے۔ رومی سے مراد روم کے ستورہ زار کا۔ (محیط اعظم)۔
۹۳	بورہ ارمی -	بضم اول و کسرہ الف۔ زبان فارسی میں ایک دوا کا نام ہے جسکو عربی میں بورق الغرب۔ بورق الصناعہ کہتے ہیں۔ اور ہندی میں پاڑی لون۔ (محیط اعظم)۔
۹۴	بویہ -	بضم اول و واو معروف و یاء مفتوح فارسی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد غالباً جابے پہل ہے۔ اسکا پورا نام فارسی میں جوز بویہ اور عربی میں جوز بوا ہے جو کہ فارسی لفظ کا متعرب ہے۔
۹۵	بہگوٹہ -	بفتح اول و کن میں رسم و رواج و عادت جاریہ کو کہتے ہیں غالباً یہ مرہٹی زبان کا لفظ ہے۔
۹۶	بیدانہ -	بکسر اول۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۴۳)۔
۹۷	پاریز -	فرانس کی ایک پریسیڈنسی کا نام ہے۔
۹۸	پرونا سپراوٹیکولا -	امراض درخت انگور سے ایک خاص بیماری کا نام ہے۔ جسکی تعریف صفحہ ۲۵۱ میں بیان ہوئی ہے۔
۹۹	پڑاؤ -	دکن میں پڑاؤ سے دیر افتادہ زمین مراد ہے جس میں عرصہ سے کاشت کی نوبت نہ آئی ہو۔ اسی کو حصص تلنگانہ و کن میں پڑاوا۔ اور پوٹ پڑیت بھی کہتے ہیں۔
۱۰۰	پیشوری -	بکسر اول۔ انگلستان کے انگور و ن سے ایک قسم کا نام۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کا نمبر (۱۵)۔

۱۰۱	پونڈ -	زبان انگریزی کا لفظ ہے۔ ایک پونڈ مساوی ہے آدہ سیر کا۔
۱۰۲	تابستانی -	بکسر ثالثہ و سکون رابع۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ انگور کے اُن اقسام کا نام جنکا ثمرہ گرمیوں میں تیار ہوتا ہے۔
۱۰۳	تاک -	فارسی زبان میں درخت انگور کو تاک کہتے ہیں (بریان قاطع)
۱۰۴	تاگل -	زبان عرب میں درخت انگور کے ایک خاص مرض کا نام ہے جسکا بیان صفحہ ۲۲۲ میں ہوا ہے۔
۱۰۵	تین اسبلہ -	تین بکسر تائے فوقانی و سکون بائے موحدہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو فارسی میں کا اور ہندی بہوسہ کہتے ہیں۔ اور سبلہ بضم اول و سکون ثانی و ضم ثالثہ زبان عربی لفظ ہے جسکو فارسی میں خوشہ اور ہندی میں بال یا بالی کہتے ہیں۔ تین اسبلہ مرکب اضافی ہے جسکے معنی بالیوں کا بہوسہ۔ (از محیط اعظم)
۱۰۶	ترقید -	بفتح اول و سکون ثانی و کسر ثالثہ زبان عرب و ممالک مصر میں اُس عمل کو ترقید کہتے ہیں جسے انگور کی شاخوں کو زمین میں ڈال کر پودہ حاصل کیا جائے۔
۱۰۷	ترقید بالا مالہ -	ترقید بسیط کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ ۱۵۲ میں بیان ہوئی ہے۔
۱۰۸	ترقید بالجدور -	ترقید بسیط کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۵) میں بیان ہوئی ہے۔
۱۰۹	ترقید باللف -	ترقید بسیط کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۵) میں بیان ہوئی ہے۔
۱۱۰	ترقید بسیط -	اصطلاحات فلاح میں ترقید بسیط اُس عمل کا نام ہے جس سے شاخوں کو زمین میں داب کر پودے پیدا کئے جاتے ہیں۔

۱۱۱	ترقید لبشوق حلقی	ترقید مضاعف کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۶) میں بیان ہوئی ہے۔
۱۱۲	ترقید لبشوق مستطیل	ترقید مضاعف کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۱۵۷)۔
۱۱۳	ترقید مضاعف	ترقید کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۵۶) میں بیان ہوئی ہے۔
۱۱۴	ٹرمس -	بضم تاء فوقانی و سکون رائے پہلہ و کسر میم عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں با قلاے مصری یا شامی یا رومی۔ اور ہندی میں جہار کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۱۵	ٹرمس تلخ -	بضم تاء فوقانی و سکون رائے پہلہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ فارسی میں اسکو با قلاے مصری یا شامی یا رومی اور ہندی میں جہار کہتے ہیں اور اس کا فرق تلخ ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۱۱۶	تشرین اول -	بکسر اول۔ رومی مہینہ کا نام ہے جو تقریباً ماہ مہندی (اکتوبر) کے مطابق ہے۔ (عیات اللغات)۔
۱۱۷	تشرین ثانی -	بکسر اول۔ رومی مہینہ کا نام ہے جو تقریباً ماہ مہندی (اکتوبر) کے مطابق ہے۔ (عیات اللغات)۔
۱۱۸	تطعیم -	بفتح اول۔ زبان عرب میں درختوں کے پوند اور انکھہ جانے کو تطعیم کہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ (۱۵۸)۔
۱۱۹	تطعیم بالتقرب	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۶۵) میں بیان ہوئی ہے۔
۱۲۰	تطعیم بالجدور	تطعیم کی ایک قسم ہے جس کا عمل جڑوں میں کیا جاتا ہے۔ دیکھو صفحہ (۱۷۱)۔
۱۲۱	تطعیم بالشوق -	تطعیم کی ایک قسم ہے جسکی تعریف صفحہ (۱۷۰) میں بیان ہوئی ہے۔

۱۲۲	تطعيم بالفروع المنفصله	تطعيم کی ایک قسم ہے جسکی تعريف صفحہ (۱۶۸) میں بيان ہوئی ہے۔
۱۲۳	تطعيم بالقلم -	تطعيم کی ایک قسم ہے جسکی تعريف صفحہ (۱۷۰) میں بيان ہوئی ہے۔
۱۲۴	تطعيم حلقى -	تطعيم کی ایک قسم ہے جسکی تعريف صفحہ (۱۷۳) میں بيان ہوئی ہے۔
۱۲۵	تطعيم شطى -	تطعيم کی ایک قسم ہے جسکی تعريف صفحہ (۱۷۰) میں بيان ہوئی ہے۔
۱۲۶	تكریت -	بکسر اول - ملك بابل کے ایک قصبہ کا نام ہے۔
۱۲۷	تینوی -	بکسر اول - ملك بابل کے ایک موضع کا نام ہے۔
۱۲۸	ٹار ٹرپے ریٹا -	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ (۲۷۶) -
۱۲۹	ٹائل نلیہ -	یہ ایک مرض کا نام ہے جو گردن پر ہوتا ہے جسکی وجہ سے چھوٹے چھوٹے سے چیونٹوں کے مثل گلے اور گردن پر جمع ہو جاتے ہیں۔
۱۳۰	جسکی -	بفتح اول و دوم زبان عرب میں پہاڑی انگور کا نام ہے یعنی وہ انگور جسکے درخت پہاڑوں پر خود رو ہیں اور اسی نام سے ایک خاص قسم بھی مشہور ہے دیکھو صفحہ (۴۱) کا نمبر (۳) -
۱۳۱	جپان -	بفتح اول - انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۷) - غالباً یہ جاپانی زبان کا لفظ ہے۔
۱۳۲	جر جر -	بفتح اول و سکون ثانی و فتح ثالث - یہ لفظ گر گر کا عربی ہوا ہو فارسی و ہندی میں بالکل اور نیرندی میں بلھر اور چھوٹی باتلاہی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم) -
۱۳۳	جر جریر -	بکسر اول و سوم و سکون دوم - عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں لکیر اور ہندی میں تر مرا کہتے ہیں۔ (محیط اعظم) -
۱۳۴	جریچون -	اس لفظ کا لغت میں کچھ سراخ نہیں ملتا ہے۔ البتہ چرخون کو

		صاحب محیط اعظم نے بازنگ کے معنی میں ضبط کیا ہے جو کہ ایک دوا کا نام ہے۔
۱۳۵	جَلَوَز -	بضم و کسر اول و تشدید لام مفتوح۔ عربی زبان کا لفظ ہے اور فارسی میں اسکو چلفوزہ اور ہندی میں بھی چلفوزہ یا پٹاری بادام کہتے ہیں۔
۱۳۶	جَنَاح -	بفتح اول و ثانی بقول صاحب محیط اعظم زبان اندلس میں رکن کو کہتے ہیں اور حرشف کو یہی۔ راسن سے سوسن جبلی اور بخیل شامی مراد ہے اور عربی میں قلعوج اور یونانی میں انیسون۔ بقول صاحب فدا حقہ رومہ زبان رومی میں ایک دوا کا نام ہے جس سے غالباً راسن ہی مراد ہے۔
۱۳۷	جَنَرُیَلا مارورا	بفتح اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۶)۔
۱۳۸	جَنین -	بفتح اول و کسر نون و سکون یا۔ زبان عرب میں اُس بچہ کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں ہو۔
۱۳۹	جوسی -	تلنگانہ دکن میں ایک وہی خدمتی کا نام ہے جو اہل موضع کو اچھی اور بُری ساعتوں سے آگاہ کرتا ہے یہ گویا موضع کا منجم ہے۔
۱۴۰	جبر -	بکسر اول و سکون مابعد۔ یہ چونے کا ایک جزو ہے جسکو اہل فرس درخت انگور میں بطور کہا و استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ (۲۰۸)۔
۱۴۱	چار بن -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ (۲۵۱)۔
۱۴۲	چنار -	بفتح اول۔ زبان فارسی میں ایک درخت کا نام ہے۔

۱۳۳	چینا -	بفتح اول - ملک چین سے مراد ہے۔
۱۳۴	حاررطب -	گرم و تر کا ترجمہ ہے۔ یہ زبان عربی کے الفاظ ہیں۔
۱۳۵	حبشی -	بفتح اول و دوم - زبان عربی میں انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۱ کا نمبر (۴)۔
۱۳۶	حرام -	بفتح اول - زبان عربی میں انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ جسکا بیان صفحہ ۴۱ کے نمبر ۵ پر ہوا ہے۔
۱۳۷	حرمل -	بفتح و کسر اول و سکون ثانی و ضم و فتح ثالث۔ لفظ عربی ہے۔ اسکو فارسی میں سپند سوختنی اور ہندی میں اسبند اور دو لو کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۳۸	خریران -	بفتح اول - ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو خیف سے تفاوت کے ساتھ ماہ ہندی (اسارہ) کے مطابق ہے (عیان اللغات)۔
۱۳۹	حسینی -	بضم اول - زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے انگوروں سے ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۸)۔
۱۴۰	حصی لبان -	اس لفظ کو صاحب محیط اعظم نے حصی لبان - بفتح اول و ثانی و الف مقصورہ و ضم لام ضبط کیا ہے۔ یہ عربی لفظ ہے اسکو فارسی میں حسن لبہ اور ہندی میں لبوبان کہتے ہیں۔ جو کہ ایک مشہور بخور ہے۔ (محیط اعظم)۔
۱۴۱	خزرون -	بفتح اول - زبان عرب میں ایک کیرے کا نام ہے جسکا ذکر صاحب محیط اعظم نے کیا ہے۔ فارسی میں اسی کو کاوک اور سپید نرہ کہتے ہیں۔
۱۴۲	خلوان -	بضم اول و سکون ثانی - ملک عرب میں ایک شہر کا نام ہے۔

		جسکو جھکوان ابن عمر ابن حاف ابن مضاعہ نے آباد کیا تھا۔ اور بہت سے صحابہ انکی اولاد سونگڑ رہے ہیں۔
۱۵۳	حما -	بفتح اول۔ بنطی یا سریانی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو عربی میں باج اور فارسی میں مایلو اور ماکلو کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی نبات کا نام ہے جسکی لکڑی سُرُخ اور خوشبودار ہوتی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۱۵۴	حفظل -	بفتح و کسر حاء مہملہ و سکون نون۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ فارسی میں ہندوانہ البوجہل و خرپڑہ تلخ اور ہندی میں اندرائن کا پہلے۔ (محیط اعظم)۔
۱۵۵	حی العالم -	بفتح اول و تشدید ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ فارسی میں اسکو ہمیشہ بہار و بیش بہار و سُرُخ مرو و زلف عروسان اور ہندی میں رتی سروالی و سدا بہار کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۵۶	خار و اع -	کسدانی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۰۶ میں کرمۃ البر کا بیان۔
۱۵۷	خالیہ -	عربی زبان میں ایک قسم انگور کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۰۶ کا نمبر (۶)۔
۱۵۸	خابہ ٹلما مان -	زبان فارسی میں انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۰۶ کا نمبر (۷)۔
۱۵۹	خر بلن -	بکسر اول و سکون ثانی و فتح ثالث۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو ایک مشہور دوا کا نام ہے جسکو رومی زبان میں قوسا اور ہندی میں کچلا کہتے ہیں اور وہ سفید اور سیاہ ہوتی ہے۔ سفید کو عربی میں قاتل الکلب۔ اور ہندی میں بس سفید اور کچلا کہتے ہیں۔ اور سیاہ کی تحقیق علیحدہ مذکور ہو چکی ہے (محیط اعظم)۔
۱۶۰	خر بلن ابيض -	بکسر اول و سکون ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ ہندی میں انکو

		ایس اور سفید کچلا۔ اور عربی میں قاتل الکلب بھی کہتے ہیں۔
۱۶۱	خر بن سیاہ	بکسر اول و سکون ثانی۔ خال رنگی اور عربی میں رجل الراعی اور ہندی میں کالا کچلا کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۲	شر دل	بفتح خاے معجم و سکون راءے پہلہ و فتح دال پہلہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں سپندان اور ہندی میں رائی کہتے ہیں (محیط اعظم)۔
۱۶۳	نراحی	بفتح اول و ثانی و فتح میم و الف مقصورہ۔ عربی لفظ ہے۔ جس کو فارسی و اردو میں گل شب بوی اور بعض کے نزدیک گل مریم بھی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۴	خستہ	بفتح اول و سکون ثانی۔ زبان فارسی میں تخم انگور کو خستہ کہتے ہیں۔ (برہان قاطع)۔
۱۶۵	خشک	بفتحین۔ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جسکو فارسی بھی کہتے ہیں اور عربی میں خشک۔ اخراس العجوز۔ نطفۃ العجوز اور ہندی میں گوکبر۔ کشک۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۶	خصی	دکن میں درخت انگور کی کاٹ چھانٹ کو خصی کہتے ہیں۔
۱۶۷	خط استوا	بفتح اول و کسرہ ثالث۔ زبان عرب میں وہ خط ہے جو آسمان کو دو حصوں پر تقسیم کرتا ہے۔ جو مشرق سے شروع ہوتا ہے اور مغرب پر ختم ہوتا ہے۔
۱۶۸	خمیر مایہ	خمیر مایہ اسم فارسی غیر کے معنی میں ہے۔ جسکو عربی میں عجین اور ہندی میں ماوا کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۶۹	خیوط الکرم	خیوط بضم اول۔ جمع ہے خیط کی۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جسکو

		معنی تاک کے ہیں۔ کرم بفتح کاف عربی و سکون راء مہملہ۔ عربی زبان میں درخت انگور کو کہتے ہیں۔ خیوط الکرم سے درخت انگور کی بیلیوں کے رشتے مراد ہیں۔
۱۴۰	دُبُور -	بفتح اول۔ زبان عربی میں اس مغربی ہوا کا نام ہے۔ جسکو اردو میں پچھوا کہتے ہیں۔ دیکھو صفحہ (۶۸)۔
۱۴۱	دِلس	بکسر دال و سکون باء موحده۔ عربی لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں دوشاب کہتے ہیں اور وہ عبارت ہے انگور و خرما و ثوت سفید وغیرہ کے گڑھے شیرے سے مگر مطلق دوشاب سے اکثر شیرہ انگور و شیرہ خرما مراد ہوتا ہے۔ یہ وہ شیرہ ہے جو کہ خاص طریق سے تیار کیا جاتا ہے۔ (محیط نظم)
۱۴۲	در دار -	بفتح اول و سکون ثانی۔ ایک مشہور درخت کا نام ہے۔ اور یہ لفظ فارسی زبان کا ہے۔ عرب میں اسکو شجرة الغب و شجرة البعوض اور اہل ہند بیولا کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۱۴۳	درہم -	بکسر اول و سکون ثانی و فتح ثالث۔ درم کا عرب اور لفظ درم فارسی ہے۔ جو کہ چھ دانگ یعنی ۱۰۳ ماشہ کے بعد چاندی کا سکہ ہوتا ہے۔ (منہی الارب)۔
۱۴۴	دِسلِی	بکسر دال و سکون فا و فتح لام والفاء مقصورہ۔ عربی لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں خرزیرہ اور ہندی میں کنیر کہتے ہیں (محیط اعظم)۔
۱۴۵	دُلب -	بضم دال و سکون لام۔ عربی میں درخت چار کا نام ہے۔ (د)
۱۴۶	دمعۃ الکرم -	بفتح اول۔ درخت انگور کی وہ رطوبت جو شاخوں پر مثل گوند کے جم جاتی ہے۔ (محیط اعظم)۔

۱۷۷	دوشاب -	زبان فارسی میں شیرہ انگور و شیرہ خرما کو کہتے ہیں۔
۱۷۸	دیواز -	زبان تنخابین میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ (۳۸)
۱۷۹	ڈچ سویٹے ارٹ -	فتح اول۔ زبان انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۱۹)۔
۱۸۰	ڈگری -	بکسر اول۔ انگریزی زبان میں درجہ کا ترجمہ ہے۔
۱۸۱	ڈمیکس -	بضم اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۲۰)۔
۱۸۲	ڈیولفٹ بلیج -	بکسر اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۳ کا نمبر (۲۱)۔
۱۸۳	ذرایج -	سرخ رنگ کے زہر دار خار رکھنے والے اور اڑنے والے کیڑے جن پر سیاہ نقطے ہوتے ہیں اور زہر ان کے سر میں ہوتا ہے۔ انکو فارسی میں دکلوک کہتے ہیں۔ (بحر الجواہر) صاحب اعظم فرماتے ہیں کہ (آن کر میست سرخ بالعتقہاے سیاہ وزرد۔ و یا مرش و ذی سمیت و دو فوج میا شد بزرگ و کوچک بزرگ آن بقدر زہور۔ و کوچک آن از گس بزرگ تر و پہن و بد بود بر نبات تازه می نشیند و در آن تکون میا بد بہند می تلین و تیلینی کہی گویند)۔
۱۸۴	ذرایر کی گہانس	ذرایر عربی زبان میں جمع بنے لفظ ذریرہ بر وزن جریرہ کی جو کہ ایک قسم کی خوشبودار نے کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اور ملک ہند سے تمام ملکوں میں منتقل کئے جاتے ہیں اور قصبہ الذریرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ (محیط اعظم)۔

۱۸۵	ذوانایا -	بفتح اول - فن فلاحیت اور علم نباتات کے ایک عالم کا نام ہے جو کفنان میں گزرا ہے۔
۱۸۶	رازی -	زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۲ کا نمبر (۲۸)۔
۱۸۷	رازی -	سے ایک حکیم مراد ہے جسکا پورا نام شیخ محمد ابن ذکریا رازی ہنجا جو شہر رے کا رہنے والا تھا۔
۱۸۸	رازیانج -	یہ لفظ رازیانہ (فارسی) کا معرب ہے اسکو فارسی میں بادیاں بھی کہتے ہیں اور ہندی میں سوخت - (محیط اعظم)۔
۱۸۹	رامک -	بفتح راء مہملہ ویم مفتوح - یونانی زبان کا لفظ ہے۔ یہ ایک مرکب دوا ہے سیاہ رنگ - مثل قیر کے - جب اسکو مشک سے ملائے ہیں تو مجموعہ کو رامک المسک کہتے ہیں - فارسی میں اس دوا کا نام آرام دارو ہے (محیط اعظم)۔
۱۹۰	رائل اسکاٹ -	انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۴ کا نمبر (۲۲)۔
۱۹۱	رائل مسکٹین -	انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۴ کا نمبر (۲۳)۔
۱۹۲	رائل وینارڈ -	انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۴ کا نمبر (۲۴)۔
۱۹۳	رز -	بفتح راء مہملہ - زبان فارسی میں درخت انگور کو رز کہتے ہیں
	رطل -	بفتح اول و کسر آن نیز و سکون ثانی عربی میں ایک وزن کا نام ہے جسکی مقدار ۱۲ اوقیہ ہے اور ایک اوقیہ چالیس درم

		کے برابر ہوتا ہے۔ (منہی الارب)
		صالح جو ہر ہی کا قول ہے کہ اوقیہ کی یہ مقدار قدیم زمانہ میں تھی۔ لیکن اب طیبوں کے عمل درآمد میں اوقیہ ایک استار اور ڈولٹ استار کا ہوتا ہے جوہ تولد کے مساوی ہے کیونکہ استار دس درم کے برابر ہے۔
۱۹۵	پنجی ٹس بی ٹولی	ایک کیرے کا نام ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۷۔
۱۹۶	رویہ -	بقول صاحب فلاحہ رومیہ ایک خاص دوا کا نام ہے۔ صاحب محیط اعظم نے الف کے ساتھ رویا لکھا ہے جس سے غلبہ القلب یعنی مکو مراد ہے۔
۱۹۷	ریش بابا -	زبان فارسی میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۷۲ کا نمبر (۹) صفحہ ۵۴ کا نمبر (۲۵)۔
۱۹۸	ریگرٹ -	کالی زمین کو دکن میں ریگرٹ کہتے ہیں۔ اسی کا نام حاکم مغربی وشامی ہند میں ڈگر ہے۔
۱۹۹	ریگل -	بکسر اول و سکون ثانی۔ ایک محقق یورپ کا نام ہے۔
۲۰۰	زربیب	بفتح اول و کسر ثانی۔ زبان عرب میں خشک انگور کو کہتے ہیں۔
۲۰۱	زربیب مورہ	ایک خاص قسم کی کشمش ہے۔
۲۰۲	زعرہ -	بضم اول و سکون ثانی زبان عربی میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۷۳ کا نمبر (۱۰)۔
۲۰۳	زیرفت -	بکسر اول۔ زبان عربی میں پھر یعنی ڈامر کو زیرفت کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔

۲۰۴	زِفَت خاکی -	بکسر زائے مجمرہ و سکون فا۔ درخت صنوبر زبرتی کی رطوبت کا نام ہے اور جو کہ مادہ درخت صنوبر سے نکلتی ہے اسکو تنبوب کہتے ہیں اور جبکہ وہ میخ ہو جاتی ہے تو اسکو راتیخ کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)
۲۰۵	زِفَت سیاہ	گیلانی کے کہا ہے کہ درخت صنوبر کے رطوبات غاذیہ سے جو زِفَت لیجاتی ہے گرم مزاج رکھتی ہے اسی وجہ سے یہ زِفَت سیاہ ہوتی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۰۶	زِمِستانی -	بفتح اول و کسرہ ثانی و سکون ثالث انگور کے اُن اقسام کا نام ہے جنکا ثمرہ چاروں مین حاصل ہوتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ کا نمبر (۱۱)۔
۲۰۷	زہر الکبریت	زہر عربی میں پہول اور کبریت گندہک: جو ع کے معنی گندہک کا پہول۔ اسکی نظیر عربی لغت میں زہرۃ الملح بمعنی شورہ و زہرۃ النخل ہے جو کہ تانبے کو گہلانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح غالباً زہر الکبریت بھی گندہک سے صاف کرنے کے بعد نکلتا ہے۔ لغت سے اس لفظ کا کچھ پتا نہیں چلتا۔
۲۰۸	زَیتونی -	بفتح اول و سکون ثانی۔ زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۳ کا نمبر (۱۲)۔
۲۰۹	سَافِج ہندی	بفتح سین و فتح ذال مجمرہ ایک قسم کا پتہ ہے جو کہ دیرہ گرہ کے بعد دراز اور نصف گرہ کے قدر چڑھا اور نیم شب و درمیان رنگ ہوتا ہے۔ ہندی میں اسکو پترج کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۲۱۰	سا طور -	بڑے چمڑے اور خنجر اور نہرنی کو کہتے ہیں۔
۲۱۱	ساق الشجر -	نبی الارباب میں ساق کے بہت سے معنی لکھے ہیں مگر ساق شجر تہ درخت کو کہتے ہیں۔

۲۱۲	ساق الکرم	زبان عرب میں تند درخت انگور کو ساق الکرم کہتے ہیں۔
۲۱۳	سال -	ایک مشہور درخت ہے جسکو ہندی میں ساکھو بھی کہتے ہیں۔ اور عربی میں ساج۔ (محیط اعظم)۔
۲۱۴	سانس -	بقول صاحب فلاحہ یونانیہ یہ ایک دوا ہے جسکو فارسی میں سانس کہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ لغات فارسی میں اسکا پتا نہیں چلتا۔ دیکھو کتاب ہذا کا صفحہ ۳۶۹۔
۲۱۵	ساہی جرمقانی	ایک فلاح کا نام ہے جو ممالک عرب میں گزرا ہے۔
۲۱۶	سبز بال -	بفتح اول زبان فارسی میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴ نمبر (۱۳)۔
۲۱۷	سپور -	انگریزی زبان میں فگس کی قسم کے ایک پودہ کے تخم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۰۔
۲۱۸	سُداب صحرائی۔	بقول محیط اعظم بضم اول۔ سافل۔ سارہی۔
۲۱۹	سراج القطرب	بکسر اول وضم قاف و سکون طاء وضم راء جملہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں اسکے بہت سے نام ہیں جیسے شجر السیمان و شجرة القرنین وغیرہ یہ ایک قسم کا درخت ہے اسکی فارسی و اردو کا نام صاحب محیط اعظم نے ضبط نہیں فرمایا۔ (محیط اعظم)۔
۲۲۰	سداہیا -	بفتح اول۔ کسدانی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴ نمبر (۱۴)۔
۲۲۱	سمر کا سپورہ ٹیس	یہ ایک قسم کی پہیونڈی ہے جسکو امرات درخت انگور میں شمار کیا جاتا ہے۔

۲۲۲	سعد -	بضم اول و سکون ثانی و دال پہلہ - عربی لفظ ہے - اسکو فارسی میں مشکک زیر زمین اور ہندی میں موہہ کہتے ہیں - اور یہ ایک درخت کی جڑ ہے (محیط اعظم) -
۲۲۳	سفید خار -	بفتح اول و ثانی و سکون ثالث - زبان فارسی کا لفظ ہے جسکو عربی میں عوسج کہتے ہیں (محیط اعظم) -
۲۲۴	سقم الکرم -	بضم اول - زبان عرب میں ایک بیماری کا نام ہے جو درخت انگور کو عارض ہوتی ہے - دیکھو صفحہ ۷۷۷ -
۲۲۵	سکناس -	جسکو فارسی میں آرلو - اور ہندی میں دندلم کہتے ہیں یہ ایک قسم کا دوائی درخت ہے -
۲۲۶	سکین التطعیم -	بکسر اول - زبان عرب میں ایک چھوٹی سی چھری کا نام ہے - جس سے درخت کے پیوند باندھنے میں مدد لی جاتی ہے - دیکھو صفحہ (۱۵۸) -
۲۲۷	سلس البول -	بفتح سین اول و کسر لام و فتح سین دوم - عربی زبان میں ایک مرض کا نام ہے جسکی وجہ سے پیشاب بے ارادہ کے خارج ہو جاتا ہے (عیان اللغات) -
۲۲۸	سلیسیا -	اس لفظ کا کچھ سداغ لغت سے نہیں ملا - البتہ سلیسہ ہر وزن قریرہ کو صاحب فقہی الارب نے ایک قسم کی گہانس لکھا ہے -
۲۲۹	سلیقائی -	بفتح اول - زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴ کا نمبر (۱۵) -
۲۳۰	سبل الطیب -	یہ عربی زبان کا لفظ ہے اسکو فارسی میں ایک دلالہ اور ہندی میں چہڑا ببال چہڑا اور جاسی کہتے ہیں - اور یہ ایک گہانس کا

نام ہے جو کہ خوشبودار اور بے پھول و بے پل ہوتا ہو۔ (محیط اعظم)		
یہ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے۔ ایک پیمانہ کا نام۔ ایک متر مساوی ہے ۳۶۰۰۰۰۔ انچ انگریزی کا۔ اسکے دسویں حصہ کا نام ڈیسی متر ہے جو مساوی ہے تقریباً ۴۔ انچ انگریزی کا۔ اور ایک ڈیسی متر کا دسواں حصہ سنتی متر کہلاتا ہے جو چار انچ کا دسواں حصہ ہے ۱۰ (المقادیر مولوہ مولوی غلام احمد)۔	۲۳۱	سنتی متر
بالکسر و جمیم عربی و باسے موحده۔ ایک جائز کا نام ہے جس کے چمڑے سے پوستین بناتے ہیں اور وہ خاکسترگون ہوتا ہے اسکے چمڑے کو یہی سحاب کہتے ہیں۔ (غیاث اللغات)۔	۲۳۲	سحاب
زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے جسکا بیان صفحہ ۴۸ کے نمبر ۲۹ میں ہے۔	۲۳۳	سودا رذات العیون
ایک خاص قسم کے شربت کا نام ہے جسکا نسخہ اسی کتاب کے خاتمہ میں بیان ہوا ہے۔ دیکھو صفحہ (۳۷۷)۔	۲۳۴	سودا رو
بضم اول۔ ایک شخص کا نام ہے جو فن فلاحت کا بہت بڑا عالم تھا۔ یہ یونان میں گزرا ہے۔	۲۳۵	سودیون
ایک ملک کا نام ہے۔ اور اسی ملک کے باشندے سورانیٹین سے مشہور ہیں۔	۲۳۶	سوران
بضم اول و سکون ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ فارسی اور ہندی میں بھی استعمال ہے۔ ایک مشہور پھول کے درخت کا نام ہے۔ (محیط اعظم)۔	۲۳۷	سوسن
اس لفظ کو صاحب محیط اعظم نے سوکری یعنی سین دکان و کون	۲۳۸	سوکران

		و کسر را۔ ضبط کیا ہے۔ جسکے معنی فارسی میں موسلی سیاہ۔ اور ہندی میں کالی موسلی کے ہیں۔ جو کہ کسی قسم کے درخت کی شہو جڑ ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۳۹	سوکری۔	بفتح سین مہلہ سکون داد و فتح کاف۔ ایک مشہور درخت کی جڑ ہے۔ جسکو فارسی میں موسلی سیاہ اور ہندی میں کالی موسلی کہتے ہیں اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
۲۴۰	سونایا۔	بضم اول۔ بغداد میں انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۴۴ کا نمبر (۱۶)۔
۲۴۱	سوسطانی۔	بضم اول۔ کسدانی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴۴ کا نمبر (۱۷)۔
۲۴۲	سوٹ وارٹر۔	بضم اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر (۲۶)۔
۲۴۳	سیالہ۔	بفتح اول۔ عربی زبان میں ایک خاص مرض کے مریض درخت انگور کا نام ہے اسلئے کہ وہ اپنے پہلے کوروک نہیں سکتا۔ بلکہ اوسکا پہل بہ جاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۳۸۔
۲۴۴	سیرق۔	غالباً یہ لفظ مغرب ہے سیریک فارسی کا۔ جسکو ہندی میں گل ہندی کہتے ہیں۔ لغات عربی سے اسکا پتا نہیں ملتا۔
۲۴۵	سینگریڈ۔	بکسر اول۔ روسی زبان میں ایک خاص قسم کے تھرمائیٹر کا نام ہے جس سے گرمی اور سردی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔
۲۴۶	شاخ دانبا۔	درخت انگور سے جو شاخ جھکا کر زمین میں اس غرض سے ڈالی جاتی ہے کہ اُسکے مدخوہ حصہ میں جڑیں پیدا ہوں اوسکو مولف نے شاخ دانبا

		کہا ہے۔ صاحبان لغت اردو نے شاخ و اسبے کا محاورہ نہیں بیان کیا۔
۲۴۷	شاخ لگانا۔	صاحب فرہنگ آصفیہ نے شاخ لگانے کے معنی قلم لگانا لکھا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ فن فلاحیت کے اصطلاحات میں اہل لغت نے گڑبڑ کر دی ہے۔ لہذا مولف نے اپنی اس کتاب میں جہاں کہیں شاخ لگانا لکھا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ زمین میں دہائی ہوئی شاخ کو بعد ازین کہ اس میں جڑیں پیدا ہو جائیں قطع کر کے دوسرے مقام میں قائم کریں۔ (دیکھو قسم لگانے کی بحث جس میں تفصیل کے ساتھ بیان ہے)۔
۲۴۸	شافہ۔	بفتح فاء۔ عربی زبان میں وہ روئی کی جتنی جو کسی دو امین لت کر کے زخم کے اندر رکھی جائے۔ اور وہ دوا یا صابون کی کی جتنی جو دبر میں پیچا نہ کھل کر آنے کے لئے رکھی جائے۔ (فرہنگ آصفیہ)۔
۲۴۹	شہاٹ۔	بضم اول۔ ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو تقریباً ماہ ہندی (پہاگن) کے مطابق ہے۔
۲۵۰	شہت۔	بفتح اول و سکون دوم۔ ایک قسم کا ساگ ہے جو کہ سردی و خشکی میں معتدل اور اس کے شیرہ کو پینے سے رنگ شنانہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۵۱	شہرم۔	بضم اول و سکون ثانی و کسر اول و سوم نیز و سکون ثانی۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جسکی فارسی گاؤں گشتک ہے۔
۲۵۲	شب صافی۔	بفتح و کسر اول و تشدید ثانی۔ فارسی میں زرج ابیض یعنی پتھری

		کو کہتے ہیں۔ (محیط اعظم) اور یہ محدثیات میں سے ایک خام جوہر کا نام ہے۔
۲۵۳	شجرۃ السمرا	یہ لفظ عربی زبان کا مرکب اضافی ہے جسکے معنی سمر کا درخت۔ صاحب محیط اعظم نے سمر کے دو معنی لکھے ہیں۔ (۱) گیہون (۲) ایک قسم کی نبات ہے جسکا درخت بقدر قد آدم بلند اور موصل کے اطراف میں بحر بیوہ میں اگتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۵۴	شراب العفل	ایک خاص قسم کے شربت کا نام ہے۔ جسکو خاتمہ کے صفحہ (۳۷۸) پر بیان کیا ہے۔
۲۵۵	شربتی	بفتح اول۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر (۲۷)۔
۲۵۶	شرطاحوس	بفتح اول۔ رومی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم ہے جس کا بیان صفحہ ۴۴ میں بدیل نمبر ۲۴ ہے۔
۲۵۷	شقرۃ	بضم اول و سکون ثانی۔ زبان عرب میں اس رنگ کو کہتے ہیں جس میں سرخی غالب ہو۔ اور سپیدی کم۔
۲۵۸	شنہ	بفتح اول و تشدید ثانی۔ عربی میں پہلی پُرانی مشک کو کہتے ہیں۔ (منہی الارب) اور صاحب محیط اعظم فرماتے ہیں (شنہ بکسر اول انگور است)۔
۲۵۹	شونیز	بضم اول۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ ایک دوا کا نام جسکو عربی میں کبودان اور ہندی میں کاونجی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۲۶۰	صاحبی	زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر ۲۸۔

۲۶۱	حصہ دایا۔	بکسر اول۔ ایک کسدانی حکیم کا نام ہے جو فن فلاحت میں کامل تھا۔
۲۶۲	صفت۔	بفتح اول۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ بقول محیط اعظم ایک نبات کا نام ہے۔ جس کو فارسی میں پودینہ کوہی اور ہندی میں ساہتر کہتے ہیں۔
۲۶۳	شفریشت۔	بضم اول۔ ایک کسدانی فلاح کا نام ہے۔ جو فن فلاحت کا نہایت ماہر اور کامل تھا۔
۲۶۴	صغرا۔	ایک قسم کی گہانس ہے جو کہ نرم اور بالودار زمین میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے پتے کا ہو کے پتوں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اور اس کے پھول زرد اور نرم اور اس کا فراہمیکا کسی قدر تلخی لئے ہوئے۔ بیاس کی بیماری کو اس کا عرق نافع ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۶۵	ضلبانیا۔	بفتح اول۔ زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۱۸)۔
۲۶۶	ضلفرتہ۔	بفتح اول۔ زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۱۹)۔
۲۶۷	ظامشرمی۔	ایک کسدانی فلاح کا نام ہے جو علم نباتات میں کامل تھا۔
۲۶۸	طبرنایار۔	ایک ملک کا نام ہے۔ غالباً یہ کسدانی زبان کا لفظ ہے۔
۲۶۹	طپسی۔	بفتح اول۔ دکن میں اُس بیرگی کو کہتے ہیں۔ جو جس دم کی ریاضت کرتا ہو۔
۲۷۰	طللا۔	بکسر اول۔ عربی زبان میں اُس شیرہ انگور کا نام ہے جسکو جوش

		دئے ہوئے پانی میں ملا کر جوش دیتے ہیں۔ اور جب پانی کا ایک فنٹ باقی رہ جائے تو اس وقت اسکو بطور شربت استعمال کرتے ہیں۔
۲۷۱	طلو میری -	ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۲۷۲	طیحمہ -	بفتح اول۔ عرب کے ایک بہت بڑے عالم کا نام ہے۔ جو فن جہالت میں امام کہلاتا تھا۔
۲۷۳	نختم -	بفتح اول و دوم۔ زبان عرب میں نخم انگور کو کہتے ہیں۔ (دہلی الارب)۔
۲۷۴	عرض البلد -	بفتح اول۔ زبان عرب میں زمین کے اُن درجہ کا نام ہے جو قطب شمالی اور جنوبی سے قائم کئے گئے ہیں۔
۲۷۵	عرض شمالی -	بفتح اول۔ زبان عرب میں قطب شمالی کے فاصلہ کے درجہ کو عرض شمالی کہتے ہیں۔
۲۷۶	عسکری -	بفتح اول۔ زبان عربی کا لفظ ہے۔ انگلستان کے انگوروں سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر ۲۹۔
۲۷۷	عضدین -	بفتح اول و ضم ثانی و فتح ثالث دو بازو۔ تینہ ہے عضد کا۔ اور عربی لفظ ہے۔ (عیان اللغات)۔
۲۷۸	عضلات -	بفتح اول و سکون ثانی۔ عضلہ کی جمع۔ زبان عربی میں گوشت کی مچھلیوں کو عضلات کہتے ہیں۔
۲۷۹	عقل -	بفتح اول و سکون ثانی۔ زبان عربی میں عقل انگور کی اُس کاشت کو کہتے ہیں جو بذریعہ قلم کی جائے۔
۲۸۰	علامہ نابلسی	مولانا شیخ عبدالغنی مصنف علم الملاحہ فی علم الفلاحہ سے مراد ہے۔

۲۸۱	ملک سفید	بکسر عین و سکون لام - عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور یہ نام ہے ہر ایک ایسے گوند کا جو کہ چبایا جاتا ہے اور اسکی بہتر قسم وہ ہے جو کہ سفید مائل بزر دی ہوتی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۲۸۲	تخلیق	بضم عین مہملہ و فتح لام مشدود - عربی زبان کا لفظ ہے جسکو فارسی میں درو و ثوت سہ گل اور ہندی میں اچو کہتے ہیں (محیط اعظم)۔
۲۸۳	عمق	بضم اول و دوم - عربی میں گہرائی کو کہتے ہیں۔
۲۸۴	غبار الخمراوات	ملک فرانس کے ایک عہدہ کا نام ہے۔
۲۸۵	عنب	بکسر اول و فتح ثانی - زبان عرب میں پختہ انگور کو کہتے ہیں۔
۲۸۶	عنصل	بفتح اول و سکون ثانی و فتح ثالث - عربی لفظ ہے اسکو فارسی میں پیاز دشتی و پیاز موش (اسلئے کہ اس سے چوہا ہلاک ہو جاتا ہے) اور انگریزی میں اسکو ال اور ہندی میں کندا او کوئی کانا کہتے ہیں اور یہ ایک درخت کی جڑ ہے جو پیاز سے مشابہ ہوتی ہے (محیط اعظم)۔
۲۸۷	عنقود	بضم اول و سکون ثانی - زبان عرب میں خوشہ انگور کو کہتے ہیں
۲۸۸	عوسج	بفتح مین و سکون واو و فتح سین مہملہ - ایک قسم کا درخت ہے جسکو فارسی میں سفید خار کہتے ہیں۔ اسکی ہندی صاحب محیط اعظم نے ضبط نہیں کی ہے۔
۲۸۹	عیر وانا	بکسر اول - بقول صاحب محیط اعظم ایک درخت کا نام ہے جسکو عربی میں محیۃ التیس اور فارسی میں اسلج کہتے ہیں۔ اور یونانی میں الطاروس - دیار شام میں اذ ناب الخیل - عامہ اہل اندلس کی زبان میں ستواس - اصفہان میں شنگ -

۲۹۰	عیون الکرم -	بضم اول - زبان عرب میں درخت انگور کی اکہین -
۲۹۱	غار -	غار بفتح غین معجمہ سکون الف وراہمہ - عربی زبان میں ایک قسم کا درخت ہے جو بہت بڑا ہوتا ہے اور ہزار سال تک زندہ رہتا ہے یونان کے لوگ اسکی بہت تعظیم و حرمت کرتے ہیں اہل شام اسکو زند اور اہل فارس باہستان اور اہل فرنگ لاوس یا کتہ میں (محیط اعظم) -
۲۹۲	فاسپارین	ایک معلم فن فلاحیت کا نام ہے جو بلا دھرمین گزرا ہے غالباً یہ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے -
۲۹۳	غرب -	غرب بفتح غین معجمہ وراہمہ سکون باہمہ موحده - ایک بہت بڑے درخت کا نام ہے جو کہ درخت بید کے اقسام سے ہے - جک پتے اور پوست سفید ہوتا ہے اور اسکے تنہ میں ٹانکیاں لٹکا کر گوند نکالتے ہیں اسکو عربی میں اسفیدار اور فارسی میں بدہ - اور نارون اور بربری میں درخت برکتہ میں (محیط اعظم)
۲۹۴	فاسٹرزیدلنگ	انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۵ کا نمبر ۳۰ =
۲۹۵	فرانکیں ہٹل -	بفتح اول - زبان انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۱) -
۲۹۶	فرڈی نیانڈوی لیپس -	کسر اول انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۲) -
۲۹۷	فر فراہم -	بفتح اول - بقول صاحب فلاحہ رومیہ ایک دوا ہے - جکاپتہ افسوس ہے کہ مولف کو لغات سے نہیں ملا -

۲۹۸	فر فورانیا -	بفتح اول - زبان رومی بین انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کا نمبر (۲۰)۔
۲۹۹	فروع خشیشہ -	یہ لفظ عربی زبان کا مرکب توصیفی ہے یعنی ایسی شاخیں جو نرمی و نراکت میں گہائیں کے مانند ہوں (حسن الصناعت فی علم الفلاحتہ)۔
۳۰۰	فروع خشیشہ	یہ لفظ بھی مثل سابق عربی زبان کا مرکب وصفی ہے۔ یعنی وہ شاخیں جو تختی اور کھڑکھڑے پن میں لکڑی سے مشابہ ہوں۔ (حسن الصناعت)۔
۳۰۱	ففسس -	بضم اول - ایک خاص قسم کا کیڑا ہے۔ جسکا تفصیلی بیان صفحہ ۲۶۲ میں ہے۔
۳۰۲	فطر اسالیون -	بفتح اول سکون ثانی و کسر لام و ضم یا - یہ لفظ بطر اسالیون لغت یونانی کا معرب ہے۔ اسکی ہندی پہاڑی اجمود ہے۔ جسکے سچے یاہ اور دراز نامختواہ کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن شیخ الرئیس کے نزدیک اس سے مراد ہر ایک پہاڑی اجمود نہیں ہے بلکہ وہ اجمود مراد ہے جو کہ تیر کی چٹانوں پر اگتی ہے (محیط اعظم)۔
۳۰۳	فلاکرا و سٹارکس -	ایک کیڑے کا نام ہے جو جون کی قسم کا ہے۔ اور درخت انگور کو سخت نقصان پہونچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۷۔
۳۰۴	فنگس کا مرض -	امراض انگور سے یہ ایک مرض کا نام ہے۔ جسکی تقریب صفحہ ۲۴۹ پر بیان ہوئی ہے۔
۳۰۵	فنیقون -	بفتح اول - ایک قدیم فلاح گزرا ہے جو مالک بصر میں تھا۔
۳۰۶	فیثاغورسٹ -	یونان کے ایک عالم اور حکیم کا نام ہے۔
۳۰۷	فیثا لاپس رابڈوٹی -	ایک طرح کی پہیوندی کا نام ہے جو امراض درخت انگور میں شمار

		کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۵۲)۔
۳۰۸	فیلہ اسکٹا لبراسکا۔	یہ ایک قسم کی پہپوندی ہے جو امراض درخت انگور میں شمار کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۳۔
۳۰۹	فیلہ اسکٹا وٹیکولا۔	یہ ایک قسم کی پہپوندی ہے جو درخت انگور کی بیماریوں میں شمار کی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵۳۔
۳۱۰	قالبہ۔	عربی زبان میں اس طرف کو کہتے ہیں جو قمر اربع کی نالی کے پاس رکھا جاتا ہے جس میں پانی ٹپکتا ہے۔
۳۱۱	قار۔	یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ عربی میں اسکو قیر (کسرتاف و سکون یا) بھی کہتے ہیں اور فارسی میں کزف۔ یہ ایک سیال شے جو سیاہ رنگ مائل بہ سفیدی جو کدر میں کے چشمہ سے گرم پانی کے ساتھ جوش مار کر اُگتی ہے (محیط اعظم)۔
۳۱۲	قشار السمار۔	کسرتاف و سکون ٹائے مشدود۔ عربی زبان کا لفظ ہے جسکی فارسی خیارزہ اسپند و خیار و شتی اور ہندی میں بندال و کھربیل کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۱۳	قدوم۔	بفتح اول و ضم وال۔ بمعنی تیشہ بخاران۔ (عیان اللغات)۔
۳۱۴	قراصیا۔	بفتح قاف و رائے مہملہ۔ رومی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں آلو بالو کہتے ہیں۔ اسکی شیریں قسم کو فارسی میں کیلاس اور ترش قسم کو آلو بولو علی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۱۵	قراقر۔	بفتح اول و ثانی و کسرتاف ثانی۔ وہ آواز جو پیٹ کے اندر پائی اور سنی جائے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے یہ قرقرہ کی جھج ہے۔
۳۱۶	قران۔	کسرتاف اول و فتح ثانی۔ اصطلاح علم نجوم میں آفتاب کے سوا دو

		ستاروں کا ایک برج اور ایک درجہ یا ایک دقیقہ میں جمع ہونا ہے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔
۳۱۷	قرع -	بفتح اول و ثانی۔ وہ طرف ہے جس میں عرق نکلنے کے لئے دوہین ڈال کر آگ پر جوش دیکھائی میں تاکہ اونکا مقطر انہیں کے ذریعہ سے قابلہ تک پہنچے (بحر الجواہر)۔
۳۱۸	قرورسی -	بفتح اول۔ یونانی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴۵ کا نمبر (۲۱)۔
۳۱۹	قسط -	بضم قاف و سکون سین مہمل و باخر طائے مہملہ۔ یہ لفظ قسطنطینیونانی کا معرب ہے۔ اسکو فارسی میں کوشٹہ اور ہندی میں کٹ اور کوٹہ کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۰	قسطنین -	اس لفظ کا کچھ پتا نہیں چلتا ہے البتہ قسطنین بقول صاحب محیط اعظم لغت رومی و یونانی میں ترجیح کو کہتے ہیں۔
۳۲۱	قصب الذریرہ -	بفتح اول و ثانی و فتح ذال مجہد و کسر راء مہملہ۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں نے نہا وندی و برکنہ اور ہندی میں چرایہ کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۲	قطر -	بضم اول و سکون ثانی۔ عربی زبان میں وہ خط مستقیم ہے جو دائرہ کے مرکز پر گزر کر اُسکے دو برابر حصے کرے اور محیط تک برابر چلا جائے۔ (فرہنگ امین)۔
۳۲۳	قطران -	بضم اول۔ زبان عربی میں روغن مشد بین کو قطران کہتے ہیں۔ ہندی میں گرجن کا تیل۔ (محیط اعظم)۔
۳۲۴	قنیر -	بفتح اول و کسر ثانی و سکون ثالث۔ معرب ہے لفظ کفیر کا جو

<p>کہ ایک پیمانہ ہے جسکی مقدار ۱۲ صاع ہے اور صاع ۸ رطل کا ہوتا ہے اور رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے۔ پس تغیر ایک من پر کا ہوا۔ (عیان اللغات)۔</p>	
<p>بفتح ہر دو قاف و سکون لام و کسر دال۔ عربی لفظ ہے۔ فارسی میں اسکو زاج احمر اور ہندی میں سرخ کیس کہتے ہیں۔ اور یہ قول جمہور اطباء کا ہے۔ اور شیخ بوعلی سینا کے نزدیک قلعہ نیش زاج ابیض کو کہتے ہیں جسکی ہندی پتھر کی ہے۔ (محیط اعظم)۔</p>	<p>۳۲۵ قلعہ نیش۔</p>
<p>اردو محاورہ میں صرف قلم سے وہ شاخ یا ہتھی مراد ہے۔ جو ہری کاٹ کر زمین میں لگاتے ہیں۔ (دیکھو فرہنگ آصفیہ جسکے یہی الفاظ ہیں) صاحب فرہنگ آصفیہ نے دوسرے مقام پر قلم لگانے کے دو معنی لکھے ہیں۔ (۱) کسی درخت کی شاخ کو زمین میں دبانا۔ (۲) پیوند لگانا۔ اب ہکو اوس عمل کیلئے یہ محاورہ کام نہیں دے سکتا جو اوپر بیان ہوا۔ یعنی ہری شاخ یا ہتھی کو کاٹ کر زمین میں لگانے کو قلم لگانا نہیں کہہ سکتے۔ اسلئے کہ قلم لگانے کے دو معنی آخر الذکر بیان کے لحاظ سے مخصوص ہو گئے۔ ہم کہتے ہیں کہ لفظ قلم کے اُن معنوں کے لحاظ سے ہکو صاحب فرہنگ آصفیہ نے لکھا ہے حکما بیان ابتدا میں ہوا اور قلم لگانے کے معنی ضرور یہ ہونے چاہئیں (الف) کسی درخت سے ہری شاخ کاٹ کر زمین میں لگانا۔ (ب) قلم کا پیوند لگانا۔ الف۔ میں معنی نمبر (۱) متذکرہ بالا کے ساتھ جو اختلاف لفظی و معنوی ہے۔ یا ب کو معنی نمبر (۲) متذکرہ بالا سے ملانے سے</p>	<p>۳۲۶ قلم لگانا۔</p>

جو لفظی نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ بہت نازک ہے اور یہ اسکا نتیجہ ہے کہ اہل لغت نے فنِ فلاحیت کے ان اصطلاحات پر اپنی توجہ مائل نہیں کی ہے۔ طریقہ کاشت کے ۳ طریقے ہیں جو کاشت بذریعہ تخم کے سوا ہیں۔

(الف) کاشت بذریعہ ایک ایسی ہری شاخ کے جسکو ہم نے درخت سے کاٹ لیا اور پھر اوسکو زمین میں لگا دیا۔

(ب) کاشت بذریعہ ایک ایسی شاخ کے جسکو زمین میں دبایا۔ اور جب اس میں جڑیں پیدا ہوئیں تو اسوقت اوسکو درخت سے قطع کر کے ایک مستقل پودہ بنا لیا۔

(ج) کاشت بذریعہ پیوند۔ اسکی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کسی درخت سے ہری شاخ کو اول کاٹ کر دوسرے سے پیوند لگایا۔ (۲) کسی درخت کی شاخ کو نہ کاٹ کر بلکہ جہاں کہہ دوں پیوند کے ساتھ اسکا پیوند لگایا۔

اب اس اقسام کاشت کو بیان کرنے کے لئے اردو محاورہ کے جدا جدا الفاظ اردو لغات سے نہیں ملتے۔ اور نہ اہل زبان سے قابل اطمینان طریقہ پر ملتے ہیں۔ لہذا ہم نے اپنے مقصد کو بیان کرنے کے لئے اس کتاب میں حسب ذیل اصطلاحی الفاظ مقرر کر لئے ہیں:-

الف۔ کے لئے قلم لگانا۔

ب۔ کے لئے شاخ دبانا اور شاخ لگانا۔

ج۔ کے نمبر (۱) کے لئے قلم کا پیوند لگانا۔

ج کے نمبر (۲) کے لئے شاخ کا پیوند لگانا۔
 صاحب فرہنگ آصفیہ پیوند لگانے کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ
 ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ میں پیوست
 کرنا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ یہ معنی عام ہیں۔ مولف کے
 مقصد کو پورا کرنے کے لئے اول شاخ اور قلم کا فرق سمجھنا چاہئے
 شاخ کے معنی بقول فرہنگ آصفیہ ٹہنی اور ڈالی ہیں اور قلم
 کے معنی بقول فرہنگ مذکور ہری کاٹی ہوئی شاخ اور ٹہنی۔
 پس اس تعریف کے معلوم ہونے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر
 ہم نے کاشت بذریعہ قلم کی ہے تو اسکو یا تو قلم بونا کہا جائے
 یا قلم لگانا۔ صاحبان لغت قلم بونے کا محاورہ نہیں لکھتے۔ پس
 بجز اسکے گزیر نہیں ہے کہ ہمارے مقصد کو قلم لگانے سے چل
 کیا جائے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ کا یہ فرمانا کہ قلم لگانے سے
 کسی درخت کی شاخ کو زمین میں دبانا مراد ہے۔ معانی الفاظ
 کے مختار ہے۔

جب معلوم ہو چکا کہ شاخ اور قلم کے معنوں میں عام و خاص
 کے نسبت اور فرق ہے تو ہم کو لغات اردو کے اجمال سے
 ضرور خلیان پیدا ہوا۔ اب ہم شاخ اور قلم سے دو کام لینا چاہتے
 ہیں۔

ایک یہ کہ قلم کو زمین میں بونا چاہتے ہیں اور قلم بولے کا محاورہ
 نہیں ہے تو ناگزیر اس کو قلم لگانا کہیں گے۔
 اور پھر اسی قلم سے ایک پودہ میں پیوند لگانا چاہتے ہیں اسکے

	<p>لئے صرف پیوند لگانا اور قلم لگانا نہیں کہہ سکتے۔ اسلئے کہ پیوند لگانے کے معنی عام ہیں۔ اور قلم لگانے کے معنی بھی محاورہ اردو میں بقول صاحب فرہنگ آصفیہ صرف پیوند لگانے کے ہیں۔ پس دونوں کے معنی عام ہو گئے۔ اب ہکو اپنی خاص غرض کے لئے قلم سے پیوند لگانے کا محاورہ بنا لینا پڑا۔</p> <p>اسی طرح ہم شاخ سے بھی دو کام لینا چاہتے ہیں ایک یہ کہ شاخ سے قلم نہ کاٹ کر اسکو پودہ بنانا۔ اسی کام نے شاخ کا نام رکھا ہے اور شاخ لگانے کے جو دو معنی صاحب فرہنگ آصفیہ نے لکھے ہیں وہ ہمارے مقصد کے خلاف ہیں۔ اور دوسرا کام پیوند کا ہے جو کسی شاخ کو ایک پودہ پر جانے کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اسکا نام ہم نے شاخ کا پیوند لگانا رکھا ہے اسلئے کہ صرف پیوند لگانے کے معنی عام ہیں جسکا اطلاق شاخ اور قلم دونوں کے پیوند پر ہوتا ہے۔</p> <p>اہل زبان ہم کو معاف فرمائیں کہ ہم نے مجبوری کی وجہ سے محاورہ میں تصرف کیا ہے اور ہکو بغیر اسکے گزیر نہ تھا۔</p>
۳۲۷	<p>صاحب محیط اعظم نے اس لفظ کو قننی، بفتح قاف و نون والٹ مقصورہ ضبط کیا ہے۔ قننی عربی میں نے کو کہتے ہیں جس سے نیزہ بنتا ہے اور بانس کو بھی کہتے ہیں جس سے بسلوچن بنتی ہے۔ (محیط اعظم)۔</p>
۳۲۸	<p>فتح اولیٰ، انگور دان سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۳)۔</p>

۳۲۹	رقنہ -	بکسر اول و فتح نون مخففہ - عربی زبان کا لفظ ہے جسکی فارسی بارزو و بیرزو - اور ہندی مشہور نام گندہ بہرہ ہے (محیط اعظم)۔
۳۳۰	قوبار -	بضم واو معروف - ایک مرض کا نام ہے جو جلد بدن پر عارض ہوتا ہے جسکو ہندی میں داد کہتے ہیں (عیان اللغات)۔
۳۳۱	قوثامی -	بضم اول - علمائے کسانین میں ایک فلاح گزرا ہے جو فن فلاحت اور علم نباتات کا ماہر تھا۔
۳۳۲	قورنتہ -	فواج مصر میں ایک شہر کا نام ہے۔
۳۳۳	قوئر -	ایک قسم کا کثیر ہے جو انگور کو مضرت پہنچاتا ہے اس کا بیان صفحہ ۲۷۳ میں ہوا ہے۔
۳۳۴	قیراط -	بکسر قاف و سکون یا - اصل میں قیراط تشدید را کے ساتھ تھا۔ اسی وجہ سے اسکی جمع قیراط آئی ہے۔ یہ عربی میں ایک وزن کا نام ہے جسکی مقدار نصف دانگ ہے (مرلج و مہتی الارب)۔ اور دانگ صاحب عیاش کی تحقیق میں چہرہ رتی کا ہوتا ہے۔ پس قیراط تین رتی کے مساوی ہوا۔
۳۳۵	قابلی -	انگلستان کے انگور و ن سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۳۲)۔
۳۳۶	کازرونی	سے مراد ایک حکیم ہے جو یونان میں گزرا ہے۔ جس کا نام سدید کازرونی تھا۔ (محیط اعظم)۔
۳۳۷	کاماس نہری -	ایک مشہور عالم کا نام ہے جو کسدان میں گزرا ہے۔ علم نباتات اور فن فلاحت میں کامل تھا۔
۳۳۸	کاجی لسی کویلا	ایک قسم کی تری ہے جو انگور کے درخت کو نقصان پہنچاتی ہے۔

		دیکھو صفحہ ۲۷۷۔
۳۳۹	کانون اول۔	رومی ہینہ کا نام جو بقول صاحب غیاث اللغات ماہ ہندی (پوس) کے مطابق ہے۔
۳۴۰	کانون ثانی۔	رومی ہینہ کا نام جو تقریباً ماہ ہندی (ماگھ) کے مطابق ہے (غیاث اللغات)۔
۳۴۱	کبارہ۔	اس لفظ کو صاحب محیط اعظم نے کبار بدون ہاضب کیا ہے اسکو عربی میں کبر بھی کہتے ہیں اور فارسی میں ہی کبر اور کورک کہلاتا ہے اور ہندی میں کرلی اور اہل دکن اس کے درخت کو نیستی کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا درخت ہے۔ (محیط اعظم)۔
۳۴۲	کبریتا یا درات الجحر	ایک مرکب وہ ہے۔ جسکی تشریف صفحہ ۲۷۸ میں بیان ہوئی ہے۔
۳۴۳	کیشیا حمرا۔	بفتح اول۔ سریانی زبان میں درخت انگور کو کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۴۴	کنوبیا۔	بفتح اول۔ انگریزی اقسام انگور سے ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر (۳۵)۔
۳۴۵	کثیر الاغصان۔	یہ زبان عربی کا مرکب لفظ ہے۔ اس کے معنی وہ درخت جسپر شاخیں بہت ہوں۔
۳۴۶	کثیر الاوراق۔	یہ لفظ مرکب عربی زبان کا ہے۔ اس کے معنی وہ شلخ یا درخت جسپر پتے زیادہ ہوں۔
۳۴۷	کراومی۔	یہ لفظ سریانی زبان کا ہے اسکی عربی تفسیر و کون رومی اور فارسی میں کردیہ و زریہ رومی و شاہ زریہ اور ہندی میں رومی زریہ کہتے ہیں۔ صاحب محیط اعظم نے اسکو کرو یا بھی ضبط کیا ہے۔
۳۴۸	کر سہند	بفتح اول و ثانی و سکون سین۔ مقرب ہے کسک فارسی کا ہندی

۳۴۹	کرفس -	میں اسکو سڑکتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۵۰	کرم -	بفتح اول و ثانی و سکون ثالث۔ عربی میں ایک دوا کا نام ہے جسکو زبان ہندی میں اجمود کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۵۱	کرم پیلہ -	بفتح اول و سکون ثانی۔ عربی زبان میں درخت انگور بکسرکاف و سکون راسے مہلہ۔ فارسی زبان میں ریشم کے کڑے کو کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۵۲	کرمۃ البر -	بفتح اول۔ انگور کی ایک خاص قسم ہے۔ جسکا بیان اس کتاب کے صفحہ ۴۵ نمبر ۲۲ پر ہوا ہے۔
۳۵۳	کرمۃ الدریاق -	بفتح اول۔ زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۶ کا نمبر ۲۳۔
۳۵۴	کرومانہ -	کرومانہ فارسی زبان میں کرمانہ کو کہتے ہیں۔ جسکو عربی میں جالود کہتے ہیں اور وہ ایک نبات کا تخم ہے جو دوا میں کام آتا ہے و محیط اعظم
۳۵۵	کسوس -	ایک قسم کا درخت ہے جسکو صاحب محیط اعظم نے بئرک فون کسوس لکھا ہے اسی کو خشخاش زردی بھی کہتے ہیں۔
۳۵۶	کشمش -	بکسر اول۔ زبان فارسی میں خشک انگور کا نام ہے اور انگلستان کے انگوروں میں ایک خاص قسم اس نام سے مشہور ہے دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر ۳۶۔
۳۵۷	کشمشی -	بکسر اول۔ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ اور انگلستان کی ایک خاص قسم کا نام بھی ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر ۳۶۔
۳۵۸	کشنہ -	یہ لفظ فارسی زبان کا ہے اسکا معرب کشنج ہے اور کشنج کو شیخ العرب نے ایک قسم کے سانپ کی چہتری یعنی کہنی لکھا ہے جو کہ رگستان

		مین بیدار ہوتی ہے اور نہایت درجہ کی مخدر ہے یعنی اعطا کو بحس کرنے والی ہے (محیط اعظم)۔
۳۵۹	کلابرہ -	بفتح اول - ایک شہر کا نام ہے جو اطالیہ میں واقع ہے۔
۳۶۰	کلاسیہ -	بفتح اول - بقول صاحب فلاحہ رومیہ نام درخت - لغت سے اس لفظ کا کچھ سراغ نہیں ملتا ہے۔
۳۶۱	کلف -	بفتح اول و ثانی - ایک مرض کا نام ہے جسکے عارض ہونے سے رخساروں پر سیاہی مائل داغ ظاہر ہوئے ہین - یہ عربی زبان کا لفظ ہے - (غیاث اللغات)۔
۳۶۲	کمون -	بفتح کاف و ضم میم و سکون واو و فون - عربی لفظ ہے اسکو فارسی اور ہندی میں زیرہ کہتے ہین - (محیط اعظم)۔
۳۶۳	کمون صحرائی -	کمون بفتح اول - زبان عربی میں ایک دوا کا نام ہے جسکو فارسی اور ہندی میں زیرہ کہتے ہین اور صحرائی سے مراد خود رو ہے یعنی جو کہ جنگل میں پیدا ہو - (محیط اعظم)۔
۳۶۴	کچھی -	بضم اول - دکن میں اس آلہ کو کہتے ہین جو سن سے بنایا جاتا ہے یا بالون سے جس سے اُنک پاشی یا رنگ کا کام لیا جاتا ہے۔
۳۶۵	کٹری ویٹ -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۶ کا نمبر ۳۷۔
۳۶۶	کنڈس -	بفتح اول - بقول صاحب محیط اعظم نک چکنی یا اکل بیر۔
۳۶۷	کنکار ڈامریکا -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے - دیکھو صفحہ ۵۷ کا نمبر ۳۸۔
۳۶۸	کنڈہ -	بکسر اول - مصطفیٰ (محمداً)۔

۳۶۹	کنڈرو گوند۔	ایک قسم کا گوند ہے مصطفیٰ کے مشابہ لیکن اسکا رنگ سرخ ہوتا ہے جو کہ بلغم و بخار کا فساد دفع کرتا ہے اور پسینہ کو روکتا ہے اور قوت باہ و معده و دماغ و مثانہ کو قوی کرتا ہے (محیط اعظم)
۳۷۰	کوکس وٹیس۔	ایک قسم کے کیڑے کا نام ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۷۔
۳۷۱	کولی کا ندا۔	یہ لفظ ہندی زبان کا ہے مرکب ہے کولی اور کا ندہ سے کولی نوزابت اور کا ندہ پیاز یعنی پیاز نوزابت چونکہ بنگالہ کے نوزابت اکثر کپڑے کے تانے اور بانے پر اسکا لعاب ملتے ہیں لہذا یہ نام رکھا گیا۔ اسکی عربی غنصل و بصل الغنصل و بصل الفارسی ہے۔ اور فارسی پیاز دشتی (پیاز موش) اسلئے کہ اسکو کبانے سے چوہے مرجاتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۷۲	کو نورہ۔	بقول صاحب فلاحتہ رو میہ ایک دوا ہے جسکا پتہ افسوس ہے کہ مولف کو لغات سے نہیں ملا۔
۳۷۳	کھڑک۔	بفتح اول۔ دکن میں اُس زمین کا نام ہے جو سرخی مائل اور سخت ہو جس میں زرم پتھر کی ہتین جی رہیں جسکے توڑنے سے عمدہ قسم کی دودھی اور لٹکر حاصل ہو۔ جو کون پر بچائی جاتی ہے۔
۳۷۴	گار کے پتھر۔	دکن میں سفید سنگریزوں کو جو مرمر کی قسم کے ہوں گار کے پتھر کہتے ہیں۔
۳۷۵	گراس کراہر۔	بفتح اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۳۹ کا نمبر ۳۹۔
۳۷۶	گراٹیولی تہا با ٹڑانا۔	یہ ایک قسم کے کیڑے کا نام ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۷۷۔

۳۷۷	گرزلی فرانکینک	بفتح اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۷۷ کا نمبر ۴۰۔
۳۷۸	گروانڈ سوٹ وارٹ	بضم اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۸ کا نمبر ۴۱۔
۳۷۹	گریب وین۔	بکسر اول۔ زبان انگریزی میں انگور کی بیل
۳۸۰	گل آرٹنی۔	بکسر اول و ثانی و فتح جہزہ و سکون را و فتح میم۔ فارسی لفظ ہے۔ اسکو عربی میں طین آرٹنی کہتے ہیں یہ ایک قسم کی سرخ اور تیرہ کلیجی کے رنگ کی مٹی ہے جسکو ارمنیہ سے لاتے ہیں جو کہ خوشبودار اور سردار ہوتی ہے۔ زبان پر چٹ جاتی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۳۸۱	گوڈن شپین۔	بضم اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۸ کا نمبر ۴۲۔
۳۸۲	گوڈن کوئن۔	بضم اول۔ زبان انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۸ کا نمبر ۴۳۔
۳۸۳	گیلانی۔	حکیم علی گیلانی سے مراد ہے (محیط اعظم)۔
۳۸۴	لینج۔	بفتح لام و با و سکون خا۔ عربی میں ایک بڑے درخت کا نام ہے جو کہ سرزمین صید میں کثیر الوجود اور درخت چنار کے مشابہ ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۳۸۵	لیٹی۔	بکسر اول۔ زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۲۶ کا نمبر ۲۲۔
۳۸۶	لیا برسکا۔	زبان انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔
۳۸۷	لیپی ڈاپٹرا۔	یہ ایک قسم کا کیترا ہے۔ جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا

		ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۷۶۔
۳۸۸	لیٹہرس سیفالوٹس۔	یہ ایک قسم کا کٹڑا ہے۔ جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے دیکھو صفحہ ۲۷۶۔
۳۸۹	لیڈمی ڈون سیڈ لنگ۔	بکسر اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۴۔
۳۹۰	لیف خرماء۔	بکسر لام و سکون یسے تختانی۔ عربی لفظ ہے اور اُس پردہ اور جہتی کا نام ہے جو کہ لکڑی کے مہین مہین رشتوں اور تاروں سے بنی ہوئی درخت خرماء اور ناریل کے ثمرہ وغیرہ پر پیدا ہوجاتی ہے اسکے عمدہ اقسام سے لیف خرماء و لیف ثمرہ ناریل ہے (محیط اعظم)۔
۳۹۱	مارجات۔	ملک فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۳۹۲	مارماہی۔	یہ فارسی لفظ ہے جو کہ مار اور ماہی سے بنا ہے اسکا معرب مارماہیج ہے۔ اسکو ہندی میں بام اور کچیا مچھلی کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی مچھلی کا نام ہے جو کہ سانپ کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے عربی میں اسکو ثعبان البحر کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۳۹۳	مارن۔	یہ چونے کا ایک جزو ہے جسکو اہل فرانس درخت انگور کے لئے بہت مفید خیال کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۰۸۔
۳۹۴	مارو طیشا۔	بابلی زبان میں ایک خاص قسم انگور کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۷ کا نمبر (۲۵)۔
۳۹۵	مازیرون۔	بفتح میم وزاے مجہد و سکون راسے مہلہ و ضم یسے تختانی۔ عربی لفظ ہے۔ اسکو فارسی میں کایزوا و مہنت برج اور انگریزی میں مزیرون

		کہتے ہیں اور یہ ایک قسم کے شیردار درخت کے پتے ہیں جنہیں زہرا اثر ہوتا ہے (محیط اعظم)۔
۳۹۶	مازو۔	یہ زبان فارسی کا لفظ ہے۔ ایک دوا کا نام۔ جسکو ہندی میں باجوہل کہتے ہیں۔
۳۹۷	ماسرجویہ۔	ایک طبیب کا نام ہے جو یونان میں گزرا ہے۔
۳۹۸	ماسی سورانی۔	ایک محقق کسدانی کا نام ہے جو فن نباتات اور علم خلاصت میں بہت کامل گزرا ہے۔
۳۹۹	ماہ نیسان۔	نیسان بفتح و سکون یا عے تختانی وسین مہملہ۔ ساتوین مہینے کا نام ہے۔ رومی مہینوں سے جسکے دنوں میں آفتاب برج حمل میں رہتا ہے۔ (عیان اللغات)۔
۴۰۰	مشر۔	بفتح اول۔ فرانسیسی زبان میں ایک طولانی پیانا ہے جو ساوی ہے ۳۷۰۷۳۹۔۳۹۵۷۔۳۹۶۷۔۳۹۷۷۔۳۹۸۷۔۳۹۹۷۔ (المقادیر)۔
۴۰۱	مشقال۔	بکسر اول۔ زبان عرب میں ایک وزن کا نام ہے جو سارا ہے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ (عیان اللغات)۔
۴۰۲	محرقت۔	بضم اول۔ زبان عرب میں محرق سے جلانے والی چیز مراد ہے محرق ملک سے گرم ملک مقصود ہے۔
۴۰۳	محقق کسدانی۔	سے مصنف فلاحتہ النبطیہ (احمد ابن وحشیہ کسدانی) مراد ہیں۔
۴۰۴	محول قلوبی۔	یہ لفظ منسوب ہے قلی یا قلی الصباغین سے جسکو فارسی میں اشچا اور ہندی میں سچی کہتے ہیں۔ یعنی سچی میں گہوٹی ہوئی دوا۔ (محیط اعظم)۔
۴۰۵	مختار۔	بضم اول۔ انگور کی سرد شاخوں کی تراش کا نام عربوں نے مختار رکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۸۷۔

۴۰۶	مر -	بضم نیم و تشدید رے مہلہ زیر بفتح اول تشدید ثانی عربی زبان کا لفظ ہے اسکو انگریزی میں مرکو اور ہندی میں بول اور لال بول کہتے ہیں اور یہ ایک خاردار درخت کا گوند یا دودھ ہے جو کہ ملک مغرب و روم و ہند میں بہت بلند اور گرہ دار بانس کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ (محیط اعظم)۔
۴۰۷	مردہ سنگ -	اسکو صاحب محیط اعظم نے مردہ سنگ انف کے ساتھ ضبط کیا ہے بفتح نیم و سکون رے مہلہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اسکا مقرب مردہ پنچ ہے اور ہندی میں بھی اسی نام سے مشہور ہے۔
۴۰۸	مرض الارض -	درخت انگور کے امراض سے ایک مرض کا نام ہے جسکی تعریف صفحہ ۲۴۲ میں بیان ہوئی ہے۔
۴۰۹	مرض الاصل -	دیکھو صفحہ ۲۴۰ جمین اسکی تعریف بیان ہوئی ہے۔
۴۱۰	مرض الجبل -	دیکھو صفحہ ۲۴۰ جمین اس مرض کی تعریف بیان ہوئی ہے۔
۴۱۱	مرض الحمرة -	امراض درخت انگور سے ایک خاص مرض کا نام ہے جس کا بیان صفحہ ۲۲۵ میں ہوا ہے۔
۴۱۲	مرض الساعی -	دیکھو صفحہ ۲۳۹ جمین اسکی تعریف بیان ہوئی ہے۔
۴۱۳	مرض الشمرخ -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے دیکھو صفحہ ۲۴۲۔
۴۱۴	مرض العارضہ -	دیکھو صفحہ ۲۳۰ جمین اسکی تعریف بیان ہوئی ہے۔
۴۱۵	مرض العصر -	درخت انگور کے امراض سے ایک خاص مرض کا نام ہے جس کا بیان صفحہ ۲۴۳ میں ہے۔
۴۱۶	مرض العین -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۲۴۳)۔

۴۱۷	مرض الغبار -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۲۲
۴۱۸	مرض الکسل -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ (۴۲۳) -
۴۱۹	مرض النفخ -	امراض درخت انگور سے ایک مرض کا نام ہے۔ جسکی تعریف صفحہ (۴۲۱) پر بیان ہوئی ہے۔
۴۲۰	مر قوس -	بفتح اول - یونان میں ایک فلاح گزرا ہے جو علم نباتات کا عالم تھا۔
۴۲۱	مزدیق -	بقول صاحب فلاحتہ - وہ ایک قسم کی گہانس ہے جسکا پتہ افسوس ہے کہ مولف کو لغات سے نہیں ملا۔
۴۲۲	مسان -	بفتح اول - تلنگانہ دکن میں اہل ہنود کے قبرستان کو کہتے ہیں جہاں مڑے جلائے جاتے ہیں۔
۴۲۳	مسنر پسنسٹیک مسکٹ -	بکسر اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۵ -
۴۲۴	مسکٹ آف الگز انڈریا -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۸ کا نمبر ۴۶ -
۴۲۵	مسکٹ روز -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۴۷ -
۴۲۶	مسکٹ ہمبرک -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۴۸ -
۴۲۷	مسکٹ -	بفتح اول - زبان فارسی کا لفظ ہے۔ انگریزی اقسام انگور سے ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۴۹ -

۴۲۸	مطلقم -	بضم اول - دیکھو صفحہ ۱۵۸ -
۴۲۹	نسطقم علیہ -	بضم اول - دیکھو صفحہ ۱۵۸ -
۴۳۰	مغربیہ خالصہ	بفتح اول - زبان عرب میں خالص مغربی ہوا کا نام ہے -
۴۳۱	مفرطہ -	بضم اول - زبان عربی کا لفظ بمعنی کثیر و زائد -
۴۳۲	لموگ -	بفتح اول و تشدید وضم کاف و واو ساکن بروزن مفعول - ایک پیمانہ ہے جو برابر ہے تین کیلچہ کے اور کیلچہ ایک صیغہ اور پے من کا ہوتا ہے - اور من عربی میں دور طل کا ہوتا ہے اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا - (صراح) نہتی الارب میں لکھا ہے کہ لموگ بروزن تنور ایک پیمانہ ہے جس میں ڈیڑھ صاع غلہ آتا ہے اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد ایک رطل اور ایک ہائی رطل کا ہوتا ہے -
۴۳۳	لماحی -	بفتح اول - زبان فارسی میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴۰ کا نمبر ۲۶ -
۴۳۴	لما -	بفتح اول - ایک شہر کا نام ہے جو ہسپانیہ میں واقع ہے -
۴۳۵	لمح محرق -	لمح بکسر میم و سکون لام - لفظ عربی بمعنی نمک و محرق بضم میم و فتح حاء حطی و تشدید و فتح راء مہملہ - لفظ عربی بمعنی سوختہ مجموعہ کے معنی نمک سوختہ جس کو ہندی میں جلایا ہوا نمک کہتے ہیں -
۴۳۶	لمعونہ -	بفتح اول - زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴۰ کا نمبر ۲۷ -
۴۳۷	لمسک -	بضم اول - زبان عرب میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۴۴۰ کا نمبر ۲۸ -

۴۳۸	مناکب الکرمۃ -	مناکب بفتح میم و کسر کاف - دوشنبہ و کتھناے مردم (عیاش اللغات) یہاں درخت انگور کی طرف اضافت کرنے سے مجازی معنی مراد ہیں۔ یعنی انگور کی وہ شاخیں جو درخت کے اطراف میں ہوں۔
۴۳۹	منبت -	بفتح اول و سکون ثانی و فتح ثالث - زبان عرب میں درخت گنے کی جگہ۔
۴۴۰	مشار الشطیم -	بکسر اول - دیکھو صفحہ ۱۵۶۔
۴۴۱	موزج -	یہ لفظ مقرب ہے موزک فارسی کا۔ اسکو عربی میں زریب الجبل و زریب البئر اور فارسی میں موزر صحرائی کہتے ہیں۔ ہندی میں پیار ہی کشمش - (محیط اعظم)۔
۴۴۲	موزو -	بضم اول و فتح ثانی و تشدید رائے مفتوح - زبان عرب میں گلابی کو کہتے ہیں۔
۴۴۳	موزراری -	بفتح اول - انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر (۵۰)۔
۴۴۴	میخج -	ایک خاص شربت کا نام ہے۔ جسکی تعریف خاتمہ کے صفحہ ۳ پر بیان ہوئی ہے۔
۴۴۵	میڈس فیلڈ کوٹ	بکسر اول - زبان انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر (۵۱)۔
۴۴۶	میس -	بفتح میم و سکون یاء تختانی - اور آخرین لون کے ساتھ بھی آیا ہے۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسکو یونانی میں لوسوس اور لوطوس کہتے ہیں۔ یہ ملک شام کا ایک بہت بڑا درخت ہے۔ (محیط اعظم)۔

۴۴۷	میوہ -	بکسریم سکون یا سہتانی و فتح عین مہملہ - عربی لفظ ہے جسکی ہندی سلارس اور انگریزی اسٹورکن ہے - فارسی میں میوہ ہی مستعمل ہے یہ ایک قسم کے درخت کا گوند یا دودھ ہے - جو بہت خوشبودار ہوتا ہے اسکے درخت کو ملک شام کے باشندے عبہر کہتے ہیں - (محیط اعظم) -
۴۴۸	میوہ سائلہ -	بکسریم سکون یا سہتانی و فتح عین مہملہ - عربی زبان کا لفظ ہے جسکو ہندی میں سلارس اور انگریزی میں اسٹورکن کہتے ہیں - (محیط اعظم) - سائلہ سے بننے والا مراد ہے -
۴۴۹	میٹلی متر -	یہ ایک فرانسیسی پیمانہ ہے - جو بقول صاحب المقادیر ہزار وان حصہ متر کا یا ۳۹۳۷۰۰۰۰ انچہ انگریزی -
۴۵۰	ناخنہ -	بضم خاء مجھ - زبان فارسی میں اس بیماری کا نام ہے جو کبکھل ناخن انگلیہ میں ظاہر ہوتی ہے - اور عربی میں اس کا نام ظفرہ ہے - (انفاس اللغات) -
۴۵۱	ناخوہ -	یہ لفظ فارسی زبان کا ہے جسکی عربی کون الملک و کون الحبش ہے اور ہندی اجواہن - (محیط اعظم) -
۴۵۲	ناینا ٹشکا -	یہ ایک قسم کا کیرا ہے جو درخت انگور کو نقصان پہنچاتا ہے - ویکھو صفحہ ۲۷۶ -
۴۵۳	نبات خشبی -	خشیش عربی میں گہاس کو کہتے ہیں نبات خشبی وہ نرم و نازک درخت ہے جسکی شاخیں گہاس کی طرح کمزور اور نرم ہوں (حسن الصنع)
۴۵۴	نبات خشبی -	خش عربی میں لکڑی کو کہتے ہیں نبات خشبی سے مراد وہ درخت ہے جو کمزور و نازک شاخیں رکھتا ہو بلکہ اوسین سختی پائی جائے - (۱۰)

۴۵۵	زکل -	بفتح اول و سکون دوم و ضم کاف تازی و سکون لام - یہ لفظ سبزی پورب کی زبان کا ہے۔ عام اہل ہند اسکو زسل اور نے بوریہ کہتے ہیں اور فارسی میں اسکو نے بوریہ اور گنج اور عربی بردی ہے۔ (لفظان اللغات و فرہنگ اصفہ)۔
۴۵۶	نس -	دکن میں درخت کے ریشے کو نس کہتے ہیں۔
۴۵۷	نصف الیل -	بکسر اول - زبان عرب میں آدھی رات کی وقت کو کہتے ہیں
۴۵۸	نصف النہار -	بکسر اول - زبان عرب میں وقت دوپہر کو کہتے ہیں۔
۴۵۹	نفسا الدم -	بفتح اول و ثانی - زبان عرب میں جریان خون کے مرض کو کہتے ہیں۔
۴۶۰	نفس جزئی -	(عربی) خاص کسی شخص کا نفس۔
۴۶۱	نفس کلی -	(عربی) مطلق نفس۔
۴۶۲	نلوا -	بفتح اول و سکون ثانی - دکن میں ایک گلی نلے کو کہتے ہیں جو دور بنایا جاتا ہے اور دونوں جانب سے گھلا ہوا ہوتا ہے جب اسکو درمیان سے توڑتے ہیں تو ایک ٹوٹے سے دھیرے حاصل ہوتے ہیں چکو مکانات کی سخت پر چھا دیے ہیں۔
۴۶۳	نمش -	بفتح اول و دوم - زبان عرب میں ایک مرض کا نام ہے۔ امرنجلہ سے جو سوداوی خون کے جوش سے عارض ہوتا ہے اور بدن پر گول گول داغ مثل کلفت کے ہو جاتے ہیں۔
۴۶۴	نملہ -	بفتح اول و سکون ثانی - عربی زبان میں ایک مرض کا نام ہے جسکی وجہ سے صفراوی زردی مائل پتھر بدن پر پیدا ہو جاتے ہیں جو آپس میں لکر بتدیج پھیل جاتے ہیں۔ (عیات اللغات)۔

۴۶۵	لو لینا -	بضم اول - کسدانی زبان میں انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۸ کا نمبر ۲۹۔
۴۶۶	نیافوق -	ایک حکیم کا نام ہے جو فنِ فلاحیت اور علمِ نباتات میں کامل تھا۔
۴۶۷	وسٹ سنٹ پیٹر -	بکسر اول - زبانِ انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۵۹ کا نمبر ۵۷۔
۴۶۸	ولپسینا -	بفتح اول - انگریزی انگور کی ایک قسم۔
۴۶۹	ونڈ -	بفتح اول - دکن میں چکنی مٹی کو ونڈ کہتے ہیں۔
۴۷۰	ونیارڈ -	بفتح اول - زبانِ انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۸۔
۴۷۱	ویتیسوی فیرا -	نباتی زبان میں درخت انگور۔
۴۷۲	ویٹ شامپین -	بفتح اول - زبانِ انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۳۔
۴۷۳	ویٹ فرامٹیک -	بفتح اول - زبانِ انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۳۔
۴۷۴	ویٹ سنکٹ -	بفتح اول - زبانِ انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۵۔
۴۷۵	ویٹ نیس -	بفتح اول - زبانِ انگریزی میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۶۔
۴۷۶	ویدرون اسایا -	رومی زبان میں درخت انگور - (محیط اعظم)۔
۴۷۷	ویپر سائی -	ملکِ فرانس کے ایک شہر کا نام ہے۔
۴۷۸	ویٹھور پیدوس -	یہ ایک یونانی حکیم کا نام ہے۔ (محیط اعظم)۔

۴۷۹	ویمقراطیس -	یونان میں ایک حکیم گزرا ہے جو علم نباتات کا عالم تھا۔ یمنون نے اسکو دال جملہ سے کہا ہے۔ (بحر الجواہر)۔
۴۸۰	وین النوک سیڈ لنگ -	بفتح اول۔ انگریزی زبان میں انگور کی ایک قسم کا نام ہے۔ دیکھ صفحہ ۶۰ کا نمبر ۵۷۔
۴۸۱	ہلا بہ -	بالفتح۔ بقول صاحب فلاحہ رویہ رومی زبان میں ایک درخت کا نام ہے۔ اس لفظ سے اکثر لغات ساکت ہیں۔ صاحب فنی اللہ نے اہلہ اسکو بضم اول آب شستہ یا رگ بچہ نوزادہ کے معنی میں ضبط کیا ہے۔
۴۸۲	ہند بار -	بکسر اول و سکون نون و کسر دال جملہ و فتح باء موحده۔ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اور فارسی و ہندی میں اسکو کاسنی کہتے ہیں (محیط اعظم)۔
۴۸۳	ہومر -	یورپ کے ایک مشہور شاعر کا نام ہے۔
۴۸۴	یبروح -	بفتح یاء تختانی و سکون ثانی۔ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ بمعنی ذی صورتین اور بعض نے اسکو یبروح۔ بے کی تقدیم سے بھی ضبط کیا ہے۔ فارسی میں اسکو مردم گیاہ اور پنج سنگ شکن اور عربی میں نقاح اور ہندی میں لکھنی اور پرتگیزی کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)۔
۴۸۵	یبروح القنم	بفتح اول۔ زبان عربی میں ایک درخت کا نام ہے جسکو عربی میں ذی صورتین بھی کہتے ہیں۔ اور تازیون نے اسی کو مردم گیاہ کہا ہے۔ اور اسکا ہندی نام لکھنا۔ پرتگیزی ہے۔ (محیط اعظم)۔
۴۸۶	یرقان -	درخت انگور کا ایک مرض ہے۔ دیکھ صفحہ ۲۳۳۔ جس میں اسکی تعریف بیان ہوئی ہے۔
۴۸۷	یورفیا -	بقول صاحب فلاحہ رویہ۔ یورفیا ایک درخت ہے۔ اہل لغت

اس سے ساکت ہیں۔ لیکن صاحب محیط اعظم نے بوری کو کھنڈا
کیا ہے جس سے بقلہ یانی مراد ہے۔ ممکن ہے کہ روپیوں نے
اسی کو بورینا کر لیا ہو۔ اور کتابت کی غلطی سے یوریا لکھا گیا ہو
اور بقلہ یانی کو اردو میں چولائی کہتے ہیں۔

تمام شد فرہنگ متعلقہ کاشت انگور



جس کتاب پر مؤلف کی دستخط نہ ہو وہ مسروقہ سمجھی جاوے گی۔

راشم



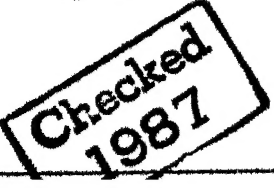
عزیز فرہنگ مؤلف

(Signature)

۶۴۴۶	واحد
ج ۴	فہرست نمبر
۷۸	تخت نمبر

فہرست ان غلطیوں کی جو اس کتاب کے چھاپے میں ہو گئی ہیں جب کی تصحیح لازم ہے

غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۲۰	کرین کے	کرین گے	۱۵۱	۷	کبلا	۲	کبلا
۲۳	غمی	غم	۱۶۲	۲	سے	۲	مین
۲۶	معارضہ	معارضہ	"	"	لینا	"	لکانا
۳۱	مضبوط	مضبوط	۱۶۵	۶	۵	۶	۶
۳۳	اسکا	انکا	۱۷۵	۴	کومان	۴	مان
۳۱	اسکی	انکی	۱۷۶	۸	خرما	۸	انگو۔
۴۷	کسدنیتین	کسدنیتین	۱۸۶	۱۰	چونا	۱۰	چونے
۵۰	مولف کا	مولف	۱۹۷	۱۱	کالون	۱۱	کالون
۶۶	ہے اسکی	ہیں انکی	۲۱۱	۱۶	پودے	۱۶	پودوں
۷۱	جسکو	جسکو	۲۲۶	۱۹	یبروح الضم	۱۹	یبروح الضم
۸۳	مولف	مولف	۲۳۷	۲۲	مین	۲۲	تین
۸۵	نیرمی	ہنیرمی	۲۴۲	۱۸	پتہ	۱۸	پتا
۹۲	بانس	پانس	۲۴۳	۶	"	۶	"
۱۰۹	بعض	کے بعض	۲۴۶	۱۱	اشقر کے نگ	۱۱	اشقرنگ
۱۱۳	زمین	زمین کو	۲۴۷	۱۱	اسکو	۱۱	×
۱۱۸	گرٹھے	گرٹھے میں	۲۵۱	۱۸	نمودار ہودار	۱۸	نمودار
۱۲۸	اسکو	انکو	۲۵۷	۱۲	چونا	۱۲	چونے

یونچہ	عربی	۲	۲۰۱	لبنیہ	لبنیہ	۱۹	۲۶۳
فارسی	عربی	۲	۲۰۱	باریکی	باریکی	۲۰	۲۶۴
کاہ	کا	۸	"	خشک	خشک	۸	۲۶۶
عربی کا	عربی	۹	"	"	"	۲	۲۶۸
کوچک	کوچک	۱۳	۲۰۹	"	"	۶	"
عین	مین	۱۵	۲۲۱	"	"	۷	۲۷۳
<p>جہاں کہیں کاتب نے یاے معروف و مجهول یا بعض نقطوں میں غلطی کی ہے جنگو ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ مین نے اونکو اس فہرست میں شریک نہیں کیا ہے۔</p>   				زور	زور	۱۶	۲۹۴
				یبروج	یبروج	۲۰	۲۹۷
				شبرم	شبرم	۱۳	۳۰۱
				پختگی	پختگی	۸	۳۰۸
				سرے کے	سرے سے	۱۹	۳۳۷
				چیرین	چیرین	۱۷	۳۴۲
				کوٹو	کوٹین	۶	۳۵۶
				برسی	برستی	۱۰	"
				شیرہ	شرہ	۱۶	۳۶۶
				فقیر	قفر	۲	۳۶۸
				مشک	مشک	۶	۳۷۲
				رازبانج	رازپانج	۱۹	۳۷۵
				اوس سے	اون سے	۲۱	۳۸۵
				حصی لبان	حصی البان	۷	۳۸۷
				سے	سے	۱۹	۳۹۰